پاکستان میں
انسانی حقوق کی صورتِ حال
2022

2022 میں انسانی حقوق کی صورتِ حال

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

2022 میں انسانی حقوق کی صورت حال

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ ماخذ کا اقرار کرتے ہوئے دوبارہ شائع کیا جا سکتا ہے۔

اس اشاعت کے اجزا کی درستی کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کسی بھی قسم کی نادانستہ فروگزاشت کی ذمہ داری نہیں لیتا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے اس اشاعت میں شامل کی گئی تصاویر جائز استعمال کی پالیسی کے تحت، کاپی رائٹ کی خلاف ورزی کے ارادے کے بغیر دوبارہ شائع کی ہیں اور اس نے تمام ماخذوں کے کردار کو تسلیم کیا ہے۔

ISBN 976-627-7602-17-8

پرنٹر: وژنریز ڈویژن
90-اے، ایئر لائنز ہاؤسنگ سوسائٹی
خیابان جناح، لاہور

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
ایوانِ جمہور
107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن
لاہور۔ 54600
فون: 3586 9969, 3586 4994, 3583 8341 (042) 3583 +92
فیکس: 3582 3588 (042) 92+
ای میل: hrcp@hrcp-web.org
ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

مدیر: فرح ضیا
ترتیب و تدوین: ردا افضل

ذرائع

جہاں متن میں کوئی حوالہ نہیں دیا گیا، ایچ آر سی پی کے جائزے پر مبنی رپورٹس، نامہ نگاروں اور عام شہریوں کے ساتھ خطوط کے تبادلے، سرکاری گزٹ، اقتصادی اور قانونی دستاویزات اور دیگر سرکاری اطلاعات اور بیانات، قومی اور علاقائی ذرائع ابلاغ میں شائع ہونے والی رپورٹوں اور یو این ڈی پی، آئی ایل او، ڈبلیو ایچ او اور یونیسف اور ورلڈ بینک جیسے عالمی اداروں کی مطبوعات پر مبنی ہیں۔

سرکاری رپورٹوں، پریس کے جائزوں اور این جی اوز کے نمونے کی سروے رپورٹوں کو ان کے محدود وسائل کے پیشِ نظر صورت حال کی مکمل یا حتمی تصویر سمجھا جانا چاہیے۔ یہ صرف سال کے دوران میں سامنے آنے والے رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں۔

تصاویر قومی اور علاقائی اخبارات اور آن لائن ذرائع سے لی گئی ہیں۔

فہرست

ذرائع کے متعلق بیان

اختصارات

تعارف ... 1

خوف کا عالم ... 5

اہم نکات ... 19

پنجاب ... 31

سندھ ... 67

خیبر پختونخوا ... 107

بلوچستان ... 137

اسلام آباد دارالحکومت کا علاقہ ... 165

آزاد جموں وکشمیر ... 199

گلگت-بلتستان ... 219

ضمیمہ 1 2022ء میں انسانی حقوق سے متعلق قانون سازی ... 243

ضمیمہ 2 ایچ آر سی پی کی سرگرمیاں ... 248

ضمیمہ 3 ایچ آر سی پی کے بیانات ... 261

تصاویر کے ذرائع ... 312

اختصارات

اے جے کے	آزاد جموں وکشمیر
اے این پی	عوامی نیشنل پارٹی
اے ٹی اے	اینٹی ٹیررازم ایکٹ 1997
بی اے پی	بلوچستان عوامی پارٹی
بی ایل ایف	بلوچستان لبریشن فرنٹ
بی این اے	بلوچستان نیشنل آرمی
بی این پی۔ایم	بلوچستان نیشنل پارٹی (مینگل)
سی ڈی اے	کیپیٹل ڈیولپمنٹ اتھارٹی
سی آئی آئی	کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی
سی این آئی سی	کمپیوٹرائز ڈنیشنل آئیڈنٹٹی کارڈ
سی او آئی ای ڈی	کمیشن آن انکوائری آن انفورسڈ ڈس اپیرینسز
سی پی ای سی (سی پیک)	چائنا پاکستان اکنامک کوریڈور
سی ٹی ڈی	کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ
ڈی ایس پی	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس
ای سی ایل	ایگزٹ کنٹرول لسٹ
ای سی پی	الیکشن کمیشن آف پاکستان
فافن	فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک
ایف سی	فرنٹئر کور
ایف آئی اے	فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی
ایف آئی آر	فرسٹ انفارمیشن رپورٹ
جی بی	گلگت ۔بلستستان
ایف ڈبلیواو	فرنٹئر ورکس آرگنائزیشن
جی بی	گلگت ۔بلتستان
ڈی بی ڈی ایم اے	گلگت ۔بلتستان ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی
جی بی ایل اے	گلگت بلتستان لیجسلیٹو اسمبلی
آئی سی ٹی	اسلام آباد کیپیٹل ٹیریٹوری
آئی ڈی پی	انٹرنلی ڈس پلیسڈ پرسنز
آئی ایف جے	انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس
آئی ایچ سی	اسلام آباد ہائی کورٹ
آئی جے ٹی	اسلامی جمعیت طلبا
آئی ایس آئی	انٹر سروسز انٹیلی جنس
آئی ایس پی آر	انٹر سروسز پبلک ریلیشنز
جے آئی	جماعت اسلامی
جے یو آئی ایف	جمعیت علمائے اسلام (فضل)
کے آئی یو	قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی
کے پی	خیبر پختونخوا
ایل بی او ڈی	لیفٹ بینک آؤٹ فال ڈرین
ایل ایچ سی	لاہور ہائی کورٹ
ایل او سی	لائن آف کنٹرول
ایم این اے	ممبر آف دی نیشنل اسمبلی
ایم پی او	مین ٹیننس آف پبلک آرڈر (آرڈیننس)
ایم کیو ایم (ایل)	متحدہ قومی موومنٹ (لندن)
ایم کیو ایم (پی)	متحدہ قومی موومنٹ (پاکستان)
این اے ڈی آر اے (نادرا)	نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی
این سی ایچ آر	نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس
این سی او سی	نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سنٹر
این ڈی ایم اے	نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی
این جی او	نان گورنمنٹ آرگنائزیشن
پی ڈی ایم	پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ
پی ڈی ایم اے	پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی
پی ای ایم آر اے (پیمرا)	پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی
پی آئی ایل اے پی	پبلک انٹرسٹ لاء ایسوسی ایشن آف پاکستان
پی آئی ایل ڈی اے ٹی	پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی
پی ایل ڈبلیو ڈی	پرسن لیونگ وداڈس ایبلٹیز
پی ایم ڈی اے	پاکستان میڈیا ڈویلپمنٹ اتھارٹی
پی ایم ایل [این]	پاکستان مسلم لیگ [نواز شریف]
پی ایم ایل [Q]	پاکستان مسلم لیگ (قائد)
پی پی پی	پاکستان پیپلز پارٹی
پی ٹی اے	پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی
پی ٹی آئی	پاکستان تحریک انصاف
آر یو ڈی اے (روڈا)	راوی اربن ڈویلپمنٹ اتھارٹی
ایس ای پی اے	سندھ اینوائرمنٹل پروٹیکشن اتھارٹی
ایس ایچ سی	سندھ ہائی کورٹ
ایس ایچ او	سٹیشن ہاؤس آفیسر
ایس این سی	سنگل نیشنل کریکلم
ٹی ایل پی	تحریک لبیک پاکستان
ٹی ٹی پی	تحریک طالبان پاکستان

تعارف

یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ 2022 میں پاکستان کو کئی بحرانوں کا سامنا رہا۔ سال کا آغاز کووِڈ-19 کے بارے میں شعور اور تیاری کے احساس کے ساتھ ہوا، حالانکہ ملک بھر میں لاکھوں نئے کیسز سامنے آئے تھے۔ خوش قسمتی سے، نیا ویریئنٹ اتنا شدید نہیں تھا اور بیماری سے صحت یاب ہونے والوں کی شرح 2021 کے مقابلے میں اس سال کہیں زیادہ تھی۔

بدقسمتی سے، سیاسی اور معاشی منظرنامہ اتنا پرامید نہیں تھا۔ جب کہ حکومت بین الاقوامی قرض خواہوں کے ساتھ بہتر معاہدے طے کرنے کے لیے کوشاں تھی معیشت یکا یک زوال پذیر ہوگئی۔ مہنگائی کے دباؤ نے لوگوں کی زندگیوں کو مزید مشکل بنا دیا؛ کاروبار بند ہوگئے، جس سے بے روزگاری اور غربت بڑھ گئی۔

یہ سیاسی بدامنی اور عدم استحکام کا سال تھا، ہمارے جمہوری نظام کی کمزوری ایسی بے نقاب ہوئی کہ پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ مقنّنہ اور انتظامیہ کو اپنی ساکھ بچانا مشکل ہوا اور عدالتی تجاویز نے آئینی اور سیاسی بحرانوں کو حل کرنے کے بجائے، مزید بگاڑ دیا۔ نوآبادیاتی دور کے ظالمانہ قوانین کو پورا سال سیاسی مخالفین کے خلاف بے محابہ استعمال کیا گیا۔ مزید برآں، آڈیو اور ویڈیو لیکس کی صورت میں لوگوں کے نجی زندگی اور وقار کے حقوق کی خلاف ورزی کی گئی۔ اور تو اور کسی نے بھی اس کام میں ملوث ریاستی اداروں سے جواب طلبی نہ کی۔ دہشت گردی نے پھر سر اٹھایا اور ملک میں پانچ سالوں میں سب سے زیادہ حملے ہوئے۔

ایسا بھی اسی سال ہونا تھا کہ جولائی میں موسمیاتی تبدیلی کے نتیجے میں ملک کے چاروں صوبوں کے ساتھ ساتھ گلگت۔ بلتستان میں قیامت خیز سیلاب آیا جس سے انفرادی زندگیوں، معاش، زرعی زمینوں اور مکانات، اور تعلیم اور صحت پر تباہ کن نتائج مرتب ہوئے۔ ان نقصانات نے سال کے آخری چھ مہینوں میں معیشت کو شدید متاثر کیا۔

یقیناً، یہ ملک میں انسانی حقوق کی مجموعی صورتِ حال کے لیے اچھا نہیں تھا، لیکن پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو خاص طور پر سال کے دوران خواجہ سراؤں کے حقوق کے بارے میں ہونے والی بحث پر گہری تشویش تھی۔ 2018 کا ترقی پسندانہ قانون ایک سال کے مشاورتی عمل کا نتیجہ تھا۔ اسے عدالتوں اور مقنّنہ کے اندر اور باہر غیر واجب طور پر متنازع بنا دیا گیا۔ اس دوران 19 سے زائد خواجہ سراؤں کو قتل کیا گیا اور سینکڑوں کو تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ لہٰذا، 'انسانی حقوق کی صورتِ حال 2022' میں اسے سال کا بنیادی مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔

پچھلی رپورٹس کی طرح، اس رپورٹ میں بھی انسانی حقوق کی مختلف قسم کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ پچھلے سال کی طرز پر، اس سال کی رپورٹ میں وفاق کی اکائیوں، دارالحکومت اسلام آباد کے علاقوں، اور آزاد جموں و کشمیر اور گلگت۔ بلتستان کی انتظامی اکائیوں پر الگ الگ باب شامل ہیں۔

ایچ آر سی پی کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ سیاسی ہلچل کے باوجود، وفاقی پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں دونوں میں کچھ ترقی

پسند قانون بنائے گئے۔ ان میں کام کی جگہ پر ہراسانی، تشدد اور زیرِ حراست اموات کے خلاف قوانین، وفاقی سطح پر خودکشی کو غیر مجرمانہ قرار دینے، اور کم از کم اجرت بڑھانے، بچوں کے خلاف جرائم کی سزا میں اضافہ، عالمگیر نگہداشتِ صحت کی فراہمی، طلبہ یونینوں کی بحالی، کچی آبادیوں کو باقاعدہ بنانے، صوبائی انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق سے متعلق کمیشن کے قیام اور انہیں بااختیار بنانے، اور صوبائی سطح پر بزرگ شہریوں کی فلاح و بہبود سے متعلق قوانین شامل ہیں۔ ہمیں مارچ میں سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر بھی خوشی ہے کہ آئین احمدیوں کو شہری کی حیثیت اور بنیادی حقوق سے محروم نہیں کرتا۔ ہم جسٹس عائشہ ملک کے سپریم کورٹ کی پہلی خاتون جج کے طور پر تقرر کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

اس کے باوجود، دیگر مایوس کن پیش رفتیں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ان معمولی فیوض پر غالب ہیں۔ ہمیں اس بات پر تشویش ہے کہ اصولی طور پر فعال ہونے کے باوجود، قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این ایچ سی آر) اور قومی کمیشن برائے حقوقِ نسواں، دونوں کو موثر انداز میں چلانے کے لیے وسائل فراہم نہیں کیے گئے۔ مقامی حکومتوں کے انتخابات تین صوبوں میں ہوئے، وہ بھی اعلیٰ عدالتوں کے حکم پر، لیکن یہ واضح ہے کہ سیاسی قوتیں مقامی حکومتوں کے حوالے سے مخلص نہیں ہیں۔ ایچ آر سی پی کی ایک قومی کانفرنس کے شرکا نے آئینی ترمیم کے ذریعے مقامی حکومت کے کردار کے تعین کے لیے ایک جامع آئینی فریم ورک پر زور دیا۔ پنجاب حکومت کا نکاح نامے میں ختم نبوت پر ایمان کا لازمی اقرار شامل کرنے کا فیصلہ بھی تشویش کا باعث رہا۔

اپریل میں کراچی میں خودکش بم دھماکے کے بعد بلوچستان اور دیگر جگہوں پر جبری گمشدگیوں کے واقعات میں کوئی کمی نہ آئی۔ جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دینے والا قانون اب بھی طریق کار کی غیر ضروری تاخیر کا شکار ہے۔ رپورٹ میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ آزادی اظہار کے ساتھ ساتھ نقل و حرکت اور اجتماع کی آزادی پر سال بھر سمجھوتا کیا جاتا رہا۔ توہین مذہب، ہجوم کے تشدد، جبری تبدیلی، احمدیوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی، اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک اور ظلم و ستم کے واقعات سال بھر جاری رہے۔ خواتین عام طور پر پس ماندہ رہنے کے علاوہ غیرت کے نام پر جرائم، عصمت دری، گھریلو تشدد اور تیزاب گردی کا شکار بنیں۔ رپورٹ میں بچوں، مزدوروں، معذوری کے ساتھ جیتے افراد، پناہ گزینوں اور اندرونی طور پر بے گھر ہونے والے افراد کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا بھی نوٹس لیا گیا ہے۔

ان مسائل کے باوجود، پاکستان بھر میں ایچ آر سی پی کے نو دفاتر اور گورننگ کونسل نے فیلڈ میں مستعدی سے کام کیا، اور حقوق کی وکالت اور لابنگ میں مصروف رہے۔ مختلف واقعات پر کیے جانے والے کئی فیکٹ فائنڈنگ مشنز کے علاوہ، سال کے دوران جنوبی پنجاب، گلگت بلتستان اور بلوچستان میں موضوعی فیکٹ فائنڈنگ مشنز بھی کیے گئے۔ رائے عامہ کی بیداری، آؤٹ ریچ، ایڈووکیسی اور پالیسی سے متعلق سو سے زائد اجلاس اور سیمینار منعقد کیے گئے اور 25 مطبوعات جاری کی گئیں۔ انتخابی اصلاحات، مقامی حکومتوں اور مہاجر محنت کشوں کے شہریت کے حقوق تک رسائی پر تین قومی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ آئی اے رحمان ریسرچ گرانٹ رواں سال وکیل اسامہ خاور کو دی گئی۔ ایچ آر سی پی

نے قانون سازی کی نگرانی کے لیے ایک سیل بھی قائم کیا اور این ایچ سی آر کے لیے وفاقی بجٹ مختص کرنے سے متعلق اپنی پہلی رپورٹ جاری کی۔ ہمارے شکایات ڈیسک تمام علاقائی دفاتر میں مؤثر طریقے سے کام کر رہے ہیں۔

ایچ آر سی پی اس سال اپنے کونسل رکن اختر بلوچ کے انتقال سے بہت غمزدہ ہے۔ ایک انتہائی قابل احترام صحافی اور ترقی پسند کارکن، مسٹر بلوچ نے ایچ آر سی پی کے انسانی حقوق کے مرکزی دفاع کاروں کے نیٹ ورک کے کوآرڈینیٹر برائے سندھ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ وہ اپنے پیچھے لگن اور عزم کی میراث چھوڑ گئے جسے یاد رکھا جائے گا۔

آخر میں، میں اس رپورٹ کو مرتب کرنے میں اپنے معاونین کی کوششوں کا اعتراف کرنا چاہوں گی جن میں مہلب جمیل، کونسل ممبر فرحت اللہ بابر، ڈاکٹر مہوش احمد، اکبر نوتزئی، محمد بدر عالم، ایلفیا ٹی حسین، اسرار الدین اسرار، جلال الدین مغل، شجاع الدین قریشی، زیب النساء برکی اور بلال عباس شامل ہیں۔ ماہین پراچہ، ماہین رشید، علی حیدر، زرناب عادل جنجوعہ، ایمن فاطمہ اور عدیل احمد کا خصوصی شکریہ جنہوں نے ڈائریکٹر فرح ضیا کے ساتھ رپورٹ کے تصور اور ایڈیٹنگ میں مدد فراہم کی۔ میں سیکرٹری جنرل حارث خلیق کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس رپورٹ کو پڑھا اور مفید رائے دی۔

ایچ آر سی پی تمام پاکستانی شہریوں اور رہائشیوں کے لیے جنس، نسل، مذہب، فرقہ یا عقیدہ، نسل، آبائی علاقہ، معذوری، جنسی رجحان، یا سماجی و اقتصادی حیثیت کی بنیاد پر کسی تفریق یا امتیاز کے بغیر انسانی حقوق کے حصول کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھنے کا عزم کرتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آنے والے سالوں میں دنیا محفوظ، زیادہ مساوی اور منصفانہ ہو گی۔

حنا جیلانی
چیئرپرسن

خوف کا عالم

اخلاقی ہیجان کے دَور میں (تیسری) صنف کا انضباط

کوہاٹ میں رات کے پچھلے پہر سفر کرنے والوں نے 12 فروری 2023 کو منہ اندھیرے دیکھا کہ جرماپُل آمدورفت کے لیے بند ہے۔ ماحول سوگوار تھا۔ آخر کو پُل پر بہیمانہ قتل کا ایک واقعہ پیش آچکا تھا۔ ایک شخص نے ایک کار پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے ایک خواجہ سرا عورت کو قتل اور دو دیگر کو زخمی کر دیا تھا۔ قاتل عارف سلیم مقتولہ مِشی کا بھائی تھا جس نے خاندان کی 'عزت' بچانے کے لیے اس کے جسم میں پانچ گولیاں پیوست کر دی تھیں۔ مِشی 21 برس کی تھی۔ سلیم نے اپنی بہن کی صنفی شناخت اور پیشے کی وجہ سے لوگوں سے طعنے سننے کا اعتراف کیا، چنانچہ اس نے معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ قصبے میں پہلے بھی ایسے واقعات پیش آچکے تھے۔ دو برس قبل، 18 سالہ ڈولفن بھی اپنے بھائی کے ہاتھوں ماری جا چکی تھی۔

مِشی ایک تقریب سے واپس آرہی تھی جہاں اُسے رات کے وقت لوگوں کی 'تفریح' کے لیے بلایا گیا تھا۔ ایسی تقریبات جنہیں عام فہم زبان میں 'فنکشنز' کہا جاتا ہے، خیبر پختونخوا میں عام ہیں اور بے دخل خواجہ سرا برادری کی آمدن کا واحد بڑا ذریعہ ہیں۔ البتہ یہ مردا کثر یتی تقریبات خون ریزی کا مقام بھی بن جاتی ہیں۔ مِشی پر حملے کے ایک ہفتہ بعد، اسی طرح کا ایک واقعہ سوات میں پیش آیا۔ ماہ نور اپنی دوست کے ساتھ ایک تقریب سے واپس آرہی تھی جب اُس کے ناراض عاشق نے دونوں پر فائرنگ کر دی۔ ماہ نور موقع پر ہلاک ہوگئی۔ وہ ایک ماہ میں قتل ہونے والی تیسری خواجہ سرا عورت تھی۔

دونوں حملوں کے درمیانی ہفتے میں، مختلف سیاسی جماعتوں کے کوئی دو درجن سینیٹرز ملک میں خواجہ سراؤں کے حقوق پر بحث کرنے سینٹ سیکریٹریٹ میں اکٹھے ہوئے۔ تاہم، موضوع جس پر بحث کے لیے یہ فاضل سینیٹرز جمع ہوئے خواجہ سرا افراد کا صنفی تشدد سے دوچار ہونا یا فوجداری قوانین میں نقائص اور انصاف تک رسائی میں رکاوٹیں نہیں تھا۔ نہ ہی وہ خواجہ سرا برادری کی بہبود اور تحفظ کے لیے قوانین اور پالیسیوں کو مستحکم کرنے بیٹھے تھے۔

اس کے بجائے، کمیٹی نے 2022 میں تجویز ہونے والے کئی ایسے قانونی مسودوں پر غور وخوض کیا جن کا مقصد 2018 میں خواجہ سرا افراد کے حقوق کے تحفظ کے قانون سے لفظ 'خواجہ سرا' ہی سرے سے ہٹانا تھا۔ ابھی دو ہفتے بھی نہیں گزرے تھے کہ سینٹ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے چیئرمین ولید اقبال نے وزیرِ مملکت خارجہ امور حنا ربانی کھر کے ہمراہ اقوامِ متحدہ کی کونسل برائے انسانی حقوق میں پاکستان کے چوتھے عالمگیر جائزے کے دوران 122 ریاستوں کے وفود کو بڑے فخریہ انداز میں زیرِ بحث قانون کی منظوری اور نفاذ سمیت وہ اقدامات گنوائے تھے جو پاکستان نے اپنے خواجہ سرا شہریوں کی حفاظت کے لیے کیے تھے۔

2022 پاکستان میں خواجہ سرا افراد کے حقوق پر یوٹرن کا سال تھا۔ ایک طرف، خواجہ سرا افراد کو تحفظ دینے والا وفاقی قانون 2018 زیرِ عتاب رہا تو دوسری طرف 19 خواجہ سراؤں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا اور سینکڑوں پر تشدد کیا گیا۔ پہلے سے پسی ہوئی برادری کا مزید ظلم وستم کے نشانے پر آجانا اور ریاست کی ان کے حقوق سے پہلوتہی ملک میں اقلیتوں کے انسانی حقوق کی صورت حال کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا ہے۔ لہٰذا، 2022 میں *انسانی حقوق کی صورت حال* میں اس موضوع کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔

قانون اور اس کی عدم اطمینانی

جوں ہی کارکنان نے کانفرنس کی میز کے ایک طرف نشستیں سنبھالیں، کمرہ بیوروکریٹس، اراکین پارلیمان، وکلا، ماہرینِ تعلیم، اور سول سوسائٹی کے اراکین سے بھرنا شروع ہوگیا۔ اجلاس کی مرکزی شخصیت اسلامی نظریاتی کونسل (سی آئی آئی) کے چیئرمین قبلہ ایاز کمرے میں داخل ہوئے تو خاموشی چھا گئی۔ وہ سینیٹر روبینہ خالد کے ساتھ والی نشست پر بیٹھ گئے۔ میز پر خواجہ سرا افراد کے حقوق پر مسودہ قانون کی نقول پڑی تھیں۔ کارکنان اور ماہرین کو ایک ایسی متنازع شق پر رائے دینے کی دعوت دی گئی تھی جس کی منشا خواجہ سرا افراد کی قانونی شناخت کے لیے ضلعی 'سکریننگ کمیٹیاں' قائم کرنا تھا۔

وفاقی محتسب سیکریٹریٹ کے اس کمرے میں خواجہ سرا افراد کے حقوق پر جامع قانون کا مسودہ تیار کرنے کے لیے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی مشاورت سے کئی مہینوں تک کام ہوتا رہا تھا۔ 18 جنوری 2018 کو چیئرمین اور ان کی تحقیقی ٹیم کے ساتھ اجلاس کا مقصد سی آئی آئی کی رائے لینا تھا کیونکہ سینٹ کی فنکشنل کمیٹی برائے انسانی حقوق دوہم سر قانونی مسودوں پر غور وخوض کر رہی تھی۔[1] سینیٹر روبینہ خالد نے کارکنوں سے اپنی بات کہنے کے لیے کہا۔ طبی تحقیقی مطالعے، دیکھ بھال کے عالمی اصول، قرونِ وسطیٰ کی قانونی دستاویزات، تاریخی علاقائی روایات، فقہ (اسلامی ماہرین قوانین) کے فیصلے، تفاسیر اور احادیث کے حوالہ جات — کچھ بھی نہ چھوڑا گیا۔ کارکن ہلی ملک سب سے آخر میں بولیں اور مذہبی علما سے جذباتی اپیل کی کہ اس قانون کے ذریعے خواجہ سرا افراد کے وقار کی حفاظت کی جائے اور اُن کے جسموں، شناختوں اور مسائل کو 'سکریننگ کمیٹی' کے رحم وکرم پر نہ چھوڑا جائے۔

سب سے آخر میں، چیئرمین نے مہربانہ مگر توانا لہجے میں گفتگو کی۔ انہوں نے خواجہ سرا افراد کے وقار کے حق کی واضح حمایت کی۔ یہ ایک ایسا جذبہ تھا جو ہمیں سی آئی آئی کی بعد کی رپورٹس میں بھی واضح نظر آیا۔ اجلاس آنے والے ہفتوں میں ہوا کا رخ تبدیل کرنے میں انتہائی اہم ثابت ہوا۔ سی آئی آئی کی رائے کے ساتھ، سینٹ کی فنکشنل کمیٹی نے فروری 2018 میں ایک جامع مسودہ قانون کی منظوری دی۔ مسودہ قانون پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں شروع سے آخر تک پڑھا گیا۔ پارلیمان نے اس برادری پر ڈھائے گئے مظالم کا اعتراف کرتے ہوئے نوآبادیاتی دور کی ناانصافی کا ازالہ کیا اور ساتھ ہی ملک بھر میں خواجہ سرا افراد کے خوابوں اور خوشیوں کی پرزور تائید کرتے ہوئے مسودہ قانون اکثریتی ووٹوں سے منظور کیا۔

مئی 2018 میں خواجہ سرا افراد (حقوق کا تحفظ) قانون منظور ہونے سے قبل ایک سال تک مشاورتی عمل جاری رہا۔ وفاقی قانون جو کہ دستور کے آرٹیکل 19، 25، اور 26 پر مبنی ہے، جنس، صنفی شناخت اور صنفی اظہار کی بنیاد پر روزگار، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، عوامی مقامات اور خدمات تک رسائی میں امتیاز برتنے کی ممانعت کرتا ہے۔ خواجہ سرا افراد کے بنیادی حقوق، جن میں ان کا قانونی صنفی شناخت کا حق بھی شامل ہے، کی تائید کرنے کے علاوہ قانون حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ خواجہ سرا افراد کی بہبود کے لیے اقدامات کرے اور ان کے لیے پناہ گاہیں اور قید خانوں میں الگ بیرکیں بنائے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے قانون کو سراہتے ہوئے اسے اپنی نوعیت کا اہم قانون[2] اور 'انتہائی ترقی پسند قوانین میں سے ایک' قرار دیا، جس کی بدولت ملک ایسی ریاستوں کی بڑھتی ہوئی فہرست میں شامل ہو گیا ہے جنہوں نے خواجہ سرا افراد کے حقوق کو اسی انداز میں تسلیم کیا تھا۔

منظوری کے چار برس بعد، قانون اُس وقت ایک متنازع دستاویز بن گیا جب خیبر پختونخوا سے جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان غنی نے قانون کالعدم قرار دینے کی مہم شروع کی کیونکہ اُن کے بقول یہ 'ہم جنس شادیوں کو فروغ دینے والا قانون' ہے۔[3] خان کے حلقہ انتخاب میں گذشتہ کچھ برسوں کے دوران خواجہ سرا افراد کے قتل اور ان پر بہیمانہ تشدد کے سینکڑوں واقعات پیش آ چکے ہیں۔[4] محض 2022 میں چھ حملے ہوئے جن میں پانچ ہلاکتیں ہوئیں۔ ناقص تحقیقات اور عدالت سے باہر تصفیوں کی وجہ سے زیادہ تر مجرم آزاد رہتے ہیں اور غیر محفوظ خواجہ سرا افراد پر جرائم پیشہ عناصر کے منظّم گروہ بار بار حملے کرتے رہتے ہیں۔[5] پولیس ایسے کارکنان کو خطرناک نتائج کی دھمکیاں دیتی ہے جو ان حملوں میں پولیس کے بلاواسطہ یا بالواسطہ ملی بھگت کی نشاندہی کرتے ہیں۔[6]

فوجداری نظامِ انصاف میں اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کے اقدامات میں واضح نقائص پر ردعمل دینے کی بجائے، خان کا یہ دھماکے دار جوابی دعویٰ کہ خواجہ سرا افراد کے حقوق کو تحفظ دینے والے قانون نے تن تنہا اسلامی جمہوریہ کی بنیادوں کو نقصان پہنچایا ہے، ملک بھر میں اخلاقی افراتفری کا سبب بنا۔ ایک ایسے مسودہ قانون کو روکنے کے لیے احتجاج پھوٹ پڑے جو چار برس پہلے ہی منظور ہو چکا تھا۔ قانون کی مذمت کے لیے صوبائی اسمبلیوں میں قراردادیں پیش ہوئیں۔ یہاں تک کہ تحریکِ طالبان پاکستان نے بھی یہ قانون منظور ہونے پر 'پاک سرزمین کو گستاخوں سے نجات دلانے' کا فتویٰ جاری کر دیا۔ وفاقی وزیرِ قانون اور وزیرِ اعظم کے مشیر نے معاملے کو افہام و تفہیم سے سلجھانے کے لیے ایک پریس کانفرنس کی مگر اس سے بھی درجہ حرارت کی شدت میں کوئی کمی نہ آ سکی۔

اگلے چند ہفتوں میں، اصطلاح 'خواجہ سرا' سے متعلق گمراہ کن مہم آن لائن پلیٹ فارموں پر پھیل گئی۔ قانون 2018 کے خلاف آن لائن رجحانات کے ایک ماہرانہ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مواد ان اکاؤنٹس سے شروع ہوا جو ایسی جماعت کے ساتھ وابستہ تھے جس نے سب سے پہلے پارلیمان میں قانون متعارف کروایا تھا۔ پھر مواد کی تشہیر دائیں بازو کی جماعتوں سے وابستہ اکاؤنٹس نے کی جنہوں نے بڑے پیمانے پر آن لائن گمراہ کن معلومات پھیلانے کے لیے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو ایک آلے کے طور پر استعمال کیا۔[7]

اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعے مبالغہ آمیز خوف اور غلط حقائق جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئے۔[8] جوابی بیانیہ پیش کرنے والے منظم نہیں تھے اور حقائق کی جانچ کرنے والوں کے پاس وسائل کم تھے۔ سبک رفتار قانون سازی کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے، اس ناگوار ایکٹ میں فی الفور ترمیم کرنے اور اسے اسلامی احکام کے مطابق لانے کے لیے سینٹ میں ایک ماہ کے اندر پانچ مزید قانونی مسودے پیش کیے گئے۔[9] ایسے ہی ایک مسودہ قانون میں خواجہ سرا کی ایک متبادل اسلامی تعریف کے تحت ایک ایسے شخص کے طور پر تعریف تجویز کی گئی جو 'اخراج پیشاب کے لیے ایک سوراخ کا حامل ہے'۔[10] دیگر قانونی مسودوں میں خواجہ سراؤں کو نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کے درست قومی شناختی کارڈ جاری کرنے کے لیے 'طبی معائنہ' کی شرط عائد کرنے کی کوشش کی گئی۔ اِس طرح کی شق تمام خواجہ سرا شہریوں کو 'مشتبہ نظر سے' دیکھنے اور قانون کے سامنے ان کا مساوی شناخت کا حق تسلیم کرنے سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔

ان ترمیمی بلوں میں یہ مشترکہ تصور کارفرما ہے کہ صنف کوئی ذاتی معاملہ نہیں اور جو لوگ 'مرد' یا 'عورت' صنف کے پیمانے پر پورا نہیں اترتے ان کی صنف کا فیصلہ کرنے کا اختیار طبی ماہرین کی ایک کمیٹی کے پاس ہونا چاہیے۔ گو کہ 92 فیصد خواجہ سرا صحت کے مراکز میں اپنے ساتھ امتیازی سلوک کی شکایت کرتے ہیں اور 74 فیصد سرکاری اسپتالوں میں جانے سے گریز کرتے ہیں۔[11] ان قانونی مسودوں میں معیاری عملی طریق کار کا خاکہ پیش نہیں کیا گیا۔ نہ تو درخواست دہندگان کے لیے اپنے کیس کی معلومات تک رسائی کا کوئی طریق کار ہے اور نہ ہی یہ بل اس سلسلے میں صحت کی دیکھ بھال کرنے والے پیشہ ور افراد کی صلاحیت کی واضح کمی کا احاطہ کرتے ہیں۔[12] قابل ذکر بات یہ ہے کہ صلاحیت کی یہ کمی جو 'طبی قانونی اور انتظامی پیچیدگیوں' کا باعث بنتی ہے، ریپ مخالف (تحقیقات و ٹرائل) قانون 2021 میں دیے گئے تحفظ سے ریپ کے شکار خواجہ سراؤں کو باہر رکھنے کے لیے معقول جواز کے طور پر پیش کی گئی۔[13] یوں یہ حقیقت نظر انداز کر دی گئی کہ 56 فیصد خواجہ سرا افراد کی شکایت ہے کہ ان کے ساتھ جنسی عمل دھوکے، جھوٹ یا مجبور کیے جانے سے کیا گیا؛ 35 فیصد یہ شکایت کرتے ہیں کہ ان پر اجتماعی جنسی زیادتی سمیت جنسی حملے نشہ آور چیزیں دے کر کیے جاتے ہیں، جب کہ بیشتر واقعات رپورٹ ہی نہیں ہوتے۔[14]

نظام کے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے غیر آمادہ یا اہلیت سے قاصر سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے اس کے بجائے نام پر بحث کرنے اور نئے سرے سے قدیم نام دینے کا فیصلہ کیا۔ کمیٹی نے مسئلے کا یہ حل پیش کیا کہ قانون میں لفظ 'خواجہ سرا کو [قرون وسطیٰ کے عرب فقہا کی جانب سے خلاف معمول اجسام کی درجہ بندی کرنے کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح]' خنثیٰ' سے بدل دیا جائے اور ہر ایک ضلع میں 'خنثیٰ' کی تصدیق کے لیے 30 دنوں کے اندر میڈیکل بورڈ تشکیل دیا جائے تاکہ وہ آخر کار اپنے وہ حقوق حاصل کر سکیں جن کا انہیں عرصہ دراز سے انتظار رہے۔[15]

ہمہ جنس سے بین جنس تک کا سفر: نام میں کیا رکھا ہے؟

نام بدلنے کی مہم نئی نہیں۔ 2009 میں عدالتِ عظمیٰ میں اسلم خاکی کی انسانی حقوق کی ایک معروف پٹیشن میں جو 'شی میل' تھے وہ بعد میں عدالتی دستاویزات اور فیصلوں میں مخنث (پہلے 'ہمہ جنس') بن گئے۔ نادرا نے 2011 میں مخنث کی تیسری صنف پیدا کی اور اس طرح انہیں مزید زنخا (ہی میل) اور خواجہ سرا (شی میل) میں تقسیم کیا۔[16]

2012 کی ایک اصلاحی پالیسی میں صنف کی دو نہیں، تین نہیں بلکہ پانچ اقسام شامل کی گئیں: مرد، عورت، خواجہ سرا مرد، خواجہ سرا عورت اور خنثیٰ مُشکِل۔ اسے بعد میں ایک قانونی انضباطی حکم نامے کے ذریعے نادرا کی پالیسیوں میں ضابطہ نمبر 13-1 کے طور پر شامل کر دیا گیا۔ حکم نامے میں مرد مخنث، عورت مخنث اور ہمہ جنس لوگوں کے اندراج کا تقاضا کیا گیا تھا۔ یہ ضابطہ 2022 میں ختم کر دیا گیا کیونکہ اسے خواجہ سرا افراد (حقوق کا تحفظ) قانون نے متروک قرار دے دیا تھا۔[17]

2017 سے، کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈز (سی این آئی سیز) خواجہ سرا شہریوں کی صنف کے خانے میں علامت 'ایکس' استعمال کرتے ہیں۔ خواجہ سرا اور بین جنس افراد (حقوق کا تحفظ) بل 2017 نادرا کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکا۔ البتہ، اُسی وقت بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایک سینیٹر بل کے عنوان میں لفظ 'سیکس' سے ناراض ہوئے اور اسے ختم کروا دیا۔[18] 2018 میں خواجہ سرا افراد (حقوق کا تحفظ) قانون منظور ہونے کے بعد حکومت نے اپنے سرکاری استعمال کے لیے لفظ 'خواجہ سرا' استعمال کرنا شروع کر دیا[19]، اور اس کی قانون میں جامع تعریف دی گئی جس سے اس موضوع پر پہلے سے موجود ملکی اصول قوانین کی تدوین ہوئی۔ 2021 میں قانون کے قواعد وضوابط کا نوٹیفکیشن جاری ہوا تو اس میں مزید واضح کیا گیا کہ قانون میں خواجہ سرا تسلیم کیے گئے شہریوں کا اندراج صرف 'ایکس' صنف کے طور پر ہوگا اور ایف (عورت) یا 'ایم' (مرد) کی حیثیت سے نہیں۔ قانون میں 'ایکس' صنف کے لوگوں کی شادی کے حوالے سے کوئی شق نہیں۔ شادی 'ایم' اور 'ایف' کے درمیان ہوتی ہے اور سرکاری نکاح نامہ میں ایسے ہی رجسٹر ہوتی ہے۔

خواجہ سرا شہری-رعایا کے معاملات چلانے کے عمل کو بیوروکریسی کا یہ خدشہ متاثر کرتا رہا کہ کہیں جعلی خواجہ سرا ریاست کے فلاحی منصوبوں اور کوٹوں کے دعویدار نہ بن جائیں۔ لہٰذا، عدالتِ عظمیٰ نے اپنے فیصلوں میں (2009-12) میں جن کوٹوں پر عملدرآمد کا وعدہ کیا تھا اُن پر عملدرآمد کے لیے لگ بھگ ایک عشرہ لگا اور وہ بھی صرف ایک ہی صوبے میں ہو پایا۔ سندھ نے جولائی 2022 میں خواجہ سرا افراد کے لیے ملازمتوں میں اعشاریہ پانچ فیصد کوٹا مختص کیا۔ 2018 کے قانون کے برعکس، جو ملازمتی کوٹے یا طبی معائنے کا تقاضا نہیں کرتا، سندھ سول سروسز (ترمیمی) قانون 2022 کی رُو سے خواجہ سرا فرد مستند طبی بورڈ کے معائنے کے بعد ہی کوٹے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ دسمبر 2021 میں سندھ اسمبلی نے مقامی حکومت (ترمیمی) قانون منظور کیا جس نے اس قسم کی شرط کے بغیر مقامی حکومتی اداروں میں خواجہ سرا افراد کے لیے ایک فیصد کوٹا مختص کیا۔ پنجاب سماجی تحفظ اتھارٹی کے تحت خواجہ سراؤں کی فلاح و بہبود کے لیے مساوات پروگرام بھی 2022 میں فعال ہو گیا تھا، اگرچہ اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔

صوبوں میں قانون کے عدم اطلاق کے باعث وفاقی قانون 2018 پر تنقید میں اضافہ ہوا تو ایک طرف 'بین جنسی' کی اصطلاح پھر سے عام ہونے لگی تو دوسری طرف مردوں اور عورتوں کا خود کو خواجہ سرا ظاہر کرنے کا خدشہ بھی سامنے آنے لگا۔ تنازع کا شکار ہو کر قانون ناکارہ ہو گیا اور پھر جے آئی کے فاضل سینیٹر نے اسے بدل کر خنثیٰ افراد (حقوق کا تحفظ) بل 2022 میں متعارف کروایا تا کہ اسے شریعت کے تابع کیا جا سکے۔ نیا بل حقیقت میں 2018 قانون جیسا ہی ہے۔ ایک شق کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی منشا سراب ہوئے حقوق کے حصول کے لیے 'صنف کے ازسرنو تعین کے لیے بورڈ' کے ذریعے لوگوں کے اعضائے تناسل کے معائنے کو لازمی قرار دینا ہے۔[20] اس معاملے پر ملکی اصول قوانین اور دنیا میں اختیار کیے جانے والے طبی اصولوں کے منافی یہ بل صنفی اضطراب کی تشخیص کی بنیاد پر جنس کے دوبارہ تعین کے لیے طبی آپریشن کی ممانعت بھی کرتا ہے۔

خواجہ سرا افراد کے خلاف صنفی اور جنسی تشدد کے مشکل اور پیچیدہ مسئلے، جسے صنفی شناخت اور اظہار کی بنیاد پر ادارہ جاتی امتیاز نے اور زیادہ گھمبیر بنا دیا ہے، پر ردِعمل میں قانون سازوں نے، حقوق کے تحفظ کی عظیم کاوش کے دوران، خواجہ سرا افراد کے وجود ہی کی سرے سے نفی کر کے اُن کے لیے قانون سازی کی کوشش کی ہے۔ منطق کمال ہے۔ صنفی شناخت یا اظہار کی بنیاد پر ہراسانی یا امتیازی سلوک کیسے ہو سکتا ہے جب کہ موخرالذکر بذاتِ خود طبی بورڈ کے سامنے ایک متنازع معاملہ ہے جسے آپ کی صنف کے تعین پر 'ضلعی خطیب' سے رہنمائی لینا ہے؟ آپ بورڈ کے فیصلے کے خلاف اپیل بھی نہیں کر سکتے۔ معاملہ ٹھپ۔

اسے حلال رکھنے کی جستجو

مگر معاملہ ابھی ٹھپ نہیں ہوا۔ ایک ایسے فرد کی صنف کے تعین کی جستجو، جس کا جسم، شناخت اور اظہار صنفی جوڑ سے منحرف تصور کیا جاتا ہے، نے مختلف فریقوں کو معاملہ وفاقی شرعی عدالت میں لے جانے پر مجبور کیا۔ عدالت نے 2022 میں ایسی درخواستوں پر کم از کم 14 سماعتیں کیں۔ 2021 میں دائر پٹیشنوں میں بنیادی طور پر قانون 2018 کے سیکشن 3 (جو کہتا ہے کہ خواجہ سرا افراد کو اپنے ذاتی تصور کی بنیاد پر اپنی صنفی شناخت تسلیم کروانے کا حق حاصل ہے) کو اسلامی احکامات سے متصادم ہونے پر چیلنج کیا گیا تھا۔ قانون کو سماجی اور ثقافتی اقدار کے خلاف قرار دیتی ایسی ہی درخواستیں، عدالت عالیہ لاہور اور عدالت عالیہ سندھ نے 2022 میں مسترد کر دی تھیں۔ کچھ احادیث اور قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے، وفاقی شرعی عدالت میں ان پٹیشنوں میں ایک ہی مشترکہ خدشے کا اظہار کیا گیا تھا کہ قانون ان افراد کو خواجہ سرا تسلیم کروانے کا موقع فراہم کرے گا جو اصل میں خواجہ سرا نہیں ہیں۔[21] اس خدشے کی سب سے مکمل عکاسی ہمیں حماد حسین کی دائر کردہ پٹیشن میں دی گئی تنبیہ میں ملے گی:

یہ (قانون) اسلامی معاشرے میں بے حیائی اور حرام اعمال کا سیلاب لے آئے گا، جو بالآخر مغربی دنیا میں پروان چڑھائے جانے والے ہم جنس پرستوں کے بین الاقوامی شیطانی ایجنڈے کو آگے بڑھائے گا۔ (اصل متن سے اقتباس)

اس دلیل کے پیچھے کسی قسم کے شواہد نہیں تھے کہ ایسا کوئی سازشی ایجنڈا کارفرما ہے۔ درحقیقت، یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی تحقیق موجود ہے اور خواجہ سرا افراد کے سروے سے معلوم ہوا کہ ہر دس میں سے صرف ایک خواجہ سرا نے اپنی صنف کے مطابق سی این آئی سی حاصل کرنے کے بارے میں سوچا بھی،[22] یہ کہ خواجہ سرا افراد کو اب بھی اپنی قانونی دستاویزات میں ردّوبدل[23] کے لیے طبی سرٹیفکیٹ یا کوئی اور ثبوت پیش کرنے کے لیے کہا جاتا ہے، اور یہ کہ نادرا مراکز، خاص طور پر چھوٹے شہروں میں، خواجہ سرا افراد کے لیے ناقابل رسائی رہتے ہیں اور اُنہیں اُن مراکز میں طعنہ زنی، امتیازی سلوک اور یہاں تک کہ ہراسانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[24] پٹیشن میں یہ تاثر بھی شامل تھا کہ قانون نے صنف میں من مانی تبدیلیوں کا راستہ کھول دیا ہے۔[25] نادرا کی پالیسیوں کے مفصّل جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔[26]

وفاقی شرعی عدالت میں درخواست گزاروں کے دلائل اس حقیقت سے بھی بےفکر نظر آئے کہ پاکستانی آبادی کا چھوٹا سا حصہ جس کی صنف قانونی دستاویزات میں درست کر دی گئی ہے،[27] اب بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا سامنا کر رہا ہے۔ اعلیٰ عدالتوں میں دائر کئی پٹیشنوں سے اس کی عکاسی ہوتی ہے۔[28] خواجہ سرا لوگوں کو عوامی شعبوں میں زیادتیوں اور اپنے وقار پر حملوں کا سامنا ہے۔ اس برس اپریل میں عدالتِ عالیہ لاہور میں خواجہ سرا کارکن زنایا چودھری نے ایک درخواست دائر کی جس میں انہوں نے ایک فلم کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا جس کے ایک مکالمے میں خواجہ سرا افراد کا مذاق اڑایا گیا تھا۔[29]

مقامی اصول قوانین جس میں اعلیٰ عدالتوں نے خواجہ سرا افراد کے حقوق کی تائید کی ہے، سے بالکل برعکس، ایسا لگتا ہے کہ ٹھوس شواہد نہ ہونے کے باعث، وفاقی شرعی عدالت میں دائر پٹیشنیں اپنا سارا زور اخلاقی ہیجان پیدا کرنے پر لگا رہی ہیں۔ البتہ ان غیر حقیقی دعووں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ پٹیشنوں کا زیادہ زور اس نکتے پر ہے جسے پٹیشنرز 2018 کے قانون میں فرد کے احساسات کو ضرورت سے زیادہ اہمیت قرار دیتے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ لفظ 'احساسات' قانون کے متن میں کہیں بھی موجود نہیں۔ اس تنقید کا زیادہ تر نشانہ قانون میں 'صنفی شناخت'، 'صنفی اظہار' اور 'خواجہ سرا فرد' کی تعریفوں کو بنایا گیا ہے۔[30]

پٹیشنرز نے عدالت میں بار بار یہ کہا کہ قانون میں، خاص طور پر شریعت میں، احساسات کی کوئی جگہ نہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب پس ماندہ طبقے کے لوگوں کے حق زندگی، وقار اور مساوات کے حقوق میں احساسات کی قطعاً قدر نہیں کی جا رہی، یہ یاد رکھنا انتہائی اہم ہے کہ پاکستان کی عدلیہ نے وقتاً فوقتاً خواجہ سرا افراد کے حقوق سے متعلق فیصلوں کے وقت ان کے لیے بہت زیادہ ہمدری کا اظہار کیا ہے۔ عدالتِ عالیہ لاہور کے جسٹس عابد عزیز شیخ نے کہا:

معاشرہ خواجہ سرا برادری کے افراد کے صدمے، اذیت اور درد کی بہت کم فکر کرتا یا اسے سمجھتا ہے، نہ ہی خواجہ سرا برادری، کے اندرونی احساسات کا ادراک کرتا ہے، خاص طور پر ان کا جن کا ذہن اور جسم اُن کی حیاتیاتی جنس سے مختلف ہے (ہو بہو اصل متن)۔[31]

وفاقی شرعی عدالت نے اب تک اس معاملے پر انسانی حقوق کے عالمی قانون سے رہنمائی لینے میں دلچسپی ظاہر نہیں کی۔[32] عدالت نے خطے کے دیگر ممالک کے متعلقہ اصول قانون پر بھی بہت کم توجہ دی ہے۔[33] ہم پاکستان کے ہمسایہ ممالک سے سیکھ سکتے ہیں کہ انھوں نے خواجہ سرا لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے چیلنج پر کس طرح ایک متوازن اور جامع انداز اپنا کر قابو پایا ہے۔

خاندانی اصول

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 25(2) میں لکھا ہے کہ 'جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں ہوگا۔ 2018 کا ایکٹ خاص طور پر اس وجہ سے مشکل صورت حال سے دوچار ہے کیونکہ یہ صنف کی متحرک سماجی حقیقت کو جنس کے جامد آئینی زاویے سے دیکھتا ہے۔ یہ اس فہم پر مبنی ہے کہ جب ہم امتیازی سلوک کی بات کرتے ہیں تو اس سے ہم جابرانہ صنفی رویوں کی بنیاد پر امتیازی سلوک اور تشدد مراد لیتے ہیں، جیسا کہ حال ہی میں عدالتِ عظمیٰ نے بھی کہا ہے۔[34] اس تشدد کا اثر صرف جسم پر محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ تشدد محض جسمانی ساخت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ تشدد اس اظہار سے شروع ہوتا ہے جو کسی جسم کی جنس کے طور پر شناخت کرتا ہے، اور شناخت — کسی کے حقیقی مکمل خود ہونے کا امکان — کا یہی نفسیاتی اظہار ہے جسے اس طرح کا تشدد بالآخر محکوم یا تباہ کرنے کا خواہاں ہوتا ہے۔

اس طرح، 2018 کا قانون جنس، صنفی شناخت اور صنفی اظہار کی بنیاد پر بھی امتیازی سلوک کی ممانعت کرتا ہے، اور صنفی بنیاد پر تشدد کے خلاف تحفظ کے لیے متاثرین کو مدد کی پیشکش کرتا ہے۔ یہ خواجہ سرا افراد کو فوری مدد کی ضرورت کے وقت محض بے بس متاثرین کے طور پر نہیں چھوڑتا۔ یہ اُنہیں بالکل واضح طور پر وہی فراہم کرتا ہے جو تشدد اُن سے چھیننے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے — اپنی ذات کے تعین اور اظہار کی اُن کی اہلیت اور وسیلہ۔ وہ قانون کے سامنے مساوی تسلیم کیے جاتے ہیں اور قانون کی مساوی حفاظت کے حق دار (آرٹیکل 25(1))۔ ان کی آزادیِ اظہار کو قانون کا تحفظ حاصل ہے (آرٹیکل 19) اور قانون ہی ان کا وقار بحال کرتا ہے (آرٹیکل 14)۔ اور اسی کی وجہ سے وہ ایک بار پھر، اپنے حقِ زندگی سے لطف اندوز ہونے کے قابل ہوئے ہیں (آرٹیکل 9)۔ یہی وجہ ہے کہ میاں آسیہ بنام فیڈریشن آف پاکستان میں عدالتِ عالیہ لاہور نے قرار دیا کہ:

صنفی شناخت زندگی کے سب سے بنیادی پہلوؤں میں سے ایک ہے۔ صنفی شناخت ہر ایک شخص کے مرد، عورت یا خواجہ سرا ہونے کے اندرونی احساس سے تعلق رکھتی ہے۔ ہر ایک کو صنفی شناخت کی بنیاد پر تمام انسانی حقوق سے بلا امتیاز لطف اندوز ہونے کا حق حاصل ہے۔ ہر شخص کو ہر جگہ قانون کے سامنے بطور فرد تسلیم کیے جانے کا حق حاصل ہے۔

اِس کے برعکس، صنف کی خود خیالی شناخت کے اس حق نے کچھ شدید پریشانیوں کو اجاگر کیا ہے۔ قانون کے ناقدین کے اس استدلال سے کہ 2018 کا ایکٹ 'ہم جنس شادی' کی راہ ہموار کر کے خاندانی اقدار کو خطرے میں ڈالتا ہے، ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے جنسیت کے ایک نظریے کو جنس کے آئینی زمرے میں پڑھا ہے۔ جیسے انیسویں صدی میں

نوآبادیاتی انتظامیہ مقامی آبادیوں پر اپنا اختیار مستحکم کرنے کے لیے ہیجڑوں ('تیسری جنس' کے لیے جنوبی ایشیائی اصطلاح) سے متعلق اخلاقی خوف کے ذریعے اغلام باز کو قانون کے سامنے پیش کرتی[35]، اب سیاسی انتشار[36] کے دنوں میں آسانی سے دوبارہ دریافت ہونے والا یہ خواجہ سرا (جے آئی کے بقول، بھیس بدلا ہم جنس پرست) ہے جو 'قانونی اور سماجی انتشار' کا پیش خیمہ ہے، جسے پاکستانی قومی ریاست کو اپنی بقا کو یقینی بنانے کے لیے اپنے قابو میں رکھنا ہے۔[37] بڑے پیمانے پر سراہی جانے والی فلم جوائے لینڈ، جس کے مرکزی کرداروں میں ایک خواجہ سرا عورت بھی شامل ہے، پر سنسر بورڈ کی گمراہ کُن پابندی سے اس خوف کی واضح عکاسی ہوتی ہے۔[38]

اِس حد سے متجاوز موضوع کی جستجو بذاتِ خود ان موضوعات کو عوامی بحث کا حصہ بناتی ہے جن کا پھر قانون کے ذریعے گلا گھونٹا جاتا ہے۔ یہ کام 'خواجہ سرا' (یا اس کی مختلف اقسام) جیسی غیر واضح قانونی قسم کو ضابطوں کے تحت لانے اور اس کی از سرِ نو تعریف وضع کرتے اور 'جعلی' اور 'بہروپی' افراد سے متعلق بار بار پیدا ہونے والے خوف سے تقویت پاتے ایک جیسے منصوبوں سے ممکن بنایا جاتا ہے جو اس کے صنفی اور جنسی اقدار کے لیے مستقل خطرہ قرار دیے جانے کا راستہ ہموار کرتے ہیں۔ یوں یہ ادراک نہیں ہو پاتا کہ خاندان بذاتِ خود اکثر ان صنفی و جنسی اصولوں کو برقرار رکھتا ہے جو اپنی انتہائی جابرانہ شکل میں ایسے لوگوں کو نظم سکھاتے، سزا دیتے، ترک کرتے، اور یہاں تک کہ قتل کرتے ہیں جو غیر حقیقی صنفی بائنری پر مبنی مسلمہ اقدار کی پیروی کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات خاص طور پر اہم ہو جاتی ہے کہ پاکستان میں گھریلو تشدد پر کوئی بھی قانون، ماسوائے سندھ کے قانون کے، خواجہ سرا افراد کو تحفظ فراہم نہیں کرتا۔[39] آج تک، خواجہ سرا افراد کے لیے ملک میں صرف ایک حفاظتی مرکز قائم ہو سکا ہے۔

پست ہمتی کا علاج

خواجہ سرا لوگوں کو بااختیار بنانے کے سفر میں پاکستان نے کئی اقدامات 'پہلی بار' لینے کا سہرا اپنے سر لیا ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اقدامات کی انسانی حقوق کے کئی فورموں پر ستائش کی گئی، جس کی حالیہ مثال پاکستان کے عالمگیر سلسلہ وار جائزے کے دوران کونسل برائے انسانی حقوق کو دی جانے والی رپورٹ ہے۔[40] خواجہ سرا (حقوق کا تحفظ) قانون 2018 کو پاکستان کے جی ایس پی پلس جائزے میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔[41] ایک ایسے وقت میں جب خواجہ سرا افراد کو تشدد کی لہر کا سامنا ہے، پاکستان انسانی حقوق سے متعلق اپنے متعدد عالمی وعدوں سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا جو اس نے غیر محفوظ طبقوں کو تحفظ دینے کے لیے کر رکھے ہیں۔

دریں اثنا، مِشی اور ماہ نور کو خفیہ طور پر سپردِ خاک کر دیا گیا ہے۔ حملوں میں زخمی ہونے والی چار دیگر خواجہ سرا خواتین اسپتال میں پڑی ہوئی ہیں۔ کسی نے نوٹس نہیں لیا۔ کسی نے انہیں انصاف کی یقین دہانی نہیں کرائی۔ ریاست کی طرف سے اس طرح کے تشدد کے مرتکب افراد کو پیغام واضح ہے۔ ہم اس افسوسناک صورت حال کو نظر انداز کرتے رہیں گے۔ اگرچہ قومی سلامتی کی پالیسی واضح طور پر خواجہ سراؤں کو صنفی تشدد سے تحفظ کو انسانی سلامتی[42] کا ایک اہم ہدف قرار دیتی ہے، مگر پاکستان اپنے ہی نظریات پر کاربند رہنے میں ناکام رہا ہے کیونکہ محدود قانونی حفاظتوں کو ختم کرنے کے

لیے کوششیں جاری ہیں اور خواجہ سراؤں کے خلاف تشدد کے مرتکب افراد کے لیے استثنیٰ کا ماحول قائم ہے۔[43] چونکہ عالمی سطح پر پاکستان خواجہ سرا افراد کے لیے موت کی وادی جیسی بری شہرت پا رہا ہے، لہٰذا ایسا لگتا ہے کہ ریاستی ادارے ملک میں خواجہ سراؤں پر تشدد کی وبا سے نمٹنے میں ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں 2021 سے اب تک 44 خواجہ سرا خواتین کو قتل کیا جا چکا ہے۔

پاکستان آج نازک دوراہے پر کھڑا ہے۔ ملک کے پاس دنیا کو یہ دکھانے کا موقع ہے کہ عرصہ دراز سے مصائب کے شکار مقامی لوگوں کا دفاع کرنے کا مطلب کیا ہے۔ اکتوبر 2022 میں وزیرِ اعظم کے سٹریٹیجک ریفارم یونٹ کی جانب سے شکایات کے پورٹل کا آغاز ایک خوش آئند اقدام تھا۔ تاہم، خواجہ سرا (حقوق کا تحفظ) قانون 2018 میں ترمیم کرنے کی کوشش جیسی رجعت پسندانہ کارروائیاں جن کی بنیاد شواہد کے بجائے خوف پر ہے، خاطر خواہ اعتماد پیدا نہیں کر سکتیں۔ اس طرح کی گمراہ مہمات کے نتیجے میں، خواجہ سراؤں کے حقوق سے متعلق صوبائی قانون سازی کا عمل غیر معینہ مدت کے لیے تعطل کا شکار ہے۔[44] ملک میں خواجہ سراؤں کے حقوق کے محافظوں کو دی جانے والی دھمکیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔[45] لفظ 'خواجہ سرا' خود پالیسی مکالموں میں ناپسندیدہ تصور کیا جانے لگا ہے۔

یہ ضروری ہے کہ حکومت پاکستان ان ترمیمی بلوں کو کالعدم قرار دے اور ایسے قانون کا تحفظ کرے جس نے دنیا کو واضح طور پر بتایا ہے کہ استعماری دور کی غلطی کے ازالے اور خواجہ سراؤں کے وقار کو بحال کرنے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ مؤثر نفاذ یقینی بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ صوبے خواجہ سرا لوگوں کے حقوق پر قانون سازی کریں۔ یہ اہم ہے کہ ان پالیسی اقدامات کے لیے شواہد، عالمی معیارات اور رہنما اصولوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں اپنائی گئی طبی قانونی روایات سے رہنمائی لی جائے۔ ایک ایسے وقت میں جب خواجہ سرا افراد کی زندگیاں، وقار اور سلامتی داؤ پر لگا ہے، ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر محفوظ برادری کی حفاظت کرے۔ سب سے بڑھ کر، پاکستانیوں کو دنیا کو دکھانا ہوگا کہ غیر یقینی صورتِ حال میں خوف اور نفرت کو جیتنے کا موقع دینے کی بجائے انہوں نے ہمدردی کا راستہ اختیار کیا ہے۔

حواشی

See infra note 19.	1
Amnesty International. (2018, May 25). Pakistan: Historic rights advances for tribal areas and transgender people. https://www.amnesty.org/en/latest/news/2018/05/pakistan-historic-advances-for-rights-tribal-areas-transgender-people/	2
The Statement of Objects and Reasons of the Transgender Persons (Protection of Rights) (Amendment) Bill 2021 submitted by Mushtaq Ahmed mentions 'legalisation of homosexual marriages' as a reason for amending the 2018 Act.	3
As per the organisation Blue Veins, 90 transgender people were killed in Khyber Pakhtunkhwa during 2015-21 and 150 others subjected to various forms of physical violence. See also: A. Mohmand. (2022, March 19). Trans persons are soft targets in Khyber Pakhtunkhwa. Voicepk. https://voicepk.net/2022/03/transpersons-are-soft-targets-in-khyber-pakhtunkhwa/	4
A. Khan. (2019, March 23). No respect for life, no path to justice. The Express Tribune. https:// tribune.com.pk/story/1935811/no-respect-life-no-path-justice	5
S. B. Shah. (2021, October 13). DSP enters Peshawar press club, threatens transgender persons. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/899936-dsp-enters-peshawar-press-club-threatens-transgender-persons	6
Digital rights activist and lawyer Shmyla Khan, who studies online disinformation campaigns, monitored Twitter trends on the 2018 Act in September 2022 and provided input for this article.	7
Fact check: Senator peddles disinformation about trans community changing gender. (2022, October 24). The Correspondent; H. Zaman. (2022, October 27). Associated Press report includes misleading info on trans rights act. Soch Fact Check.	8
The amendment bills were presented in the Senate by Mushtaq Ahmed (JI), Fawzia Arshad (PTI), Mohsin Aziz (PTI), Syed Muhammad Sabir Shah (Ind) and Abdul Ghafoor Haideri,	9
Atta-ur-Rehman, Faiz Muhammad and Kamran Murtaza (JUI-F). One amendment bill by Qadir Khan Mandokhail was already unrelatedly under consideration in the National Assembly.	
Transgender Persons (Protection of Rights) (Amendment) Bill 2022, submitted by Fawzia Arshad on 26 September 2022.	10
RHRN Young Omang. (2017). Health and access to care and coverage for transgender individuals in Pakistan: A call for action (pp. 3-4); Good Thinkers Organisation. (2016). Recognition of third gender: Realising the plight and rights of transgender vommunity in Punjab (p. 18).	11
When asked if their education adequately prepared them to provide care for transgender patients, 34-46 percent of healthcare providers said they were unprepared or partially prepared. See: Ibid., p. 7.	12
Senate of Pakistan. (2021, September 1). Committee press release. https://senate.gov.pk/com/ pressreleasedetail.php?id=152&pressid=4010	13
National AIDS Control Program. (2017). Integrated biological and behavioral surveillance in Pakistan, 2016-17 (p. 24); N. Kirmani & R. Hasnain. (2022). The hidden crisis: The causes and consequences of sexualised drug use ('chemsex') amongst key populations in Pakistan, p. 21. Dareecha Male Health Society.	14
Senate of Pakistan. (2022, March 3). News detail. https://senate.gov.pk/en/news_content. php?id=4794	15
The policy on third gender classification on CNICs based on some kind of test of hormonal levels was widely protested for its discriminatory and arbitrary nature and consequently scrapped. See: A. Khan. (2011, April 26). Transgender rights: SC tells NADRA to amend gender verification process. The Express Tribune.	16

H. Zaman. (2022. October 31). Fact check: NADRA cancels gender reassignment rule. Soch Fact Check. 17

This is based on the account of lawyer Sabahat Rizvi who was present at the Senate Committee deliberations on the said bill in July 2017. The JUI-F senator in question accused members of trying to promote 'Western values' in Pakistan. 18

The Punjab government was the first to make a change from 'she-male' to 'transgender' in November 2018 after a lawyer filed a petition against the Punjab Public Service Commission's use of the former derogatory term. 19

It is worth noting that, in 2017, a similar bill was proposed by Karim Ahmad Khawaja (PPP) with a provision for establishing a district screening committee. However, on consultation with the community, Khawaja decided to withdraw this bill and put his support behind the bill presented by Rubina Khalid (PPP), Kulsoom Parveen (PML-N), Rubina Irfan (PML-Q) and Samina Saeed (PTI), which proclaimed the right to self-perceived gender identity for transgender persons. 20

Two of these petitions misspelled the name of the court as 'Federal Shariyat Court'. Legal scholar Jeffrey A. Redding says that these 'hastily drafted [petitions] would clearly benefit from more research, fact-checking, and contemplation of its true goals.' See J. A. Redding. (2022). Islamic challenges to Pakistan's transgender rights law. Melbourne Asia Review, ed. 10. 21

The key reasons for this are lack of awareness and fear of discrimination. See also: M. Jameel & 22

M. Osama. (2018). In the eyes of the law: Legal challenges to being transgender in Pakistan (p. 67). Naz Male Health Alliance.

M. Jameel & H. Zaidi. (2022). Legal gender recognition in Pakistan: The hurdles and limitations (p. 16). HOPE. 23

M. Fatmah & H. Yusaf. (2022). The (in)accessibility of NADRA and union council processes for women and gender minorities. Gender Bi-Annual, 3. 24

It was argued in the Federal Shariat Court hearings and in the Senate that nearly 38,000 people had amended their CNICs using the 2018 Act. A NADRA spokesperson later clarified that the figure was misrepresented. See: Fact check: Senator peddles disinformation about trans community changing gender. (2022, October 22). The Correspondent. 25

The 2021 Rules of the Act only allow for CNICs to be issued with gender X, and any correction of gender on CNICs can happen only once, unless further amendment is supported by cogent reasons. The NADRA policy also specifies that an application to have a CNIC amended from 'M' to 'F' or vice versa should be scrutinised by a zonal board that requires stringent medical evidence and final approval is provided by the director general. Only 14 such cases have been entertained by NADRA to date, mostly on court orders. For instance, in Kainat Manzoor v. NADRA (2022), NADRA responded to a Gujrat civil court that it had denied an application for gender change to a candidate who had failed to submit adequate medical proof. 26

As per a response submitted by the director operations NADRA to the Ministry of Human Rights on 27 July 2022, NADRA has registered 2,978 transgender persons to date. Out of these, 1,856 CNICs were issued on first-time registration, whereas 1,035 CNICs were changed from 'M' to 'X' and 87 CNICs changed from 'F' to 'X'. 27

In Fiaz Ullah v. PPSC and others (WP no. 3176 of 2021), the Lahore High Court found that the Punjab Public Service Commission had discriminated against a transgender person seeking employment. In Muhammad Nawaz v. Government of Punjab (WP no. 57820 of 2021), the Lahore High Court issued notices to police authorities for not providing employment to transgender people. In MA No. 8156/2020, CR. Appeal no. 371/2020, the Sindh High Court found that separate barracks were not provided for transgender people in prisons, leading to the abuse of a transgender person by inmates. In a separate case, the Lahore High Court also sought a report from the Punjab prisons department on the status of implementation of separate prisons for transgender persons. 28

The petition was filed by barrister Ahmad Pansota in April 2022. PEMRA has also previously imposed a fine on a private channel for airing offensive remarks against the transgender community (in a complaint filed by advocate Nisha Rao). 29

Section 2(e) defines 'gender expression' as 'a person's presentation of his gender identity and the one that is perceived by others.' Section 2(f) defines 'gender identity' as 'a person's innermost and individual sense of self as male, female, or a blend of both or neither that can correspond or not to the sex assigned at birth.' Section 2(n) defines 'transgender person' as '(i) intersex (khusra) with mixture of male and female genital features or congenital ambiguities; or 30

(ii) eunuch assigned male at birth, but undergoes genital excision or castration; or (iii) a transgender man, transgender woman, Khawaja Sira or any person whose gender identity or gender expression differs from the social norms and cultural expectations based on the sex they were assigned at the time of their birth.'

See Mian Asia v. Federation of Pakistan (WP no. 31581/2016). 31

In a hearing on 3 March 2022, Justice Syed Muhammad Anwar admonished the director general of the Ministry of Human Rights for referencing the Yogyakarta Principles in its response to the court. The Yogyakarta Principles are a set of principles on the application of international human rights law in relation to sexual orientation and gender identity, first drafted in 2006. Although not binding, this document draws on the ICCPR and ICESCR and has been widely referred to in courts worldwide, as guidance on how to apply international human rights standards in relation to sexual orientation, gender identity, gender expression and sex characteristics. 32

In NALSA v. Union of India (2014), the Supreme Court of India affirmed the fundamental rights of transgender persons, including the right to self-identification. Similarly, Sunil Babu Pant v. Government of Nepal (2007) upheld the right to self-determination, granting equal protections on the basis of gender identity. Although surgeries for certain conditions have been practiced in Iran since the 1930s, it was not until the 1990s that the process was formalised. Following a fatwa by Ayatollah Khomeini, later affirmed by Ali Khamenei and others, transgender people are allowed sex reassignment surgeries and full recognition. In 2010, the Iranian Legal Medicine Organization formulated a standardised protocol in this area. 33

See, for instance, the Supreme Court's reading of 'gender equality' under Article 25 of the Constitution in Uzma Naveed Chaudhary & Ather Farook Buttar v. Federation of Pakistan (Civil Petitions No. 1347 and 1655 of 2019). 34

J. Hinchy. (2019). Governing gender and sexuality in colonial India: The hijra. Cambridge University Press. 35

The first time the JI rang alarm bells and took to the streets about an 'American conspiracy' to 'spread homosexuality' was in 2011 when the US embassy in Pakistan hosted a private 'Pride' event in Islamabad. 36

This was argued in a paper published by a conservative think-tank, the Institute of Policy Studies in Islamabad (founded by JI worker Khurshid Ahmed). See S. N. Farhat et al. (2020). Transgender law in Pakistan: Some key issues. Policy Perspectives, 17(1), 7-33. 37

Although the ban was lifted by the federal government and the film released, with some cuts, in parts of the country, the Punjab government reversed its decision to release the film and imposed a ban. Saim Sadiq's debut feature, with Malala Yousafzai as one its executive producer, has won numerous awards for its nuanced portrayal of gender and sexuality. 38

A recent study by UNDP also found that transgender people living with hostile families faced added stress and compromised health. See UNDP. (2020, August 6). Social inclusion of vulnerable transgenders in times of COVID-19. https://www.undp.org/pakistan/stories/social-inclusion-vulnerable-transgenders-times-covid-19#:~:text=A%20community%2Dbased%20awareness%20mechanism,safe%20in%20their%20personal%20spaces. 39

See A/HRC/WG.6/42/PAK/1. 40

European Commission. (2020). Report on the Generalised Scheme of Preferences covering the period 2018-2019. https://eur-lex.europa.eu/legal-content/EN/TXT/HTML/?uri=CELEX:52020JC0003&rid=4	41
National Security Division. (2022). National security policy of Pakistan: 2022-26, p. 47.	42
The International Commission of Jurists (ICJ) has found that, even where victims and their families pursue cases with the authorities, the police either fail to register complaints or carry out prompt, thorough, competent and effective investigations that could eventually lead to the prosecution and conviction of the perpetrators. See: ICJ. (2022, March 31). International Transgender Day of Visibility: End impunity for attacks against transgender people. https://www.icj.org/international-transgender-day-of-visibility-end-impunity-for-attacks-against-transgender-people/	43
The Punjab Transgender Persons (Protection of Rights) Bill 2020, the Sindh Transgender Persons (Protection of Rights) Bill 2021 and the Khyber Pakhtunkhwa Transgender Persons Welfare Endowment Fund Bill 2022 were introduced in the respective assemblies but have not been passed	44
At least five prominent transgender rights activists have received threats of violence or been attacked by mobs since September 2022, including Pakistan's first transgender news anchor Maarvia Malik, who narrowly survived a gun attack in Lahore's Cantonment area and Karachi-based activist Shehzadi Rai, who evaded an acid attack.	45

اہم نکات

ماحولیاتی بحران اور سیلاب

- ماحولیاتی تبدیلی سے آنے والے تباہ کن سیلاب نے 2022 میں ملک کو شدید متاثر کیا۔ تین کروڑ، تیس لاکھ سے زائد افراد متاثر ہوئے، 1,739 لوگ ہلاک جبکہ 12,867 زخمی ہوئے۔ سیلاب سے ہونے والے نقصان میں 82 فیصد فصلوں کا جبکہ 17 فیصد مال مویشیوں کا تھا۔
- سیلاب سے سب سے زیادہ سندھ متاثر ہوا جہاں 823 افراد ہلاک، ایک کروڑ بیس لاکھ متاثر اور بہت بڑی تعداد میں بے گھر ہوئے۔ 20,600 سے زیادہ اسکول اور 44 لاکھ ایکڑ زرعی اراضی تباہ ہوئی۔
- بلوچستان میں سیلاب کے باعث 336 جانیں ضائع ہوئیں۔ سیلاب نے 700 بنیادی اور دیہی صحت یونٹ تباہ کیے، اور اس طرح صوبے کا صحت کا نظام جو پہلے ہی کمزور تھا مزید تباہ ہو گیا۔
- اکتوبر میں، ہیلپ ایج نے رپورٹ کیا کہ سیلاب سے متاثر ہونے والے عمر رسیدہ افراد میں سے 69 فیصد کے پاس رہنے کے لیے جگہ نہیں ہے۔

قوانین اور قانون سازی

- 2022 میں کُل 207 قوانین منظور ہوئے۔ ان میں سے 62 وفاقی اور 145 صوبائی تھے۔
- صدارتی حکم ناموں کے ذریعے قانون سازی کا سلسلہ جاری رہا۔
- جائے روزگار پر عورتوں کو ہراسانی سے تحفظ (ترمیمی) قانون جنوری میں منظور ہوا۔
- جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دینے والے فوجداری قوانین (ترمیمی) بل کو اکتوبر میں سینٹ سے قومی اسمبلی واپس بھیجا گیا جہاں اس میں مزید ردوبدل کیا گیا، حالانکہ اسے مشترکہ پارلیمانی اجلاس کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے تھا، اور یوں قانون سازی کا عمل تاخیر کا شکار ہوا۔
- اِسی قانون میں ایک ترمیم کے ذریعے خودکشی کو جرائم کی فہرست سے نکالا گیا۔
- چھ کوششوں کے بعد، آخر کار تشدد و حراستی موت (روک تھام اور سزا) کے قانون کو دسمبر میں صدارتی منظوری ملی۔
- کے پی اسمبلی نے کم از کم تنخواہ 26,000 روپے رکھنے، بچوں کے خلاف جرائم کی سزا سخت کرنے اور صحت کارڈ کے تحت صحت کی سہولیات بڑے پیمانے پر فراہم کرنے کے لیے قانون سازی کی۔
- سندھ اسمبلی نے طلبہ یونینوں کی بحالی، کچی آبادیوں کو باقاعدہ کرنے کے عمل کے آغاز، اور سندھ کمیشن برائے انسانی حقوق کو بااختیار بنانے کے لیے قوانین منظور کیے۔

- گلگت بلتستان اسمبلی نے حقوقِ نسواں کمیشن کی تشکیل کی اجازت دینے، شہریوں کو خوراک کا حق دینے، اور عمر رسیدہ شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف قوانین منظور کیے۔

انصاف کی فراہمی

- جنوری میں، تقرر کے طریقہ کار پر ججوں کے درمیان طویل تنازعے کے بعد جسٹس عائشہ ملک عدالتِ عظمیٰ کی پہلی خاتون جج بنیں۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں میں صرف چار فیصد جج خواتین ہیں۔
- جنوری میں لاہور ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ عِدت کی تکمیل کے بغیر شادی باطل نہیں اور نہ ہی یہ قابلِ دست اندازی جرم زنا کے زمرے میں آتی ہے۔
- اکتوبر میں، وزارتِ قانون نے اسلام آباد کے لیے دو جوینائل جسٹس کمیٹیوں کا نوٹیفکیشن جاری کیا تا کہ نوعمر مجرموں کے خلاف مقدمات کو غیر تحویلی طریقوں سے نمٹایا جا سکے۔ انسانی حقوق کی دو خصوصی عدالتوں کے قیام کا بھی اعلان کیا گیا۔

سزائے موت

- 98 افراد کو سزائے موت سنائی گئی۔ یہ تعداد 2021 سے کم ہے جب 129 افراد کے خلاف یہ فیصلہ دیا گیا۔
- کسی قیدی کو پھانسی نہیں دی گئی۔ اے پی ایس حملے کے بعد چار برسوں میں 519 افراد کو پھانسیاں دینے کے بعد عملی طور پر پھانسی معطل ہے۔
- پاکستان میں سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ 2012 میں تعداد 7,164 تھی جبکہ 2022 میں 3,226 رہی۔
- اگست میں نشہ آور اشیا کو کنٹرول کرنے کے ایکٹ 1997 اور ریلویز ایکٹ 1890 میں ترمیم کر کے سزائے موت کو عمر قید میں بدلا گیا۔
- نومبر میں، پاکستان نے سزائے موت پر پابندی سے متعلق اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد کی مخالفت کی۔ پاکستان کا کہنا تھا کہ وہ قانونی ضابطے کی مکمل پاسداری کرنے کے بعد ہی سزائے موت دیتا ہے۔

امنِ عامہ

- لگ بھگ 318 افراد ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنے، عزت کے نام پر 1,952 قتل جبکہ جنسی تشدد کے 1,952 واقعات رپورٹ ہوئے۔
- 2022 میں دہشت گردی کے کُل 376 واقعات پیش آئے۔ یہ تعداد پچھلے پانچ برسوں میں سب سے زیادہ ہے۔ ان میں 533 افراد ہلاک اور 832 زخمی ہوئے۔ مرنے والوں میں سے اکثریت سیکیورٹی اہلکاروں کی

تھی۔ان میں پشاور میں شیعہ مسجد پر ہونے والا حملہ جس میں 63 افراد ہلاک ہوئے، بنوں میں انسداد دہشت گردی مرکز پر حملہ اور جامعہ کراچی میں ہونے والا ایک خودکش حملہ شامل تھے۔

قیدخانے اور قیدی

- پاکستان کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ رہی۔قیدیوں کی تعداد 88,687 تھی یعنی گنجائش سے 136 فیصد زائد۔5.71 فیصد قیدی ایسے تھے جن کے مقدمات زیرِ سماعت تھے۔
- ستمبر میں، اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے این سی ایچ آر کی رپورٹ کے بعد اڈیالہ جیل کا دورہ کیا اور قیدیوں کے ساتھ برے سلوک کو "انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی" قرار دیا۔عدالت نے جیل میں ایک شکایات مرکز قائم کرنے کا حکم صادر کیا۔
- اکتوبر میں، گوانتاموبے کے قیدی سیف اللہ پراچہ 17 برس حراست میں رہنے کے بعد پاکستان واپس لوٹے۔ ان پر کوئی فرد جرم عائد نہیں کی گئی تھی۔
- 45 ماہی گیروں سمیت 434 پاکستانی شہری ہندوستانی جیلوں میں بند تھے۔
- قومی اسمبلی کو جمع کروائی گئی ایک رپورٹ میں، وزارتِ خارجہ امور نے انکشاف کیا کہ لگ بھگ 12,000 پاکستانی بیرون ممالک جیلوں میں بند ہیں۔ان میں سے 195,7 مشرقِ وسطیٰ میں قید ہیں۔ان قیدیوں کے لیے قونصلر رسائی اور مناسب قانونی نمائندگی ایک بڑا مسئلہ ہے۔

جبری گمشدگیاں

- جبری گمشدگیوں کا سلسلہ پورا سال بغیر کسی وقفے کے جاری وساری رہا، اور یہی کیفیت متاثرہ خاندانوں کو دھونس اور دھمکیوں کی تھی۔ جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کے مطابق، کم از کم 2,210 کیسز اب تک حل نہیں ہو سکے۔
- اپریل میں جامعہ کراچی میں خودکش بم دھماکے کے بعد بلوچستان میں جبری گمشدگیوں میں اضافہ ہوا۔ بلوچ طالب علم ہبیب گرامداد کو لاہور سے جبری لاپتا کیا گیا اور پھر 13 دن بعد رہا کیا گیا۔ جون میں، دوداالٰہی اور غمشاد بلوچ کو کراچی سے لاپتا کیا گیا، اور وہ ایک ہفتہ بعد گھر لوٹے۔اگست میں بلوچ لکھاری لالہ فہیم بلوچ کو اغوا کیا گیا۔ دو خواتین بلوچ کارکن لاپتا ہوئیں، اور چار بلوچ مرد جو پہلے سے لاپتا تھے، انہیں مبینہ طور پر ایک جعلی مقابلے میں مار دیا گیا۔
- جون میں، صحافی نفیس نعیم اور ارسلان خان کو دو مختلف واقعات میں اغوا کیا گیا اور پھر 24 گھنٹوں بعد رہا کیا گیا۔

جمہوری عمل کی ترقی

- اپریل میں، وزیرِ اعظم عمران خان حزبِ اختلاف کی جماعتوں کی پیش کی گئی مشترکہ تحریکِ عدمِ اعتماد میں ناکام ہوئے۔ اُس سے قبل، سپیکر نے یہ کہتے ہوئے تحریک مسترد کر دی تھی کہ یہ قومی وقار و سلامتی کے خلاف ہے، جس کے بعد صدر نے قومی اسمبلی تحلیل کر دی تھی۔ تب، عدالتِ عظمیٰ نے سپیکر کے فیصلے پر از خود نوٹس لیا اور کہا کہ قومی اسمبلی کی تحلیل کا فیصلہ قانونی لحاظ سے بے اثر ہے۔
- کے پی میں، 31 مارچ کو 18 اضلاع میں منعقد ہونے والے انتخابات میں لگ بھگ 30,000 امیدواروں نے حصہ لیا؛ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے انتخابی مہم کے دوران کئی بار انتخابی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی نشاندہی کی اور وزیرِ اعظم عمران خان سمیت کئی رہنماؤں کی سرزنش کی۔
- مارچ میں، اسلام آباد ہائی کورٹ نے آئی سی ٹی مقامی حکومت آرڈیننس کالعدم قرار دے دیا جس کے تحت پی ٹی آئی حکومت میئر کے انتخابات کروانے کی منصوبہ بندی کر رہی تھی۔ بعد میں، پی ڈی ایم کی حکومت نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس کے باعث دارالحکومت کی یونین کونسلوں کی تعداد 101 تک بڑھائی گئی اور ای سی پی کو انتخابات ملتوی کرنا پڑے۔
- پنجاب میں حکومتوں کی تبدیلیوں کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں صوبہ غیر مستحکم ہوا۔
- آزاد جموں و کشمیر (اے جے کے) میں 32 برس بعد مقامی حکومتوں کے انتخابات منعقد ہوئے۔
- اپریل میں، اے جے کے اسمبلی میں پی ٹی ائی کے اراکین اسمبلی نے اپنے وزیرِ اعظم سردار عبدالقیوم نیازی کے خلاف تحریکِ عدم اعتماد پیش کی اور سردار تنویر الیاس کو ان کا جانشین منتخب کیا۔
- مئی میں، بلوچستان میں مقامی حکومتوں کے انتخابات منعقد ہوئے۔ انتخاب والے دن تشدد کے کچھ واقعات پیش آئے۔
- پنجاب اسمبلی نے 15 ستمبر کو جون میں پی ایم ایل این حکومت کا منظور کردہ مقامی حکومت قانون 2022 منسوخ کر کے مقامی حکومت بل 2021 منظور کیا۔ 30 نومبر کو الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے اعلان کیا کہ پنجاب کے مقامی حکومتوں کے انتخابات اپریل 2023 میں ہوں گے۔
- اگست میں، ای سی پی نے انتخابی حلقوں کی فہرستوں پر نظر ثانی کی، فاٹا کے انضمام کی وجہ سے قومی اسمبلی کی نشستیں کم کر کے 336 کر دی گئیں۔
- ساتویں مردم شماری، جسے ڈیجیٹل طریقے سے ہونا ہے، 2022 میں بھی تاخیر کا شکار رہی۔

نقل وحرکت کی آزادی

- سیاسی مخالفین کو بیرونی سفر سے روکنے کے لیے ایگزٹ کنٹرول لسٹ (ای سی ایل) کے ناجائز استعمال کا سلسلہ پورا سال جاری رہا۔ اپریل میں، وفاقی وزارتِ داخلہ نے ای سی ایل کے قواعد میں بہتری لانے کا عزم کیا اور انکشاف کیا کہ اس وقت 4,863 افراد ای سی ایل پر، 30,000 افراد "بلیک لسٹ" اور ایف آئی اے کی زیرِ نگرانی صوبائی قومی شناختی فہرست میں ہیں۔
- نومبر میں، رکن پارلیمان محسن داوڑ کو ایف آئی اے نے تاجکستان جانے سے روکا، حالانکہ اُن کا نام ای سی ایل سے ہٹایا جاچکا تھا۔

اجتماع کی آزادی

- پی ٹی آئی کی حکومت ختم ہونے پر احتجاجی مظاہرے شروع ہوگئے جن میں سے کچھ پُرتشدد تھے۔ مئی میں، اسلام آباد میں مظاہرین کی پولیس کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں اور ان کے خلاف ضرورت سے زیادہ طاقت استعمال کی گئی۔ اُسی ماہ لاہور میں پولیس نے مظاہرین پر آنسو گیس پھینکی۔
- جنوری میں، کوئٹہ میں احتجاج کرنے والے ڈاکٹروں کی پولیس سے جھڑپ ہوئی جس میں 16 افراد زخمی ہوئے۔
- جون میں، پولیس نے سندھ اسمبلی کے باہر مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے غیر قانونی طاقت استعمال کی۔ اُسی ماہ، کراچی میں لوگوں نے پانی اور بجلی کی بندش کے خلاف مظاہرہ کیا، اور پولیس نے بندرگاہ کو جانے والی شاہراہ بند کرنے والے مظاہرین کو پُرتشدد طریقے سے منتشر کرنے کے لیے لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا استعمال کیا۔
- جون میں، سندھ کے ضلع دادو کے کسانوں نے اپنی زمینوں کو پانی نہ ملنے کے خلاف انڈس ہائی وے پر مظاہرہ کیا۔ پولیس اور کسانوں کی جھڑپ ہوئی جس میں کم از کم 25 افراد زخمی ہوئے۔
- دسمبر میں، گوادر میں حق دو تحریک کے مظاہرین کا دو ماہ طویل دھرنا ختم کروانے کے لیے آنسو گیس اور لاٹھی چارج کا استعمال کیا گیا جس کے نتیجے میں وہاں جھڑپیں ہوئیں۔ مظاہرین نظم ونسق کے معاملات پر احتجاج کر رہے تھے۔

اظہار کی آزادی

- عالمی صحافتی آزادی گوشوارے میں 180 ممالک کی فہرست میں پاکستان کا درجہ 157 تھا۔
- فروری میں ایف آئی اے نے میڈیا چینل کے مالک محسن بیگ کو گرفتار کیا۔ اُن کے خلاف پی ٹی آئی کے وزیر کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنے کا مقدمہ درج ہوا تھا۔ چھاپے کے دوران حکام کے ساتھ ہاتھا پائی ہوئی تو اُن کے خلاف دہشت گردی کا مقدمہ درج کرلیا گیا۔

- اپریل میں نئی حکومت نے متنازع پاکستان میڈیا ڈیولپمنٹ اتھارٹی تشکیل دینے کا منصوبہ ترک کر دیا۔ یہ منصوبہ پچھلی حکومت نے تجویز کیا تھا۔ حکومت نے متنازعہ پاکستان الیکٹرانک کرائمز ایکٹ پر نظرثانی کرنے کا عزم بھی ظاہر کیا۔
- ایف آئی اے نے 13 اپریل کو پنجاب میں آٹھ افراد کو گرفتار کیا جن پر سوشل میڈیا پر ریاستی اداروں کے خلاف 'مذموم مہم' چلانے کا الزام تھا۔
- 21 مئی کو پی ٹی آئی رہنما شیریں مزاری کو اسلام آباد پولیس نے گرفتار کیا۔ ان کے اہلِ خانہ کے مطابق انہیں ریاست پر تنقید کی پاداش میں حراست میں لیا گیا تھا۔ انہیں اسلام آباد ہائی کورٹ کے احکامات پر اسی دن رہا کر دیا گیا مگر ان کی بیٹی ایمان حاضر مزاری پر فوج کے خلاف توہین آمیز بیانات دینے پر مقدمہ درج کیا گیا۔
- مئی میں، پیمرا نے دوبار ہدایات جاری کیں کہ عدلیہ یا فوج پر الزام تراشی والے مواد کو نشر نہ کیا جائے۔ اگست میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے عمران خان کی تقاریر براہ راست نشر کرنے پر پیمرا کی پابندی منسوخ کر دی۔ پی ٹی آئی کے قائد نے پولیس اور عدلیہ کے خلاف دھمکی آمیز بیانات دیے تھے۔
- نامعلوم افراد نے یکم جولائی کو لاہور میں صحافی ایاز امیر پر حملہ کیا۔
- بغاوت اور ریاستی اداروں کی ہتک کے الزامات پر ہونے والی نمایاں گرفتاریوں میں پی ٹی آئی کے شہباز گل اور سینیٹر اعظم سواتی کی گرفتاریاں شامل تھیں۔ زیرِ حراست افراد نے دعویٰ کیا کہ دورانِ حراست ان پر تشدد کیا گیا۔
- پولیس نے 5 جولائی کو بغاوت سے ملتے جلتے الزامات پر صحافی عمران ریاض کو گرفتار کیا۔
- اگست میں پی ٹی آئی کے ایک رہنما کے فوج کے اندر اختلاف کے بیانات جاری کرنے پر اے آر وائی نیوز کی نشریات بند کر دی گئیں۔
- اکتوبر میں صحافی ارشد شریف کینیا میں قتل کر دیے گئے۔ وہاں اُنہوں نے پاکستان میں دھمکیاں ملنے کے بعد پناہ لی تھی۔
- اکتوبر میں، صحافیوں کے تحفظ کی تنظیم کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس، سی پی جے، کے عہدیدار سٹیون بٹلر کو لاہور کے ہوائی اڈے پر ایف آئی اے نے حراست میں لیا اور اُن سے پوچھ گچھ کی۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

- پولیس ریکارڈ کے مطابق کہ پاکستان بھر میں توہینِ مذہب کے 35 مقدمات درج ہوئے۔ سی ایس جے کے بقول، لگ بھگ 171 لوگوں پر توہینِ مذہب کا الزام عائد ہوا اور 65 فیصد واقعات پنجاب میں پیش آئے۔
- مذہب کی جبری تبدیلی، خاص طور پر نوجوان لڑکیوں کے مذہب کی تبدیلی کا سلسلہ پچھلے برسوں کی طرح جاری رہا۔

- ایچ آر سی پی نے ہجوم کے ہاتھوں تشدد سے قتل کے کم از کم نو واقعات قلم بند کیے، تمام واقعات سندھ میں پیش آئے۔
- مارچ میں، عدالتِ عظمیٰ نے قرار دیا کہ آئین احمدیوں کو شہری تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتا اور نہ ہی اُنہیں اُن کے بنیادی حقوق سے محروم کرتا ہے۔
- احمدیوں کی 90 قبروں اور 10 عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی، 105 احمدیوں کے خلاف 25 مقدمات درج ہوئے۔ 12 دسمبر کو گوجرانوالا ضلعی انتظامیہ نے مقامی مذہبی تنظیموں سے شکایات موصول ہونے کے بعد احمدیوں کی جائے عبادت کے مینار گرائے۔
- پنجاب حکومت نے 31 جولائی کو نکاح نامے میں ردوبدل کیا اور ختم نبوت کے عقیدے کا اعلان نکاح نامے کا لازمی حصہ قرار دیا۔
- اگست میں گلگت میں شیعہ رہنما نے شہر کے خومر چوک پر جھنڈا لہرانے کی کوشش کی تو لڑائی شروع ہوگئی جس میں دو افراد ہلاک اور 17 زخمی ہو گئے۔

خواتین

- پولیس اطلاعات کے مطابق، ملک میں جنسی زیادتی کے 3,901، اجتماعی جنسی زیادتی کے 325، عزت کے نام پر جرائم کے 316، تیزاب کے حملوں کے 61، گھریلو تشدد کے 1,022 واقعات درج ہوئے۔
- سندھ پولیس نے صوبے میں جنسی زیادتی کے کیسز میں 200 فیصد اضافے کی تصدیق کی، اور ایک فیصد سے کم کیسز میں سزا ہوئی۔
- ظاہر جعفر کو نور مقدم کے قتل میں فروری میں سزائے موت سنائی گئی۔ مارچ میں، مرکزی ملزم عثمان مرزا سمیت پانچ لوگوں کو جنسی حملے اور ہراسانی کے مقدمے میں عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ مارچ ہی میں، حکومت نے قندیل بلوچ کے بھائی محمد وسیم کی رہائی کو چیلنج کیا۔
- اگست میں، عدالت عظمیٰ نے عورت کے حق ضمانت کا ایک بار پھر اعادہ کیا، اُن مقدمات میں بھی جو متعلقہ قوانین کے تحت ناقابلِ ضمانت ہیں۔
- کے پی میں مقامی حکومتوں کے انتخابات میں امیدوار اور ووٹر کے طور پر خواتین کی شمولیت مایوس کن رہی۔
- کے پی میں، مردوں پر مشتمل جرگہ نے عورتوں کے تفریحی مقام پر جانے پر پابندی لگائی۔
- گلگت میں، مذہبی تنظیمیں عورتوں کا سپورٹس گالا روکنے میں کامیاب رہیں۔

خواجہ سرا افراد

- خواجہ سرا افراد کو 2018 کے قانون میں دیے گئے حقوق پر پورا سال حملے ہوتے رہے۔ اور اس قانون میں ایسی ترامیم تجویز کی گئیں جن سے وہ جنس کی تبدیلی سمیت کئی آزادیوں سے محروم ہو سکتے ہیں۔

- جنوری میں، حقوق کی کارکن سارہ گل ملک کی پہلی خواجہ سرا ڈاکٹر بنیں۔
- ایچ آر سی پی کی میڈیا مانیٹرنگ کے مطابق، 12 خواجہ سرا قتل ہوئے، 10 خواجہ سرا جنسی تشدد کا نشانہ بنے، اور ایک خواجہ سرا اغوا ہوا۔
- محکمہ تعلیم جنوبی پنجاب نے 12 مارچ کو بہاولپور میں جبکہ یکم اگست کو ڈیرہ غازی خان میں خواجہ سرا برادری کے لیے سکول کھولا۔ 8 دسمبر کو لاہور میں بھی پہلے خواجہ سرا سکول کا افتتاح ہوا۔
- اکتوبر میں وفاقی حکومت نے خواجہ سراؤں کے لیے 24 گھنٹے کی ہیلپ لائن کھولی تا کہ وہ اپنی شکایات درج کروا سکیں۔
- نومبر میں، کراچی میں تاریخ کا پہلا مورت مارچ ہوا جس میں خواجہ سرا برادری کو اپنے مسائل اجاگر کرنے کا موقع ملا۔
- نومبر میں، وفاقی حکومت نے سنسر بورڈ کی منظور شدہ فلم جوائے لینڈ ریلیز کرنے پر پابندی لگا دی۔ فلم میں ایک مرد اور خواجہ سرا شخص کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ پابندی ہٹا دی گئی مگر پنجاب نے اب تک فلم پر پابندی لگا رکھی ہے۔
- سندھ حکومت نے مقامی حکومت میں خواجہ سرا برادری کے لیے 5.0 فیصد ملازمت کوٹا اور ایک فیصد نشستیں مخصوص کیں۔

بچے

- ایچ آر سی پی کی میڈیا مانیٹرنگ کے مطابق، 2022 کے دوران کم از کم 937 بچے جنسی زیادتی کا نشانہ بنے۔ تشویش ناک صورت حال یہ ہے کہ جنوری اور اکتوبر کے دوران، پائیدار سماجی ترقی تنظیم کے مطابق، پنجاب میں بچوں سے بدسلوکی کے 4,503 واقعات پیش آئے۔
- آئی ایچ سی نے مارچ میں 18 برس سے کم عمر کی شادی کو جرم قرار دیا۔ تاہم، اسلامی نظریاتی کونسل نے اس فیصلے کی مخالفت کی۔
- ایچ آر سی پی نے کم عمری کی شادی کے کم از کم 19 واقعات ریکارڈ کیے۔ ان میں سے 13 واقعات سندھ میں پیش آئے۔
- اپریل میں کراچی سے دعا زہرا لاپتا ہوگئی اور اس کے والدین کے بقول اسے اغوا کیا گیا تھا۔ پنجاب میں شادی کرنے والی دعا نے بتایا کہ وہ بالغ ہے۔ ملزم کو دعا کے اغوا اور سازش کے تحت اس سے کم عمری کی شادی کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا جبکہ دعا نے عدالتِ عالیہ لاہور سے استدعا کی کہ اسے دارالامان بھیجا جائے۔
- یونیسف کے مطابق، 2022 کے اختتام پر، سندھ میں لگ بھگ 40 لاکھ بچے سیلاب کے گندے اور کھڑے پانی کی زد میں تھے۔
- بلوچستان اور سندھ کے سیلاب متاثرہ علاقوں کے مراکز صحت میں داخل ہونے والے پانچ برس سے کم عمر کے ہر نو میں سے ایک بچہ شدید غذائی قلت کا شکار تھا۔

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

- مئی میں، وزارت انسانی حقوق نے 29 وفاقی وزارتوں اور ڈویژنوں کو ہدایت کی کہ معذوری کے ساتھ جیتے افراد کے لیے مختص 2 فیصد ملازمتی کوٹے پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔
- اسلام آباد میں سکولوں کو اور زیادہ شمولیتی بنانے کے لیے اکتوبر میں ڈیسلیکسیا خصوصی اقدامات کا قانون منظور ہوا۔ ایکسس ٹو میڈیا (ڈیف اینڈ ڈم) پرسنز ایکٹ بھی دسمبر میں منظور ہوا جس کا مقصد پاکستان بھر کے ٹیلی ویژن پروگراموں میں اشاروں کی زبان کو شامل کرنا ہے۔

محنت

- محنت کے عالمی دن پر، اسلام آباد میں یونین رہنماؤں نے افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان کے 6 کروڑ غیر رسمی محنت کشوں میں سے صرف 90 لاکھ کو قانون کی نظر میں محنت سے متعلق حقوق حاصل ہیں۔
- فروری میں، وزارت انسانی حقوق نے وفاقی و صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی کہ اقلیتی مذاہب سے خاکروب بھرتی کرنے کے حوالے سے امتیازی سلوک بند کیا جائے۔
- اپریل میں پنجاب اور وفاق کی حکومتوں نے کم از کم تنخواہ بڑھا کر 25,000 پاکستانی روپے کی۔ کے پی میں کم از کم تنخواہ بڑھا کر 26,000 پاکستانی روپے کی گئی۔
- ہاری ویلفیئر ایسوسی ایشن کے مطابق، سندھ میں لگ بھگ 1,200 گروی مزدور رہا ہوئے۔ البتہ، سال کے دوران صرف 14 ضلعی نگران کمیٹیاں قائم ہوئیں، اور اس سے بھی کم فعال تھیں۔
- پاکستان سنٹرل مائنز لیبر فیڈریشن کے مطابق، جنوری سے جولائی تک، پاکستان بھر میں کانوں میں حادثات میں 90 کان کن ہلاک ہوئے۔ ایچ آر سی پی کے کوئٹہ دفتر نے بلوچستان میں 24 حادثات قلم بند کیے جن میں 71 مزدور ہلاک اور 25 زخمی ہوئے۔

مہاجرین اور آئی ڈی پیز

- پاکستان نے اب تک مہاجرین کنونشن 1951 اور اس کے پروٹوکول 1967 کو تسلیم نہیں کیا اور مہاجرین کے حوالے سے کوئی ملکی قانون سازی یا پالیسی سازی بھی نہیں کی۔
- یو این ایجنسی برائے مہاجرین کے مطابق، پاکستان میں دسمبر تک 1,316,257 رجسٹرڈ افغان مہاجرین مقیم تھے۔ تاہم، شناختی دستاویزات کے حصول اور ویزا کی تجدید میں پیش آنے والی مشکلات بدستور موجود تھیں جس کے باعث کئی لوگ گرفتاری کے خطرے سے دوچار تھے۔

- دسمبر میں، سندھ حکومت کو اس وقت بڑی تنقید کا سامنا کرنا پڑا جب جیل کی سلاخوں کے پیچھے موجود افغان بچوں کی تصویر نے سوشل میڈیا پر گردش کی۔ وزارت اطلاعات سندھ نے وضاحت کی کہ بچے گرفتار نہیں تھے، بلکہ اپنی والدہ کے ہمراہ تھے جسے غیر قانونی ہجرت کے مقدمات میں حاضر ہونا تھا۔
- کے پی حکومت نے جولائی میں سپاہ قبیلے کے 5,000 گھرانوں کی بحالی نو کے لیے چار کروڑ روپے مختص کیے۔ وہ ضرب عضب فوجی آپریشن کی وجہ سے وادی تیراہ سے بے دخل ہوئے تھے۔ فوج نے وادی میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کا اعلان کیا تو آئی ڈی پیز کو علاقہ چھوڑنا پڑا۔

تعلیم

- تعلیم کی سالانہ صورتِ حال رپورٹ سے انکشاف ہوا کہ پانچویں جماعت کے 45 فیصد بچے اردو یا مقامی زبان نہیں پڑھ سکتے، جبکہ 44 فیصد انگریزی نہیں پڑھ سکتے۔
- جولائی میں، وزارتِ تعلیم نے متنازعہ یکساں قومی نصاب کا نام بدل کر قومی نصاب پاکستان رکھا، اور دعویٰ کیا کہ یہ نصاب پہلے سے زیادہ شمولیت اور مشاورت کی بنیاد پر مرتب کیا جائے گا۔
- کووڈ 19 کے دوران سکولوں میں پڑھائی کا سلسلہ منقطع ہوا۔ اس کے بعد سیلاب اور سموگ کی وجہ سے پنجاب میں سکول بغیر کسی خلل کے معمول کی پڑھائی شروع نہیں کر سکے۔ اس سے لگ بھگ 25 لاکھ طالب علم متاثر ہوئے۔ بلوچستان میں 3,000 سے زائد سکولوں کو نقصان پہنچا جس سے 386,000 طالب علموں کی پڑھائی متاثر ہوئی۔
- پنجاب میں طلبا تنظیموں کی بحالی اور یونیورسٹی فیسوں میں کمی کے لیے احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ بعض مواقع پر احتجاج کرنے والوں کو اغوا کیا گیا یا ان کے ساتھ برا سلوک کیا گیا۔

صحت

- 2022 میں کووڈ 19 کے 1,575,805 کیسز رپورٹ ہوئے۔ سال کے شروع میں اومی کرون وائرس نے کورونا وائرس کیسز میں اضافہ کیا۔ اس کے باعث محدود لاک ڈاؤن ہوئے اور مارچ میں مزید پابندیاں لگیں۔
- ڈینگی کے پھیلاؤ نے ملک میں صحت کے ایک بحران کو جنم دیا جس میں کم از کم 149 افراد کی جان گئی۔
- پاکستان بھر میں سیلاب کا پانی جمع ہونے سے پانی سے جنم لینے والی بیماریاں عام ہوئیں۔ خوراک اور پینے کے پانی کی کمی نے صحت کے اضافی مسائل پیدا کیے، خاص طور پر عورتوں اور بچوں کے لیے۔ بلوچستان میں ملیریا کے 38,476 کیسز سامنے آنے کے بعد ڈبلیو ایچ او نے تنبیہ جاری کی۔
- پنجاب میں صحت سہولت کارڈ کی حیثیت غیر واضح رہی۔

- ایچ آر سی پی نے ملک بھر میں کم از کم 1,341 خودکشیاں ریکارڈ کیں۔
- پولیو کا مسئلہ دوبارہ پیدا ہوا، کم از کم 20 کیسز رپورٹ ہوئے۔

ہاؤسنگ اور ماحول

- اسلام آباد ہائی کورٹ نے حکومت اور عدلیہ کے اہل کاروں کو سستے داموں پلاٹ کی فراہمی کے خلاف فیصلہ دیا۔
- لاہور ہائی کورٹ نے 13 اکتوبر کو راوی اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی سے کہا کہ وہ عدالتِ عظمیٰ کے احکامات کے دائرے سے باہر جا کر اراضی حاصل نہیں کر سکتی۔
- کراچی میں عمارتوں کی مسماری کا سلسلہ جاری رہا۔ مجاہد کالونی کے کئی حصے بحالیِ نو کے منصوبوں کے بغیر زمین بوس کر دیے گئے۔ کراچی آبادی قانون کی منظوری کے باوجود، حکومت گجر اور اورنگی نالے کے باشندوں کی بحالیِ نو کرنے میں ناکام رہی۔
- شندور، بابوسر اور باشا میں جی بی۔ کے پی کی حدود سے متعلق اراضی کے تنازعات کو حل نہ کیا جا سکا۔
- 2022 میں لاہور اور کراچی میں ہوا کا معیار سنگین حد تک نیچے گر گیا
- 2022 کے آغاز میں شدید گرم آب و ہوا نے سندھ کو اپنی لپیٹ میں لیا، اور کراچی، دادو اور جیکب آباد میں درجہ حرارت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔
- موسم گرما میں اے جے کے میں جنگل میں آگ لگی جس سے لگ بھگ 30 لاکھ درختوں اور جنگلی حیات کو نقصان پہنچا۔

پاکستان اور انسانی حقوق کا عالمی نظام

- پاکستان کے 2023 میں چوتھا عالمی سلسلہ وار جائزے سے پہلے سول سوسائٹی نے توہینِ مذہب کے قانون، اور اظہار، اجتماع اور انجمن سازی کی آزادیوں پر اپنی رپورٹس پیش کیں۔
- یورپی یونین مانیٹرنگ مشن نے جی ایس پی پلس سکیم کے تحت پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے جون میں پاکستان کا دورہ کیا۔ سکیم کی موجودہ مدت 2023 میں ختم ہو رہی ہے، لہٰذا پاکستان کو جی ایس پی پلس کے تحت اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی ضرورت ہے۔
- یورپی امور خارجہ ایکشن سروس نے جی ایس پی پلس پروگرام کے پہلے سے موجود 27 معاہدات میں ماحولیاتی معیارات سے متعلق مزید 5 معاہدے شامل کر دیے ہیں۔
- ستمبر میں اقوام متحدہ نے کہا کہ یہ اہم ہے کہ سیلاب ریلیف کی عالمی کاوشوں میں انسانی حقوق کے اصولوں سے رہنمائی لی جائے اور انتہائی پسے ہوئے طبقوں کی مدد اور ریلیف کو ترجیح دی جائے۔

انسانی حقوق کے قومی ادارے

- حالیہ جی ایس پی پلس تشخیصی رپورٹس کے مطابق، این سی ایچ آر مکمل طور پر پیرس اصولوں کی مطابقت میں نہیں ہے اور اسے ایک آزاد اور متنوع قانونی ادارہ بنایا جانا چاہیے جسے مناسب وسائل میسر ہوں۔
- تشدد کو جرم قرار دینے کے ابتدائی مسودہ قانون میں تشدد کی شکایات کی تحقیقات کا اختیار این سی ایچ آر کو دیا گیا تھا۔ بعدازاں اکتوبر میں قانون جب منظور ہوا تو یہ اختیار ایف آئی اے کو دے دیا گیا۔ ایف آئی اے جیسی ایجنسیوں کی مجوزہ خود احتسابی سے اخلاقیات اور غیر جانبداری کے بارے میں شدید خدشات پیدا ہوئے ہیں۔

پنجاب

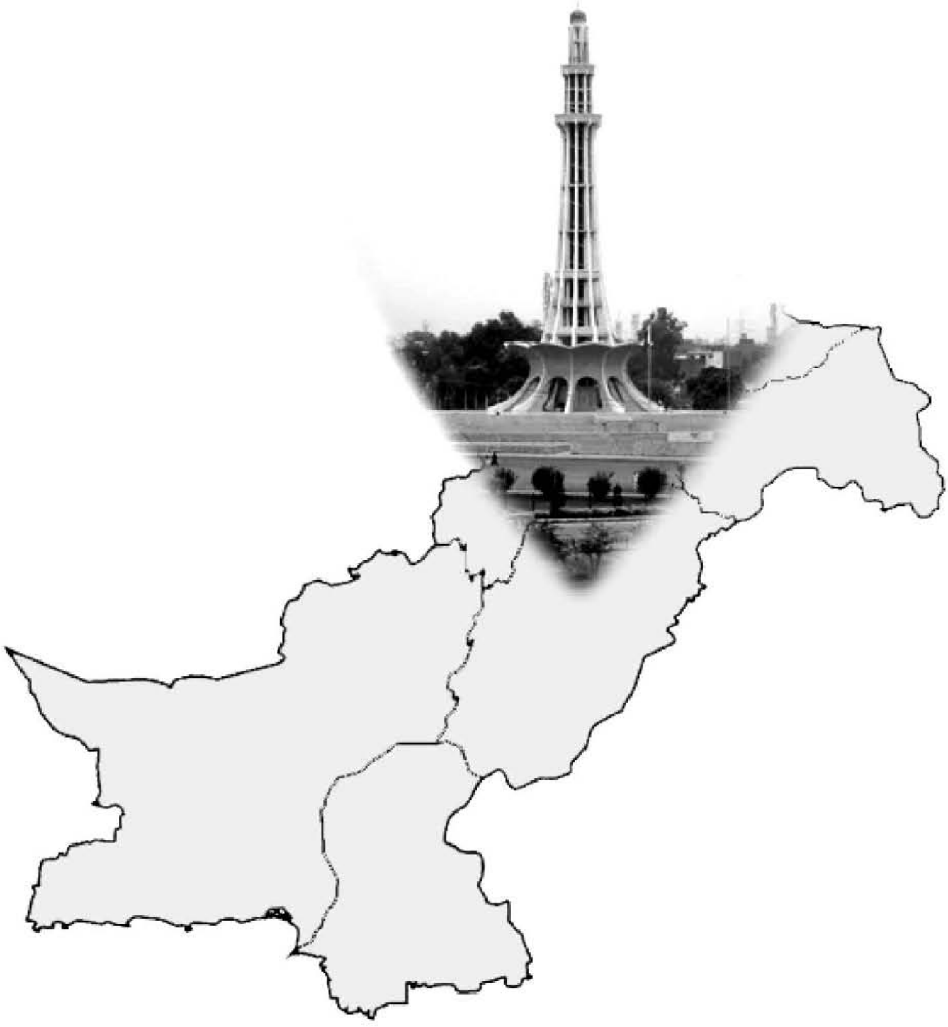

کلیدی رجحانات

- سارا سال سیاسی غیر یقینی حاوی رہی۔ پاکستان مسلم لیگ ۔ن اور پاکستان مسلم لیگ۔ق اور پاکستان تحریک انصاف کے درمیان پنجاب کی وزارت اعلیٰ کے لیے ہونے والی شدید لڑائی میں عوام کے حقوق پامال ہوئے۔
- چوتھے پارلیمانی سال میں پنجاب اسمبلی کے اجلاس بدنظمی کے باعث بے قاعدگی کا شکار اور بری طرح متاثر رہے۔ ملک کی چار صوبائی اسمبلیوں میں سے ایک سال میں سب سے کم تعداد اور دورانیے کے اجلاس پنجاب اسمبلی کے رہے۔
- نئے بلدیاتی قانون پر حکومت اور اپوزیشن کے درمیان کش مکش کے بعد، پنجاب اسمبلی نے بالآخر 15 ستمبر 2021 کو لوکل گونمنٹ بل 2021 منظور کیا۔
- 2021 کے مقابلے میں 2022 میں جنسی زیادتی، قتل، تیزاب گردی اور پولیس مقابلوں کے واقعات میں اضافہ ہوا۔
- صحافیوں کو ریاست پر تنقید کی پاداش میں ہراسگی اور گرفتاری کا سامنا کرنا پڑا۔ لاہور ائرپورٹ پر عمران ریاض خان کی گرفتاری اور سٹیون بٹلر (جن کا تعلق صحافیوں کے تحفظ کی تنظیم کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس سے ہے) کی بلا جواز تفتیش اس کی مثالیں ہیں۔
- جبری گمشدگیوں کے انکوائری کمیشن کی رپورٹ کے مطابق 2022 میں پنجاب میں جبری گمشدگیوں کے 57 کیس سامنے آئے۔
- احمدیوں کے عبادت اور زندگی کے حقوق پر حملے عام رہے، اور مذہب کی بنیاد پر تشدد میں اس کمیونٹی کے کم از کم تین افراد قتل کر دیے گئے۔
- قندیل بلوچ کے بھائی کی رہائی سے غیرت کے نام پر قتل اور اس قسم کے جرائم کو ناقابل معافی جرم قرار دینے کی ضرورت پر بحث چھڑ گئی۔
- مزدوری کا نظام غریب مخالف رہا، مزدور اجرت کے ڈھانچوں اور تنخواہوں کی ادائیگی میں تاخیر سے غیر مطمئن رہے۔
- ٹرانس جینڈر افراد نے کافی امتیاز اور تشدد کا سامنا کیا۔ جمعیت علمائے اسلام (جے یو آئی۔ف) کی جانب سے وفاقی شرعی عدالت میں ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018 (ٹرانس جینڈر کے حقوق کے تحفظ کا قانون) کے خلاف درخواست کے بعد ایک شدید عوامی بحث چھڑ گئی کہ آیا یہ قانون اسلامی دفعات سے مطابقت رکھتا ہے۔

- پنجاب حکومت عوام کے صاف ستھرے، محفوظ اور صحت مند ماحول کے حق کا تحفظ کرنے میں ناکام رہی۔ اس غفلت کے اثرات، اگست میں جنوبی پنجاب میں تباہی مچانے والے سیلاب اور نومبر میں لاہور کو لپیٹ میں لینے والی سموگ میں واضح تھے۔
- سکولوں میں 2020 میں کووڈ 19 کی وبا سے قبل کا بلاتعطل معمول، سیلاب اور سموگ جیسے نئے مسائل کے باعث بحال نہ ہو سکا۔
- پنجاب حکومت نے آسکر کے لیے شارٹ لسٹ کی گئی فلم جوائے لینڈ، جس کی کہانی ایک ٹرانس جینڈر خاتون کے گرد گھومتی ہے، کی صوبے بھر میں نمائش پر پابندی لگا دی۔

عمومی جائزہ

منقسم کرتی سیاست اور تباہ کن سیلاب سے پنجاب میں 2022 طویل اور کٹھن بن گیا۔ 10 اپریل کو تحریکِ عدم اعتماد کے ذریعے پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان کو وزیراعظم پاکستان کے عہدے سے ہٹائے جانے کے بعد پنجاب کی سیاست مسلسل سیاسی اور آئینی بحرانوں میں پھنسی رہی۔ اپریل کے بعد، پنجاب کی وزارت اعلیٰ کے لیے عثمان بزدار (پی ٹی آئی) سے حمزہ شہباز (پی ایم ایل۔ن) سے پرویز الٰہی (پی ایم ایل۔ق) تک پے در پے تبدیلیوں اور پنجاب اسمبلی میں بدنظمی کے باعث صوبہ اس عہدے کے حصول کے لیے میدان جنگ بن گیا۔ سب سے بڑا نقصان سیاسی اور معاشی انتظام کا ہوا۔ گذشتہ بلدیاتی حکومتوں کی مدت یکم جنوری کو مکمل ہونے کے بعد صوبہ سارا سال مقامی حکومت کے بغیر رہا۔ سرکاری ملازمین کے اکثر اور قبل از وقت تبادلے ہوتے رہے۔

لوگوں نے اپنے مسائل کے حل میں حکومت کی واضح نااہلی پر کافی مایوسی کا اظہار کیا۔ مہنگائی میں اضافے، ملازمت کے عدم تحفظ اور معاوضوں کے طریقہ کار کے خلاف احتجاج نمایاں رہے۔ حکومت مذہبی اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنے میں ناکام رہی: احمدیوں، ان کے قبرستانوں اور عبادت گاہوں پر حملے روک ٹوک کے بغیر جاری رہے۔ حکومت نے صحافیوں کی بار بار گرفتاریوں اور کسی جواز کے بغیر تفتیش کے ذریعے آزادی اظہار رائے پر قدغن لگانے کی کوشش کی۔

جب پنجاب میں طاقت کے مراکز سیاسی اور معاشی ہلچل میں ڈگمگا رہے تھے، اگست میں ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور میانوالی کے جنوبی اضلاع کو مون سون کی شدید بارشوں نے تباہ کر دیا۔ جانیں گئیں اور گھر تباہ ہو گئے یا انھیں نقصان پہنچا، جبکہ سڑکوں کے نظام، سکولوں اور بازاروں کی تباہی کے باعث لوگ ضروریات زندگی اور آزادانہ نقل و حرکت سے محروم ہو گئے۔ امدادی کیمپوں میں پناہ لینے والی خواتین کے ساتھ جسمانی اور جنسی ہراسگی کے واقعات بھی سامنے آئے۔

سیلاب متاثرین کے لیے مختص کیے گئے ریلیف اور بحالی کے فنڈ کے بارے میں کوئی واضح بات سامنے آنا ممکن نہ تھا، کیونکہ ایک کے بعد ایک خبر کے مطابق وزیراعلیٰ کی جانب سے وعدہ کی گئی رقوم میں تبدیلی ہوتی رہی۔ ستمبر تک، راجن پور کے لوگ پیدل چل کر گھروں کو واپس آنے پر مجبور ہوئے کیونکہ وہ انتہائی ناقص امدادی کیمپوں میں زیادہ دیر ٹھہر نہ سکے۔

قوانین اور قانون سازی

بدنظمی کے شکار اسمبلی اجلاس: چوتھے پارلیمانی سال (22-2021) میں پنجاب اسمبلی کے اجلاس بے قاعدہ اور ہنگامہ خیز تھے، اور فی اجلاس اوسط دورانیہ ایک گھنٹا 49 منٹ رہا۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی (پلڈاٹ) کے صوبائی اسمبلوں کے تقابلی جائزے کے مطابق سال 2022-2021[1] کے دوران پنجاب اسمبلی اجلاسوں کی تعداد (41 اجلاس) اور دورانیے (76.31 گھنٹے) میں صوبائی اسمبلیوں میں سب سے نیچے رہی۔ رپورٹ کے مطابق اس اسمبلی کا مختصر ترین اجلاس 27 جولائی کو محض 6 منٹ اور طویل ترین اجلاس 29 جولائی کو 42 منٹ کا تھا۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاسوں میں پنجاب کے تین وزرائے اعلیٰ عثمان بزدار، حمزہ شہباز اور پرویز الٰہی کی حاضری 21 فی صد رہی؛ پانچ اجلاسوں میں کورم پورا نہ ہوا اور ان میں سے دو کورم کی کمی کے باعث برخاست کر دیے گئے۔

اسمبلی کا ماحول پی ٹی آئی اور پی ایم ایل این کے درمیان تناؤ کے باعث معاندانہ رہا، یہاں تک کہ 22 جون کو سالانہ صوبائی بجٹ برائے سال 23-2022 اور ضمنی بجٹ برائے سال 22-2021 کا اجلاس ایوان اقبال کمپلیکس کی عمارت میں منعقد کرانا پڑا۔ پنجاب اسمبلی میں صورت حال کشیدہ رہی جبکہ 16 اپریل کو وزیر اعلیٰ کے منصب کے لیے انتخاب کے دوران اسمبلی کے اندر تشدد کے واقعات رونما ہوئے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اس تشدد پر غم و غصے کا اظہار ٹویٹ کے ذریعے ان الفاظ میں کیا، 'یہ جمہوریت، شائستگی اور ان آداب کی توہین تھی کہ ووٹر جس کی اپنے منتخب نمائندوں سے توقع رکھتے ہیں'۔

16 اپریل کو پنجاب اسمبلی میں وزیر اعلیٰ کے عہدے کے انتخابات کے دوران میں ہنگامہ شروع ہو گیا

اس سے بجٹ اجلاس تاخیر کا شکار ہوا اور اپوزیشن جماعتوں پی ٹی آئی اور پی ایم ایل کیو نے اس تشدد پر انسپکٹر جنرل آف پولیس اور چیف سیکرٹری سے معافی کا مطالبہ کیا۔ اس تعطل کو دور کرنے اور سالانہ بجٹ کی منظوری کا راستہ ہموار کرنے کے لیے، گورنر بلیغ الرحمان نے اس وقت کے سپیکر (پرویز الٰہی) کے اختیارات سلب کرنے اور پنجاب لا اینڈ پارلیمنٹری افیئرز ڈیپارٹمنٹ کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس بلانے اور ملتوی کرنے کا اختیار دینے کے لیے پنجاب لاز (مشکلات کی منسوخی اور تدارک) آرڈیننس 2022 جاری کیا۔

منظور کیے گئے بل: پلڈاٹ کے مطابق اس سال کل 35 بل منظور ہوئے۔ ستمبر میں اسمبلی نے پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف وومن بل 2022، لاہور سینٹرل بزنس ڈسٹرکٹ ڈیویلپمنٹ اتھارٹی امینڈمنٹ بل 2022، اور راوی اربن ڈیویلپمنٹ اتھارٹی امینڈمنٹ بل 2022 منظور کیے۔ یہ بل اس سے قبل گورنر نے مسترد کر کے اسمبلی سیکرٹریٹ کو واپس بھجوا دیے تھے۔ پنجاب اسمبلی نے لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2022 کو منسوخ کرتے ہوئے 15 ستمبر کو لوکل گورنمنٹ بل 2021 بھی منظور کر لیا۔ (لوکل گورنمنٹ بھی دیکھیے)

انصاف کی فراہمی

زیرِ التوا مقدمات: 7 ستمبر کو چیف جسٹس محمد امیر بھٹی کی زیرِ صدارت منعقدہ فل کورٹ اجلاس میں یہ انکشاف کیا گیا کہ لاہور ہائی کورٹ نے جنوری سے جولائی 2022 کے دوران کل 95,762 مقدمات نمٹائے۔ 53,955 مقدمات لاہور کی مرکزی عدالت میں اور 24,174 ملتان، 11,221 بہاولپور اور 6,412 راولپنڈی بینچ میں نمٹائے گئے۔ اسی دورانیے میں ضلعی عدلیہ نے 1.6 ملین سے زائد مقدمات کا فیصلہ کیا۔ ان میں سے 40,000 مقدمات سیشن کورٹس میں جب کہ 1.2 ملین سول جج اور مجسٹریٹ کی عدالتوں میں نمٹائے گئے۔ 1.16 ملین کے قریب نئے مقدمات سول اور سیشن کورٹس میں درج ہوئے۔

اہم عدالتی فیصلے: سال کے آغاز میں 9 جنوری کو لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ عدت (مسلمان جوڑے میں طلاق کی صورت میں یا شوہر کی وفات کے باعث تقریباً چار ماہ کی مدت) پوری کیے بغیر شادی کالعدم نہیں ہے اور زنا (بدکاری)[2] کے قابل سزا جرم کے دائرے میں نہیں آتی۔ لاہور ہائی کورٹ نے ایک اہم فیصلہ میں شہریوں کے لیے اسلامی ریاست کے اندر جہاد کے لیے فنڈ اکٹھے کرنا ممنوع قرار دے دیا اور 27 جنوری کو جنگجو تنظیم تحریک طالبان پاکستان کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے والے دو افراد کی اپیلیں خارج کر دیں۔[3]

10 فروری کو لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ صدارتی نظام، حکومت کے بنیادی ڈھانچے سے متصادم ہے۔[4] اسی تسلسل میں 22 اپریل کو ہائی کورٹ نے پنجاب اسمبلی میں جاری مسلسل آئینی تعطل سے متعلق درخواستوں پر فیصلہ دیا کہ گورنر نئے وزیرِ اعلیٰ سے حلف لینے سے انکار نہیں کر سکتا اور یہ توقع کی کہ صدر پی ایم ایل این کے رہنما سے بلا تاخیر حلف لینے کے لیے کسی کو نامزد کریں گے۔ 28 اپریل کو لاہور ہائی کورٹ نے گورنر کو ہدایات دیں کہ وہ 28 اپریل

سے قبل آرٹیکل 255 کے تحت خود یا اپنے کسی نمائندہ کے ذریعے منتخب وزیراعلیٰ حمزہ شہباز سے سارا عمل مکمل کرتے ہوئے حلف لینا یقینی بنائیں[5]۔ 30 جون کو لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب کے وزیراعلیٰ کے انتخاب کے لیے ووٹوں کی دوبارہ گنتی کا حکم دیا، جو 16 اپریل کو کی گئی اور اس میں سے پی ٹی آئی کے 255 منحرف اراکین کے ووٹ نکال دیے گئے۔[6]

امنِ عامہ

قانون کا نفاذ

جرائم کے اعداد و شمار: 2021 اور 2022 میں جرم کی تعداد اور نوعیت کے تقابلی اعداد و شمار میں یہ واضح ہے کہ 2021 میں اجتماعی زیادتی کے 269 واقعات 2022 میں بڑھ کر 311، 2021 میں قتل کے 4379 سے 2022 میں 4,596، تیزاب گردی کے 2021 میں 34 سے 2022 میں 59 اور پولیس مقابلے 2021 میں 294 سے 2022 میں 370 ہو گئے۔ (جدول 1) دیگر جرائم جیسا کہ جنسی زیادتی، غیرت کے نام پر قتل اور گھریلو تشدد میں تھوڑا اضافہ ہوا۔ میڈیا کی خبروں کی بنیاد پر اکٹھے کیے گئے، ایچ آر سی پی کے اپنے اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ پولیس کی ماورائے عدالت کارروائیوں کی (دوران حراست یا عوامی مقامات پر) کم از کم 69 مثالیں سامنے آئیں۔

جدول 1: 2022 میں پنجاب میں جرائم کے اعداد و شمار

جرم	مظلوموں کی تعداد
عصمت دری	3,656
اجتماعی عصمت دری	311
قتل	4,596
غیرت کے نام پر قتل	183
گھریلو تشدد (عورتوں کے خلاف)	695
تیزاب گردی	59
توہین مذہب کے مقدمات	11
ڈیوٹی کے دوران قانون نافذ کرنے والے اداروں کے قتل	12
پولیس مقابلے	371

ذرائع: ایچ آر سی پی کی درخواست پر پنجاب پولیس نے فراہم کیے۔

پولیس افسران کے مسلسل اور قبل از وقت تبادلے: اگست میں، آئی جی پولیس نے پولیس کے 55 سپرنٹینڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹینڈنٹ کے تبادلے کیے۔ یہ الزام لگایا گیا کہ ان کا محرک سیاسی تھا۔ سارا سال تبادلوں کا یہی رجحان دیکھنے میں آیا۔[7]

قید خانے اور قیدی

پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ کے مئی کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبے بھر کی 42 فعال جیلوں میں 36,806 قیدیوں اور زیر حراست افراد کی گنجائش کے مقابلے میں 50,789 افراد کا موجود ہونا گنجائش سے 38 فیصد زیادہ ہے۔[8]

پروونشل انٹیلی جنس سینٹر نے وزیر اعلیٰ اور آئی جی جیل خانہ جات کو بھیجی گئی رپورٹ میں اڈیالہ جیل میں بدعنوانی اور کرپشن

کا ذکر کیا۔ رپورٹ میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے اور رشوت ستانی کے پھیلتے ہوئے رجحان پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔[9] رپورٹ کے مطابق تقریباً 700 مجرم قیدی کام کے لیے جیل کی فیکٹری میں لائے جاتے تھے،[10] جن میں سے 200 کو فی کس 5000 روپے رشوت کے عوض کام سے نجات مل جاتی تھی۔ رپورٹ یہ بھی بتاتی ہے کہ قیدی صحت جیسی بنیادی سہولتوں کے حصول کے لیے بھی رشوت دینے پر مجبور ہیں۔ فیصل آباد[11] اور بہاولپور[12] کی جیلوں میں قیدیوں کو تشدد کے ذریعے جان سے مار دینے کے مقدمات بھی سامنے آئے۔

جبری گمشدگیاں

کمیشن آف انکوائری آن اینفورسڈ ڈس اپیرنسز (جبری گمشدگیوں کی تفتیش کے کمیشن) (COIED) کی رپورٹ کے مطابق 2022 میں پنجاب سے جبری گمشدگیوں کے 57 کیس ان کے سامنے آئے۔ سرکاری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ 2011 میں COIED کے قیام کے بعد سے دسمبر 2022 تک 11 برسوں کے دوران 1551 کیس سامنے آئے، جن میں سے 772 افراد اپنے گھروں کو واپس آئے، 91 نظر بندی کے مراکز سے اور 172 جیلوں سے ملے، جبکہ 68 کی لاشیں ملیں۔ سال کے اختتام پر COIED کے پاس صوبے میں جبری گمشدگیوں کے 257 کیس ابھی تک نامکمل پڑے ہیں۔

24 اکتوبر کو لاہور میں عاصمہ جہانگیر کانفرنس میں انسانی حقوق کے کارکنوں نے گمشدہ افراد کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کانفرنس کے دوران، پشتون تحفظ موومنٹ کے سربراہ منظور پشتین نے الزام لگایا کہ 'حالت استثنا کے تحت' وفاق کے زیر انتظام سابقہ قبائلی علاقوں میں ہونے والے ماورائے عدالت قتل کے پیچھے قومی ادارے ہیں[13]۔ انھوں نے عدالتوں، پارلیمان، میڈیا اور سول سوسائٹی کی بے بسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ رکن قومی اسمبلی علی وزیر کا کورٹ پروڈکشن آرڈر مسلسل مسترد کیا جا رہا ہے۔ پشتین خود بھی بعد میں 25 اکتوبر کو دہشت گردی کے الزامات میں دھر لیے گئے۔

سزائے موت

ذرائع ابلاغ کی خبروں پر مبنی، ایچ آر سی پی کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق 2022 میں پنجاب میں کوئی پھانسی تو نہیں دی گئی لیکن سال بھر میں 61 مقدمات میں سزائے موت سنائی گئی۔

نقل وحرکت کی آزادی

حکومت نے جنوبی پنجاب میں خاص طور پر ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں ان لوگوں کے لیے لاتعداد امدادی کیمپ لگائے، جن کے گھر، فصلیں اور مویشی جولائی اگست کے سیلاب میں بہہ گئے تھے۔ گھروں، سکولوں، صحت کی سہولیات، سڑکوں اور پلوں جیسی بنیادی سہولیات کی تباہی نے نہ صرف رہائشیوں بلکہ فلاحی کام کرنے والوں کی نقل وحرکت بھی محدود کر دی۔ پردے کی روایت اور جسمانی اور جنسی ہراسگی کے خطرات کے باعث خواتین اور بچوں کی نقل وحرکت خاص طور پر متاثر ہوئی۔ بہت لوگوں کو بیت الخلا، صحت کی سہولیات اور فلاحی امداد تک رسائی میں مشکلات پیش آئیں۔ متاثرہ علاقوں میں حاملہ اور بچوں کو دودھ پلانے والی خواتین کی نقل وحرکت خاص طور پر محدود ہوگئی۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

بین المذاہب ہم آہنگی: سال کے دوران حکومت نے مذہبی ہم آہنگی کے نام پر واہگہ اور کرتار پور میں ہندو اور سکھ یاتریوں کو خوش آمدید کہا۔ گردوارہ پنجہ صاحب حسن ابدال میں اپریل کے مہینے میں بیساکھی، جون میں جوڑ میلا اور جون ہی میں رنجیت سنگھ کی برسی کے موقع پر ہزاروں سکھ یاتریوں نے پاک بھارت سرحد عبور کی۔ اسی گردوارے میں دو سال کے بعد راکھی کا میلہ منایا گیا؛ اس کا انعقاد کووڈ 19 وبا کے باعث اس سے پہلے نہیں ہو رہا تھا۔ اکتوبر میں لاہور کی ہندو برادری کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر دیوالی منانے کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے۔ حکومت پنجاب نے لاہور میں چرچوں، مندروں اور مقبروں کو محفوظ بنانے کی غرض سے لاہور والڈ سٹی اتھارٹی کو ذمہ داری سونپی گئی۔ جین مندر کی بحالی کا کام شروع کیا گیا۔

حسن ابدال میں گوردوارا پنجہ صاحب میں دو سال کے وقفے کے بعد ہولی کا تہوار منایا گیا

احمدیوں کی ایذا رسانی: یہ کوششیں اچھی نیت سے کی گئی اور ضروری بھی ہوں گی، مگر ایسے جوش جذبے کا مظاہرہ پنجاب میں بسنے والی تمام مذہبی اقلیتوں کے لیے نہیں کیا گیا۔ مئی کے مہینے میں اوکاڑہ میں مدرسہ کے ایک طالب علم حافظ علی رضا نے تینتیس سالہ احمدی عبدالسلام کو چھرا گھونپ دیا۔[14] چناب نگر میں اگست میں ایک نامعلوم آدمی نے ساٹھ سالہ احمدی نصیر احمد کو چھرا مار کر ہلاک کر دیا[15]۔ 13 جولائی کو فیصل آباد میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانور کی قربانی کرنے پر 'مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے' کے الزام میں احمدیوں کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا۔ انجمن احمدیہ کی جانب سے دی گئی معلومات کے مطابق اس سال احمدیوں کے خلاف 105 مقدمات درج کیے گئے۔

ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن نے پنجاب میں بالعموم اور گوجرانوالا اور وزیرآباد میں بالخصوص جماعتِ احمدیہ کے ارکان کے ساتھ ناروا سلوک میں نمایاں اضافہ دیکھا۔ اس کمیونٹی کے خلاف ہونے والے جرائم میں قبروں کی بے حرمتی، عبادت گاہوں میں میناروں کو گرانا، عید کے موقع پر قربانی کی رسم ادا کرنے پر ایف آئی آر کٹوانا، کمیونٹی سے متعلق لوگوں کے گھروں سے قرآنی آیات زبردستی اتروانا اور عقیدے کی بنیاد پر قتل کرنا شامل ہیں۔

مشن نے یہ مشاہدہ کیا کہ 12 دسمبر کو مذہبی تنظیموں کی جانب سے شکایات موصول ہونے پر ضلعی انتظامیہ نے گوجرانوالا میں باغبان پورہ کے علاقے میں احمدیہ بیت الذکر (عبادت گاہ) کے مینار گرا دیے۔ اس سے قبل جولائی میں، عیدالاضحیٰ سے چند روز قبل، پولیس اہلکاروں نے (دو مقامی رہائشیوں کے ہمراہ) تلونڈی کھجوروالی میں جماعت احمدیہ کے افراد کی 53 قبروں کی بے حرمتی کی، یہ محض ایک سال میں اس شہر میں رونما ہونے والا چوتھا واقعہ تھا۔

جدول 2 : 2022 میں احمدیوں کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

ٹارگٹ کلنگ میں مارے گئے احمدی	3
وہ احمدی جن پر عقیدے کی بنیاد پر حملہ کیا گیا	7
انتظامیہ کی جانب سے احمدیوں کی عبادت گاہیں بند کی گئیں	1
احمدیوں کی عبادت گاہیں جلائی گئیں یا نقصان پہنچایا گیا	10
عام قبرستانوں میں احمدیوں کو دفن کرنے کی اجازت نہ دی گئی	4
احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی کی گئی اور نقصان پہنچایا گیا	92
احمدیوں کے گھروں، دکانوں یا عبادت گاہوں سے کلمہ ہٹایا گیا	6

ذرائع: پریس سیکشن، انجمن احمدیہ

جنوبی پنجاب میں اقلیتیں: جنوبی پنجاب میں ایچ آر سی پی کے ایک اور فیکٹ فائنڈنگ مشن کو جنوبی پنجاب میں اقلیتوں کے حقوق کی سنجیدہ خلاف ورزیاں نظر آئیں، اور یہ مشاہدہ کیا گیا کہ عموماً توہینِ مذہب کے قوانین ہندو اور مسیحی خاندانوں کے خلاف ان کی زمین ہتھیانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ جبری تبدیلی مذہب بھی عام رہی: ایک کیس ایک جاگیردار کی ایک ہندو مزارع کی بیٹی سے زبردستی شادی کا تھا۔[16]

نکاح ناموں میں تبدیلیاں: پنجاب لوکل گونمنٹ اور کمیونٹی ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے 31 جولائی کو ختم نبوت پر ایمان کے ایک لازمی حلف نامے کا اضافہ کرتے ہوئے نکاح نامے کے فارم II میں تبدیلیاں کیں۔ ایچ آر سی پی نے اس عمل کی زبردست مخالفت اس ٹویٹ کے ذریعے کی کہ 'شناختی دستاویزات کے حصول کے وقت ایسا حلف نامہ پہلے ہی لازمی ہے، سو اس موقع پر اس کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔' انسانی حقوق کے مبصرین نے محسوس کیا کہ یہ تبدیلی دائیں بازو کا حوصلہ بڑھائے گی اور، غلط استعمال کی صورت میں، مذہبی اقلیتوں خاص طور پر احمدیوں کے خلاف تشدد کو ابھارنے کے لیے استعمال ہو سکتی ہے۔

اظہار رائے کی آزادی

میڈیا پر پابندیاں: ریاست پر تنقید کی پاداش میں ہراسگی اور گرفتاریاں سہتے صحافی، ایک اور برس خوف میں جیتے اور کام کرتے رہے۔ اینکر عمران ریاض خان پر صوبے کے مختلف حصوں میں عام لوگوں کو ریاستی اداروں پر تنقید پر اکسانے اور بغاوت کی اعانت کا الزام لگایا گیا، اور 5 جولائی کو اسلام آباد کے مضافات سے گرفتار کر لیا گیا۔ اس گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے، انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس (آئی ایف جے) نے کہا: 'جیسا کہ پاکستان میں صحافیوں کے خلاف درج ہونے والے مقدمات میں اضافہ ہوا ہے، آئی ایف جے پاکستان کی مقتدر قوتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ عمران ریاض خان کے خلاف مقدمات فوراً واپس لیے جائیں اور صحافیوں اور میڈیا کے کارکنان کو ہراساں کیے جانے کے حکومتی ہتھکنڈوں سے اجتناب کیا جائے۔

اکتوبر میں ایک اور پریشان کن واقعے میں، صحافیوں کی تحفظ کی تنظیم کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس کے ایشیا پروگرام کے کوارڈینیٹر سٹیون بٹلر لاہور ائرپورٹ پر ایف آئی اے کی جانب سے حراست میں لیے گئے اور ان سے تفتیش کی گئی۔ بٹلر شہر میں عاصمہ جہانگیر کانفرنس میں شرکت کے لیے مدعو تھے۔

نفرت پر مبنی تقریر: اقلیتوں کے حقوق کی تنظیم منارٹی رائٹس گروپ انٹرنیشنل نے اپنے جغرافیائی اعداد و شمار سے پاکستان میں نفرت پر مبنی تقریر کے ذرائع کے بارے میں پریشان کن حقائق کا کھوج لگایا۔ اس کے مطابق نفرت پر مبنی تقاریر کا بیشتر حصہ تین شہروں: کراچی، لاہور اور راولپنڈی میں سامنے آیا۔[17] ادارے کی رپورٹ بتاتی ہے کہ: 'بیشتر معاملات میں، نفرت پر مبنی تقریر میں صوبہ پنجاب کے دو بڑے شہروں لاہور اور راولپنڈی کی شرح 45 سے 50 فیصد رہی۔ مزید یہ کہ اگر نفرت پر مبنی تقریر کے مواد میں پنجاب کے دیگر چھوٹے شہروں سیالکوٹ، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالا، گجرات اور بہاولپور کو شامل کیا جائے تو بعض معاملات میں یہ شرح 60 فیصد تک پہنچ جاتی ہے۔[18]

اجتماع کی آزادی

پی ٹی آئی آزادی مارچ: اپریل میں وزیراعظم عمران خان کو پارلیمنٹ میں تحریک عدم اعتماد کے نتیجے میں ان کے عہدے سے ہٹائے جانے کے بعد پی ٹی آئی کے حامی پنجاب کے مختلف حصوں میں حکومت کے خاتمے کا مطالبہ لے کر اسلام آباد کی طرف مارچ کے لیے جمع ہوئے۔ پی ٹی آئی کے حامیوں نے اسلام آباد کی طرف جانے والی سڑکوں پر لگائی

گئی رکاوٹیں ہٹانے کی کوشش کی تو کئی اضلاع میں احتجاج کرنے والوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان جھڑپیں ہوئی اور پولیس نے ان پر آنسو گیس پھینکی۔[19]

21 اکتوبر کو الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے عمران خان کو توشہ خانہ کیس میں نااہل قرار دیے جانے کے بعد پی ٹی آئی کے ہزاروں حامیوں نے سڑکیں بلاک کر دیں اور پنجاب کے شہروں میں ٹائر جلائے۔ خان نے 29 اکتوبر کو انٹیلی جنس ایجنسیوں کے خلاف جوشیلا خطاب کرتے ہوئے لاہور سے اسلام آباد 'حقیقی آزادی مارچ' کا آغاز کیا۔ اگلے دن ایک خاتون صحافی صدف نعیم کا مونکے کے قریب ایک کنٹینر ٹرک کے نیچے کچلی گئی۔

جب پولیس نے آنسو گیس کا استعمال کیا تو پی ٹی آئی کے مظاہرین اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں

طلبہ اور اساتذہ کے دھرنے: 2022 کے پہلے چوتھائی حصے میں سکول، کالج اور یونیورسٹی کے اساتذہ ملازمت اور تنخواہ کے تحفظ کا مطالبہ لے کر لاہور کی سڑکوں پر نکل آئے اور انھوں نے ایک ماہ تک کچھ کلاسوں کا بائیکاٹ کیا۔ اس احتجاج سے طلبہ کی تعلیم کا حرج ہوا۔ فروری میں، صوبے کے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے بنیادی تعلیم کے کمیونٹی سکولوں کے سیکڑوں اساتذہ نے، حکومت سے اپنی ملازمتوں کو مستقل کرنے اور صوبائی لیبر قوانین کے تحت تنخواہیں مقرر کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج کیا۔

مارچ میں، پنجاب کے سرکاری کالجوں کے اساتذہ نے، پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچررز ایسوسی ایشن، ینگ لیکچررز ایسوسی ایشن اور نوائے اساتذہ کے ملازمین کے نمائندوں کے ہمراہ لاہور میں احتجاج کیا۔ انھوں نے الزام لگایا کہ 7,000 کے قریب کالج کے اساتذہ حکومتی پالیسیوں سے متاثر ہو چکے اور 20,000 روپوں کی کافی بڑی کٹوتی کا سامنا کر رہے تھے[20]۔ 13 اپریل کو، اس احتجاج کے ستائیسویں دن، پولیس احتجاجی کیمپ میں زبردستی داخل ہوئی اور انھیں جگہ خالی کرنے کا کہا۔ انھوں نے کچھ اساتذہ کو تحویل میں لے لیا اور کیمپ اکھاڑ دیا۔ بعد ازاں 3 اگست کو پولیس نے ان اساتذہ اور کلرکوں پر لاٹھی چارج کیا جو راولپنڈی میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے چیف ایگزیکٹو افسر کی تعیناتی کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔

طلبہ احتجاج: 9 فروری کو پروگریسو سٹوڈنٹس کولیکٹو نے لاہور میں سٹوڈنٹ یونین کی بحالی، فیسوں میں کمی اور کالجوں کے احاطوں سے سیکیورٹی فورسز کے انخلا کے لیے احتجاج کیا۔ 18 اکتوبر کو پنجاب یونیورسٹی کی پشتون اور بلوچ کونسلوں کے سیکڑوں طلبہ نے پشتون ایجوکیشنل ڈیولپمنٹ موومنٹ کے صدر ریاض خان کی ہوسٹل سے گرفتاری پر پولیس کے خلاف احتجاج کیا؛ انھوں نے ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ ان کے دیگر مطالبات میں پولیس کو کیمپس کے اندر داخلے کی اجازت نہ دینا، مبینہ طور پر پولیس کی موجودگی میں فائرنگ کرنے پر اسلامی جمعیت طلبہ کے خلاف کارروائی کرنا اور پشتون اور بلوچ طلبہ کو ہراساں نہ کرنا اور نسلی امتیاز نہ برتنا شامل تھے۔

ہیلتھ ورکرز کے حقوق: 14 فروری کو مظفر گڑھ، لیہ، ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کی لیڈی ہیلتھ ورکرز اور رضا کار اپنی ملازمتوں پر بحالی کا مطالبہ لے کر تونسہ شریف کی سڑکوں پر نکلے۔ بعدازاں 15 مئی کو انھوں نے بہاولپور میں اپنے معاوضوں کی ادائیگی میں تاخیر کے خلاف احتجاج کیا۔ ان کے مسلسل احتجاج کے باوجود حکومت ان کے مطالبات کو نظر انداز کرتی نظر آئی۔

مہنگائی کے خلاف احتجاج: ہزاروں لوگوں نے ضروریات زندگی کے بہت مہنگے ہو جانے اور بے روزگاری کے خلاف احتجاج کیا۔ لاہور میں 2 جولائی کو آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین اور 26 جولائی کو آل پاکستان ورکرز کنفیڈریشن کی جانب سے ملازمین کی ریلی منعقد ہوئی۔ اسی طرح، لوگوں نے 16 اگست کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بجلی کے گھریلو اور کمرشل بلوں میں اضافے کے خلاف احتجاجاً سڑکیں بلاک کر دیں۔ جماعت اسلامی بھی 16 اگست کو بجلی کی قیمتوں اور لوگوں کے بجلی کے بلوں میں مختلف ٹیکس شامل کیے جانے کے خلاف لاہور میں اکٹھی ہوئی۔

راوی کی زمین پر غیر قانونی قبضہ: زمین دار اور کسان، لاہور کے مضافات میں میگا سٹی بنانے کے لیے راوی اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی (روڈا) کی جانب سے راوی رور فرنٹ اربن ڈیولپمنٹ پروجیکٹ کے لیے اپنی زمینوں پر مبینہ زبردستی قبضے کے خلاف سارا سال احتجاج کرتے رہے۔ اکتوبر کے بعد اس احتجاج میں اضافہ ہوا۔ ایسا ہی ایک احتجاج 21 ستمبر کو ہوا جس میں احتجاج کرنے والے یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ زمین کے حصول کا عمل سپریم کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی ہے۔[21] تاہم حکام نے اس دعوے کو مسترد کر دیا۔

سیاسی شمولیت

ضمنی انتخابات: 17 جولائی کو ان نشستوں پر ضمنی انتخابات منعقد ہوئے جو پی ٹی آئی کے منحرف اراکین کے حمزہ شہباز کو وزیر اعلیٰ منتخب کرنے کے لیے ووٹ دینے کے نتیجے میں نااہل ہو جانے کے بعد خالی ہوئی تھیں۔ پی ٹی آئی 20 میں سے 15 نشستوں پر کامیاب ہوئی۔

ضمنی انتخابات کا مثبت پہلو 49.7 فیصد ٹرن آؤٹ تھا۔ فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (فافن) کی جانب سے 20 حلقوں کے 638 پولنگ سٹیشنوں کے اعداد و شمار کے مطابق 2022 کے ضمنی انتخابات میں امیدواروں کی تعداد،

2018 کے الیکشن میں 234 (226 مرد اور 8 خواتین) کے مقابلے میں، 175 امیدواروں (170 مرد اور 5 خواتین) کے ساتھ کافی کم ہوگئی۔

بعدازاں 16 اکتوبر کو قومی اسمبلی کے 8 حلقوں اور پنجاب کی صوبائی اسمبلی کی تین نشستوں پر ضمنی انتخابات منعقد ہوئے، جن میں سے پی ٹی آئی نے قومی اسمبلی کی 6 اور پنجاب اسمبلی کی 2 نشستیں حاصل کیں۔

سرکاری ملازمین کے تبادلے: وفاقی اور پنجاب حکومت میں سرکاری ملازمین کے تقرر پر کوئی اتفاق رائے قائم نہ ہوسکا۔ بیوروکریسی اور پولیس کے افسران نے سیاسی دباؤ میں کام کیا، اور کچھ افسران نے طویل چھٹی پر جانا بہتر سمجھا۔[22]

مقامی حکومت

سال 2022 کے دوران مقامی حکومت قانون پر حکومت۔اپوزیشن پر شدید کشمکش کے بعد، بالآخر پنجاب اسمبلی نے حمزہ شہباز حکومت کے 24 جون کو منظور کیے گئے لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2022 کو منسوخ کرتے ہوئے، 15 ستمبر کو لوکل گورنمنٹ بل 2021 منظور کرلیا۔

قانون کے بارے میں غیر یقینی صورت حال اور صوبائی اسمبلی کے کام میں تعطل سے بلدیاتی انتخابات کا بروقت انعقاد التوا میں رہا۔آخر کار 30 نومبر کو الیکشن کمیشن نے اپریل 2023 میں پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا۔پچھلی بلدیاتی حکومت کی مدت یکم جنوری کو ختم ہو چکی تھی۔[23] بعدازاں 11 دسمبر کو کمیشن نے بلدیاتی انتخابات کے لیے نئی حلقہ بندیوں کا شیڈول جاری کیا۔[24]

محدود ہوتی گنجائشیں اور اسمبلیوں کا کردار

پنجاب، مسلم لیگ ن، مسلم لیگ ق اور پی ٹی آئی سمیت مرکزی دھارے کی جماعتوں کے لیے سیاسی میدان جنگ بن گیا۔10 اپریل کو قومی اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد کے نتیجے میں عمران خان کو ان کے عہدے سے ہٹائے جانے کے بعد سیاسی عدم استحکام اپنی انتہائی سطح کو چھونے لگا۔جس کے بعد پنجاب پی ایم ایل این کے حمزہ شہباز اور پی ایم ایل کیو کے پرویز الٰہی کے درمیان وزارت عظمیٰ کی لڑائی کے باعث بحران میں پھنس کر رہ گیا۔اسمبلی کی کارروائیاں اعتماد کے ووٹ، وزیر اعلیٰ کے انتخابات، اسمبلی تحلیل کرنے کی خواہشات، نعرہ بازی اور غنڈہ گردی اور کے باعث خرابی کا شکار رہیں۔تعمیری بحث اور اہم قانون سازی، اگر ہوئی بھی تو بہت ہی کم۔عدالتوں کو آئینی ایمرجنسیاں درست کرنے کے لیے مداخلت کرنا پڑی۔

جدول 3: پنجاب اسمبلی کے اہم واقعات کی ترتیب

28 مارچ	وزیر اعلیٰ عثمان بزدار کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش ہوئی
31 مارچ	وزیر اعلیٰ عثمان بزدار نے استعفیٰ دیا
16 اپریل	عثمان بزدار کے خلاف تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوئی اور حمزہ شہباز نئے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے
17 مئی	آرٹیکل 63A کی تشریح کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ پی ٹی آئی کے منحرف ارکان کا ووٹ شمار نہیں ہوگا
20 مئی	الیکشن کمیشن آف پاکستان نے پی ٹی آئی کے 25 منحرف اراکین اسمبلی کو ان کی نشستوں سے برطرف کر دیا

30 جون	لاہور ہائی کورٹ نے وزیراعلیٰ کے انتخاب میں، پی ٹی آئی کے منحرف اراکین کو نکال کر، ڈالے گئے ووٹوں کی دوبارہ گنتی کا حکم دیا
1 جولائی	22 جولائی کو سپریم کورٹ نے حکم سنایا کہ 20 خالی نشستوں پر ضمنی انتخابات کے بعد وزیراعلیٰ کا دوبارہ انتخاب کیا جائے
17 جولائی	پنجاب کی 20 خالی نشستوں پر ضمنی انتخاب ہوا
22 جولائی	حمزہ شہباز دوبارہ وزیراعلیٰ منتخب ہو گئے۔ ڈپٹی سپیکر دوست محمد مزاری نے پی ایم ایل کیو کے دس ووٹ مسترد کر دیے
26 جولائی	سپریم کورٹ نے دوست محمد مزاری کے فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے چوہدری پرویز الٰہی کے وزیراعلیٰ بننے کا اعلان کر دیا
19 دسمبر	اپوزیشن کی جماعتوں نے وزیراعلیٰ پرویز الٰہی کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی
20 دسمبر	گورنر بلیغ الرحمان نے وزیراعلیٰ پرویز الٰہی کو عدم اعتماد کا ووٹ لینے کا کہا

ذرائع: پلڈاٹ

خواتین

صنفی بنیاد پر تشدد: پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن کی 1043 ہیلپ لائن کے ذریعے مرتب کردہ واقعات صنفی تشدد میں مایوس کن حد تک بڑے اضافے کا اشارہ کرتے ہیں۔ (جدول 4، حصہ اول)

جدول 4: 2022 میں پنجاب ویمن ہیلپ لائن پر صنفی بنیاد پر تشدد کی شکایات

دورانیہ	خاندانی مسائل	مجرمانہ حملے	ورثے سمیت جائیداد کے مسائل	ہراسگی	گھریلو تشدد سمیت تشدد اور ایذا رسانی	خواتین سے متعلق دیگر عمومی مسائل	کل فون کالیں
جنوری تا مارچ	448	160	706	1,053	1,256	2,582	6,205
اپریل تا جون	376	128	455	1,054	1,127	2,941	6,081
جولائی تا ستمبر	370	118	409	894	1,201	2,124	5,116
اکتوبر تا دسمبر	324	201	1,159	535	1,215	2,210	5,643
ٹوٹل	**1,518**	**607**	**2,729**	**3,536**	**4,799**	**9,857**	**23,046**

ذرائع: پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن

شکل **1**: پنجاب خواتین کی ہیلپ لائن کالز کا تجزیہ، پانچ بڑے اضلاع

گوجرانوالا	737
فیصل آباد	893
ملتان	964
راولپنڈی	1,397
لاہور	4,844

ذرائع: پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن

جبری شادی: مئی میں پاکستانی نژاد دو ہسپانوی بہنوں عروج عباس اور ک انیسہ عباس کو خاندان کی 'بے عزتی' کے جرم میں بہیمانہ طور پر قتل کر دیا گیا: انھوں نے اپنے کزنوں کے ساتھ زبردستی شادی کے خلاف موقف اختیار کیا تھا۔ پولیس نے ان کے بھائی اور کزنوں سمیت چھ افراد کو گرفتار کر لیا۔[25]

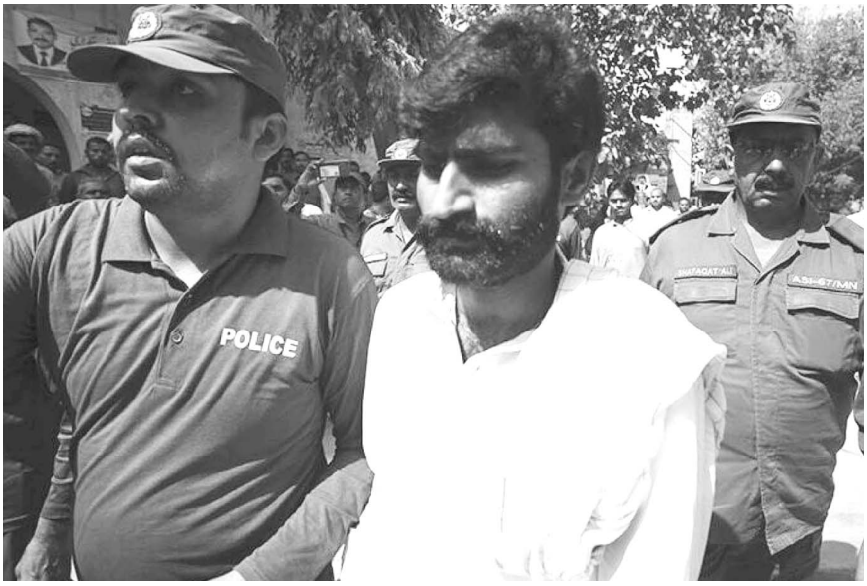

اپنی بہن قندیل بلوچ کے قتل کے ملزم محمد وسیم کو اس کے والدین نے معاف کر دیا جس کے بعد اسے 14 فروری جیل سے رہا کر دیا گیا

قندیل بلوچ کا مقدمہ: سوشل میڈیا سٹار قندیل بلوچ کے غیرت کے نام پر قتل کے اہم مقدمے میں مصالحت کی گئی۔ اس کا بھائی، جس پر 2016 میں اس کے قتل کا الزام تھا، 14 فروری کو اپنے والدین کی جانب سے اس جرم میں معاف کر دیے جانے پر جیل سے رہا ہو گیا۔ اس فیصلے نے عام قتل کی نسبت غیرت کے نام پر قتل کرنے والوں کو سزا میں حائل خاندانی مسائل اور غیرت کے نام پر قتل کو یوں ناقابل معافی جرم قرار دینے پر کہ رشتہ دار مجرم کو معاف نہ کر سکیں، ایک اہم بحث کا آغاز کر دیا۔

عصمت دری کے واقعات: جون میں جہلم میں ایک حاملہ خاتون کے ساتھ اجتماعی زیادتی اور جون[26] ہی میں مظفر گڑھ اور ستمبر میں دیپال پور میں دو مردوں کے اپنی بیٹیوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے دو مقدمات سمیت ایسے واقعات سارا سال سامنے آتے رہے۔[27] تاہم پیروی اور تفتیش کے لحاظ سے واقعات کی شرح کم رہی کیونکہ پولیس کے پاس 3,656 مقدمات درج ہوئے۔

تیزاب گردی کے جرائم: اس سال تیزاب گردی کے جرائم کے خاتمے کے لیے لائی گئی بہتری میں خرابی کی طرف واپسی کا خطرناک رجحان دیکھا گیا۔ جنوری میں وہاڑی کے نزدیک ایک گاؤں میں چوبیس سالہ صائمہ اختر اس وقت بری طرح جل گئی جب نعمان نامی ایک مرد نے اس پر تیزاب پھینک دیا۔[28] نسرین بی بی اور اس کا بارہ سالہ بیٹا جو تیزاب گردی کے ایک واقعے میں جل گئے تھے، مئی میں نشتر اسپتال ملتان میں وفات پا گئے[29]۔ جون میں لاہور میں ایک خاتون عابدہ اور اس کی کمسن بیٹی تانیہ تیزاب گردی کے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے میو اسپتال میں دم توڑ گئیں۔[30]

سیلاب سے متاثرہ علاقوں کی خواتین: 2022 کے تباہ کن مون سون میں ہزاروں خواتین کو رہن سہن کی ناقص صورت حال میں رہنا پڑا۔

پاپولیشن کونسل کی تحقیق کے مطابق پنجاب کے سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں 110,000 کے قریب حاملہ خواتین کو زچگی سے قبل، زچگی کے وقت اور بعد از زچگی دیکھ بھال کی ضرورت پڑی۔[31] اگرچہ حکومتی اور نجی فلاحی تنظیموں نے ان معاملات میں خواتین کو صحت کی مفت سہولتیں فراہم کیں، پھر بھی ان کی حفظان صحت جیسی بہت سی ضروریات پوری نہ ہوسکیں۔

جنوبی پنجاب کی خواتین: مارچ میں جنوبی پنجاب میں فیکٹ فائنڈنگ مشن میں، ایچ آر سی پی نے یہ مشاہدہ کیا کہ 'ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے قبائلی علاقوں میں خواتین ضرر رساں رسم و رواج کا بدستور شکار رہیں، کاروکاری اور ونی کی رسوم ان کے معاشرے میں پیوست ہیں، یہاں تک کہ بارڈر ملٹری پولیس بھی انھیں وہ تحفظ فراہم نہیں کرتی جو ان کے شکار افراد کا حق ہے۔' مشن نے یہ بھی دیکھا کہ بہت سی خواتین کو ان کے گھر کے مردوں نے شہریت کے کاغذات کے حصول کے حق سے محروم رکھا، جس کے نتیجے میں ان کی کوئی سیاسی آواز نہیں تھی۔[32]

زچگی کی چھٹیوں کا حق: مثبت بات یہ ہوئی کہ 2 اپریل کو لاہور ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ زچگی کی چھٹیوں کا حصول خواتین کا بنیادی حق ہے، چاہے ملازمت کے معاہدے کے اصول وضوابط میں اس کا ذکر نہ بھی ہو۔[33] یہ مقدمہ ضلع ننکانہ صاحب میں وار برٹن پنجاب ورکرز ویلفیئر سکول (برائے خواتین) کی ایک استاد ثوبیہ نذیر نے درج کرایا تھا جنھیں زچگی کی چھٹیاں دینے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ اس فیصلے میں آئین کے آرٹیکل 35 کا حوالہ دیا گیا، جس میں لکھا ہے کہ 'ریاست کو شادی، خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کرنا ہوگی۔'

ٹرانس جینڈر افراد

خواجہ سراؤں (ٹرانس جینڈر) کو سارا سال جنسی اور جسمانی تشدد کا سامنا رہا، جیسا کہ ندیم (عرف بنٹی) کو ٹیکسلا میں 11 فروری کو جنسی تشدد کے بعد چھرا گھونپ کا قتل کر دیا گیا۔ ایک اور کیس میں 28 اپریل کو مظفر گڑھ کے قریب ایک خالی پلاٹ سے نامعلوم خواجہ سرا کی لاش ملی؛ 9 اگست کو راولپنڈی میں ایک اور خواجہ سرا کے ساتھ جنسی زیادتی ہوئی۔ ایسے ہی واقعات صوبے کے مختلف حصوں سے سامنے آتے رہے اور خواجہ سراؤں کے زندگی، صحت اور جسمانی سالمیت کے حقوق کی خلاف ورزی جاری رہی۔

ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ **2018** (خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کا قانون) : 21 ستمبر کو وفاقی شرعی عدالت نے 21 ستمبر 2018 کو منظور ہونے والے ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ (خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کا قانون) پر نظر ثانی سے متعلق ایک درخواست پر سماعت کا آغاز کیا۔ یہ ایکٹ پاکستان میں بسنے والے ٹرانس جینڈر افراد کو اس صنفی شناخت کے چناؤ کا اختیار دیتا ہے جیسا وہ اپنے بارے میں سمجھتے ہیں اور اسے بدلنے کا اختیار دیتا ہے جو سرکاری دستاویزات میں درج ہے۔ ایکٹ کے چار برس بعد، جماعت اسلامی کی طرف سے ایک شدید بحث کا آغاز کیا گیا کہ آیا اس ایکٹ کی دفعات اسلامی اصولوں کے مطابق ہیں یا نہیں۔

محکمہ تعلیم جنوبی پنجاب نے خواجہ سرا برادری کے لیے بہاول پور، ڈیرہ غازی خان اور لاہور میں سکول کھولے

پورے صوبے میں دینی علما نے دعویٰ کیا کہ یہ قانون ملک کے اندر ہم جنس پرستی کو جائز قرار دلوانے کی کوشش ہے۔ وائس آف امریکا سے گفتگو کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان نے کہا کہ قانون کے دائرہ کار میں صرف وہی افراد آنا چاہئیں جن کی مرد یا عورت کے طور پر شناخت، پیدائشی طور پر ان کے جنسی یا افزائش نسل کے اعضا کی بنیاد پر نہیں کی جا سکتی۔ انھوں نے صنف کے تعین کے لیے میڈیکل بورڈز کے قیام سمیت 2018 کے قوانین میں تبدیلیاں تجویز کیں۔ ٹرانس کے حقوق کے تحفظ کے لیے کام کرنے والوں نے صنفی شناخت طے کرنے کے لیے میڈیکل بورڈز کے معائنے کی تجویز کی مخالفت کی اور ٹرانس ایکٹیوسٹ زنایہ چودھری نے اسے ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے لیے 'امتیازی' قرار دیا۔

ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے لیے سکول: ایک مثبت بات یہ ہوئی کہ جنوبی پنجاب کے شعبہ تعلیم نے ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے لیے 12 مارچ کو بہاولپور میں اور یکم اگست کو ڈیرہ غازی خان میں ایک ایک سکول کھولا جس کا مقصد ٹرانس جینڈر افراد کو تعلیم دے کر انھیں مناسب آمدنی کمانے کے قابل بنانا تھا۔ لاہور میں پہلے ٹرانس جینڈر سکول کا افتتاح 8 دسمبر کو ہوا۔[34]

بچے

بچوں کے ساتھ زیادتی: سسٹینیبل سوشل ڈیویلپمنٹ آرگنائزیشن کے مطابق جنوری سے اکتوبر 2022 تک پنجاب میں بچوں کے ساتھ زیادتی کے 4,503 مقدمات درج ہوئے، جن میں سے 27 فی صد لاہور میں درج ہوئے، جس کا مطلب ہے ہر چار میں سے ایک مقدمہ پنجاب کے 36 اضلاع میں سے صرف ایک ضلع میں سامنے آیا۔ رپورٹ میں درج ہے کہ جہلم، چکوال، میانوالی، نارووال اور خوشاب کے اضلاع 'ان اضلاع میں شامل تھے جن میں خواتین اور بچوں پر تشدد کا پھیلاؤ سب سے کم رہا'۔

جدول5: پنجاب میں بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات (جنوری سے اکتوبر2022 تک)

نمبر شمار	ضلع	مقدمات کی تعداد	نمبر شمار	ضلع	مقدمات کی تعداد
1	لاہور	1,221	19	بہاولنگر	79
2	فیصل آباد	290	20	سرگودہا	77
3	شیخوپورہ	204	21	چنیوٹ	70
4	قصور	181	22	لودھراں	66
5	گوجرانوالا	177	23	گجرات	62
6	راولپنڈی	154	24	لیہ	59
7	مظفرگڑھ	154	25	منڈی بہاءالدین	59
8	ملتان	151	26	ننکانہ	53
9	رحیم یار خان	137	27	اٹک	53
10	سیالکوٹ	130	28	پاک پتن	52
11	وہاڑی	118	29	ساہیوال	52
12	خانیوال	111	30	جہلم	49
13	ڈیرہ غازی خان	109	31	میانوالی	38
14	بہاولپور	101	32	جھنگ	38
15	اوکاڑہ	94	33	چکوال	33
16	راجن پور	84	34	بھکر	24
17	ٹوبہ ٹیک سنگھ	81	35	نارووال	20
18	حافظ آباد	81	36	خوشاب	18
ٹوٹل		**4,503**			

ذرائع: سسٹین ایبل سوشل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن

میڈیا میں سامنے آنے والے مقدمات کی بنیاد پر، بچوں کے خلاف جرائم کی نوعیت میں، جنسی زیادتی، بشمول معذوری کا شکار لڑکیوں کے ساتھ زیادتی، اجتماعی زیادتی، جسمانی سزا، گھروں میں کام کرنے والے بچوں کے ساتھ ان کے مالکان کی جانب سے جسمانی تشدد اور مدرسوں کے اساتذہ کا طلبہ پر جنسی تشدد شامل ہیں۔

سوتیلے والدین کے بچوں پر تشدد کے واقعات سارا سال سامنے آتے رہے۔ 9 اگست کو لالہ موسیٰ میں، ایک تین سالہ بچی، ماں سے ملنے کے اصرار پر، کہ جسے اس کے باپ نے ایک سال قبل طلاق دی تھی، باپ کے ہاتھوں قتل ہوگئی۔[35] اسی طرح 27 ستمبر کو بہاولنگر کے قریب بستی بھورا میں مدرسے کا استاد دو بچوں کو گرم توے سے جلانے کے الزام میں گرفتار ہوا، اسے شک تھا کہ بچوں نے اس کے 200 روپے چرائے ہیں۔[36]

بچوں سے جبری مشقت لینا: پنجاب حکومت بچوں کو جبری مشقت سے محفوظ رکھنے میں ناکام رہی، خاص طور پر ان کو جو گھروں میں کام کرتے ہیں۔ 2021 میں نو سالہ ماریہ بی بی 2,000 روپے ماہانہ تنخواہ پر گھر کے کام کاج کے لیے ایک جوڑے کے حوالے کی گئی۔ بعد ازاں، اکتوبر 2022 میں وہ فیصل آباد میں ایک گھر سے برآمد ہوئی، جہاں اسے بھاگنے سے روکنے کے لیے زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔[37]

محنت کش

اجرت اور تنخواہیں: 2022 میں کم اجرت، ملازمت کے ضابطہ کار بنانے اور تنخواہوں کی ادائیگی میں تاخیر کے خلاف احتجاج معمول کا حصہ رہے۔ مارچ میں سول سیکرٹریٹ کے سامنے ایک دھرنے کے دوران، آل گورنمنٹ ایمپلائز الائنس نے کلرکوں اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کی دیگر سرکاری ملازمین کی ایسوسی ایشنوں کے ساتھ مل کر عدم مساوات میں کمی کے الاؤنس کے نفاذ اور ملازمتوں کے تحفظ کے لیے پنجاب حکومت کو اپنے مطالبات پیش کیے۔ اسی طرح پنجاب یونیورسٹی کے ملازمین نے بی ایس 1 سے بی ایس 22 تک کے تمام ملازمین کے لیے بلا امتیاز عدم مساوات میں کمی کے 25 فی صد الاؤنس کا مطالبہ کرتے ہوئے احتجاجی مظاہرہ کیا۔

تنخواہوں کی عدم ادائیگی پر ملازمین سڑکوں پر نکلے۔ اپریل میں کمالیہ میونسپل کمیٹی کے سینیٹری ملازمین نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اور اسی طرح پنجاب ٹرانزٹ اتھارٹی کے تقریباً 2,000 ملازمین نے لاہور میں احتجاج کیا۔ 24 جون کو فیصل آباد صدر کے علاقے میں لیبر قومی موومنٹ اور حقوقِ خلق پارٹی نے کم از کم ماہانہ اجرت 40,000 کرنے اور صحت اور تعلیم کی بنیادی سہولتوں کی مفت فراہمی کا مطالبہ کرتے ہوئے ایک ریلی نکالی۔[38]

سیلاب سے متاثرہ کسان: سیلاب نے زرعی پیداوار کو نقصان پہنچایا جس نے کم آمدنی والے مزدوروں کو متاثر کیا۔ فصلوں کے نقصان کے بعد ہزاروں کسان محتاج ہو کر رہ گئے۔ پنجاب میں 07. ملین ایکڑ زرعی اراضی سیلاب سے متاثر ہوئی۔[39]

جبری مشقت: مارچ میں ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن نے مزدوروں کے حقوق کی خلاف ورزیوں پر، خاص طور پر جبری مشقت کی نگرانی اور رپورٹ کرنے والی ڈسٹرکٹ وجیلنس کمیٹیوں کے غیر فعال ہونے پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ ایچ آر سی پی نے 1992 کے پنجاب بانڈڈ لیبر سسٹم (منسوخی) کے ایکٹ[40] میں تبدیلی لاتے ہوئے پیشگی (قرض کی جکڑن) کو دوبارہ بحال کرنے پر پنجاب حکومت کی مذمت کی۔ ایچ آر سی پی کو پاور لومز ملازمین کے اس الزام کا بھی پتا چلا کہ انھیں دن میں سولہ گھنٹے کام کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور انھیں سوشل سیکیورٹی کی یا موت یا زخمی ہونے کی صورت میں کسی معاوضے کی سہولت میسر نہیں، نہ ہی انھیں کم سے کم طے شدہ اجرت ملتی تھی۔

جون میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھٹہ مزدوروں نے ہزار اینٹوں کی اجرت 700 روپے کی بجائے حکومتی حکم کے مطابق 1,250 کرنے کے لیے احتجاج کیا۔ تباہ کن بارشوں نے راجن پور میں بھٹے برباد کر دیے اور یوں ان پر کام کرنے والے مزدوروں کے لیے روزی کمانا ناممکن ہو گیا۔[41]

پیشہ ورانہ صحت اور حفاظت: ملازمین کا تحفظ حفاظت کے تسلیم شدہ معیار سے بہت نیچے رہا۔ افسوس ناک طور پر 14 جولائی کو مظفر گڑھ کے قریب روہیلاں والی میں مناسب حفاظتی آلات نہ ہونے کے باعث صفائی کرنے والے دو ملازمین کا گٹر کے اندر دم گھٹ گیا۔

تعلیم

سکولوں کی بندش: 2020 میں کووڈ 19 کے دوران سکولوں کے متاثر ہونے والے معمولات مکمل بحال نہ ہو پائے۔ سیلاب سے متاثرہ جنوبی پنجاب میں بچے اپنے خاندان، تحفظ اور تعلیم تک رسائی سے محروم ہو گئے۔ اگرچہ سکول جانے والے ان بچوں یا سکولوں کی عمارتوں کے بالکل درست اعداد و شمار دستیاب نہیں کہ جنھیں سیلاب نے متاثر کیا، لیکن یہ باور کیا جاتا ہے ان کی پڑھائی اور نفسیاتی اور جسمانی صحت بری طرح متاثر ہوئی۔

8 دسمبر کو لاہور ہائی کورٹ نے لاہور میں ہوا کے زہریلے ہونے کے باعث نجی اور سرکاری سکولوں کی انتظامیہ کو ہفتے میں صرف چار دن سکول کھولنے کی ہدایت کی۔[42] بعد میں 27 دسمبر کو لاہور میں بے رحمانہ سموگ کے باعث سکولوں اور کالجوں کی سرما کی تعطیلات میں ایک ہفتے کا اضافہ کر دیا گیا۔[43]

ناقص پڑھائی کے نتائج: یونیسیف نے پنجاب میں سکولوں کی تعلیم کے بارے میں چونکا دینے والے انکشافات کیے، جیسے یہ کہ بنیادی تعلیم کی شرح 66 فیصد ہے۔ شہری اور دیہی زندگی کے ساتھ ساتھ سماجی اور معاشی حساب سے بھی نمایاں تفاوت دیکھنے میں آیا۔ مجموعی طور پر 7 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کو 36 فیصد پڑھنے کا ہنر آتا ہے اور 7 سے 14 سال کی عمر کے بچوں میں 12 فیصد بنیادی حساب کتاب کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پرائمری تعلیمی سطح والے طلبہ میں سے صرف 46 فیصد مختصر اور سادہ جملے پڑھنے کے قابل تھے۔ سکول نہ جانے والے بچوں کے بارے میں یونیسیف کے مشاہدات خطرناک ہیں۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ 'پنجاب میں سکول جانے کی عمر کے 13 فیصد بچے سکول نہیں جاتے۔ مڈل کی تعلیم کی سطح پر سکول نہ جانے والے بچوں کی شرح 21 فیصد اور نویں اور دسویں تک سکول سے باہر رہ جانے والے بچوں کی شرح بالترتیب 34 اور 47 فیصد ہے'۔[44]

سہولتوں کا فقدان: لاہور میں پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پچھلے سال کے بجٹ میں 50 ملین روپے مختص ہونے کے باوجود لاہور کے 100 سکولوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگوانے میں ناکام رہا۔ سرکاری سکولوں میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں تھا اور طلبہ نلکے کا آلودہ پانی پینے پر مجبور تھے۔[45]

یکساں نصاب تعلیم: پی ٹی آئی کے آغاز کردہ یکساں نصاب تعلیم کے تصور کے بارے میں الجھاؤ دوسرے سال بھی قائم رہا۔ مارچ میں پنجاب حکومت نے 500 مدرسوں کے پرائمری طلبہ اور انتظامیہ میں یکساں قومی نصاب کی کتابیں تقسیم کیں۔ پنجاب کریکلم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ نے مئی میں صوبے کے سکولوں میں کلاس ششم سے ہشتم تک یکساں قومی نصاب اور کلاس نہم سے اسلامیات کی کتاب واپس لینے کا فیصلہ کیا۔

کیمپس میں تشدد: کیمپس میں ہونے والا تشدد جاری رہا، جنوری میں امتحان میں رکاوٹ ڈالنے، املاک کو نقصان پہنچانے اور ساتھی طلبہ کو زخمی کرنے کے الزام میں اسلامی جمعیت طلبہ کے 40 طلبہ کو گرفتار کیا گیا۔[46] گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے طلبہ نے، مبینہ طور پر کیمپس کے اندر اپنی ایک خاتون ہم جماعت کے ساتھ بیٹھنے پر ایک طالب علم کو مارنے پیٹنے پر انتظامیہ کے خلاف احتجاج کیا۔ بعدازاں، طالب علم پر تشدد کرنے والے پراکٹر کو معطل کر دیا گیا[47]۔ مارچ میں پنجاب یونیورسٹی کے کیمپس میں ایک لڑکے لڑکی کے ایک ساتھ بیٹھنے پر اسلامی جمعیت طلبہ کے اعتراض پر دو گروپوں میں لڑائی کے دوران کم از کم 21 طلبہ شدید زخمی ہوئے۔[48]

سٹوڈنٹ یونین کی بحالی کا مطالبہ: فروری میں پروگریسو سٹوڈنٹس کلیکٹو نے سٹوڈنٹ یونین پر پابندی کی سینتیسویں برسی کے موقع پر صوبے بھر کے تعلیمی اداروں میں سٹوڈنٹ یونین کی بحالی اور فیسوں میں کمی کے لیے لاہور میں دھرنا دیا۔ انھوں نے کوئٹہ کے سہیل بلوچ اور فصیح بلوچ سمیت ملک بھر کے ان تمام طلبہ کارکنوں اور اساتذہ کی رہائی کا مطالبہ کیا جو جبری گمشدگیوں کا شکار ہوئے، اور تمام کیمپسوں سے رینجرز اور فرنٹیئر کانسٹیبلری کے انخلا کا مطالبہ کیا۔ پاک پتن کے طلبہ نے بابا فرید یونیورسٹی کے قیام کا مطالبہ کیا کہ جس کا حکومت وعدہ کر چکی تھی۔[49]

انتظامی معاملات: یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے بیشتر ڈیپارٹمنٹ (شعبے) بغیر سربراہ کے کام کرتے رہے۔ جب وائس چانسلر نے ان شعبوں کے سربراہان کا تقرر کیا تو ان تقرریوں پر الزام تھا کہ قواعد وضوابط کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ ان عبوری تقرریوں نے یونیورسٹی کی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب کیے۔[50] لاہور میں آل پاکستان یونیورسٹیز بی پی ایس ٹیچرز ایسوسی ایشن نے مطالبہ کیا کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن بی پی ایس اساتذہ کے تقرر اور ان کی ترقی کے لیے ملازمت کا ضابطہ کار فراہم کرے۔ انھوں نے فروری میں پنجاب اسمبلی کے سامنے پریس کانفرنس کی اور احتجاج کیا لیکن وہ بے سود رہا۔[51]

مارچ میں پنجاب کے سرکاری سکولوں کے اساتذہ نے ملازمتوں کو مستقل کرنے اور تنخواہ میں کٹوتیاں واپس لینے کے مطالبات کے ساتھ سول سیکرٹریٹ لاہور کے باہر دھرنا دیا۔ تاہم ہائر ایجوکیشن کمیشن سمیت حکومت کی طرف سے کسی نے مذاکرات کے لیے اساتذہ سے رابطہ نہ کیا۔[52] اپریل میں پنجاب حکومت نے اساتذہ کو سوشل میڈیا استعمال کرنے سے روکتے ہوئے ریاستی اداروں کے خلاف جاری 'غلیظ مہم' سے دور رہنے اور کسی سیاسی جماعت کی طرف داری سے بچنے کی ہدایت کی۔[53] مزید یہ کہ سرکاری یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز نے سال 2022/23 میں ہائر ایجوکیشن بجٹ میں شدید کمی پر تشویش کا اظہار کیا۔[54]

صحت

کووڈ **19**: کووڈ 19 کی پانچویں لہر سال کے آغاز میں پھیلی۔ 20 جنوری کو لاہور میں کووڈ 19 کے مثبت کیسوں کی شرح 15.2 فی صد اور راولپنڈی میں 10.3 فی صد بتائی گئی۔[55] پنجاب کے دیگر علاقوں میں بھی مثبت کیسوں کی شرح میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ کووڈ 19 میں پانچ ماہ بعد اس وقت بہت بڑا اضافہ دیکھنے میں آیا جب 29 جون کو پنجاب میں ایک دن میں 55 کیس سامنے آئے۔ اسی دن ایک موت بھی واقع ہوئی۔

جذام: حیران کن طور پر، جذام کی بیماری کہ جس کے بارے میں یہ سمجھا جا رہا تھا کہ پنجاب سے اس کا خاتمہ ہو گیا، 2022 میں دوبارہ واپس آئی۔ جھنڈی تمن بزدار میں میر خان (بزدار قبیلے کی ایک برادری) کی عورتوں اور بچوں میں یہ مرض غربت اور مناسب غذائیت اور پینے کے قابل پانی کی کمی کے باعث پیدا ہوا۔[56]

ہیپاٹائٹس: 10 مارچ کو پنجاب حکومت کے پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ بورڈ کی جانب سے پنجاب میں ہیپاٹائٹس (یرقان) کے خاتمے اور روک تھام پر ایک رپورٹ نے اس مہلک وائرس سے پنجاب کو محفوظ رکھنے کی حکمت عملی کی ناکامی کا پردہ چاک کر دیا۔ یہ رپورٹ 2017 سے 2021 تک، گذشتہ چار سالوں کی حکومتی کارکردگی کے بارے میں ہے۔ اس میں پنجاب میں ادھورے علاج والے مریضوں کی بڑی شرح سامنے آئی، جس نے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں داؤ پر لگاتے ہوئے ان میں ہیپاٹائٹس سی اور ہیپاٹائٹس بی کی منتقلی کے خدشات میں اضافہ کر دیا۔

ڈینگی: اکتوبر کا مہینہ ڈینگی کے حساب سے بدترین رہا۔ 26 اکتوبر کو پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے انکشاف کیا کہ ایک دن میں ڈینگی کے 293 کیس سامنے آئے ہیں۔[57] نومبر کے اختتام تک پنجاب پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے 2022 کے دوران پنجاب میں ڈینگی کے 14,882 مریضوں کی تشخیص کی تصدیق کی۔

پیناڈول کی قلت: 30 اگست کو پیناڈول، جو درد اور بخار سے نجات کے لیے عام طور پر دستیاب ہوتی ہے، کی قلت پیدا ہو گئی۔ کئی ماہرین صحت نے اندازہ لگایا کہ یہ قلت یا تو ڈینگی اور کووڈ 19 کے کیسوں میں اضافے کی وجہ سے ہے یا بلیک مارکیٹ کی جانب سے مصنوعی قلت پیدا کی گئی ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ایک سرکاری عہدے دار نے بتایا کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں خام مال کی عدم دستیابی اور دوا کی کم قیمت، جسے روپے کی قدر میں اتار چڑھاو کے باعث برقرار رکھنا مشکل تھا، کے باعث پنجاب کی مقامی مارکیٹ سے دوا غائب ہو گئی ہے۔[58]

نومولود بچوں کی اموات: پنجاب حکومت کے پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ بورڈ کے Integrated Reproductive Maternal Newborn, Child Health and Nutrition Programme کی تیار کردہ رپورٹ بتاتی ہے کہ 2021 کے دوران پنجاب میں 1,000 حاملہ خواتین اور 88,000 سے زائد نومولود او رپانچ سال سے کم عمر بچے بیسک ہیلتھ یونٹس (بی ایچ یو) اور رورل ہیلتھ سینٹرز میں وفات پا گئے، جس سے دیہات میں صحت کی سہولیات اور غریب خواتین اور بچوں کی صحت کے اہم مسائل کی بنیادی ناگفتہ بہ صورت حال عیاں ہے۔ 24 مارچ کو جاری کی گئی اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ بی ایچ یو اور آر ایچ یو مراکز پر بچوں کی 88,021 اموات میں سے 62,813 مردہ پیدائش کے زمرے میں آتی ہیں۔[59]

جنوبی پنجاب ہیلتھ سیکرٹریٹ: 14 جنوری کو پنجاب پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ نے ایک نوٹیفیکیشن جاری کیا جس میں بتایا گیا کہ جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع میں موجود صحت کے متعلق اداروں کو مرحلہ وار ملتان میں جنوبی پنجاب ہیلتھ سیکرٹریٹ کو منتقل کیا جا رہا تھا۔[60] فارمیسی، نرسنگ، مرد اور خواتین میڈیکل افسران، سپیشلسٹ کیڈر اور ڈینٹل اور عام امراض کے ماہرین کا ریکارڈ لاہور سول سیکرٹریٹ سے جنوبی پنجاب ہیلتھ سیکرٹریٹ ملتان منتقل کر دیا گیا۔

صحت سہولت پروگرام: 2022 میں پی ٹی آئی کی جانب سے جاری کی گئی ہیلتھ کارڈ سکیم غیر واضح رہی۔ سال کا آغاز وزیراعلیٰ عثمان بزدار کے اس اعلان سے ہوا کہ 'مارچ کے اختتام تک پنجاب کے ہر خاندان کو ہیلتھ کارڈ کے ذریعے صحت کی سہولت تک مفت رسائی حاصل ہو جائے گی۔'[61] تاہم سال کے اختتام پر وزیراعلیٰ پرویز الٰہی نے ہیلتھ انشورس کارڈ سکیم کی رقوم کی ادائیگی کے لیے وزیراعظم شہباز شریف کو خط لکھا۔

سارا سال میڈیا میں ہسپتالوں کی جانب سے اس پروگرام کے تحت علاج سے انکار کی خبریں سامنے آتی رہیں۔ انھوں نے حکومت کی جانب سے سرجری کے لیے رقم کی نامناسب حد تک کم شرح کی شکایت کی جس کی وجہ سے ہسپتال دواؤں، سرجیکل آلات اور آپریشن تھیٹر اور انفیکشن پر قابو پانے کے اخراجات پورے کرنے کے قابل نہیں تھے۔

رہائشی اور عوامی سہولیات

راوی ڈیولپمنٹ پروجیکٹ: کسانوں، زمینداروں، اور ماحولیات اور قانون کے ماہرین نے دریائے راوی کے کنارے ایک بڑا شہر آباد کرنے کی خاطر راوی اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی (روڈا) کی جانب سے زمینوں کے زبردستی حصول کے خدشے کا اظہار کیا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ یہ منصوبہ ماحول کی قیمت پر رئیل اسٹیٹ کے سرمایہ کاروں کی ہوس پورا کرنے کی خاطر بنایا گیا ہے۔

فکرمند شہریوں کے ایک گروپ پبلک انٹرسٹ لا ایسوسی ایشن آف پاکستان (پی لیپ) کی ایک پٹیشن پر لاہور ہائی کورٹ نے 25 جنوری کو حکم سنایا کہ روڈا کی جانب سے زمین کا حصول اختیار سے تجاوز اور ماحولیات کے قوانین کی خلاف ورزی تھا۔ تاہم 31 جنوری کو سپریم کورٹ نے لاہور ہائیکورٹ کا حکم نامہ منسوخ کرتے ہوئے روڈا کو پہلے حاصل کی گئی زمین پر تعمیراتی کام جاری رکھنے کی اجازت دی۔[62] مبینہ طور پر سپریم کورٹ کا حکم روڈا کو نہ روک سکا اور اس نے اس علاقے میں مزید زرعی زمین حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پیلیپ نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک اور پٹیشن داخل کی جس میں گزارش کی گئی کہ روڈا سپریم کورٹ کے 31 جنوری کے فیصلے کے برخلاف مزید زمین حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ 13 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ نے روڈا کو سپریم کورٹ کے حکم نامے سے باہر زمین کے حصول سے روک دیا۔[63]

غیر قانونی رہائشی سوسائٹیاں: پنجاب میں غیر قانونی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کا مسئلہ برقرار رہا۔ جون میں گجرات کے ضلع میں پندرہ ہاؤسنگ سوسائٹیز اور ٹاؤن ڈیولپرز کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ راولپنڈی ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے 23 جولائی کو 12 غیر قانونی ہاؤسنگ سکیموں کو غیر قانونی اشتہار بازی اور مارکیٹنگ پر نوٹس جاری کیے۔ لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے 2 جون کو بیدیاں روڈ پر ایک آپریشن میں غیر قانونی نجی ہاؤسنگ سکیموں کی تعمیرات گرا دیں۔ ایسی ہی کارروائیاں ٹوبہ ٹیک سنگھ اور گوجرانوالا میں بھی کی گئیں۔

ماحول

تباہ کن سیلاب: جولائی اور اگست میں پاکستان نے سیلاب کی صورت میں ایک موسمیاتی آفت کا سامنا کیا جس نے ملک بھر میں تباہی مچا دی۔ جنوبی پنجاب کے اضلاع سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ 15 جولائی اور 15 اکتوبر کے درمیان پروونشل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی نے ڈیرہ غازی خان میں 49، راجن پور میں 31 اور میانوالی میں 8 ہلاکتوں کی نشاندہی کی۔ راجن پور میں کل 3,177، ڈیرہ غازی خان میں 562 اور میانوالی میں 5 افراد زخمی ہوئے۔

بے مثال بارشیں مویشی بہا کر لے گئیں اور گھروں اور سڑکوں، ریل کی پٹڑیوں، سکولوں اور صحت کے مراکز سمیت سہولیات کے بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچایا۔ کھڑے رہ جانے والے پانی نے مقامی آبادیوں کو ڈینگی، ملیریا، ڈائریا، آنکھ اور جلد کے انفیکشن اور دیگر بیماریوں میں مبتلا کر دیا۔ پینے کے صاف پانی اور خوراک کی کمی نے بچوں اور خواتین کے لیے خاص طور پر صحت کے اضافی مسائل پیدا کیے۔

راجن پور کے لوگوں نے دعویٰ کیا کہ حکومت ٹوٹے ہوئے پشتوں اور بندوں کی مرمت میں ناکام رہی تھی

جب لوگ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بقا کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، وزیراعلیٰ پرویز الٰہی نے ڈیرہ غازی خان، راجن پور، مظفرگڑھ اور میانوالی میں سیلاب کے متاثرین کے لیے متعدد معاشی امدادی پیکجز کا اعلان کیا۔ یکم اگست کو اعلان کردہ پیکج میں، جن کے گھر مکمل تباہ ہو گئے تھے ان کے لیے چھ لاکھ روپے اور جن کے گھروں کو نقصان پہنچا تھا انھیں چار لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا۔ تاہم، وزیراعلیٰ کی وعدہ کی گئی رقوم میں آنے والے مہینوں میں مسلسل تبدیلی آتی رہی اور سیلاب متاثرین کی فلاح و بہبود اور بحالی کے لیے مختص فنڈز کس حد تک متاثرین کو دیئے گئے اس کی کوئی واضح تصویر خبروں میں سامنے نہ آسکی۔

خصوصاً راجن پور کے لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ انھیں مشکل میں بے یارومددگار چھوڑ دیا گیا ہے۔ ستمبر تک اس ضلع کے بیشتر لوگوں نے گھروں کو پیدل واپس لوٹنا شروع کر دیا، ان کا کہنا تھا کہ وہ خیموں اور کیمپوں میں زندگی نہیں گزار سکتے کیونکہ حکومت انھیں وہاں سہولیات فراہم نہیں کر رہی۔[64]

سموگ: حکومت پنجاب نے سارا سال فضائی آلودگی کے شدید مسئلے کے حل کے لیے کام کرنے کا دعویٰ کیا۔ 27 اگست کو اس حکومت نے سموگ کے خطرے سے نمٹنے کے لیے ماسٹر ایکشن پلان منظور کیا۔ پیشگی اقدامات اٹھاتے ہوئے، بہاولپور میں ماحولیات کے محکمے نے 29 اپریل کو 42 بھٹہ مالکان کو گرفتار کیا اور ان پر 'زگ زیگ' ٹیکنالوجی کے معیاری طریق عمل کی خلاف ورزی پر 100,000 روپے فی کس جرمانہ عائد کیا۔ یکم جولائی کو رحیم یار خان میں اور 12 دسمبر کو شالیمار ٹاؤن لاہور میں ٹائر جلانے والی فیکٹریوں پر چھاپے مارے گئے۔

حکومت نے دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں اور صنعتی اداروں کے خلاف اقدامات بھی اٹھائے؛ 22 ستمبر کو فصل کی باقیات اور کوڑا کرکٹ جلانے پر صوبہ بھر میں پابندی لگاتے ہوئے دفعہ 144 نافذ کر دی گئی۔ گجرات کی ضلعی انتظامیہ نے فصلوں کی باقیات جلانے پر پابندی کا اعلان کیا اور ایک اینٹی سموگ سکواڈ قائم کیا۔

تاہم لاہور اور اس کے مضافات کو زہریلی ہوا سے محفوظ بنانے کے لیے یہ کوششیں ناکافی ثابت ہوئیں۔ 2022 کے اختتام کے قریب ملک کے دیگر شہروں کے مقابلے میں لاہور کی فضا میں آلودگی کی شرح کافی بلند تھی۔ خاص طور پر بزرگ شہری اور دل اور سانس کے مریض خطرے سے دوچار رہے اور چھوٹے امراض جیسا کہ گلے، جلد اور آنکھ کے انفیکشن عام رہے۔ 2 نومبر کو امریکی ایئر کوالٹی انڈیکس نے نشان دہی کی کہ لاہور ہوا کے معیار کے حساب سے 438 کے عدد کے ساتھ دنیا کا آلودہ ترین شہر تھا۔[65]

7 دسمبر کو پنجاب کے وزیراعلیٰ پرویز الٰہی نے لاہور اور دیگر شہروں میں سموگ سے نمٹنے کے لیے ایمرجنسی کا اعلان کیا۔ 8 دسمبر کو لاہور ہائی کورٹ نے سرکاری اور نجی سکول ہفتے میں چار دن کھولنے کی ہدایت کی۔[66] بعدازاں 28 دسمبر کو عدالت نے ناقص ہوا کے باعث ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو شہر بھر کے سکولوں میں موسم سرما کی تعطیلات میں ایک ہفتے کے اضافہ کرتے ہوئے 9 جنوری تک بڑھانے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ دکانیں اور ریستوران بھی ہفتے کے عام دنوں میں دس بجے بند کرنے کا حکم جاری کیا گیا۔

فضائی آلودگی پر قابو پانے کے لیے علاقائی تعاون: پاکستان کے ہمسایہ علاقوں میں پھیلتی زہریلی ہوا پر قابو پانے کے لیے علاقائی تعاون پر بہت زور دیا گیا۔ ورلڈ بینک کی جانب سے دسمبر میں جاری کی گئی رپورٹ نے جنوبی ایشیا میں چھ ہوائی شیڈز (قومی اور بین الاقوامی سرحدوں سے بالا وہ جغرافیائی خطے جن میں آلودہ ہوا پھنسی رہتی ہے) کی نشاندہی کی جہاں ہوا کے معیار میں 'فضائی باہمی انحصار' کی شرح زیادہ ہے۔[67] پنجاب، اس درجہ بندی میں شامل ایک علاقہ تھا۔ اس رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ فضائی آلودگی کی موجودہ سطح کے باعث جنوبی ایشیا میں ہر سال دو ملین سے زائد قبل از وقت اموات واقع ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے اور یہ کہ ہندوستان کے ہندگنگا میدان، بنگلہ دیش اور پاکستانی پنجاب میں اموات کی شرح زیادہ ہوگی۔

ثقافتی حقوق

جنسیت اور صنفی مطابقت کے موضوعات پر مبنی صائم صدیق کی پہلی فلم جوائے لینڈ نے پنجاب میں سارا سال وجۂ تنازع بنی رہی۔ فلم کو وفاقی حکومت نے درست قرار دیا لیکن پنجاب انفارمیشن اینڈ کلچرل ڈیپارٹمنٹ نے موشن پکچرز آرڈیننس 1979[68] کے تحت، 'مختلف طبقوں کی جانب سے مسلسل شکایات کے نتیجے میں' فلم پر پابندی لگا دی۔ فلم کے پروڈیوسر 19 نومبر کو پنجاب میں پابندی کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں گئے۔ جوائے لینڈ ملک کی پہلی فلم تھی جو اکیڈمی ایوارڈز کے لیے شارٹ لسٹ ہوئی۔ ہیومن رائٹس واچ نے اس پابندی کی مذمت کرتے ہوئے بیان دیا کہ 'فنی اظہار پر سینسر شپ اور پابندی جمہوری معاشرے کے بنیادی اصولوں کو مجروح کرتا ہے'۔۔۔ پاکستان انٹرنیشنل کاونٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس (شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق) کا رکن ہے، جو آزادی اظہار رائے کے حق کی ضمانت دیتا ہے۔[69]

حواشی

Pakistan Institute of Legislative Development and Transparency. (2022, September 14). Comparative assessment of performance of provincial assemblies shows decrease in working hours of all 4 provincial assemblies in 4th parliamentary year. https://pildat.org/#parliamentary-monitoring1/comparative-assessment-of-performance-of-provincial-assemblies shows-decrease-in-working-hours-of-all-4-provincial-assemblies-in-4th-parliament 1

W. A. Sheikh. (2022, January 8). LHC rules marriage without completing iddat not void, zina. Dawn. https://www.dawn.com/news/1668239 2

Pleas of two TTP convicts dismissed: No one allowed to raise Jihad funds in Islamic state: LHC. (2022, January 27). Dawn. https://www.dawn.com/news/1671670 3

W. A. Sheikh. (2022, February 10). Demands for presidential system unconstitutional: LHC. unconstitutional-lhc#Dawn. https://www.dawn.com/news/1674283/demands-for-presidential-system 4

R. Bilal. (2022, April 27). LHC orders governor to complete Punjab CM-elect Hamza's #oath-taking process by tomorrow. Dawn. https://www.dawn.com/news/1687073/lhc-orders governor-to-complete-punjab-cm-elect-hamzas-oath-taking-process-by-tomorrow 5

R. Bilal. (2022, June 30). LHC orders re-counting of votes for Punjab CM election excluding PTI #dissidents. Dawn. https://www.dawn.com/news/1697495/lhc-orders-re-counting-of-votes for-punjab-cm-election-excluding-pti-dissidents 6

A. Chaudhary. (2022, August 15). 55 SPs, DSPs transferred in Punjab 'for action against PTI #workers'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1704911/55-sps-dsps-transferred-in-punjab for-action-against-pti-workers 7

K. Rasheed. (2022, May 7). Punjab's soaring prison population a nightmare. The Express nightmare#Tribune. https://tribune.com.pk/story/2355462/punjabs-soaring-prison-population-a 8

M. Asghar. (2022, October 4). Corruption, malpractices rampant in Adiala jail: report. Dawn. report#https://www.dawn.com/news/1713374/corruption-malpractices-rampant-in-adiala-jail 9

A. Chaudhary. (2022, May 9). Ailing inmates endanger lives in overcrowded prisons of Punjab. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1688697/ailing-inmates-endanger-lives-in overcrowded-prisons-of-pun 10

Faisalabad jail staff booked in prisoner's murder case. (2022, July 20). Dawn. https://www. dawn.com/news/1700568/faisalabad-jail-staff-booked-in-prisoners-murder-case 11

Under-trial prisoner dies in mysterious circumstances. (2022, January 13). Dawn. https://www. dawn.com/news/1669154/under-trial-prisoner-dies-in-mysterious-circumstances 12

A. Raza. (2022, October 24). Activists skeptic about outcome of bill on criminalising enforced #disappearance. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716550/activists-skeptic-about outcome-of-bill-on-criminalising-enforced-disappearance 13

I. Gabol. (2022, May 19). Ahmadiyya community member killed in Okara. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1690355/ahmadiyya-community-member-killed-in-okara 14

I. Gabol. (2022, August 13). Ahmadi man stabbed to death at Chenabnagar. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1704505/ahmadi-man-stabbed-to-death-at-chenabnagar 15

Human Rights Commission of Pakistan. (2022). South Punjab: Excluded, exploited. http:// exploited-EN.pdf#hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2022-South-Punjab-Excluded 16

Minority Rights Group International. (2022, September 29). Hateful Places: Punjab, the epicenter of hate speech in Pakistan – A geospatial analysis of Twitter conversations. https:// minorityrights.org/wp-content/uploads/2022/10/Geospatial_hate-speech-prefinal_finalMRG_ Oct9.pdf 17

Minority Rights Group International. (2022, September 29). Hateful Places: Punjab, the epicenter of hate speech in Pakistan – A geospatial analysis of Twitter conversations. https:// minorityrights.org/publications/hatefull-places/ 18

Pakistan: Clashes as defiant ex-PM Imran Khan marches to capital. (2022, May 25). Al Jazeera. #https://www.aljazeera.com/news/2022/5/25/clashes-in-pakistan-as-ex-pm-imran-khan begins-march-to-capita 19

College teachers continue protest. (2022, March 9). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1678968/college-teachers-continue-protest 20
K. Hussain. (2022, September 21). Farmers protest 'illegal possession' of farmland by Ruda. Dawn. https://www.dawn.com/news/1711222 21
Political interference [Editorial]. (2022, September 18). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1710698 22
I. A. Khan. (2022, December 1). ECP to hold LG polls in Punjab in April 2023. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1724039/ecp-to-hold-lg-polls-in-punjab-in-april-2023 23
I. A. Khan. (2022, December 11). ECP issues delimitation schedule for Punjab local government #polls. Dawn. https://www.dawn.com/news/1725709/ecp-issues-delimitation-schedule-for punjab-local-govt-poll 24
Six held for murder of Spanish sisters. (2022, May 23). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1690985/six-held-for-murder-of-spanish-sisters 25
Pregnant woman gang-raped in Jhelum. (2022, June 5). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1693163/pregnant-woman-gang-raped-in-jhelum 26
A. Rehman. (2022, September 18). Man booked on charges of raping daughter. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2377247/man-booked-on-charges-of-raping-daughter 27
Acid attack on woman. (2022, January 28). Dawn. https://www.dawn.com/news/1671844/ acid-attack-on-woman 28
Acid attack victim dies in hospital. (2022, May 27). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1691632/acid-attack-victim-dies-in-hospital 29
Acid attack victim girl dies in hospital. (2022, June 26). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1696699/acid-attack-victim-girl-dies-in-hospital 30
Population Council. (2022, September 12). Flood maps with disaggregated population data #analysis of Punjab. https://www.popcouncil.org/news/flood-maps-with-disaggregated population-data-analysis-of-analysis-of-punjab/ 31
Human Rights Commission of Pakistan. (2022). South Punjab: Excluded, exploited. https:// exploited-EN.pdf#hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2022-South-Punjab-Excluded 32
W. A. Sheikh. (2022, April 2). Maternity leave a fundamental right of women, LHC rules. Dawn. https://www.dawn.com/news/1682951 33
First school for transgenders inaugurated in Lahore. (2022, December 8). Dawn. https://www. dawn.com/news/1725184 34
Girl was killed by father in Gujrat on insistence to meet mother: police. (2022, August 9). Dawn. #https://www.dawn.com/news/1704012/girl-was-killed-by-father-in-gujrat-on-insistence-to meet-mother-police 35
Seminary teacher held for burning two students. (2022, September 27). Dawn. https://www. dawn.com/news/1712164 36
Faisalabad police recover minor maid kept in chains by a couple. (2022, October 27). Dawn. #https://www.dawn.com/news/1717046/faisalabad-police-recover-minor-maid-kept-in chains-by-a-couple 37
Industrial workers rally for minimum wage. (2022, June 24). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1696360 38
P. M. Baigal. (2023, January 6). Farmers who lost crops in Pakistan floods struggle without #compensation. The Third Pole. https://www.thethirdpole.net/en/food/pakistan-farmers who-lost-crops-to-floods-struggle-without-compensa 39
Kiln workers rally demands officially-fixed wage. (2022, June 25). Dawn. https://www.dawn. com/news/1696564/kiln-workers-rally-demands-officially-fixed-wage 40
Workers in Punjab need brick kilns reignited after floods. (2022, September 7). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1708771/workers-in-punjab-need-brick-kilns-reignited-after-floods 41
Smog: Lahore schools, private offices to close thrice a week. (2022, December 8). The News #International. https://www.thenews.com.pk/print/1017971-smog-lahore-schools-private offices-to-close-thrice-a-week 42
R. Bilal. (2022, December 27). LHC orders week-long extension in winter vacation across schools, colleges in smog-hit Lahore. Dawn. https://www.dawn.com/news/1728529/ lhc-orders-week-long-extension-in-winter-vacation-across-schools-colleges-in-smog-hit-lahore 43

UNICEF. (2022). Pakistan (Punjab) education fact sheets. https://data.unicef.org/wp-content/uploads/2022/12/2022Pakistan_Factsheet_2022p11.28.22-1.pdf 44

No filtration plants in 100 schools despite funds. (2022, February 9). Dawn. https://www.dawn.com/news/1674056/no-filtration-plants-in-100-schools-despite-funds 45

40 IJT activists held for 'obstructing' PU exam. (2022, January 25). Dawn. https://www.dawn.com/news/1671308/40-ijt-activists-held-for-obstructing-pu-exam 46

GCU chief proctor removed for beating student. (2022, February 24). Dawn. https://www.dawn.com/news/1676669/gcu-chief-proctor-removed-for-beating-student 47

I. Gabol. (2022, March 16). 21 students injured as two groups clash at Punjab University. Dawn. #https://www.dawn.com/news/1680177/21-students-injured-as-two-groups-clash-at-punjab university 48

I. Gabol. (2022, February 10). Demonstration in Lahore for restoration of student unions, #reduction in fees. Dawn. https://www.dawn.com/news/1674219/demonstration-in-lahore for-restoration-of-student-unions-reduction-in-fees; https://www.dawn.com/news/1674634/sit-in-for-student-unions-continues 49

I. Gabol. (2022, January 30). UET sub-campuses awaiting regular heads for long. Dawn. https://www.dawn.com/news/1672211 50

Universities BPS teachers demand service structure. (2022, February 9). Dawn. https://www.dawn.com/news/1674053/universities-bps-teachers-demand-service-structure 51

College teachers continue protest. (2022, March 9). Dawn. https://www.dawn.com/news/1678968/college-teachers-continue-protest. 52

I. Gabol. (2022, April 17). Punjab teachers told to stay away from social media drive. Dawn. media-drive#https://www.dawn.com/news/1685397/punjab-teachers-told-to-stay-away-from-social 53

VCs bemoan drastic cut in HEC budget. (2022, May 27). Dawn. https://www.dawn.com/news/1691641/vcs-bemoan-drastic-cut-in-hec-budget 54

Lahore's positivity rate reaches 15.2. (2022, January 20). Dawn. https://www.dawn.com/news/1670433/lahores-positivity-rate-reaches-152 55

T. S. Birmani. (2022, January 29). 'Eliminated' leprosy diagnosed in 18 people of tribal area. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1672082/eliminated-leprosy-diagnosed-in-18-people of-tribal-area 56

Dengue surge: Panadol shortage a headache for people. (2022, October 27). Dawn. https://www.dawn.com/news/1717051/dengue-surge-panadol-shortage-a-headache-for-people 57

A. Chaudhary. (2022, August 30). Acute shortage of Panadol perpetuates patients' pain in #Punjab. Dawn. https://www.dawn.com/news/1707439/acute-shortage-of-panadol perpetuates-patients-pain-in-punjab 58

A. Chaudhary. (2022, March 24). P&D board report on IRMNCH: 1,000 pregnant women, 88,000 children died at BHUs, RHCs in Punjab in 2021. Dawn. https://www.dawn.com/#news/1681471/pd-board-report-on-irmnch-1000-pregnant-women-88000-children-died-at bhus-rhcs-in-punjab-in-2021. 59

M. T. Raza. (2022, January 14). South Punjab health secretariat asserts autonomy. Dawn. https://www.dawn.com/news/1669247/south-punjab-health-secretariat-asserts-autonomy 60

Govt to spend Rs400b on health cover. (2022, January 27). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2340599/govt-to-spend-rs400b-on-health-cover 61

H. Bhatti. (2022, January 31). SC suspends LHC order on Ravi riverfront project, allows govt to #resume work. Dawn. https://www.dawn.com/news/1672512/sc-suspends-lhc-order-on-ravi riverfront-project-allows-govt-to-resume-work 62

Ruda restrained from acquiring land in violation of SC order. (2022, October 13). Dawn. sc-order#https://www.dawn.com/news/1714743/ruda-restrained-from-acquiring-land-in-violation-of 63

T. Birmani & I. Gabol. (2022, September 7). Rajanpur residents pine for flood-battered homes. homes#Dawn. https://www.dawn.com/news/1708777/rajanpur-residents-pine-for-flood-battered 64

I. Gabol. (2022, November 2). Lahore once again sets unique record of world's most polluted city. Dawn. https://www.dawn.com/news/1718344 65

W. A. Sheikh. (2022, December 8). Punjab gets four-day work week. Dawn. https://www.dawn.com/news/1725236/punjab-gets-four-day-work-week 66

The World Bank. (2022). Striving for clean air: Air pollution and public health in South Asia. https://www.worldbank.org/en/region/sar/publication/striving-for-clean-air 67

I. Gabol. (2022, November 17). Punjab government bans Joyland less than 24 hours after federal government gives it the green light. Dawn. https://images.dawn.com/news/1191186 68

Human Rights Watch. (2022, November 29). Pakistan province bans film about trans character. https://www.hrw.org/news/2022/11/29/pakistan-province-bans-film-about-trans-character 69

سندھ

کلیدی رجحانات

- تباہ کن سیلابوں نے جولائی اور ستمبر کے درمیان صوبے کے اکثر اضلاع میں تباہی مچادی، تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ لوگ اس سے متاثر ہوئے، 20,660 سکول تباہ، 44 لاکھ ایکڑ زرعی رقبہ برباد اور کم از کم 82,000 لوگ بے گھر ہوئے۔ اگرچہ سندھ حکومت نے 500,000 لوگوں کو پناہ مہیا کرنے کا دعویٰ کیا تاہم تباہی اتنے بڑے پیمانے پر ہوئی تھی کہ بحالی کی یہ کاوشیں ناکافی ثابت ہوئیں۔
- کراچی نے اس وقت دہشت گردی کی نئی لہر کا مشاہدہ کیا جب اپریل کے مہینے میں ایک خودکش بم بار نے یونیورسٹی آف کراچی میں تین چینی اساتذہ اور ان کے پاکستانی ڈرائیور کو نشانہ بنایا۔
- صوبے بھر میں ریکارڈ 2,544 پولیس مقابلے رپورٹ ہوئے۔
- 2022 کے دوران کراچی میں جرائم کی شرح میں 10 فیصد اضافہ ہوا، مجموعی طور پر 85,948 جرائم رپورٹ ہوئے۔
- جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کا مسئلہ صوبے کے لیے بڑا دردِ سر بنا رہا، جیل خانوں میں گنجائش سے تقریباً 75 فیصد زیادہ قیدی موجود رہے۔
- جنوری میں، سندھ ہائی کورٹ نے صوبائی محکمہ داخلہ کو حکم دیا کہ وہ لاپتا افراد کے لواحقین کو معاوضہ ادا کرے: نومبر تک، 12 خاندانوں کو یکمشت معاوضہ ادا ہونا تھا۔ تاہم اس کے باوجود صحافیوں اور سماجی کارکنوں کی جبری گمشدگی کا سلسلہ صوبے بھر سے رپورٹ کیا جاتا رہا۔
- کم از کم 20 کیس ایسے سامنے آئے جن میں ہندو لڑکیوں کی جبری تبدیلی مذہب کی شکایت درج ہوئی۔ ایک مقدمے میں، پوجا کماری اوڈھ کو مبینہ طور پر مذہب تبدیل کروانے کے بعد شادی کے خواہش مند شخص نے گولی ماردی۔
- سیاسی جماعتوں کے حمایتیوں کے لیے صحافی آسان ہدف بنے رہے، کئی ایسے واقعات درج کرائے گئے جن میں کسی سیاسی جماعت کے حامیوں نے صحافیوں پر جسمانی حملہ کیا۔
- سَن میں جی ایم سید کے یوم پیدائش کی تقریب میں مبینہ طور پر ریاست مخالف نعرے بازی کے الزام پر جام شورو پولیس نے 60 سے زائد سندھی قوم پرستوں کے خلاف دو الگ الگ مقدمات درج کیے۔
- سندھ حکومت کی جانب سے بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے سلسلے میں واضح پس وپیش کے باوجود 14 اضلاع میں مقامی حکومتوں کے انتخابات کا پہلا مرحلہ جون میں منعقد ہوا۔

سندھ

- یہ سال بھی سندھ میں عورتوں کے لیے سُکھ کا کوئی پیغام وقفہ نہ لایا اور وہ قتل، عصمت دری اور صنفی بنیادوں پر ہونے والے دیگر تشدد کا نشانہ بنتی رہیں۔ سانگھڑ کی رہائشی ہندو بیوہ، دیا بھیل کی وحشیانہ عصمت دری اور قتل کی وسیع پیمانے پر مذمت دیکھنے میں آئی۔
- قانون میں شامل دفعات کے باوجود، جبری مشقت کے واقعات کو روکنے کے لیے صرف 14 ضلعی نگران کمیٹیاں (ڈسٹرکٹ ویجیلنس کمیٹیاں) قائم ہوئیں، اور قانونی طور پر یہ کمیٹیاں بھی زیادہ تر غیر موثر اور غیر فعال ہی رہیں۔
- سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر سندھ سٹوڈنٹ یونین ایکٹ 2019 پاس کیا اور طلبہ یونینوں پر عائد پابندی ہٹا دی، اگرچہ اس قانون کے نفاذ میں ہونے والی پیش رفت نہ ہونے کے مساوی رہی۔
- مسماری کا سلسلہ کراچی کے مختلف علاقوں میں جاری رہا۔ شہر کی مجاہد کالونی کے کچھ حصوں کو حکام نے 'انسداد تجاوزات' مہم میں زمیں بوس کر دیا۔ حکومت نے بے گھر ہو جانے والی برادریوں کی بحالی کا کوئی منصوبہ متاثرین کے ساتھ شیئر نہ کیا۔

عمومی جائزہ

مون سون میں اگرچہ پورا ملک ہی بارشوں سے متاثر ہوا تاہم سندھ ایسا صوبہ تھا جس پر سب سے زیادہ افتاد پڑی۔ بارشوں کے بعد پیدا ہونے والی ناگہانی سیلابی صورتحال میں صوبے کے بیشتر مغربی اضلاع زیرِ آب آ گئے۔ دریائے سندھ کے دائیں کنارے کے اضلاع -- مثلاً قمبر شہداد کوٹ، لاڑکانہ، دادو اور جام شورو -- میں لاتعداد انسانی آبادیاں تباہی کا شکار ہوئیں اور لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے۔ ضلع دادو کے بڑے شہر، جن میں خیر پور ناتھن شاہ اور میہڑ بھی شامل تھے، مہینوں تک زیرِ آب رہے، جب کہ دادو، بھان سعید آباد، جوہی اور سیہون کے آس پاس کے علاقے سال کے اختتام تک پانی سے گھرے ہوئے تھے۔

نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کے ڈیٹا اور ورلڈ بینک کے تخمینوں کے مطابق ملک بھر میں سیلاب سے بیس لاکھ گھر تباہ ہوئے اور 1,700 سے زائد لوگ جان کی بازی ہار گئے۔ سندھ میں سیلاب سے ہونے والی اموات کا اندازہ 823 تھا۔[1] پراونشل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (پی ڈی ایم اے) نے نشان دہی کی کہ 12 ملین سے زائد لوگ -- یا 2 ملین گھرانے -- متاثر ہوئے جبکہ 82,000 لوگ بے گھر ہو گئے۔ تقریباً 737,000 گھر مکمل طور پر تباہ ہو گئے جب کہ ایک ملین کو جزوی طور پر نقصان پہنچا۔ اندازاً 437,000 مویشی ضائع ہوئے اور 3.78 ملین ایکڑ رقبے پر کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا۔ سندھ کے سیلاب متاثرہ علاقوں میں آباد لوگوں کی بحالی کے پانچ منصوبوں کے لیے ورلڈ بینک نے 1.692 بلین امریکی ڈالر سرمائے کی منظوری دی۔[2]

یونیسف (UNICEF) کے مطابق 2022 کے اختتام تک بھی چار ملین بچے سیلاب کے آلودہ یا جمع شدہ پانی کے ارد گرد رہ رہے تھے۔ جسمانی طور پر پہلے ہی سے کمزور ان میں سے اکثر بچے بیماریوں مثلاً ہیضہ، ملیریا، ڈینگی بخار، ٹائی فائیڈ، سانس کی شدید انفیکشنوں اور جلد کی تکلیف دہ صورت حال سے دوچار تھے۔[3]

حکومت کی جانب سے اپنے وسائل کے ساتھ سیلاب متاثرین کو ریلیف مہیا کرنے کے دعووں کے باوجود بہت سے لوگوں نے شکایت کی کہ انہیں کچھ نہیں ملا۔ وفاقی حکومت نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت، سیلاب سے متاثر ہر گھرانے کو 25,000 روپے نقد امداد دی۔ اس کے علاوہ گھر کی تعمیر کے لیے فی خاندان 300,000 روپے صوبائی حکومت کی جانب سے مہیا کیے گئے۔[4]

سندھ حکومت 2022 میں بھی کووڈ 19 کی وبا سے نپٹنے کے لیے پرعزم دکھائی دی۔ اس نے 5 سے 11 برس کی عمر کے بچوں کے لیے ایک ویکسینیشن مہم منعقد کی اور گھر گھر جا کر، باقی رہ جانے والوں خصوصاً گھریلو خواتین کو ویکسین لگائی گئی۔

سندھ نے چار دہائیوں سے طلبہ یونینوں پر عائد پابندی ہٹانے کا قابلِ ستائش فیصلہ بھی کیا تاہم اس فیصلے پر عمل درآمد ہونا ابھی باقی ہے۔

اگرچہ صوبائی حکومت نے لاڑکانہ کے مختلف علاقوں میں موجود بستیوں کو باقاعدہ بنانے کے لیے سندھ کچی آبادی (ترمیمی) ایکٹ 2022 منظور کرایا لیکن کراچی میں گجر اور اورنگی نالا اور مجاہد کالونی کے رہائشیوں کی اپیلیں نظرانداز کر دیں جو اپنے گھروں کے گرائے جانے کے بعد بے گھری کا سامنا کر رہے تھے۔ شہریوں اور سول سوسائٹی کے اعتراضات کو نظرانداز کرتے ہوئے شہر بھر میں انسدادِ تجاوزات کے لیے سخت مہمات چلائی گئیں۔

قوانین اور قانون سازی

2022 میں سندھ اسمبلی نے کم از کم سترہ قوانین منظور کیے۔ ایک قابلِ ذکر ترمیم جولائی میں سندھ کچی آبادی (ترمیمی) ایکٹ 2022 کی منظوری کے ذریعے کی گئی۔ اس کا مقصد صوبے کے متعدد حصوں میں پھیلی ہوئی غیر قانونی آبادیوں کو ریگولیٹ کرنا تھا۔ اس مہم کا پہلا مرحلہ لاڑکانہ کی 11 مختلف آبادیوں میں 6,500 پلاٹوں کو ریگولیٹ کرنے کے حوالے سے تھا۔[5] وہ لوگ جنہیں کچی آبادیوں (غیر منظّم آبادیاں) میں رہتے ہوئے چالیس برس سے زائد کا عرصہ بیت چکا تھا انہیں ملکیتی حقوق دیے جانا تھے۔ اسمبلی نے سندھ سوشل پروٹیکشن اتھارٹی ایکٹ کی منظوری بھی دی۔ اس قانون کا مقصد پسے ہوئے، کمزور اور پس ماندہ افراد کی فلاح کے لیے کام کرنا تھا۔[6] لوگوں کے مسائل حل کرنے کے عمل کی نگرانی کے لیے سندھ حکومت کو ایک مجاز اتھارٹی قائم کرنا تھی لیکن بل جولائی میں منظور ہوا اور دسمبر کے اختتام تک ایسی کسی اتھارٹی کا قیام عمل میں نہ آیا تھا۔

سندھ اسمبلی نے ریکوڈک مائننگ منصوبے کے حوالے سے بھی دو قراردادیں منظور کیں۔[7] دیگر منظور کیے جانے والے قوانین میں سندھ پبلک سروس کمیشن ایکٹ 2022، ابن سینا یونیورسٹی، میرپور خاص ایکٹ 2021، سندھ سول سرونٹس (ترمیمی) ایکٹ 2021، سندھ پبلک پریکیورمنٹ (ترمیمی) ایکٹ 2021، سندھ لینڈ ریونیو (ترمیمی) ایکٹ 2021، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ (ترمیمی) ایکٹ 2021، سندھ کمپنیز پرافٹس (ورکرز پارٹی سپیشن) (ترمیمی) ایکٹ 2021، سندھ ورکرز ویلفیئر فنڈ (ترمیمی) ایکٹ 2021، ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز (ترمیمی) ایکٹ

سندھ کچی آبادی (ترمیمی) ایکٹ 2022 جس کا مقصد صوبے کے مختلف حصوں میں غیر قانونی آبادیوں کو باضابطہ بنانا تھا، اس سال منظور ہوا

2022، سندھ ہیلتھ کیئر سروس پرووائڈرز اینڈ فسیلیٹیز (تشدد و املاک کو نقصان پہنچانے کی روک تھام) ایکٹ 2021، سندھ ری پروڈکٹو ہیلتھ کیئر رائٹس (ترمیمی) ایکٹ 2022 اور الغزالی یونیورسٹی، اور کراچی ایکٹ 2022 شامل تھے۔

2022 میں سندھ پہلا صوبہ بنا جس نے طلبہ یونین پر دہائیوں سے عائد پابندی کا خاتمہ کیا۔[8] فروری 2022 میں سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر سندھ سٹوڈنٹس یونین ایکٹ 2019 کی منظوری دی۔ اس ایکٹ کے تحت صوبے کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کو طلبہ یونین چلانے کے لیے ضوابط اور طریقہ کار طے کرنا تھے، تاہم یہ وضاحت نہیں ملی کہ ابھی تک اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہوسکا۔ مزید برآں، ہر تعلیمی ادارے سے توقع تھی کہ وہ دو ماہ کے اندر اندر طلبہ یونین کی تشکیل کریں گے لیکن اس پر بھی کوئی ٹھوس پیش رفت دیکھنے کو نہیں ملی۔[9]

انصاف کی فراہمی

سپریم کورٹ آف پاکستان میں ہونے والے دو نئے ججوں کے تقرر نے تنازع کو جنم دیا کہ ایسا کرتے ہوئے دو صوبوں – سندھ اور خیبر پختونخوا — کو نظر انداز کیا گیا۔ سندھ کی تشویش یہ تھی کہ سپریم کورٹ میں ترقی دیتے ہوئے سندھ ہائی کورٹ (ایس ایچ سی) کے سینیئر ترین ججوں کو نظر انداز کرتے ہوئے آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دی گئیں۔ سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن نے اس حوالے سے 30 اکتوبر کو ایک سخت بیان جاری کیا کہ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان نے تین خالی آسامیوں میں سے دو پر سندھ سے جونیئر ججوں کو تعینات کیا اور سنیارٹی کے اصول کو نظر انداز کیا گیا۔ سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس احمد علی ایم شیخ کو بھی ان تعیناتیوں کے لیے نظر انداز کیا گیا تھا۔[10]

امن عامہ

دہشت گردی کی واپسی: کراچی نے 2022 کے دوران دہشت گردی کے لوٹ آنے کا مشاہدہ کیا۔ 26 اپریل کو جامعہ کراچی کے کنفیوشس انسٹی ٹیوٹ میں خودکش حملے کے نتیجے میں تین چینی اساتذہ اوران کا پاکستانی ڈرائیور ہلاک ہوگیا۔ بعدازاں، شہر کا مصروف علاقہ کھارادر دہشت گرد حملے کا شکار ہوا،[11] مبینہ طور پر اس حملے کا ہدف چینی نژاد پاکستانی دندان ساز ڈاکٹر رچرڈ ہواوران کی بیوی پھن تیان تھے، جواس حملے میں زخمی ہوئے، جب کہ ان کے معاون رونالڈ ریمنڈ چاؤ موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے۔

امن عامہ کی بدتر ہوتی صورتِ حال: سال بھر کے دوران سندھ کے دیہی اور شہری علاقوں نے امن عامہ کی خراب تر ہوتی ہوئی صورت حال کا سامنا کیا (جدول 1)۔ ریکارڈ 2,544 پولیس مقابلے بھی رپورٹ ہوئے۔ ایچ آر سی پی کے اپنے ڈیٹا کے مطابق، جس کی بنیاد میڈیا کی رپورٹیں ہیں، نشان دہی ہوتی ہے کہ پولیس کی زیادتی کے کم از کم 32 واقعات (دورانِ حراست اور عوامی مقامات پر) دیکھنے میں آئے۔ ڈکیتیاں اور اغوا برائے تاوان، خصوصاً بالائی سندھ میں، عروج پر رہے۔ 7 نومبر کو ہوئے ایک بڑے واقعے میں، 150 سے زائد ڈکیتوں نے ضلع گھوٹکی کے پولیس کیمپ پر حملہ کر دیا، ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ڈی ایس پی)، دو سٹیشن ہاؤس افسر (ایس ایچ او) اور دو کانسٹیبل جاں بحق اور تین دیگر زخمی ہوگئے۔[12] پولیس نے 30 اکتوبر کو تین افراد کے اغوا کے بعد گھوٹکی کے دریائی علاقے میں آپریشن کا آغاز کیا۔

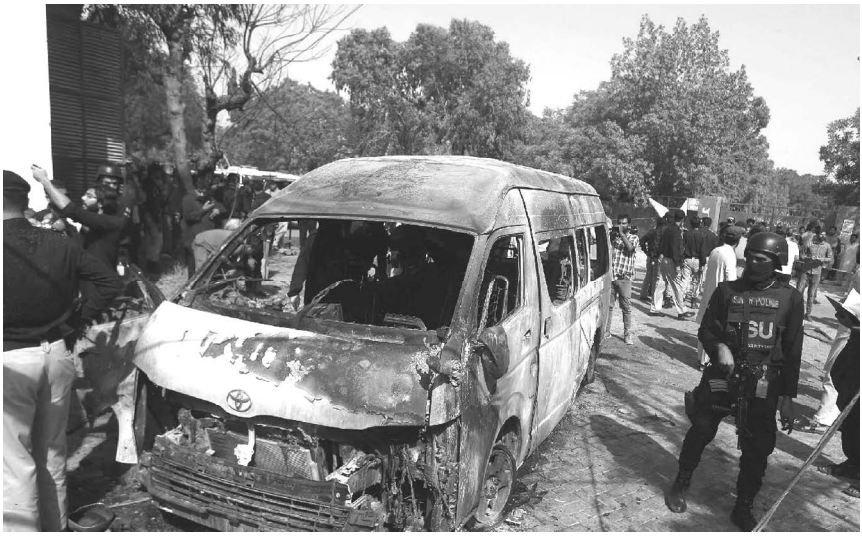

26 اپریل کو یونیورسٹی آف کراچی کے کنفیوشس انسٹی ٹیوٹ میں ہونے والے خودکش بم دھماکے میں تین چینی ماہرین تعلیم اوران کا ڈرائیور جاں بحق ہوگئے

سندھ

جدول 1: 2022 میں سندھ میں جرائم کی شماریات

جرائم	ستم زدوں کی تعداد
عصمت دری	140
اجتماعی عصمت دری	9
قتل	125
غیرت کے نام پر قتل	98
عورتوں کے خلاف گھریلو تشدد	161
تیزاب سے متعلق جرائم	2
توہین کے مقدمات	6
کام کی جگہ پر ہراسانی	57
پولیس مقابلے	2,544

ماخذ: سندھ پولیس، ایچ آر سی پی کی درخواست پر مہیا کی جانے والی معلومات

سندھ پولیس کے ڈیٹا کے مطابق صوبے کی پولیس 118,170 اہلکاران، بشمول 2,865 خواتین پر مشتمل ہے۔

جولائی میں ایک نوجوان سندھی حیدرآباد بائی پاس کے قریب ایک ہوٹل پر لین دین کے تنازع میں جاں بحق ہو گیا، اس نوجوان کی ہلاکت نسلی کشیدگی کا باعث بن گئی۔ مبینہ طور پر اس شخص کو ہوٹل کے افغان نژاد پشتون مالکان نے گولی ماری تھی جس کے بعد افغان مہاجرین اور صوبے میں رہنے والے پشتونوں کے خلاف شدید ردِعمل دیکھنے میں آیا۔ اس شخص کی ہلاکت کے بعد لاڑکانہ اور کراچی کے سہراب گوٹھ کے علاقے میں احتجاج کیے گئے۔[13]

بڑھتے ہوئے سٹریٹ کرائم: کراچی میں سٹریٹ کرائم کی شرح میں تشویش ناک اضافہ دیکھنے میں آیا (جدول 2)۔ ایک پریس رپورٹ کے مطابق، کراچی میں ہونے والے جرائم میں 2022 کے دوران 10 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا، کل 85,948 جرائم کا اندراج ہوا۔[14] راہزنی کی کوششوں میں مزاحمت کے دوران متعدد شہریوں کو قتل کرنے کی خبریں سامنے آئیں۔ سیٹیزن پولیس معاونتی کمیٹی (Citizen-Police Liaison Committee) کی طرف سے جمع کیے جانے والے ڈیٹا کے مطابق یکم جنوری سے 31 دسمبر تک کے عرصے میں 28,561 موبائل چھیننے کے واقعات رپورٹ کیے گئے؛ 51,901 دو پہیوں والی سواریاں اور 2,105 چار پہیوں والی گاڑیاں چوری ہوئیں، جبکہ 4,971 موٹر سائیکلیں اور 161 چار پہیوں والی سواریاں اسی عرصے میں چھینی گئیں۔ پولیس 3,182 موٹر سائیکلوں اور 634 چار پہیوں والی گاڑیوں کی بازیابی میں کامیاب رہی۔[15]

جدول 2: 2021-2022 میں کراچی میں ہونے والے سٹریٹ کرائمز

جرائم	2021	2022
سٹریٹ کرائم	56,891	60,580
قتل/ ڈکیتیوں کے دوران زخمی	393	367
گھروں پر ڈکیتی	410	324
موبائل فون چھیننے کی وارداتیں	17,249	20,406
کار چھیننے کی وارداتیں	167	118
کار چوری	1,254	1,451
موٹر سائیکل چھیننے کی وارداتیں	3,215	3,242
موٹر سائیکل چوری	34,203	34,672

نوٹ: یہ ڈیٹا دونوں برسوں میں یکم جنوری سے 15 ستمبر تک کے عرصے کا ہے۔

ماخذ: کراچی پولیس

قید خانے اور قیدی

گنجائش سے زیادہ بھری ہوئی جیلیں صوبے کے لیے شدید مسئلہ بنی رہیں۔ اطلاعات کے مطابق سندھ کی جیلوں میں گنجائش سے 10,111 زیادہ قیدی موجود ہیں۔[16] صوبائی محکمہ جیل خانہ جات کے ڈیٹا کے مطابق سندھ میں اس وقت 23 جیلیں ہیں جن میں 23,649 قیدی ہیں جب کہ ان جیلوں کی مجموعی گنجائش 13,538 قیدی رکھنے کی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جیلوں میں گنجائش سے تقریباً 75 فیصد زیادہ قیدی بھرے ہوئے ہیں۔ کراچی، حیدرآباد اور سکھر کی تین بڑی خواتین جیلوں میں 463 قیدی ہیں، جب کہ بچگانہ جیلوں (انہی تین شہروں میں) میں قیدیوں کی تعداد 373 ہے؛ 176 بچے اپنی ماؤں کے ساتھ جیلوں میں رہتے ہیں۔ زیر سماعت مقدمات کے قیدیوں (18,083) کی تعداد سزایافتگان (4,870) سے کہیں زیادہ ہے، ان کے مابین تناسب 3.7 نسبت 1 کا ہے۔ ڈیٹا سے یہ نشان دہی بھی ہوتی ہے کہ 121 قیدی سزائے موت کے منتظر ہیں اور تقریباً سب کے سب قتل کے جرم میں سزایافتہ ہیں۔ محکمہ کے لیے مختص کردہ سالانہ بجٹ 5,551,238,000 پاکستانی روپے ہے۔

کراچی کی ڈسٹرکٹ ملیر جیل میں 1,800 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے لیکن یہاں 7,000 قیدی بھرے ہوئے ہیں جبکہ سنٹرل جیل کراچی میں جہاں گنجائش 2,400 قیدیوں کی ہے وہاں قیدیوں کی تعداد 6,000 ہے۔[17] اکتوبر میں بجلی

وزیر اطلاعات سندھ شرجیل میمن نے کہا کہ 129 غیر قانونی افغان خواتین پناہ گزینوں کو 178 بچوں کے ہمراہ جیل بھیجا گیا

کی فراہمی میں تعطل کے دوران، پریس رپورٹوں کے مطابق، گنجائش سے زیادہ بھری جیلوں میں قیدیوں کی حالت مزید ناگفتہ بہ ہوگئی۔[18] ملیر، ٹھٹھہ اور شہید بے نظیر آباد ضلع میں تین نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں۔

جنوری میں سامنے آنے والی اطلاعات کے بعد 2022 میں شاہ رخ جتوئی کا کیس ایک بار پھر سطح پر نمودار ہوا۔ اطلاعات آئیں کہ اسے جیل سے ایک نجی ہسپتال میں بھیج دیا گیا تھا جہاں وہ کئی مہینوں سے مقیم تھا۔ سندھ حکومت کی جانب سے تحقیقات کے اعلان کے بعد اسے واپس جیل بھیجا گیا۔[19]

دسمبر میں سوشل میڈیا پر عام ہونے والی ایک تصویر کے بعد، جس میں جیل میں قید افغان خواتین اور بچوں کو دکھایا گیا تھا، سندھ کے وزیر اطلاعات شرجیل انعام میمن نے بتایا کہ غیر قانونی طور پر مقیم 129 افغان خواتین کو صوبے کی جیلوں میں رکھا گیا تھا، ان کے ساتھ 178 بچے بھی تھے۔ تاہم انہوں نے زور دے کر کہا کہ یہ بچے زیر حراست نہیں تھے۔[20]

جبری گمشدگیاں

جبری گمشدگیوں کی تحقیق کے لیے قائم کمیشن آف انکوائری (Commission of Inquiry on Enforced Disappearances. COIED) نے 2022 کے دوران سندھ سے جبری گمشدگی کے 67 کیس موصول ہونے کی تصدیق کی۔ سرکاری ڈیٹا سے نشاندہی ہوتی ہے 2011 میں قائم ہونے والے سی او آئی ای ڈی کو موصول ہونے والے کیسوں کی تعداد دسمبر 2022 تک 1,757 تک پہنچ گئی تھی، ان میں سے 758 لوگ گھروں کو لوٹ آئے، 41 کا سراغ حراستی مراکز میں اور 264 کا جیلوں میں ملا تھا جبکہ 11 برس کے عرصے میں 61 کی لاشیں ملی تھیں۔ سال کے اختتام تک کمیشن کے پاس اس وقت بھی صوبے سے ہونے والی جبری گمشدگیوں کے 174 کیسز التوا میں پڑے تھے۔

سندھ ہائی کورٹ کے سخت احکامات کے باوجود صوبے میں جبری گمشدگیوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ 2022 کے اوائل میں، سندھ ہائی کورٹ کے ایک ڈویژن بینچ نے، جس کی سربراہی جسٹس محمد اقبال کلہوڑو کر رہے تھے، سندھ حکومت کو جبری گمشدگان ٹاسک فورس کے قیام کا حکم دیا جس کا واحد مقصد ایسے کیسز سے نپٹنا ہو۔ عدالت نے مزید حکم دیا کہ اس ٹاسک فورس میں ہر ضلع سے شامل کیے جانے والے افسران بڑے شہروں میں تعینات کم از کم ڈی ایس پی کے عہدے کے ہوں تا کہ گمشدہ افراد کو بازیاب کرایا جا سکے۔[21] اس کے بعد ہونے والی سماعت کے دوران اسی بینچ نے خاص طور پر حکومت سے کہا کہ وہ گمشدہ افراد کی نشان دہی اور اس حوالے سے تحقیق کرنے کے لیے ایک آزاد سیل تشکیل دے۔

جنوری میں، سندھ ہائی کورٹ نے صوبائی محکمہ داخلہ کو حکم دیا کہ وہ گمشدہ افراد کے خاندانوں کو معاوضہ ادا کرے۔[22] سندھ ہائی کورٹ کو آگاہ کیا گیا کہ 23 نومبر تک گمشدگان میں سے 12 کی تصدیق کی جا چکی یا شناخت ہو گئی تھی اور ہر خاندان کو ایک بار معاوضے کی مَد میں 500,000 روپے ملیں گے۔[23]

سزائے موت

میڈیا رپورٹوں پر مبنی ایچ آر سی پی کے اپنے ڈیٹا کے مطابق 2022 میں سندھ میں سزائے موت پر عمل درآمد کی کوئی اطلاع نہیں ملی، اس برس کم از کم 14 مقدمات میں سزائے موت سنائی گئی۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

سندھ میں جبری تبدیلی مذہب کے واقعات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ایچ آر سی پی کے اپنے ڈیٹا کے مطابق 2022 میں کم از کم بیس کیس ایسے تھے جن کے حوالے سے مقامی اخبارات اور سوشل میڈیا پر یہ الزامات شائع ہوئے کہ ہندو لڑکیوں سے جبراً مذہب تبدیل کروایا گیا۔

17 مارچ 2022 کو تیرہ برس کی ہندو لڑکی، بندیا میگھوار، کو اغوا کر کے جبراً اس کا مذہب تبدیل کرایا گیا اور کمب ضلع خیر پور میں اس کی شادی کر دی گئی۔ سوشل میڈیا اطلاعات کے مطابق لڑکی کی شادی اس کے اغوا کنندہ، اعجاز احمد سے کرائی گئی اور اس کا نام 'فاطمہ' رکھا گیا۔ کسی میڈیا ادارے نے اس واقعے کی خبر شائع نہ کی اور خاندان کی جانب سے شکایات کے اندراج کے باوجود 2022 کے اختتام تک اس حوالے سے خیر پور پولیس کا کوئی ایکشن سامنے نہ آیا تھا۔

اٹھارہ برس کی ہندو لڑکی، پوجا کماری اوڈھ کو 21 مارچ کے دن سکھر کے چھوہارا منڈی کے علاقے میں اغوا میں مزاحمت پر گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ پولیس کے مطابق، حملہ آور واحد بخش لاشاری، جو با اثر لاشاری قبیلے کا رکن ہے، اور اس کے دو حملہ آور ساتھی لڑکی کے گھر میں داخل ہوئے اور فائر کھول دیا۔ پولیس افسران کے مطابق لاشاری اس لڑکی سے شادی کا خواہش مند تھا لیکن اس نے انکار کر دیا۔[24] سیاسی رہنماؤں کی جانب سے اس قتل کی آن لائن وسیع پیمانے پر مذمت کی گئی۔ ٹویٹر پر چلنے والے ٹرینڈ #JusticeForPoojaKumari نے بلاول بھٹو، شہباز شریف اور عمران خان کو بھی اس قتل کی مذمت کرنے پر مجبور کیا۔

مارچ میں اطلاعات سامنے آئیں کہ ایک کم عمر لڑکی، انیتا میگھوار، کا جبراً مذہب تبدیل کرا کے سکندر جروار نامی شخص کے ساتھ اس کی شادی کروا دی گئی تھی۔ یہ کیس ٹنڈو جان محمد میں رپورٹ ہوا۔[25]

اکتوبر میں، پندرہ برس کی ہندو لڑکی، چندا مہراج، کو حیدر آباد میں سائٹ پولیس سٹیشن کی حدود سے اغوا کر لیا گیا۔ فرسٹ انفارمیشن رپورٹ (ایف آئی آر) کے مطابق وہ جس فیکٹری میں کام کرتی تھی وہاں سے گھر واپس جا رہی تھی۔ لڑکی کی ماں نے بتایا کہ اس نے پولیس کے اعلیٰ حکام سمیت پولیس کے مختلف محکموں سے رجوع کیا لیکن کسی نے اس کی فریاد پر کان نہ دھرا۔ ماں نے شمن مگسی نامی ایک شخص پر الزام لگایا کہ اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس کی بیٹی کو اغوا کیا تھا۔[26] لڑکی کو کراچی کے علاقے گلشنِ حدید سے بازیاب کرایا گیا۔ جب کہ پولیس ملزم کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی، جب لڑکی کو حیدر آباد کی مقامی عدالت میں پیش کیا گیا تو اس نے کہا کہ اس نے اپنی مرضی سے شادی کی تھی۔ اس نے اپنی عمر 19 برس ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ عدالت نے اسے سیف ہاؤس بھیجنے اور اس کی عمر کے تعین کے لیے طبی معائنہ کروانے کا حکم دیا۔[27]

اظہارِ رائے کی آزادی

2022 میں بھی اظہارِ رائے کی آزادی حملوں کی زد میں رہی — صحافیوں پر جسمانی حملوں سے لے کر گمشدگیوں اور اغوا سے لے کر من مانی قانونی کارروائیوں تک۔ ایسے حملوں کے ذمہ داران کو استثنیٰ دیے جانے کا رجحان عام رہا۔ اس برس پاکستان بھر میں قتل ہونے والے 6 صحافیوں میں سے ایک کا تعلق سندھ سے تھا۔ خیر پور کمب سے تعلق رکھنے والے اشتیاق سودھرو کو یکم جولائی کے روز گولی ماری گئی۔[28] اگرچہ اس کے اہل خانہ نے ایک پولیس افسر پر اس حملے کا الزام عائد کیا تاہم قتل کی حقیقی وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہوسکی۔ سودھرو کے خاندان نے رانی پور میں احتجاج بھی کیا کہ مرکزی ملزم کو حراست میں لیا جائے لیکن مذکورہ پولیس افسر آزاد ہی رہا۔[29]

صحافیوں کو دھمکانے کے متعدد معاملات سندھ میں سامنے آئے۔ جون میں آج ٹی وی کے اسائنمنٹ ایڈیٹر نفیس نعیم کو کراچی کے علاقے ناظم آباد میں ان کی رہائش گاہ کے قریب سے سادہ لباس میں ملبوس لوگوں نے اٹھا لیا۔[30] سی سی ٹی وی کیمروں کی فوٹیج سے ظاہر ہوا کہ مشکوک اشخاص ایک ویگو میں سوار تھے۔ صحافی کو 24 گھنٹے کے اندر اندر رہا کر دیا گیا۔ صحافیوں پر حملے کسی ایک جانب سے نہیں بلکہ مختلف حلقوں کی جانب سے ہوئے۔ مثال کے طور پر مئی کے مہینے میں، سماٹی وی کے رپورٹر زمزم سعید پر پاکستان تحریک انصاف کے متعدد کارکنان نے اُس وقت حملہ کر دیا جب وہ نمائش چورنگی کراچی میں ہونے والے پی ٹی آئی کے ایک احتجاج کی کوریج میں مصروف تھے۔[31] اوائل اپریل میں باغ جناح کراچی میں پی ٹی آئی ریلی میں بھی صحافی پر حملہ کیا گیا تھا۔ 24 نیوز کی آدیہ ناز پر بھی اس جلسے کے دوران حملہ کیا گیا تھا۔[32]

ستمبر میں، نصر اللہ گڈانی نامی صحافی کے پولیس کی ایک ٹیم کے ساتھ جھگڑے کے بعد سندھ پولیس نے اسے بھتا لینے کے ایک مقدمے میں نامزد کر دیا۔[33] یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب گڈانی گھوٹکی کے ایک ریلیف کیمپ سے ہندو برادری کے متعدد سیلاب متاثرین کے انخلا کی کوریج کر رہے تھے۔ صحافی کو گرفتار کر کے جسمانی ریمانڈ پر بھیج دیا گیا۔ ایک دن بعد، اس نے اپنے طرزِ عمل پر معافی مانگ لی تو اسے رہا کر دیا گیا۔

فری لانس صحافی ارسلان خان کو کراچی کلفٹن کے علاقے میں ان کے گھر سے 24 جون کو اغوا کیا گیا۔[34] خان کی بیوی نے ایک ویڈیو بیان میں کہا کہ رینجرز کے 15-14 اہل کاران کے گھر میں داخل ہوئے اور گھر والوں پر بندوقیں تان لیں۔ جب انہوں نے پوچھا کہ ان کے خاوند کو کیوں اٹھایا جا رہا ہے تو انہیں جواب دیا گیا کہ خان سوشل میڈیا پر بہت 'بولتا' ہے۔ 26 اگست 2022 کو فہیم بلوچ، آن لائن نیوز سائٹ 'صدائے بلوچستان' کے ایڈیٹر کو کراچی میں سادہ کپڑوں میں ملبوس لوگوں نے اغوا کر لیا۔ اس کے اغوا کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی۔[35]

اکتوبر میں ناظم جوکھیو کے کیس میں ایک نیا موڑ سامنے آیا جب واضح طور پر مایوسی کا شکار دکھائی دینے والی اس کی ماں، جمعیت خاتون نے عدالت سے باہر تصفیہ کرتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے ایم پی اے جام اویس

سمیت چھ ملزمان کو بغیر کوئی دیت ('خون بہا' یا متاثرین کو دیا جانے والا معاوضہ) قبول کیے معاف کر دیا۔[36] جوکھیو، ملیر سے تعلق رکھنے والا ایک سوشل میڈیا کارکن تھا جسے نومبر 21ء میں مبینہ طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی جام عبدالکریم بجار اور جام اویس کے حکم پر قتل کر دیا گیا تھا۔ جوکھیو نے عرب معززین کے ایک وفد کی غیر قانونی شکار کی ایک ویڈیو پوسٹ کی تھی۔ مراعات یافتہ لوگوں کو ملنے والے مستقل استثنیٰ کی وجہ سے یہ کیس وسیع پیمانے پر غم و غصے کا باعث بنا تھا۔ اسے صحافیوں بشمول شہری صحافیوں (Citizen Journalists) کے لیے دھمکیوں کی ایک مثال کے طور پر بھی دیکھا گیا تھا۔

اجتماع کی آزادی

بے تحاشا طاقت کا استعمال: کراچی پولیس برسوں سے حکومت کی جانب سے 'ریڈ زون'—وہ علاقہ جہاں گورنر ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس اور دیگر دفاتر واقع ہیں--قرار دیے جانے والے علاقے میں احتجاجوں سے نپٹنے کے لیے تشدد کا سہارا لیتی آ رہی ہے۔ مئی 2022 میں، سندھ پولیس نے اٹھارہ افراد کو حراست میں لے لیا- ان میں سے اکثر لاپتا بلوچ افراد کے اہل خانہ تھے- یہ لوگ جبری گمشدگیوں کے ختم نہ ہونے والے سلسلے کے خلاف مظاہرہ کر رہے تھے۔ جون میں، ایک بار پھر پرامن مظاہرین سندھ اسمبلی کے سامنے یہ مطالبہ لے کر جمع ہوئے کہ ان دو بلوچ طالبعلموں--دودا بلوچ اور غمشاد بلوچ--کے بارے میں بتایا جائے جنہیں مبینہ طور پر کراچی یونیورسٹی کیمپس سے اغوا کیا گیا تھا۔ پولیس اہل کاروں نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کیا۔[37]

کراچی کے ماری پور علاقے میں مظاہرین اس وقت متشدد ہو گئے جب پولیس اور مظاہرین کے مابین تصادم ہو گیا۔ بہت سے شہری اور ایک پولیس والا زخمی ہوئے۔ احتجاج کے دوران ایک ساٹھ سالہ خاتون جان کی بازی ہار گئی،[38] اگرچہ پولیس نے دعویٰ کیا کہ اس کی موت شیلنگ یا لاٹھی چارج کی وجہ سے نہیں ہوئی۔

سیاسی احتجاج: نومبر میں کراچی کی مرکزی شاہراہ، شاہراہ فیصل اس وقت میدان جنگ بن گئی جب عمران خان پر ایک شخص کی جانب سے گولی چلائے جانے کے بعد پی ٹی آئی احتجاج کے لیے سڑکوں پر نکل آئی— خان کی قیادت میں جاری لانگ مارچ گوجرانوالا کے نزدیک پہنچا تھا جب وہ حملے میں زخمی ہو گئے۔ مظاہرین چاہتے تھے کہ وہ ریڈ زون کی جانب بڑھیں لیکن ایف ٹی سی ٹاور کے نزدیک پولیس نے انہیں روکا۔ پولیس نے شیلنگ اور لاٹھی چارج کی مدد سے مظاہرین کو روکنے کی کوشش کی۔ سڑک کئی گھنٹوں تک بند رہی۔[39]

26 جنوری کو، متحدہ قومی موومنٹ (پاکستان) (ایم کیو ایم-پی) نے کراچی میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے باہر سندھ لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترامیم کے خلاف مظاہرے کی کوشش کی۔ ایک جلوس ایف ٹی سی پل پر منظم کیا گیا جسے کراچی پریس کلب تک جانا تھا، لیکن ایم کیو ایم-پی نے بغیر پیشگی اطلاع دیے منصوبہ بدل دیا اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے قریب پی آئی ڈی سی گول چکر تک پہنچنے میں کامیاب رہی۔ سینیئر پولیس افسران نے ایم کیو ایم-پی کی قیادت سے مذاکرات کی

پولیس نے سندھ اسمبلی کے قریب دھرنا دینے والے احتجاجی اساتذہ پر لاٹھی چارج کیا اور ان میں سے 40 کو حراست میں لے لیا

کوشش کی لیکن جب رہنما نہ مانے تو پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس پھینکی۔ ایم کیو ایم-پی کا ایک کارکن ہلاک اور ایم کیو ایم-پی کے رکن صوبائی اسمبلی صداقت حسین سمیت ایک پولیس والا زخمی ہوا۔[40]

متحدہ قومی موومنٹ (لندن) ایم کیو ایم-ایل جواب بھی الطاف حسین کو اپنا سربراہ مانتی ہے، ممنوع قرار دی جا چکی ہے۔ 14 اگست کو ایم کیو ایم-ایل کے کارکنان کو کراچی میں اس وقت پولیس تشدد کا سامنا کرنا پڑا جب وہ کراچی پریس کلب کے باہر مظاہرہ کر رہے تھے، ان کا مطالبہ تھا کہ جماعت کے لاپتا کارکنان کو رہا کیا جائے۔ پولیس نے مظاہرے کی قیادت کرنے والے نثار پنہوار کو 16 دیگر کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ پولیس کے مطابق، الطاف حسین کی تصاویر اٹھانا غیر قانونی تھا۔[41]

سکول اساتذہ کے خلاف پولیس کارروائی: سندھ کے مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے سکول اساتذہ کی ایک بہت بڑی تعداد نے کراچی پریس کلب کے باہر ایک طویل دھرنا دیا، یہ لوگ 2013 میں این ٹی ایس ٹیسٹ پاس کرنے کی بنیاد پر اپنے تقرر کے خطوط جاری کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ 30 مئی کو مظاہرین نے پریس کلب سے وزیر اعلیٰ ہاؤس کی طرف جلوس لے جانے کی کوشش کی۔ پولیس نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور 40 مظاہرین کو گرفتار کر لیا۔[42] بعد ازاں، 4 جولائی کو، ایسے ہی ایک اور واقعے میں سندھ اسمبلی کے قریب دھرنا دینے کی کوشش پر پولیس نے احتجاجی اساتذہ پر لاٹھی چارج کیا اور 40 مظاہرین کو گرفتار کر لیا۔ اساتذہ اپنی ملازمتوں کو مستقل کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔[43]

آبپاشی کے پانی کی کمی پر احتجاج: جولائی میں مون سون کی زبردست بارشوں سے کچھ عرصہ قبل ہی، مئی اور جون کے مہینوں میں صوبہ سندھ کے مختلف علاقوں میں دریائے سندھ سے نکلنے والی نہروں میں پانی کی کمی کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ آبپاشی کی ان نہروں کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ ان میں پینے تک کے لیے پانی دستیاب نہ تھا۔ دریائے سندھ کے بالکل آخر پر واقع ہونے کی وجہ سے صوبہ سندھ کو اپریل سے جون تک پانی کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سندھ حکومت نے جون کے اوائل میں انڈس ریور سسٹم اتھارٹی کو لکھا اور صوبے میں پانی کی شدید کمی سے متعلق شکایت کی۔ اس خط میں بتایا گیا تھا کہ خریف (موسم گرما سے خزاں تک) کی فصلیں پانی کی اس کمی سے متاثر ہو رہی ہیں۔[44]

18 جون کو ضلع دادو میں کسانوں نے دادو اور رائس نہر کے آخری کناروں پر آبپاشی کے لیے پانی نہ پہنچنے کے خلاف مرکزی انڈس ہائی وے پر مظاہرہ کیا۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کی کوشش کی تو تصادم ہوگیا۔ خیر پور ناتھن شاہ کے قریب کولاچی موری کے مقام پر فریقین کے مابین تصادم ہوا جو گھنٹوں جاری رہا اور کم از کم 25 لوگ، بشمول 5 پولیس والے اس میں زخمی ہوئے۔[45] ایک اور واقعے میں، 10 اپریل کو سول سوسائٹی کے اراکین اور متعدد سیاسی جماعتوں کے کارکنان نے دادو میں کئی دن ہڑتال کی۔ یہ لوگ رہائشی سہولیات فراہم کرنے والے ادارے کے خلاف پینے کے پانی کی کمی پر احتجاج کر رہے تھے۔[46]

رہائش کے حق اور ٹرانس (خواجہ سراؤں) کے حقوق کے لیے احتجاج: حقوق کی تحفظ کی تحریک 'کراچی بچاؤ تحریک' نے نومبر میں کراچی پریس کلب کے باہر ایک مظاہرہ کیا اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ گجر نالا اور اورنگی نالا کے آس پاس گرائے جانے والے گھروں کے مکینوں کے ساتھ شفقت کا سلوک کرے۔ شرکا نے اربابِ اختیار پر تنقید کی کہ انہوں نے بے گھر ہو جانے والوں کی بحالی کے لیے کوئی قدم نہ اٹھایا۔

نومبر میں، سندھ میں پہلی بار مورت مارچ[47] کراچی کے فریر ہال میں کیا گیا، خواجہ سرا برادری کی سرکردگی میں ہونے والے اس مارچ کا مقصد اپنے لیے برابری، جائز حقوق کی فراہمی اور تحفظ کے لیے آواز بلند کرنا تھا۔ سرگرم خواجہ سراؤں نے ملک میں خواجہ سراؤں کے حوالے سے بڑھتی ہوئی مخاصمت کے خلاف آواز بلند کی۔

طلبا احتجاج: نومبر میں طلبہ نے ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے باہر مظاہرہ کیا اور ادارے پر الزام عائد کیا کہ اس نے 2022 میں میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں کے داخلہ ٹیسٹ کے پرچے میں نصاب سے باہر سوالات شامل کیے تھے۔[48] پاکستان میڈیکل کمیشن کی جانب سے نتائج کا اعلان کیے جانے سے اگلے ہی روز یہ مظاہرہ ہوا۔ سینیٹر سیاستدان اور ایم کیو ایم کے سابق رہنما ڈاکٹر فاروق ستار نے احتجاجی طلبہ کے ساتھ مظاہرے میں شرکت کی۔ صورت حال اس وقت کشیدہ ہوگئی جب احتجاجی طلبہ اور ڈاکٹر ستار یونیورسٹی کی حفاظتی دیوار پر چڑھ گئے، تاہم ڈاکٹر ستار نے انتظامیہ کے ساتھ مذاکرات کیے جس نے پرچوں کی دوبارہ پڑتال پر آمادگی ظاہر کی۔

انجمن سازی کی آزادی

سال میں کم از کم دو بار، سیکیورٹی کے ادارے سندھی قوم پرستوں اور ان کی سیاسی جماعتوں کے خلاف کارروائی کرتے ہیں، 17— جنوری کو جیے سندھ تحریک کے بانی جی ایم سید کی سالگرہ کے موقع پر اور یوم آزادی (14 اگست) کے دن۔ مذکورہ دنوں سے چند دن قبل، پولیس جیے سندھ سٹوڈنٹ فیڈریشن کے مختلف دھڑوں کے رہنماؤں کو گرفتار کر لیتی ہے اور کئی دنوں کی قید کے بعد انہیں رہا کیا جاتا ہے، عموماً ان کارکنان کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج بھی کیا جاتا ہے۔

17 جنوری کو، جی ایم سید کے ماننے والے بڑی تعداد میں ضلع جام شورو کے علاقے سَن میں اُن کی رہائش گاہ پر جمع ہوئے۔ پروگرام ختم ہوتے ہی مقامی پولیس نے 'باغیانہ' تقاریر کے الزامات عائد کر کے مقررین کو دھر لیا۔ بعد ازاں جام شورو پولیس نے 60 سے زائد سندھی قوم پرستوں کے خلاف بغاوت کے دو الگ الگ مقدمات درج کر لیے۔ مبینہ طور پر ان لوگوں نے سَن میں جی ایم سید کی ایک سو اٹھارہویں سالگرہ کی تقریبات میں ریاست مخالف نعرہ بازی کی تھی۔ مذکورہ بالا سیاسی کارکنان کا تعلق جیے سندھ تحریک اور جیے سندھ قومی محاذ سے تھا۔[49]

بلدیاتی انتخابات: سندھ حکومت نے بلدیاتی انتخابات پر لیت ولعل کا مظاہرہ کیا۔ فروری میں، الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے صوبے میں حلقہ بندیوں کے متعلق ابتدائی رپورٹ شائع کی۔[50] مختلف حلقوں کی جانب سے اس رپورٹ پر شدید تنقید سامنے آئی۔ ای سی پی نے متعلقہ فریقین سے کہا کہ وہ اپنے اعتراضات ریجنل الیکشن کمیشن اور ای سی پی کے پاس براہِ راست جمع کرائیں۔ ایک مہینے کے اندر، مارچ میں، تقریباً 267 اعتراضات جمع کرائے گئے۔[51]

اکتوبر میں سندھ حکومت نے ای سی پی کو لکھا کہ ناکافی سیکیورٹی کی وجہ سے انتخابات ملتوی کیے جائیں۔[52] اس سے قبل، کراچی اور حیدرآباد کے اضلاع میں انتخابات بارشوں کی وجہ سے ملتوی ہوئے تھے۔ بلدیاتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں سندھ کے 14 اضلاع میں انتخاب 24 جون کو ہوا۔[53]

ای سی پی نے بھی اس بات سے اتفاق کیا کہ کراچی میں انتخابات کے دِنوں میں بارشوں کا امکان تھا۔[54] انتخابات کا دوسرا مرحلہ 2022 میں منعقد نہ ہوسکا۔ سیاسی جماعتیں بھی حلقہ بندیوں پر تقسیم کا شکار رہیں۔ ایم کیو ایم-پی نے کہا کہ حلقہ بندیوں کا مسئلہ حل کیے بغیر ہونے والے کوئی بھی انتخابات 'بے سود' ثابت ہوں گے۔[55]

مؤثر نمائندگی کا حق: سندھ میں بلدیاتی حکومتوں کی مدت 31 اگست 2020 کو ختم ہوئی تھی اور تب سے حکومت ایڈمنسٹریٹر (اکثر یہ ضلع کے ڈپٹی کمشنر تھے) نامزد کرکے کام چلا رہی تھی۔[56] بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے معاملے میں عدم دلچسپی پر وسیع پیمانے پر تنقید ہوئی۔ تنقید کرنے والوں میں سندھ کی سیاسی جماعتوں کے علاوہ سیاسی مبصرین بھی شامل تھے، ان سب نے اس بات کی نشان دہی کی کہ شہریوں کو بلدیاتی حکومت کے حق سے محروم کرنا انہیں ان کی ضروریات کے حوالے سے سب سے زیادہ جواب دہ نمائندوں پر ان کے حق سے محروم کرنا ہے۔

خواتین

صنفی تشدد: 2022 بھی ملک میں خواتین کے لیے سُکھ کی کوئی گھڑی نہیں لایا۔ اِس برس بھی عورتیں قتل، عصمت دری اور صنفی بنیادوں پر ہونے والے دیگر اقسام کے تشدد کا نشانہ بنتی رہیں۔ صوبائی حکومت نے کوئی ایسے بامعنی اقدامات متعارف نہیں کروائے جو کام کی جگہوں پر اور اپنے گھروں میں غیر محفوظ خواتین کو کوئی تحفظ اور حفاظت مہیا کر سکیں۔ پریس کی اطلاعات کے مطابق، سندھ میں عصمت دری کے کیسوں میں 200 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا؛[57] جنسی حملوں کے تقریباً 414 کیس رپورٹ ہوئے۔ تاہم سزائیں ملنے کی شرح 1 فیصد سے بھی کم رہی۔ ان 414 مقدمات میں سے سب سے زیادہ — عصمت دری کے 185 کیس — کراچی ایسٹ میں رپورٹ ہوئے۔ 2022 میں لاڑکانہ شہر میں کاروکاری (غیرت کے نام پر قتل) کے سب سے زیادہ کیس رپورٹ ہوئے، صوبے بھر میں کیسوں کی مجموعی تعداد 215 تھی جن میں سے 132 یہاں ہوئے، اگرچہ سندھ پولیس کی جانب سے مہیا کیے جانے والے سرکاری ڈیٹا میں یہ تعداد 98 تھی۔ (امنِ عامہ کے تحت بھی دیکھیں۔)

خواتین کے خلاف گھریلو تشدد کا مسئلہ بھی حل نہ ہو سکا، سندھ پولیس کے مطابق تقریباً 161 مقدمات کا اندراج ہوا۔ خواتین کے خلاف تشدد کے کیس اخبارات میں بھی شائع ہوتے رہے۔ جولائی میں، سٹیل کے بڑے برتن میں ابلتے ہوئے پانی سے ایک خاتون کی نعش ملی۔ خاتون کے اعضا کو اس کے جسم سے علیحدہ کر کے اسی برتن میں ڈال دیا گیا تھا۔ 36 سالہ مظلوم کی شناخت نرگس کے نام سے ہوئی اور اسے اس کے خاوند نے قتل کیا تھا؛ اس کے چھ بچے تھے۔ اس کی لاش شہر میں گلشن اقبال کے ایک نجی سکول سے ملی۔[58]

ایک ماہ قبل، جون میں، دو برس کی بچی ایک قتل کے مقدمے کی عینی شاہد بنی۔[59] اس نے ایک ویرانے میں اپنی ماں کو قتل ہوتے دیکھا — خاتون کو شام کے کسی وقت میں قتل کیا گیا تھا — یہ بچی صبح کے وقت ماں کی لاش کے بازیاب ہونے تک اس کے ساتھ رہی۔ ملزمان نے تصدیق کی کہ بچی ان کے پاس تھی اور انہوں نے اسے جائے وقوعہ سے دور لے جا کر چھوڑ دیا تھا۔ تاہم وہ چھوٹی بچی اپنی ماں کی نعش کے پاس پہنچ گئی اور اسی کے پاس رہی، بعدازاں اس نے اپنا بیان ریکارڈ کروایا۔

خواتین اپنے گھروں میں بھی غیر محفوظ رہیں۔ 29 نومبر کو کراچی ملیر کی شمسی سوسائٹی میں، ایک شخص نے معمولی تکرار پر اپنی بیوی اور تین بچیوں کو قتل کر ڈالا۔[60] اس شخص نے خود اپنی جان لینے کی کوشش بھی کی لیکن وہ بچ گیا۔

جنوری میں کراچی کے ساحل پر، عمر کی دوسری دہائی میں ایک خاتون کے پراسرار طور پر ڈوب جانے کا کیس قتل ثابت ہوا۔[61] خاتون، جو ایک ویٹرنری کلینک میں کام کرتی تھی، کئی دن سے لاپتا تھی۔ پولیس نے کلینک کے مالک کے خلاف

اغوا کا پرچہ درج کیا گیا۔ کچھ دِنوں کے بعد اس کی لاش سمندر میں تیرتی ہوئی ملی۔ تفتیش سے یہ بات سامنے آئی کہ اسے سمندر میں ڈبونے سے پہلے قتل کیا گیا تھا۔ ستم زدہ خاتون کے خاندان کی جانب سے درج کرائی جانے والی ایف آئی آر میں ایک ویٹرنری ڈاکٹر اور اس کے عملے میں شامل نرس کو نامزد کیا گیا تھا۔

دسمبر کے آس پاس چھتیس برس کی ایک عورت، جو چار سالہ بچے کی ماں تھی، اپنے سیکیورٹی گارڈ خاوند کے ہاتھوں، 300 روپے کی گمشدگی پر قتل ہوگئی۔ ملزم نے صبح کے وقت اپنی بیوی کو 1500 روپے پکڑائے تھے؛ جب رات کو اس نے اس سے پیسے واپس مانگے تو بیوی نے اسے صرف 1200 روپے لوٹائے، اس کے بعد اس نے بیوی کو چوتھی منزل کی بالکنی سے دھکا دے دیا۔ خاتون موقع پر ہی دَم توڑ گئی۔

دسمبر میں، سندھ کی بھیل برادری سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون، دِیا بھیل کو وحشیانہ انداز میں عصمت دری کے بعد قتل کر دیا گیا، اس کی نعش سانگھڑ کے نزدیک کھیتوں میں پھینک دی گئی۔ اس کی پرتشدد لاش اس حالت میں ملی کہ اس کا سینہ اور دیگر اعضا کاٹ دیے گئے تھے۔[62]

بچیوں کے خلاف تشدد: کراچی کے علاقے گلشن اقبال اور کورنگی میں چار ماہ کے وقفے سے دو الگ واقعات میں کمسن بچیوں کو عصمت دری کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اپریل میں گلشن اقبال میں قتل ہونے والی بچی کی عمر 14 برس تھی اور مشتبہ شخص کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ایک بااثر آدمی تھا۔ مقدمہ درج کرانے پر اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے مظلومہ کے خاندان کو دھمکایا۔[63] دسمبر میں چھ برس کی ایک افغان مہاجر لڑکی کو بھی عصمت دری کے بعد قتل کر دیا گیا۔[64] اسی مہینے میں، بارہ برس کی ایک لڑکی کو عصمت دری کے بعد خود اس کے چچا نے قتل کر ڈالا۔[65] یہ وقوعہ کراچی کے علاقے جیکب لائنز میں پیش آیا۔ 2022 میں سیلاب سے بے گھر ہونے والی لڑکیاں اور عورتیں اپنے خلاف جرائم کے لیے آسان ہدف بنی رہیں۔ اکتوبر میں، دو افراد ایک کم عمر بچی کی عصمت دری کے مجرم ثابت ہوئے، اس بچی کے خاندان نے حال ہی میں سیلاب کی وجہ سے ہوئی بے گھری کے باعث کراچی میں پناہ لی تھی۔

ایک نوجوان ہندو لڑکی پوجا کماری مارچ میں ضلع سکھر کے علاقے روہڑی ٹاؤن سے اغوا کی ایک کوشش کے دوران قتل کر دی گئی۔ 18 برس کی مظلومہ کو واحد بخش لاشاری ہراساں کر رہا تھا، یہ بااثر لاشاری قبیلے کا فرد تھا۔ پوجا کے خاندان نے بعد میں دعویٰ کیا کہ واحد اس کا مذہب جبراً تبدیل کرانا چاہتا تھا کہ اس سے شادی کر سکے۔[66] سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی کے تحت بھی دیکھیں۔

ٹرانس جینڈر

مثبت قانون سازی: سندھ میں دو ایسے قابل ذکر قوانین منظور کیے گئے جو صوبے کے خواجہ سراؤں کے تحفظ کے لیے تھے۔ 2017 کی مردم شماری کے مطابق (یہ وہ مردم شماری تھی جسے ملک کے خواجہ سراؤں نے بھی مسترد کر دیا تھا)، ملک

بھر میں سے سندھ میں خواجہ سراوں کی تعداد دوسرے نمبر پر تھی 25 فیصد یا 2,527 اشخاص۔ سندھ حکومت نے خواجہ سراوں کے لیے نوکریوں میں 0.5 فیصد کوٹا مختص کیا اور اس بات کو یقینی بنانے کا عزم کیا کہ اس پالیسی کا نفاذ سرکاری و نجی ہر دو شعبوں میں ہو۔[67] بلدیاتی حکومت (ترمیمی) ایکٹ میں سندھ حکومت نے 1 فیصد نشستیں خواجہ سرا برادری کے لیے مختص کیں، جس کی وجہ سے اس برادری کی شہری بندوبست اور فیصلہ سازی میں شمولیت ممکن ہو پائی۔ جنوری میں، حقوق کی کارکن سارہ گل ملک کی پہلی خواجہ سرا ڈاکٹر بنیں، انہوں نے کراچی کے جناح میڈیکل اور ڈینٹل کالج سے گریجویشن کی۔

اپریل میں، وزیر تعلیم سید سردار شاہ نے سندھ کی خواجہ سرا برادری کے ایک نمائندہ وفد سے ملاقات کی اور فیصلہ کیا کہ صوبے کی خواجہ سرا برادری کے لیے ایک تعلیمی پالیسی کا ڈرافٹ تیار کیا جائے گا، انہیں صوبے میں چلائے جانے والے 'متبادل مہارتیں سیکھنے کی راہ' (Alternative Learning Pathway) نامی پروگرام کا حصہ بھی بنایا جائے گا جس کا تحت سکول سے باہر رہ جانے والے بچوں کو ڈھائی برسوں میں غیر روایتی انداز میں کنڈرگارٹن سے پنجم جماعت تک کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

خواجہ سراؤں کے خلاف تشدد: ان مثبت پیش رفتوں کے باوجود خواجہ سراؤں کے خلاف تشدد 2022 میں بھی جاری رہا۔ یکم ستمبر کو کراچی کے علاقے شیر شاہ میں 34 برس کے ایک خواجہ سرا کو خنجر کا وار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس سے قبل ایک اور واقعے میں 8 جنوری کو ایک نوجوان خواجہ سرا کی لاش ملیر کینٹ پولیس سٹیشن کی حدود میں سپر ہائی وے سے ملی، اسے گلا گھونٹ کر مارا گیا تھا۔[68] برادری کے بہت سے اشخاص نے شکایت کی کہ ان کی برادری کو ہراساں کرنے کے واقعات میں اس وقت سے اضافہ دیکھنے میں آیا[69] جب سے جماعت اسلامی کے رہنماؤں کی جانب سے ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018 کے خلاف مہم شروع کرنے کی بات کی گئی ہے۔[70]

بچے

سندھ حکومت نے یونیسف کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے کہ وہ 2022 میں صوبے میں چائلڈ لیبر پر ایک سروے کرے گی۔ معاہدے کے تحت، سروے کو سال کے آخر تک مکمل ہونا تھا۔ تاہم، جولائی اور اگست کے تباہ کن سیلابوں اور سیلاب زدہ علاقوں سے لوگوں کی بڑی تعداد کے بے گھر ہونے کی وجہ سے یہ سروے بروقت مکمل نہ کیا جا سکا۔ سندھ حکومت کے محکمہ محنت نے، یونیسف کے تعاون سے، سروے کا اغاز کیا جو ابھی چل رہا ہے۔

سال بھر کے دوران سندھ میں اغوا اور بدسلوکی سمیت بچوں کے خلاف تشدد کے متعدد کیس سامنے آئے۔ 23 اکتوبر کو 10 برس کی ایک بچی کو اغوا کر کے جنسی بدسلوکی کا نشانہ بنایا گیا اور بعد ازاں اسے بوٹ بیسن پولیس سٹیشن کی حدود میں پھینک دیا گیا۔ مظلومہ اپنی ماں کے ساتھ عبداللہ شاہ غازی کے مزار، کلفٹن کے قریب ایک فٹ پاتھ پر رہتی تھی۔ کراچی پولیس نے دعویٰ کیا کہ اس نے مبینہ طور پر اس لڑکی کے اغوا میں ملوث دو لوگوں کو گرفتار کیا۔ اس واقعے کی وجہ سے سوشل

14 سالہ دعا زہرا اپریل میں اپنے گھر سے لاپتا ہوگئی۔ اس کے والدین نے 16 اپریل کو ایف آئی آر درج کرائی، جس میں کہا گیا کہ ان کی بیٹی کو اغوا کیا گیا تھا اور اس کی زبردستی شادی کرادی گئی تھی

میڈیا پر سندھ حکومت پر سخت تنقید کے بعد وزیر اعلیٰ سید مراد علی شاہ نے اس واقعے کا نوٹس لے کر ذمہ داران کی گرفتاری کا حکم جاری کیا۔[71]

دعا زہرا کیس: چودہ برس کی دعا زہرہ اپنے گھر، الفلاح کراچی، سے اپریل میں لاپتا ہوگئی۔ 16 اپریل کو اس کے والدین نے ایف آئی آر درج کرائی، جس میں بیان کیا گیا کہ ان کی بیٹی کو اغوا کر کے اس کی زبردستی شادی کروادی گئی تھی۔

26 اپریل کو، نوجوان لڑکی پنجاب کے ضلع اوکاڑہ سے بازیاب کرائی گئی۔ ایک ویڈیو بیان میں، دعا نے کہا کہ اسے اغوا نہیں کیا گیا تھا اور اس نے اپنی 'مرضی' سے ظہیر سے شادی کی تھی۔ دعا نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس کے والدین اس کی عمر کے متعلق جھوٹ بول رہے ہیں اور اس کی عمر 18 برس ہے۔ بعدازاں دعا اور اس کے شوہر نے تحفظ کے لیے لاہور کی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن عدالت سے رجوع کیا۔ تاہم، دعا کے والدین اس بات پر اَڑے رہے کہ ان کی بیٹی سے یہ بیان جبراً لیا گیا تھا۔

مئی میں اس نوجوان بچی کے والد مہدی علی کاظمی نے سندھ ہائی کورٹ سے رجوع کیا اور اپیل کی کہ پنجاب کی ضلعی عدالت کی طرف سے جوڑے کو اکٹھے رہنے کی اجازت دیے جانے کے خلاف حکم جاری کیا جائے۔ باپ نے یہ بیان بھی دیا کہ بچی کی تعلیمی اسناد اور برتھ سرٹیفکیٹ اور دوسرے ریکارڈ سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا کی عمر 13 برس تھی اور سندھ چائلڈ میرج رسٹرینٹ ایکٹ 2013 کے تحت کم عمری کی شادی غیر قانونی ہے۔[72] جون کی 6 تاریخ کو سندھ ہائی

کورٹ نے بچی کی عمر کا تعین کرنے کے لیے طبی معائنے کا حکم دیا۔ جب بچی نے اپنے والدین سے ملنے سے انکار کر دیا تو عدالت نے حکم دیا کہ دعا کو فی الوقت شیلٹر ہوم میں بھیج دیا جائے۔

دو دن کے بعد، عدالت نے حکم دیا کہ دعا کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ فیصلہ کرے کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ دورانِ سماعت تفتیشی افسر نے اپنی رپورٹ جمع کرائی جس کے ساتھ پولیس سرجن کی جانب سے جاری کیا جانے والے عمر کا سرٹیفکیٹ بھی منسلک تھا۔ اس کے مطابق سول ہسپتال کے ریڈیالوجی ڈپارٹمنٹ کے ڈاکٹروں کی رائے میں مبینہ طور پر اغوا کی جانے والی بچی کی ہڈیوں کے حساب سے عمر 16 سے 17 برس کے درمیان تھی۔

دعا کے والد نے سندھ ہائی کورٹ کا فیصلہ سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ ازاں بعد کراچی کے ایک جوڈیشل مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ دعا کی عمر کا تعین کرنے کے لیے ایک اور بورڈ تشکیل دیا جائے۔ 4 جولائی کو میڈیکل بورڈ اس نتیجے پر پہنچا کہ دعا کی عمر 15 سے 16 برس کے درمیان تھی۔

16 جولائی پولیس نے کراچی کی ایک سیشن عدالت کو آگاہ کیا کہ 24 لوگ، جن میں ظہیر بھی شامل تھا، کراچی سے دعا کو اغوا کر کے اسے پنجاب منتقل کرنے اور اس کے بعد اس کی غیر قانونی شادی کے منصوبے میں شامل تھے۔

اس کے بعد، 19 جولائی کو دعا نے لاہور کی ایک عدالت سے رجوع کیا اور درخواست کی کہ اسے دارالامان (پناہ گاہ) بھیج دیا جائے، درخواست میں اس نے اپنے والدین کی جانب سے 'مستقل دھمکیاں' ملنے کا حوالہ دیا، بین السطور اس کے بیان میں یہ بھی شامل تھا کہ ظہیر کے ساتھ اس کے 'اچھے مراسم' نہیں تھے۔ عدالت نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اسے پناہ گاہ بھجوا دیا گیا جہاں وہ 2022 کے آخر تک مقیم تھی۔

محنت

جبری مشقت: سندھ میں 2022 کے دوران بھی جبری مشقت ایک چیلنج بنی رہی۔ سب سے زیادہ جبری مشقت کی اطلاعات زرعی شعبے سے ملیں۔ حقوق کے کارکنان کے مطابق، سیلاب نے زرعی کارکنان کو سب سے زیادہ متاثر کیا؛ ہاری ویلفیئر آرگنائزیشن کے مطابق، اندازاً 1,200 جبری مشقت کرنے والے مزدوروں کو 2022 کے دوران عدالتوں سے آزادی ملی۔[73] یہ نشان دہی بھی کی گئی کہ سندھ بانڈڈ لیبر سسٹم ابولشن ایکٹ 2015 کے تحت صرف 14 اضلاع میں ضلعی نگرانی کمیٹیاں 2022 کے دوران قائم ہوئیں اور قائم کی جانے والی یہ کمیٹیاں بھی بڑی حد تک غیر مؤثر اور غیر فعال رہیں۔ لہٰذا جبری مشقت کے خلاف بنائے جانے والے قانون کے نفاذ کی کسی قسم کی نگرانی نہ کی جا سکی۔

کم از کم اجرت: سندھ میں کم از کم اجرت کا بحران 2022 میں حل ہو گیا؛ اس بحران کا آغاز گزشتہ برس اس وقت ہوا تھا جب صوبائی حکومت نے غیر مہارت یافتہ مزدور کی تنخواہ 17,500 پاکستانی روپوں سے بڑھا کر 25,000 پاکستانی روپے کر دی۔ تاہم آجران نے اِس اضافے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس فیصلے کو سندھ ہائی کورٹ میں

چیلنج کر دیا۔ اکتوبر 2021 میں عدالت نے صوبائی حکومت کا فیصلہ برقرار رکھا۔ تاہم آجران نے اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ 28 مارچ 2022 کو عدالت عالیہ نے صوبائی حکومت کا غیر ہنر مند کارکنان کی کم از کم تنخواہ 25,000 مقرر کرنے کا نوٹیفکیشن منسوخ کر دیا اور یوں سندھ ہائی کورٹ کا حکم بھی غیر مؤثر ہو گیا۔ سپریم کورٹ نے صوبائی حکومت سے کہا کہ وہ کم از کم اجرت کا دوبارہ جائزہ لے اور اس کے بعد اس کی شرح کا نوٹیفکیشن جاری کرے۔ 2 جولائی 2021 سے 31 مئی 2022 کی عبوری مدت کے لیے عدالت نے صوبائی حکومت کو یہ یقینی بنانے کا حکم دیا کہ غیر ہنر مند کارکنان کو کم از کم 19,000 اجرت لازماً ملے۔

اپریل میں پنجاب حکومت کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومت نے بھی کم از کم اجرت بڑھا کر 25,000 روپے مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ 21 جون کو سندھ حکومت نے ایک نیا نوٹیفکیشن جاری کیا جس میں 7 جولائی سے کم از کم اجرت بڑھا کر 25,000 روپے کر دی گئی تھی، اس کا اطلاق یکم جون سے ہونا تھا۔ اگرچہ حکومت اجرتوں میں اضافے کا اعلان ہر سال جون میں بجٹ کے موقع پر کرتی ہے تاہم اس بار اس اضافے میں تاخیر ہو گئی۔ کووڈ 19 کی وجہ سے 2021 میں کسی اضافے کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔

گھروں میں کام کرنے والے: 2018 میں ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ پاس ہونے کے باوجود سندھ حکومت اس کے مؤثر نفاذ میں ناکام رہی۔ اگرچہ اس نے یہ دعویٰ ضرور کیا کہ سندھ پہلا صوبہ تھا جس نے اس غیر روایتی سیکٹر کے لیے ایسا کوئی قانون پاس کیا۔ سندھ حکومت نے 2020 میں اعلان کیا تھا کہ وہ گھروں میں کام کرنے والے تمام لوگوں کو رجسٹر کرے گی؛ اس عمل کا آغاز 2021 میں ہوا لیکن یہ 2022 کے آخر تک بھی مکمل نہ ہو سکا۔ گھروں میں کام کرنے کی یونین نے مطالبہ کیا ہے سندھ ایمپلائز سوشل سیکیورٹی انسٹی ٹیوشن کے تحت گھروں میں کام کرنے والے کارکنان کو رجسٹر کیا جائے اور انہیں بھی روایتی لیبر کو دستیاب صحت اور دیگر سہولیات مہیا کی جائیں۔[75]

کوئلے کی کان کنی میں حادثات: بلوچستان کے کان کنوں کی طرح، سندھ میں کانوں میں کام کرنے والے مزدور بھی موت یا زخمی ہونے کے انتہائی خطرے سے دوچار رہتے ہیں کیونکہ پیشہ ورانہ حفاظتی بندوبست اور کام کی جگہ پر صحت کی سہولیات انتہائی کم دستیاب ہیں — یہ کانوں کے مالکان اور صوبائی محکمہ محنت کی ذمہ داری ہیں۔ پاکستان سنٹرل مائنز لیبر فیڈریشن کے مطابق 2022 میں تمام صوبوں میں جاں بحق ہونے والے 278 کان مزدوروں میں سے 18 سندھ میں ہلاک ہوئے۔

5 جولائی کو کم از کم آٹھ کان کن ٹھٹھہ کے علاقے جھمپیر میں کان میں بارشی پانی بھر جانے کے باعث جان کی بازی ہار گئے۔ یہ سائٹ/ جگہ جو ضلع ٹھٹھہ کے میٹنگ ریلوے سٹیشن سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس وقت پانی بھر جانے سے زیر آب آ گئی جب کان کن ابھی اندر ہی تھے۔[76] علاقے کے ڈپٹی کمشنر کے مطابق، بارشی موسم ہونے کے باوجود تقریباً 40 کے قریب مزدور کان کنی میں مصروف تھے۔[77]

معمر افراد

عالمی یوم بزرگان کے موقع پر سندھ حکومت نے اعلان کیا کہ وہ سندھ سینئر سیٹزن ویلفیئر ایکٹ 2014 میں ترمیم کرے گی۔ اس حوالے سے حکومت نے نیشنل ڈیٹا بیس رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط بھی کیے کہ وہ بزرگ شہریوں کو مخصوص کارڈ مہیا کرے گی تاکہ یہ لوگ مخصوص سہولیات سے مستفیض ہو سکیں۔[78] صوبائی حکومت نے یہ اعلان بھی کیا کہ وہ بزرگ شہریوں (60 برس یا اس سے زائد عمر) کے لیے صوبے کے 13 اضلاع میں پناہ گاہیں تعمیر کرے گی، جہاں انہیں بنیادی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ اطلاعات کے مطابق حکومت نے ان پناہ گاہوں کی تعمیر کے لیے زمین الاٹ کر دی تھی۔[79]

2022 کے سیلابوں کے دوران بزرگ شہری خاص طور پر زد میں رہے۔ ہیلپ ایج نامی ادارے کے پاکستان کے سیلاب متاثرہ علاقوں – سندھ کے اضلاع جیکب آباد، خیر پور، شکار پور اور دادو– میں ایک سروے سے پتا چلا کہ 69 فیصد بزرگوں کی پناہ گاہ تک رسائی نہیں۔ ایسی اطلاع دینے والوں کی تعداد مختلف جگہوں پر مختلف تھی: مثلاً سندھ میں یہ تعداد 85 فیصد، بلوچستان میں 39 فیصد اور خیبر پختون خوا میں 8 فیصد تھی۔ اس موازنے میں حیرانی کی کوئی بات اس لیے نہیں کہ سندھ سیلاب سے بری طرح متاثر ہوا تھا؛ سیلاب سے پورے ملک میں متاثر ہونے والے یا تباہ ہو جانے والے دو ملین گھروں میں سے 88 فیصد سندھ میں تھے۔[80]

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

دسمبر میں سندھ حکومت نے نجی شعبے میں معذور افراد کے لیے ملازمتوں کا 5 فیصد کوٹا مقرر کیا تھا۔ صوبائی حکام نے فیصلہ کیا کہ ایک سپیشل پرسنز پروٹیکشن اتھارٹی قائم کی جائے گی تاکہ معذوری کے ساتھ جیتے افراد (پی ایل ڈبلیو ڈیز) کی پیشہ ورانہ فلاح کو یقینی بنایا جا سکے۔ حکومت نے خودمختار اداروں، کمپنیوں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو بھی حکومتی احکامات کی پیروی کا پابند بنایا۔[81]

دسمبر میں معذوری کے ساتھ جیتے افراد کے عالمی دن کے موقع پر ایک تقریب میں وزیر اعلیٰ سید مراد علی شاہ نے کہا کہ ان کی حکومت غیر حکومتی اداروں (این جی اوز) کے ساتھ کام کرنے کا عزم رکھتی ہے تاکہ پی ایل ڈبلیو ڈیز کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ صوبائی حکومت سندھ انسٹیٹیوٹ آف فزیکل میڈیسن اینڈ ری ہیبلی ٹیشن سنٹر کے کیمپس تمام ضلعی ہیڈ کوارٹروں میں تعمیر کرے گی۔ اوائل جون میں، اسمبلی میں پیش کیے جانے والے سندھ کے صوبائی بجٹ میں حکومت نے سنٹر کے لیے 400 ملین روپے مختص کیے۔ تاہم، سندھ اپنی پالیسیوں کے نفاذ میں ناکام رہا، خاص طور پر پی ایل ڈبلیو ڈیز کو نوکریاں مہیا کرنے کے تناظر میں۔

پی ایل ڈبلیوڈیز بھی رجعت پسندانہ قوتوں کا شکار بنے۔ ضلع گھوٹکی میں، 36 برس کا عباس کلوار[82] اُس وقت جان سے ہاتھ دھو بیٹھا جب توہین مذہب کے الزامات پر اس پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی۔ کلوار کے پیدائشی طور پر بازو نہیں تھے اور وہ قبرستان میں نماز پڑھا کرتا تھا— رجعت پسند مسلمانوں کے نزدیک یہ عمل 'گناہ' کے زمرے میں شمار ہوتا تھا۔ انتہا پسند عناصر کی جانب سے ملنے والی دھمکیوں کو نظر انداز کرنے پر اسے قتل کر دیا گیا۔

مہاجرین اور اندرونی طور پر بے گھر افراد

سیلابوں کے اثرات: سپر فلڈ یا بڑے سیلاب نے سندھ میں ہزاروں لوگوں کو بے گھر کر دیا۔ انہیں حکومت کے قائم کردہ ٹینٹ کیمپوں، سرکاری سکولوں اور این جی اوز کے ریلیف کیمپوں میں پناہ لینا پڑی۔ صوبائی حکومت نے دعویٰ کیا کہ اس نے 500,000 اندرونی طور پر بے گھر ہونے والے (آئی ڈی پیز) کو سارے صوبے میں قائم کیے جانے والے 2,000 ریلیف کیمپوں میں پناہ مہیا کی۔ تقریباً 15,000 آئی ڈی پیز کو کراچی کے سات میں سے چھ اضلاع میں موجود سرکاری عمارتوں میں عارضی طور پر قائم کی جانے والی پناہ گاہوں میں رکھا گیا۔[83]

افغان مہاجرین: سندھ حکومت دسمبر میں اس وقت شدید تنقید کی زد میں آئی جب سلاخوں کے پیچھے موجود افغان بچوں کی تصویر سوشل میڈیا پر گردش کرنے لگی۔ وزیر اطلاعات شرجیل میمن نے 30 دسمبر کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں وضاحت کی کہ یہ بچے اپنی ماؤں کے ہمراہ سٹی کورٹ کے لاک اپ میں موجود تھے جہاں ان کے افغان والدین کو غیر قانونی امیگریشن کے مقدمات میں پیش ہونا تھا۔ میمن نے کہا کہ کل 129 غیر قانونی افغان مہاجر خواتین سندھ کی جیلوں میں اپنے 178 بچوں کے ساتھ قید ہیں۔ انہوں نے زور دیا کہ کم عمر بچے زیر حراست نہیں تھے[84] اور یہ کہ سات برس سے کم عمر بچے کو جیل میں اپنی ماؤں کے ساتھ رہنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

2021 میں طالبان کے افغانستان میں حکومت سنبھالنے کے بعد سندھ، خصوصاً کراچی میں، افغان پناہ گزینوں کی تعداد میں اضافے کی تازہ لہر دیکھنے میں آئی۔ بہت سے افغان خاندانوں کو اُس وقت حراست میں لیا گیا جب وہ کراچی میں داخلے کی کوشش کر رہے تھے۔ سندھی قوم پرست جماعتوں نے سندھ خصوصاً کراچی میں میں افغانوں کی 'بے روک ٹوک' آمد کے خلاف احتجاج کیا۔

تعلیم

جولائی اور اگست میں مون سون کی شدید بارشوں اور سیلابوں نے سندھ میں شہری ڈھانچے کو بری طرح نقصان پہنچایا: سیلاب زدہ اضلاع میں سکولوں کی ہزاروں عمارتوں کو کافی نقصان پہنچا، جس کی وجہ سے بچوں کی سکولوں تک رسائی متاثر ہوئی۔ صوبائی حکومت کے ڈیٹا کے مطابق، صوبے میں 20,602 سکولوں کی عمارتوں کو نقصان پہنچایا۔[86] یونیسف کے مطابق، سندھ میں حکومت کی طرف سے چلائے جانے والے 44,219 میں سے 47 فیصد سکول مکمل یا جزوی سیلابوں اور شدید بارشوں سے تباہ ہوئے۔[87] یونیسف کے حکام نے کہا کہ سندھ میں تعلیم کے شعبے کو اس کے نتیجے میں تقریباً ایک بلین امریکی ڈالر کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

بچ جانے والی سکولوں کی عمارتوں کو حکومت نے ریلیف کیمپ قائم کرنے کے لیے استعمال کیا جہاں آئی ڈی پیز کو پناہ اور کھانا مہیا کیا گیا۔ اس مشق کے نتیجے میں بھی سکولوں کی عمارتوں اور فرنیچر کو نقصان پہنچا۔ تخمینوں کے مطابق، تقریباً، 5,500 سکولوں کی عمارتیں ان لوگوں اور بچوں کا مسکن بنیں جو سیلابوں کی وجہ سے بے گھری کا شکار ہوئے تھے۔ اطلاعات کے مطابق، ورلڈ بینک نے گلوبل پارٹنرشپ فار ایجوکیشن پروگرام کے تحت 5 ملین امریکی ڈالر دینے کی حامی بھری تاکہ صوبے میں سیلاب سے متاثرہ سکولوں کو بحال کیا جا سکے۔[88]

اس تباہی نے سندھ میں پچیس لاکھ بچوں کی تعلیم کو متاثر کیا۔ صوبائی حکومت نے دعویٰ کیا کہ اس نے 15,000 عارضی درس گاہیں اور ٹینٹ سکول سیلاب متاثرہ علاقوں میں قائم کر دیے ہیں کہ ان سکولوں میں مرمت و بحالی کا کام دو سے تین سال تک جاری رہ سکتا ہے۔

چونکا دینے والی ایک رپورٹ میں نشان دہی کی گئی کہ ملک میں غیر قانونی طور پر چلنے والی 150 یونیورسٹیوں میں سے 35 سندھ اور ان میں سے اکثر کراچی میں کام کر رہی ہیں۔[89]

صحت

کووڈ 19: سندھ حکومت نے کووڈ 19 کی ویکسین مہیا کرنے کے لیے اپنی نوع کی پہلی گھر گھر مہم[90] کا آغاز کیا کہ جن لوگوں کو فروری میں ویکسین نہیں لگائی جا سکی ان تک یہ سہولت اُن کے گھر پر مہیا کی جائے۔ اس مہم کا خصوصی ہدف گھروں میں رہنے والی خواتین تھیں اور اس کا آغاز لیڈی ہیلتھ ورکرز کی مدد سے کیا گیا۔ بوسٹر شاٹس لگانے کے لیے ایک متوازی مہم بھی شروع کی گئی تاکہ پاکستان کو کووڈ سے پاک بنانے کا ہدف حاصل کیا جا سکے۔ ستمبر میں حکومت نے 5 سے 11 برس تک کی عمر کے بچوں کے لیے بھی ویکسینیشن مہم کا آغاز کیا۔[91] اس مہم کے پہلے مرحلے میں ہدف مقرر کیا گیا تھا کہ کراچی اور حیدر آباد میں چوبیس لاکھ بچوں کو یہ ویکسین لگائی جائے گی۔

نومبر میں صحت کے امور سے وابستہ کارکن سڑکوں پر نکل آئے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کا کووڈ 19 رِسک الاؤنس بحال کرے، لیکن جواب میں انہیں پولیس کے لاٹھی چارج اور واٹر کینن کا سامنا کرنا پڑا۔[92]

سندھ کا محکمہ صحت اقوام متحدہ کے دفتر برائے منشیات و جرائم کے ساتھ مل کر فروری سے صوبے بھر کی 22 جیلوں[93] کے قیدیوں کی سکریننگ کر رہا ہے تاکہ ہیپا ٹائٹس بی اور سی، ایچ آئی وی اور ٹی بی کے شکار مریضوں کا پتا چلایا جا سکے۔ منصوبہ یہ ہے کہ مرض کی تشخیص کر کے بروقت اس کا علاج شروع کیا جائے۔

صحت کی دیکھ بھال کے بندوبست کے مسائل: 2022 میں مجموعی طور پر سندھ میں صحت کی دیکھ بھال کے نظام کے متعلق اچھی خبروں کی نسبت بری خبروں کا تناسب زیادہ رہا۔ حکومتی پالیسیوں اور نااہلی نے بھی اس شعبے کے لیے مسائل جنم دینے میں کردار ادا کیا۔ فروری میں حکومت کے اعلان کے بعد کہ وہ آٹو ڈس ایبل سرنج کی درآمد پر سیلز ٹیکس لگائے گی، اسے بنانے والوں نے احتجاج کیا کہ اگر یہ ٹیکس واپس نہ لیا گیا تو ان کی شدید قلت پیدا ہو سکتی ہے۔ پیراسیٹامول کے مختلف برانڈز کی قیمتوں میں اضافے کے حوالے سے حکومتی ہچکچاہٹ نے بھی صحت کے شعبے کے لیے مسائل پیدا کیے۔ بعد ازاں مارچ میں، جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر میں درجنوں آپریشن اس لیے منسوخ ہوئے کہ ہسپتال میں 48 گھنٹے تک صاف پانی کی فراہمی ہی نہ ہو سکی تھی۔[94]

اپریل میں، کراچی میں ہیموفیلیا کے 242 مریضوں کی ہیپاٹائٹس کی تشخیص کے لیے سکریننگ کے نتیجے میں 70 فیصد مریضوں میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص ہوئی، اس سے اندازہ ہوا کہ خون کی منتقلی کا غیر محفوظ عمل کس طرح سے لوگوں کی جانوں سے کھیل رہا تھا۔[95] ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے سروے سے اس بات کی تصدیق ہوئی کہ صوبے میں ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ کی شرح جو 2008 میں 5 فیصد تھی اب بڑھ کر 6.1 فیصد ہو چکی ہے۔[96]

صحت سہولیات کی فراہمی کے شعبے میں برے بندوبست کی ایک اور مثال یہ ہے کہ جہاں صوبے میں خون کا عطیہ دینے والوں کی تعداد میں اضافہ دیکھنے میں آیا— تقریباً 60,000-70,000 لوگوں نے صوبے میں رضا کارانہ طور پر خون کا عطیہ دیا— وہیں خون جمع کرنے والے بلڈ بیگ کی قلت کی وجہ سے خون جمع کرنے والے اداروں کو سینکڑوں رضا کاروں کو واپس بھیجنا پڑا۔[97]

اپریل میں، سندھ سمیت ملک بھر میں مورفین کا بحران پیدا ہو گیا، کینسر کے مریضوں کے لیے تجویز کردہ درد کش ادویہ کی عدم دستیابی نے صورتحال کو نہایت گھمبیر بنا دیا۔ اس قلت نے کم عمر مریضوں پر سب سے بدتر اثرات مرتب کیے۔ سندھ کا ایک واقعہ[98] جس میں سکرنڈ کے چھوٹے سے قصبے سے تعلق رکھنے والا کسان اپنے علاج کے لیے یہاں سے وہاں تک خوار ہوا، کینسر میں مبتلا لوگوں کو اُن کی استطاعت کے حساب سے علاج کی سہولت مہیا کیے جانے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔

جون میں وزیراعلیٰ نے اعلان کیا کہ پانچ برس کے عرصے میں صوبے میں نوزائیدگان کی اموات کی شرح فی 1,000 میں 104 سے کم ہوکر 46 پر آ گئی ہے۔[99]

سیلابوں کے اثرات: سال کا دوسرا حصہ کراچی میں شدید بارشوں اور سندھ میں آنے والے ناگہانی سیلابوں (فلیش فلڈز) سے متاثر رہا۔ بارشوں کے بعد، پانی سے پیدا ہونے والی متعدد بیماریاں پھوٹ پڑیں،[100] یوں پہلے ہی سے لڑکھڑاتے نظامِ صحت پر مزید بوجھ آن پڑا۔ ستمبر میں صوبے میں دست کے 137,000 کیس، پیچش کے 10,000 کیس، اور ملیریا کے 4,000 کیس رپورٹ ہوئے۔ پاکستان میں پھیلنے والی ڈینگی وبا نے سندھ میں بھی مضر اثرات مرتب کیے۔ ملک بھر میں ڈینگی سے ہلاک ہونے والے 149 لوگوں میں سے 62 کا تعلق سندھ سے تھا۔ صوبائی حکومت نے اس بحران پر کسی حد تک قابو پانے کے لیے ہاٹ سپاٹ سمجھے جانے والے علاقوں میں جراثیم کش دوا سپرے کرنے کی مہم[101] کا آغاز کیا۔ صوبے کو مچھر دانیوں کی شدید قلت کا سامنا بھی کرنا پڑا کیونکہ اچانک ہی ان کی مانگ میں بہت اضافہ ہوگیا تھا،[102] اس قلت نے مسئلے کو مزید بڑھا دیا۔ سندھ کے سیلاب سے متاثر دیہی علاقوں میں کئی جگہوں پر 'عفریت' مچھر نمودار ہونے کی اطلاعات ملیں، اس کی وجہ سے بھی صحت کے بحران میں شدت دیکھی گئی۔

پولیو۔ ستمبر میں، کراچی میں لانڈھی کے علاقے سے حاصل کردہ ماحولیاتی نمونے کو پاکستان نیشنل پولیو لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا گیا، 14 مہینوں میں پہلی بار یہاں وائلڈ پولیو وائرس ٹائپ 1 کی تشخیص سامنے آئی۔ نومبر میں وزیراعلیٰ نے کہا کہ اگرچہ کراچی سے حاصل کردہ متعدد ماحولیاتی نمونوں میں اس وائرس کی موجودگی دیکھی گئی ہے تاہم صوبے میں پولیو کا کوئی کیس سامنے نہیں آیا۔

خودکشی: صوبے بھر میں 386 خودکشیاں رپورٹ کی گئیں، یہ تعداد طبی ماہرین کے لیے خطرے کی گھنٹی تھی جنہوں نے پہلے ہی خدشہ ظاہر کیا تھا کہ کرونا وبا کی وجہ سے لوگوں میں ذہنی خلفشار میں اضافہ ہوگا۔

زچہ و بچہ کی صحت: خواتین کے لیے صحت کی سہولیات کی کمی کے باعث رحم کا کینسر (cervical cancer) عموماً اکثر خواتین کے لیے جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔ کراچی انسٹی ٹیوٹ آف ریڈیوتھراپی اینڈ نیوکلیر میڈیسن کے ڈیٹا کے مطابق، 70-60 فیصد خواتین جو رحم کے کینسر[103] کا شکار ہوتی ہیں اس کی کسی حد تک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ہسپتال ہی اُس وقت پہنچتی ہیں جب بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے۔

صوبے بھر میں حاملہ خواتین کو مہیا کی جانے والی دیکھ بھال بھی ناکافی رہی۔ کراچی میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج کے حکام نے بتایا کہ علاج کے لیے سرکاری ہسپتالوں میں آنے والی 80 فیصد کے قریب حاملہ خواتین خون کی کمی کا شکار تھیں۔ سندھ کے گرم ترین علاقے جیکب آباد میں حاملہ خواتین خطرے کا بڑا ہدف بنتی ہیں۔ ماہرینِ صحت کے مطابق، شدید خطرے کی زد میں دیر تک رہنا پیچیدگیوں کا باعث بنتا ہے جس کا نتیجہ قبل اَز وقت پیدائش کی صورت میں نکلتا ہے۔

بچوں کی دیکھ بھال کے لیے حیدرآباد اور میرپورخاص کی صورت حال سندھ کے محکمہ صحت کی فوری توجہ کی متقاضی ہے کہ ان دونوں علاقوں کے سرکاری ہسپتالوں میں بچوں کے لیے وینٹی لیٹرز کی قلت ہے۔

رہائش اور شہری سہولیات

مسماریاں: سندھ حکومت نے عدالتی احکامات کی آڑ میں، کراچی کے نسلہ ٹاور کی مسماری پر بڑی حد تک خاموشی اختیار کیے رکھی، یہ ٹاور ایک کثیر المنزلہ رہائشی عمارت ہے جس کو آخر کار فروری میں مسمار کر دیا گیا۔ یہ عمارت شاہراہ فیصل کے نزدیک واقع تھی۔

اکتوبر میں، حکام نے متوسط طبقے کی آبادی مجاہد کالونی میں گھروں کو مسمار کر دیا جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے گھر ہو گئے۔ 2021 میں گجر نالہ پر مسماریاں،[104] شروع ہوئی تھیں، جن کا انجام غیر محفوظ اور ٹوٹے پھوٹے انفراسٹرکچر کی شکل میں نکلا۔ بحالی کے ضروری کام کرنے کے لیے رہائشیوں کی متعدد درخواستوں کو صوبائی حکومت نے نظر انداز کر دیا۔ جب شہر کو شدید بارشوں کا سامنا کرنا پڑا تو نالے کے دونوں اطراف 27 کلومیٹر طویل کنارے بہہ گئے اور بارشی پانی لوگوں کے گھروں میں داخل ہو گیا۔ کم از کم دو لوگ، بشمول ایک بچہ، کھائی میں ڈوب گئے۔ علاقے کے ایک مکان کی چھت گرنے سے ایک بزرگ خاتون جاں بحق ہو گئی۔ اس گھر کو گزشتہ برس کی جانے والی مسماریوں کے نتیجے میں جزوی نقصان پہنچا تھا۔

سرکاری انفراسٹرکچر: 2022ء کے دوران سرکاری انفراسٹرکچر کی مجموعی صورت حال دگرگوں ہی رہی۔ ماہرینِ صحت کا کہنا تھا کہ کراچی کی ٹوٹی سڑکوں پر موٹر سائیکلوں اور تین پہیوں والے رکشوں پر اکثر سواری کرنے والے نوجوان اور لوگ مستقل معذوریوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔[105] نہ صرف یہ کہ ٹوٹی سڑکیں اور زیرِ تعمیر منصوبے سواروں کی ریڑھ کی ہڈی میں ہونے والی گڑبڑ کے نتیجے میں مستقل کمر درد کا باعث بنے بلکہ کراچی کے علاقے شادمان ٹاؤن[106] میں زیرِ تعمیر نالے میں گرنے سے ایک خاتون اور اس کا نومولود بچہ جان کی بازی بھی ہار گئے۔ خاتون کی لاش تو مل گئی لیکن اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سفر کرنے والے بدنصیب شخص کو اپنے نومولود بچے کی لاش نہ مل سکی۔

کراچی کو سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لیے 1.5 ارب روپے ملے۔ تباہ حال جہانگیر روڈ کو آخر کار اکتوبر میں مرمت کر ہی دیا گیا۔ تاہم، چند ہفتوں کے بعد سڑک دوبارہ ٹوٹ گئی، جس نے مرمتی کام میں برتی جانے والی غفلت کو آشکار کر دیا۔

پی پی پی حکومت کو اس بات کا کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے پیپلز بس سروس کے نام سے سرکاری ٹرانسپورٹ کا آغاز کراچی، لاڑکانہ اور حیدرآباد میں کیا۔[107] حکومت نے کراچی کے ایک مخصوص روٹ پر الیکٹرک بس سروس کا بھی آغاز کیا۔

ماحول

سپر فلڈ/ بڑے سیلاب: مغربی سندھ میں مون سون کی شدید بارشوں سے آنے والے ناگہانی سیلاب (فلیش فلڈ) نے صوبے کے اکثر اضلاع کو غرقاب کر دیا، خاص طور پر دادو اس کا نشانہ بنا۔ اگست اور ستمبر میں بارشوں نے دریائے

سندھ کے بائیں کنارے کے اضلاع کو بھی متاثر کیا۔ خیر پور، نوشہرو فیروز، سانگھڑ، نواب شاہ اور میر پور خاص اس وقت متاثر ہوئے جب لیفٹ بینک آؤٹ فال ڈرین (ایل بی او ڈی) میں طغیانی آ گئی۔ پی ڈی ایم اے کی رپورٹ کے مطابق صوبے میں مون سون میں معمول سے 426 فیصد (یا 703.2 ملی میٹر) زیادہ بارشیں ہوئیں۔[108]

سندھ کے ضلع نوشہرو فیروز کے علاقے پڈعیدن میں سب سے زیادہ 1,763.9 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی۔ ماہرین نے ان سیلابوں کو ماحولیاتی تبدیلیوں کا شاخسانہ قرار دیا۔ تاہم، اس آفت کی شدت کو سندھ کے نکاسی کے ناقص انتظام نے دگنا کر دیا۔ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر، ایل بی او ڈی واحد مرکزی نکاسی نہر ہے، جب کہ رائٹ بینک آؤٹ فال ڈرین کا منصوبہ 2010 سے نامکمل پڑا ہے۔

فضلہ ٹھکانے لگانے کا ناقص بندوبست: خودمختار سندھ انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (ایس ای پی اے) کی موجودگی کے باوجود، تخمیناً 90 فیصد انڈسٹری میں استعمال ہونے والا پانی بغیر کسی ٹریٹمنٹ کے بہہ کر سمندر تک پہنچ جاتا ہے۔ عملاً صوبے میں کوئی ٹریٹمنٹ پلانٹ فعال نہیں ہے۔ ایس ای پی اے حکام کے مطابق، گھریلو فضلہ، زہریلا انڈسٹریل مواد،

جیکب آباد نے دنیا کے گرم ترین شہروں میں سے ایک ہونے کا اعزاز برقرار رکھا

ساحل سے متعلقہ فضلہ، سالڈ ویسٹ، گوالا کالونیوں سے بھینسوں کا گوبر اور مذبحوں میں پیدا ہونے والا فضلہ براہِ راست سمندر میں پھینکا جاتا ہے، جس سے سمندری ماحول خراب ہوتا ہے۔

فاضل مواد کے ٹریٹمنٹ کے لیے ٹینریز کے لیے کراچی کے علاقے کورنگی اور کوٹری میں لگے پلانٹ سمیت سندھ میں کوئی جامع پلانٹ مناسب طور پر کام نہیں کر رہا۔ سپریم کورٹ کے حکم پر بنائے گئے اور اب غیر فعال واٹر کمیشن نے

رائے دی تھی کہ کم از کم پانچ پلانٹ کراچی میں فعال ہونے چاہییں، لیکن اس ہدایت پر عمل درآمد کے لیے ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔[109] نتیجہ یہ ہے کہ ٹینریوں کا فضلہ جس میں خطرناک مواد، تابکار دھاتیں اور تیل وغیرہ شامل ہوتے ہیں دریاؤں اور نالوں کے پہلے سے آلودہ پانی میں ڈالا جا رہا ہے۔

ایس ای پی اے نے دعویٰ کیا کہ اس نے 152 انڈسٹریل یونٹوں کے خلاف ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر ٹریبونل میں اور 384 مقدمے جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس دائر کیے ہیں۔ مجسٹریٹ نے خلاف ورزی کرنے والے 149 افراد کو سزا سنائی اور ان پر 19.5 ملین روپے کے جرمانے عائد کیے۔

ہوا کا معیار: کراچی میں ہوا کا معیار 2022 میں بدترین سطح پر پہنچ گیا، ہوا کے معیار کا انڈیکس 250 پر پہنچ گیا (یہ سطح 'صحت کے لیے نقصان دہ' سمجھی جاتی ہے)۔

گرمی کی لہر: جیکب آباد نے روئے زمین پر موجود گرم ترین شہروں کی فہرست میں اپنی جگہ بنائے رکھی۔ کراچی نے اس وقت گرمی کی شدید لہر دیکھی جب درجہ حرارت 40 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر نکل گیا۔[110] سندھ میں ایک اور گرم مقام ضلع دادو ہے، جہاں گرمیوں میں درجہ حرارت عموماً 50 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر چلا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق، مئی میں دادو کے کچو نامی علاقے میں کم از کم تین بچے شدید گرمی کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے، اس وقت بالائی سندھ کے اکثر علاقوں میں پارہ پچاس ڈگری کی حد سے اوپر تھا۔[111]

ملیر ایکسپریس وے[112] کی مخالفت بڑھتی گئی جب علاقے کے مکینوں نے مارچ میں اس منصوبے کے ماحولیاتی اثرات کو جانچنے کے لیے ہونے والی عوامی شنوائی کے دوران مظاہرہ کیا اور دعویٰ کیا کہ صوبائی حکومت نے اس منصوبے کے لیے جو جواز فراہم کیے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ مقامی کارکنان کے مطابق، ملیر ایکسپریس وے کم از کم 21 دیہات کو تباہ کر دے گی۔[113]

حواشی

Provincial Disaster Management Authority, Government of Sindh. (2022). https://pdma.gos.pk/ 1

World Bank approves $1.69 billion for flood-hit Pakistan. (2022, December 20). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2391989/world-bank-approves-169-billion-for-flood-hitpakistan 2

UNICEF. (2022). Devastating floods in Pakistan. https://www.unicef.org/emergencies/ devastating-floods-pakistan-2022 3

Flood-hit families to get Rs300,000 each for repair of houses: CM. (2022, December 15). Dawn. https://www.dawn.com/news/1726396 4

M. B. Kalhoro. (2022, January 26). Bilawal launches fresh katchi abadis regularisation scheme for Sindh. Dawn. https://www.dawn.com/news/1671475 5

H. Tunio. (2022, July 28). PTI stages walkout from Sindh PA. Dawn. https://tribune.com.pk/story/2368180/pti-stages-walkout-from-sindh-pa 6

T. Siddiqui. (2022, December 10). Amid PTI protest, Sindh Assembly passes two resolutions on Reko Diq project. Dawn. https://www.dawn.com/news/1725485 7

H. Tunio. (2022, February 11). Sindh lifts ban on student unions after 38-year hiatus. The Express #Tribune. https://tribune.com.pk/story/2343107/sindh-lifts-ban-on-student-unions-after-38-year hiatus 8

Pakistan Institute of Legislative Development and Transparency. (2022, November 24). Despite lifting the ban, Sindh has no student unions activated; PILDAT hosts a forum to improve youth voter #turnout. (2022, November 24). https://pildat.org/youth1/despite-lifting-the-ban-sindh-has no-student-unions-activated-pildat-hosts-a-forum-to-improve-youth-voter-turnout 9

H. Malik. (2022, October 31). SC elevations irk KP, Sindh lawyers. Dawn. https://tribune.com.pk/story/2384006/sc-elevations-irk-k-p-sindh-lawyers 10

Imtiaz Ali. (2022, May 17). Kharadar blast claims woman's life, leaves 12 injured. Dawn. https://www.dawn.com/news/1690082 11

W. Shamsi. (2022, November 7). DSP, two SHOs among five cops dead in robbers' attack in Ghotki. Dawn. https://www.dawn.com/news/1719429 12

F. Khan, A. Samar & I. Hussain. (2022, July 16). Sindh plans crackdown on social media hate-mongers as 90 miscreants arrested over violence. Dawn. https://www.thenews.com.pk/ #print/973987-sindh-plans-crackdown-on-social-media-hate-mongers-as-90-miscreants-arrested over-violence 13

S. Rauf. (2022, December 29). City witnesses 10% spike in street crimes. Dawn. (https://tribune.com.pk/story/2393205/city-witnesses-10-spike-in-street-crimes 14

Citizens-Police Liaison Committee. (2022). Crime statistics. https://res.cloudinary.com/ #cplckarachi/image/upload/v1673497909/CPLC/visit/CRIME-STATISTICS-FOR-THE-MONTH OF-JAN_TO-DEC_2022_page_owmnez.jpg 15

Overcrowded jails in Sindh, KP facing worst conditions. (2022, December 5). Pakistan Observer. https://pakobserver.net/overcrowded-jails-in-sindh-kp-facing-worst-conditions/ 16

R. Salman. (2022, December 12). Jails bursting at seams with twice the population. The Express tion#Tribune. https://tribune.com.pk/story/2390689/jails-bursting-at-seams-with-twice-the-popula 17

R. Salman. (2022, October 15). Inmates in overcrowded jails suffer 'torture' during power #breakdown. Dawn. ttps://tribune.com.pk/story/2381634/inmates-in-overcrowded-jails-suf fer-torture-during-power-breakdown 18

Karachi: Shahrukh Jatoi shifted to Landhi Jail from Central Jail. (2022, January 18). Dunya News. #https://dunyanews.tv/en/Pakistan/637217-Karachi:-Shahrukh-Jatoi-shifted-to-Landhi-Jail-from Central-Jail 19

A. S. Abbasi. (2022, December 30). 129 Afghan 'illegal immigrants' with 178 children in Sindh jails: Sharjeel. Dawn. https://www.dawn.com/news/1729023 20

I. Tanoli. (2022, January 20). Sindh govt ordered to set up task force on enforced disappearance. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1670385/sindh-govt-ordered-to-set-up-task-force-on-en forced-disappearance 21

سندھ

Written order issued on compensation to families of missing persons. (2022, January 21). The Express Tribune. #https://tribune.com.pk/story/2339722/written-order-issued-on-compensation-to-families-of-missing-persons 22
SHC adjourns hearing of enforced disappearance case till Jan 18. (2022, November 23). Bol News. #https://www.bolnews.com/pakistan/2022/11/shc-adjourns-hearing-of-enforced-disappearance case-till-jan-18/ 23
M. H. Khan. (2022, March 22). Teenage Hindu girl shot dead in Sukkur, suspect rrested. Dawn. https://www.dawn.com/news/1681290 24
https://twitter.com/KreatelyMedia/status/1506317845042507782 25
W. Khan. (2022, October 12).Teenage Hindu girl abducted from Hyderabad a month ago still missing. AAJ English TV. SINDH#https://www.aajenglish.tv/news/30301016/teenage-hindu-girl-abducted-from-hyderabad-a-month-ago-still-missing 26
Court orders medical examination of converted Hindu girl to verify age. (2022, October 21). Dawn. #https://www.dawn.com/news/1716045/court-orders-medical-examination-of-convert ed-hindu-girl-to-verify-age 27
S. Cloteaux. (2022, July 7). Pakistan: Journalist Ishtiaq Sodharo killed. International Press Institute. https://ipi.media/pakistan-journalist-ishtiaq-sodharo-killed/ 28
Journalist gunned down in Khairpur. (2022, July 2). Journalist gunned down in Khairpur. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2364305/journalist-gunned-down-in-khairpur 29
I. Ali. (2022, June 13). Karachi journalist picked up by men in plainclothes: police. Dawn. https://www.dawn.com/news/1694623 30
PTI supporters attack SAMAA TV journalists in Karachi, Rawalpindi. (2022, May 25). Samaa. https://www.samaaenglish.tv/news/40009444 31
PTI supporters abuse and harass journalists. (2022, April 17). Pakistan Journalism. http://www.journalismpakistan.com/pti-supporters-abuse-and-harass-journalists 32
Journalist booked in extortion case after covering eviction of 'displaced persons'. (2022, September 13). Dawn. https://www.dawn.com/news/1709759 33
I. Ali. (2022, June 25). Social media activist, journalist goes missing from Karachi. Dawn. https://www.dawn.com/news/1696594 34
18 Threat cases reported against journalists in august 2022. (2022, September 7). Freedom Network. https://www.fnpk.org/18-threat-cases-reported-against-journalists-in-august-2022/ 35
Y. Katpar. (2022, October 29). My heart doesn't allow me to pardon Nazim Jokhio's killers but I fear for my other son's life, says mother. The News International. https://www.thenews.com.pk/ #print/1004511-my-heart-doesn-t-allow-me-to-pardon-nazim-jokhio-s-killers-but-i-fear-for-my other-son-s-life-says-mother 36
S. Hafeez. (2022, June 29). As Baloch women raise their voices, the state cracks down. The #Diplomat. https://thediplomat.com/2022/06/as-baloch-women-raise-their-voices-the-state cracks-down/ 37
I. Ali. (2022, June 29). Karachi rocked by violent protests over 'extraordinary' loadshedding. Dawn. https://www.dawn.com/news/1697180 38
PTI workers clash with police as countrywide protests break out against attack on Imran Khan. #(2022, November 4). Geo News. https://www.geo.tv/latest/450400-pti-starts-countrywide-pro tests-to-condemn-attack-on-imran-khan 39
T. Siddiqui & I. Ali. One dies, many hurt as police baton-charge MQM-P sit-in. Dawn. https://www.dawn.com/news/1671624/one-dies-many-hurt-as-police-baton-charge-mqm-p-sit-in 40
I. Ali. (2022, August 15). Ex-lawmaker among 17 held as police thwart MQM-L protest in Karachi. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1704883/ex-lawmaker-among-17-held-as-police-thwart mqm-l-protest-in-karach 41
40 held as police stop protesters from marching on Sindh CM House. (2022, May 31). Dawn. #https://www.dawn.com/news/1692297/40-held-as-police-stop-protesters-from-marching-on sindh-cm-house 42
Protesting teachers thrashed, 40 held. (2022, July 5). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1698192/protesting-teachers-thrashed-40-held 43

Sindh govt writes to IRSA over water shortage. (2022, June 2). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2359602/sindh-govt-writes-to-irsa-over-water-shortage 44
Q. Ali. Khushik. (2022, June 19). Over 20 growers, five policemen injured in clash. Dawn. https://www.dawn.com/news/1695470/over-20-growers-five-policemen-injured-in-clash 45
Drinking water shortage sparks protest. (2022, April 11). Dawn. https://www.dawn.com/news/1684405/drinking-water-shortage-sparks-protest 46
Pakistan's transgender activists seek rights and protection. (2022, November 21). The News #International. https://www.thenews.com.pk/latest/1012205-pakistans-transgender-activists-seek-rights-and-protection 47
Karachi students protest against PMC for 'out of syllabus' exam. (2022, November 25). Dawn. https://www.dawn.com/news/1722930 48
Scores of Sindhi nationalists booked in sedition cases. (2022, January 19). Dawn. https://www.dawn.com/news/1670288 49
S. A. Ali. (2022, February 28). New local body delimitations unveiled. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2345608/new-local-body-delimitations-unveiled 50
T. Siddiqui. (2022, March 16). 267 objections filed over new delimitation of Karachi's LG constituencies. Dawn. https://www.dawn.com/news/1680140 51
S. Virk. (2022, October 13). Sindh govt again wants LG polls postponed. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2381346/sindh-govt-again-wants-lg-polls-postponed 52
First phase of elections: ECP prepared to hold LG polls in Sindh tomorrow. (2022, June 25). The #News International. https://www.thenews.com.pk/print/969043-first-phase-of-elections-ecp-prepared-to-hold-lg-polls-in-sindh-tomorrow 53
Karachi LG polls postponed again due to 'logistical issues, weather conditions'. (2022, August 24). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2372928/karachi-lg-polls-post-poned-again-due-to-logistical-issues-weather-conditions 54
MQM-P terms LG elections in Karachi useless without solving issue of constituencies' delimita #(2022, November 15). 92 News. https://92newshd.tv/about/mqm-p-terms-lb-elections-in-karachi-useless-without-solving-issue-of-constituencies-delimitatio 55
Sindh's local government bodies complete tenure. (2020, August 31). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2261918/sindhs-local-government-bodies-complete-tenure 56
Z. Gishkori. (2023, February 8). Sindh sees 200% increase in rape cases; conviction rate less than 1%. Samaa. https://www.samaaenglish.tv/news/40027189 57
A. Majeed. (2022, July 13). Inside hair-raising murder of Karachi woman by her husband. Samaa. https://www.samaaenglish.tv/news/40012519 58
N. Shah. (2022, June 24). Minor girl spends night with mother's dead body; identifies killers. ARY News. https://arynews.tv/viral-girl-spends-night-mother-body/ 59
A. N. Dogar. (2022, November 29). Man kills wife, three daughters in Karachi: police. The News chi#International. https://www.thenews.com.pk/latest/1015040-four-of-family-found-dead-in-kara 60
Body of 'drowned' girl found. (2023, January 9). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2394878/body-of-drowned-girl-found 61
B. Jatoi. (2023, January 19). Her name was Daya Bheel. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/1032004-her-name-was-daya-bheel 62
14-year-old girl goes out for walk, gets kidnapped, raped by neighbor. (2022, April 25). The #Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2354114/14-year-old-girl-goes-out-for-walk-gets kidnapped-raped-by-neighbour 63
Six-year-old Afghan girl 'raped', killed in Karachi. (2022, December 13). Dunya News. https://#dunyanews.tv/en/Crime/680253-Six-year-old-Afghan-girl-raped-killed-in-Karachi 64
Another girl murdered after being raped in Karachi. (2022, December 9). Dawn. https://www.dawn.com/news/1725391 65
H. Janjua. (2022, March 31). Pakistan: Hindu girl's killing reignites forced conversion fears. Al #Jazeera. https://www.aljazeera.com/news/2022/3/31/pakistan-hindu-girls-killing-reignites-forced-conversion-fears 66
Sindh PA passes bill to reserve job quota for transgenders. (2022, July 5). The News International. #https://www.thenews.com.pk/print/971600-sindh-pa-passes-bill-to-reserve-job-quota-for-transgenders 67

Transgender person murdered after criminal assault. (2022, January 9). Dawn. https://www. dawn.com/news/1668354/transgender-person-murdered-after-criminal-assault 68
Sindh Moorat March [@MooratMarch]. (2022, November 23). Sen Mushtaq Ahmed & Maria B fuel violence against us using their social media followers, we face real life consequences of their words, our 3 Khawajasira sisters were killed since then [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/ genders#MooratMarch/status/1595362693380460546 69
JUI-F moves Shariat court against transgender act. (2022, September 30). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2379353/jui-f-moves-shariat-court-against-transgender-act 70
N. Sahoutara. (2022, October 28). Suspected rapists of flood-hit girl remanded. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1717192/suspected-rapists-of-flood-hit-girl-remanded 71
A. Chaudhay & I. Ali. (2022, June 6). Missing teenager Dua Zehra recovered from Bahawalnagar. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1693380/missing-teenager-dua-zehra-recovered-from-ba hawalnagar 72
'Floods push more peasants into bonded labour'. (2023, March 19). The Express Tribune. https:// tribune.com.pk/story/2406926/floods-push-more-peasants-into-bonded-labour 73
Incidence of bonded labour in Sindh rises after floods: HWA. (2023, March 20). Business Recorder. #https://www.brecorder.com/news/40232306/incidence-of-bonded-labour-in-sindh-rises-after floods-hwa 74
Sindh labour dept criticised for not registering home-based workers. (2022, October 21). Dawn. https://www.dawn.com/news/1716048 75
M. H. Khan. (2022, July 6). 8 coal miners feared dead due to flooding in Jhimpir coal mine. Dawn. https://www.dawn.com/news/1698521 76
G. H. Khawaja. (2022, July 8). Bodies of eight labourers retrieved from flooded mine near Sindh's Jhimpir. Dawn. https://www.dawn.com/news/1698696 77
Sindh govt plans steps to improve life of senior citizens. (2022, August 23). Dawn. https://www. dawn.com/news/1706239 78
A. Nehriyo. (2022, January 21). Sindh to build shelter homes for senior citizens. 24 News. https://www.24newshd.tv/21-Jan-2022/sindh-to-build-shelter-homes-for-senior-citizens 79
HelpAge international. (2022, October 24). Pakistan floods: Rapid needs assessment of older people. #https://www.helpage.org/silo/files/pakistan-floods--rapid-needs-assessment-of-older-people 24-oct.pdf 80
#https://www.24newshd.tv/06-Dec-2022/sindh-govt-fixes-5-percent-job-quota-for-special-per sons-in-private-sector 81
R. Piracha. (2022, October 4). Disabled Ghotki Youth Killed Over Blasphemy Accusation. R. Piracha. (2022, October 4). Disabled Ghotki Youth Killed Over Blasphemy Accusation. 82
A. Ashfaque. (2022, September 2). Of 0.5m IDPs in Sindh, 14,450 take shelter in govt camps in Karachi. Dawn. https://www.dawn.com/news/1707905 83
A. S. Abbasi. (2022, December 30). 129 Afghan 'illegal immigrants' with 178 children in Sindh jails: Sharjeel. Dawn. https://www.dawn.com/news/1729023 84
SAC holds protest against builders, refugee influx in Sindh. (2021, September 6). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1644756 85
20,602 school buildings damaged in Sindh in floods: Sardar Ali. (2022, November 2). Radio #Pakistan. https://www.radio.gov.pk/02-11-2022/20602-school-buildings-damaged-in-sindh-in floods-sardar-ali 86
A. Samar. (2022, October 31). Pakistan: 47% government-run school buildings affected in Sindh #due to floods. Gulf News. https://gulfnews.com/world/asia/pakistan/pakistan-47-government run-school-buildings-affected-in-sindh-due-to-floods-1.91637961 87
Ali. (2022, October 5). WB to provide $5 million for rehabilitation of flood affected schools. #Associated Press of Pakistan. https://www.app.com.pk/domestic/wb-to-provide-5-million-for rehabilitation-of-flood-affected-schools/ 88
I. Ayub. (2022, February 5). Number of bogus universities hits 147 amid buck passing. Dawn. https://www.dawn.com/news/1673395 89
Door-to-door Covid vaccination drive begins in Sindh. (2022, February 2). Dawn. https://www. dawn.com/news/1672774 90

F. Ilyas. (2022, September 20). Covid vaccination drive for children in Sindh 'goes smooth' on first day. Dawn. https://www.dawn.com/news/1710954 91
M. W. Bhatti. (2022, November 12). Healthcare workers face baton charge, water cannons as they try to march on CM House. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/1008997-healthcare-workers-face-baton-charge-water-cannons-as-they-try-to-march-on-cm-house 92
M. W. Bhatti. (2022, January 15). Health dept to screen all inmates of Sindh's 22 prisons for HIV, TB and hepatitis B and C. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/925270-health-dept-to-screen-all-inmates-of-sindh-s-22-prisons-for-hiv-tb-and-hepatitis-b-and-c 93
M. W. Bhatti. (2022, March 15). Surgeries delayed as JPMC without water since Saturday. The #News International. https://www.thenews.com.pk/print/941501-surgeries-delayed-as-jpmc-with out-water-since-saturday 94
M. W. Bhatti. (2022, April 18). Unsafe blood transfusion spreading hepatitis, HIV in haemophilia #patients. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/951109-unsafe-blood-trans fusion-spreading-hepatitis-hiv-in-haemophilia-patients 95
M. W. Bhatti. (2022, June 18). Sindh sees growth in Hepatitis C patients: Survey report. The News #International. https://www.thenews.com.pk/print/967096-sindh-sees-growth-in-hepatitis-c-pa tients-survey-report 96
M. W. Bhatti. (2022, June 14). World Blood Donors Day 2022: Donors being turned away due to shortage of blood collection bags. The News International. https://www.thenews.com.pk/ #print/966070-world-blood-donors-day-2022-donors-being-turned-away-due-to-shortage-of blood-collection-bags 97
M. W. Bhatti. (2022, July 27). Cancer patient denied treatment all over Sindh awaits painful death. #The News International. https://www.thenews.com.pk/print/977243-cancer-patient-denied-treat ment-all-over-sindh-awaits-painful-death 98
M. W. Bhatti. (2022, July 27). Cancer patient denied treatment all over Sindh awaits painful death. #The News International. https://www.thenews.com.pk/print/977243-cancer-patient-denied-treat ment-all-over-sindh-awaits-painful-death 99
A. Hussain. (2022, September 20). People dying of water-borne diseases in flood-hit Pakistan. Al #Jazeera. https://www.aljazeera.com/news/2022/9/20/people-dying-of-water-borne-diseas es-in-flood-hit-pakistan#:~:text=Officials%20in%20Sindh%2C%20home%20to,to%20tackle%20 the%20health%20crisis 100
Sindh to fumigate houses of all dengue patients, 20 residences around them. (2022, September #16). The News International. https://www.thenews.com.pk/print/991649-sindh-to-fumigate-hous es-of-all-dengue-patients-20-residences-around-them 101
D. Abbas. (2022, September 7). Sale of mosquito nets up on rise in dengue cases. The Express es#Tribune. https://tribune.com.pk/story/2375221/sale-of-mosquito-nets-up-on-rise-in-dengue-cas 102
M. W. Bhatti. (2022, September 24). 64 per cent women with cervical cancer don't survive in #Pakistan: experts. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/994055-64-per cent-women-with-cervical-cancer-don-t-survive-in-pakistan-experts 103
F. Ilyas. (2022, July 14). Rain-hit Gujjar Nullah residents get no govt help in Karachi. Dawn. rachi#https://www.dawn.com/news/1699449/rain-hit-gujjar-nullah-residents-get-no-govt-help-in-ka 104
M. W. Bhatti. (2022, August 19). 'Motorbikes, rickshaws causing disabilities due to broken roads'. The News International. https://www.thenews.com.pk/print/983516-motorbikes-rickshaws-caus-ing-disabilities-due-to-broken-roads 105
M. U. Mallick. (2022, July 19). Darkness, unfenced drain set death trap for young family in Karachi. Dawn. https://www.dawn.com/news/1700379 106
After Karachi and Larkana, Peoples Bus comes to Hyderabad. (2022, November 20). Dawn. https://www.dawn.com/news/1721905 107
Provincial Disaster Management Authority, Government of Sindh. (2022). Flood 2022 in Sindh. https://pdma.gos.pk/content/Reports/Flood%202022%20In%20Sindh.pdf 108
Provincial Disaster Management Authority, Government of Sindh. (2022). Flood 2022 in Sindh. https://pdma.gos.pk/content/Reports/Flood%202022%20In%20Sindh.pdf 109
No respite in sight from hot weather in Karachi. (2022, April 7). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1683747/no-respite-in-sight-from-hot-weather-in-karachi 110

Three children die as scorching heatwave bakes Pakistan. (2022, May 15). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2356736/three-children-die-as-scorching-heatwavebakes-pakistan 111
U. Mallick. (2022, March 10). Residents oppose Malir Expressway project at Environmental Impact Assessment hearing. Dawn. https://www.dawn.com/news/1679196 112
H. Khan. (2022, June 9). Malir Expressway to destroy 21 goths. Urban Resource Centre. https://urckarachi.org/2022/08/17/malir-expressway-to-destroy-21-goths/ 113

خیبر پختونخوا

کلیدی رجحانات

- اس سال دہشت گردی سمیت تشدد کے نتیجے میں ہونے والی اموات کی مجموعی تعداد کی شرح میں 2021 کے مقابلے میں 59 فیصد اضافہ ہوا۔ خیبر پختونخوا (کے پی) میں دہشت گردی کے 221 واقعات رونما ہوئے، جو اس سال پاکستان میں ہونے والے ایسے واقعات کی سب سے بڑی تعداد ہے۔
- دہشت گردی کی ابھرتی ہوئی لہر پر حکومتی ردعمل فیصلہ کن نہیں تھا: شروع میں شہریوں کی جانب سے عسکریت پسندی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا مطالبہ کرتے وسیع پیمانے پر مظاہروں کے باوجود حکومت صوبے کے کئی اضلاع میں عسکریت پسند تنظیموں کے دوبارہ منظّم ہونے کی خبروں کا انکار کرتی رہی۔
- 31 مارچ کو خیبر پختونخوا کے 18 اضلاع میں بلدیاتی انتخابات کے دوسرے مرحلے میں 30,000 امیدواروں نے حصہ لیا۔ الیکشن کمیشن نے مہم کے دوران ضابطہ اخلاق کی متعدد خلاف ورزیوں کی نشاندہی کی۔
- بلدیاتی انتخابات میں ووٹروں کے طور پر خواتین کی شرکت مردوں سے بہت ہی کم رہی۔
- سیلابی ریلوں نے صوبے کے شمالی اور جنوبی حصوں کو متاثر کیا جس کے نتیجے میں 60,0000 لوگ بے گھر ہوگئے، 76,700 گھروں کو نقصان پہنچا، 13,228 مویشی مرے اور 60,752 ایکٹر زمین پر کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں۔
- جبری گمشدگیوں کے انکوائری کمیشن کے مطابق خیبر پختونخوا سے 2022 میں جبری گمشدگیوں کے 202 واقعات سامنے آئے۔ حراستی مراکز سے ملنے والے لاپتا افراد کی تعداد خیبر پختونخوا میں سب سے زیادہ رہی۔
- اپریل میں تحریک عدم اعتماد کے ذریعے عمران خان کے بطور وزیراعظم عہدے سے ہٹائے جانے کے تناظر میں 2022 کا سارا سال خیبر پختونخوا اسمبلی میں قانون سازی کا عمل سست رہا۔ تاہم بچوں کے خلاف جنسی تشدد، پورنوگرافی، اعضا کی تجارت اور بچوں کی سمگلنگ جیسے جرائم پر سخت تر سزائیں دینے کے لیے بچوں کے تحفظ اور بہبود کا (ترمیمی) ایکٹ تشکیل پایا۔
- ان قبائلی اضلاع میں کہ جہاں پولیو ویکسین کے خلاف کڑی اور وسیع مزاحمت پائی جاتی تھی، پولیو کیس سامنے آتے رہے۔
- عورتوں کی نقل وحرکت کی آزادی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، مردوں پر مشتمل ایک جرگے نے بجنور میں عورتوں کے تفریحی مقامات پر جانے پر پابندی عائد کردی، جبکہ بنوں میں سیکڑوں مذہبی کارکنوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہاں موجود ایک فیملی پارک کو بند کردیا جائے تاکہ جوڑوں کو وہاں آنے سے روکا جاسکے۔
- خیبر پختونخوا میں کم از کم اجرت بڑھا کر 26,000 کردی گئی جو ملک میں سب سے زیادہ ہے۔
- صوبائی دارالحکومت پشاور میں مذہبی اقلیتوں پر ہونے والے مسلح حملوں میں تین سکھ اور ایک مسیحی پادری قتل کردیے گئے۔
- خاص طور پر صوبے کے مرکزی اور شمالی علاقوں میں ٹرانس جینڈر افراد متعدد جان لیوا حملوں کا نشانہ بنے۔

عمومی جائزہ

2022 کئی حوالوں سے، خاص طور پر سیاسی میدان میں، صوبے کے ماضی کی بھیانک بازگشت پیچھے چھوڑ گیا۔ مثال کے طور پر یہاں ایک ایسی جماعت، پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کی حکومت تھی، جس کی وفاقی سطح پر حکومت پاکستان مسلم لیگ (ن) (پی ایم ایل این) اور اس کے اتحادیوں نے اس وقت چھین لی جب قومی اسمبلی میں اپریل کے مہینے میں وزیراعظم عمران خان کو تحریک عدم اعتماد کے ذریعے ان کے عہدے سے محروم کر دیا گیا۔ اس تبدیلی کے نتائج صوبے میں بلدیاتی انتخابات کے دوسرے مرحلے میں واضح ہو گئے، جو اس وقت منعقد ہوئے جب پی ٹی آئی کی وفاقی حکومت گرنے جا رہی تھی۔ یہ انتخابات میدان جنگ بن گئے کہ جن میں ہر جانب سے اپنے مخالف کو باہر کرنے کے لیے ہر ممکنہ حربہ استعمال کیا گیا۔ یہ کھینچا تانی بلدیاتی انتخاب کے بعد بھی جاری رہی۔ صوبائی حکومت نے نومنتخب بلدیاتی حکومت کے نمائندوں کو انتظامی اور معاشی لحاظ سے بااختیار بنانے سے روکنے کے لیے ہر وہ کام کیا جو وہ کر سکتی تھی۔

اس سال تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی)، اسلامک سٹیٹ اور دیگر انتہا پسند گروہوں کی جانب سے حملوں کی تعداد اور شدت میں اضافہ ہوا۔ حملوں کا بڑا نشانہ پولیس تھی کہ جسے ٹی ٹی پی اس سے پہلے سوات سمیت کئی علاقوں سے باہر نکال چکی تھی۔ کئی سیاسی کارکن، قبائلی سردار اور حتیٰ کہ آزاد مبصرین نے یہ نکتہ اٹھایا کہ دہشت گردی کی اس لہر کا لوٹ آنا ٹی ٹی پی کے ساتھ منسلک جنگجوؤں کے ساتھ پی ٹی آئی کی 'صلح' کی پالیسی کا براہ راست نتیجہ ہے جنھیں اگست 2021 میں افغان طالبان کے اپنے ملک پر غلبہ پانے کے بعد افغانستان سے واپس خیبر پختونخوا میں اپنے گھروں کو آنے کی اجازت دی گئی تھی۔

فوج نے بھی ان کی بحالی کے لیے 2000 کی دہائی کی طرح، دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں کے مکینوں اور ان کے منتخب نمائندوں کو شریک کیے بغیر ٹی ٹی پی کے ساتھ مذاکرات کیے۔ پولیو کے قطرے پلانے کی مخالفت اور پولیو کے قطرے پلانے کی مہم میں شریک سرکاری اہلکاروں پر حملوں میں اضافہ ہوا۔

ماضی کے زخم ہرے کرتے ہوئے بالکل 2010 کی طرح، سیلاب نے ایک بار پھر خیبر پختونخوا کے کئی علاقوں میں تباہی مچا دی۔ ماہرین نے خبردار کیا کہ موسمیاتی تبدیلیوں، مثلاً اوسط درجہ حرارت میں اضافے، بارشوں اور برف باری کے معمولات میں تبدیلی اور گلیشیئرز کے پگھلنے کے ساتھ ساتھ جنگلات کی کٹائی، پانیوں کے رستوں پر تعمیرات، تعمیرات کے قواعد وضوابط پر عمل درآمد نہ کرنا اور بچاؤ اور بحالی کی سہولیات کے انحطاط جیسی بدانتظامی کی وجہ سے ایسے تباہ کن سیلاب معمول بن سکتے ہیں۔

قانون اور قانون سازی

سال 2022 کے آغاز میں عمران خان کے تحریک عدم اعتماد کے نتیجے میں وزارت عظمیٰ سے محروم ہونے اور اس کے بعد پی ٹی آئی کے اراکین اسمبلی کے قومی اسمبلی سے استعفوں کے بعد جاری سیاسی بحران کے باعث خیبر پختونخوا اسمبلی زیادہ قانون سازی نہ کرسکی۔ انھوں نے اعلان کیا کہ پی ٹی آئی کی صوبائی اسمبلی کے ارکان کو بھی عام انتخابات کے جلد انعقاد کے لیے دباؤ ڈالنے کی خاطر استعفے دینا پڑ سکتے ہیں۔ اس اعلان سے خیبر پختونخوا کی مقنّنہ میں قانون سازی کا عمل بری طرح متاثر ہوا۔ تاہم اس خلل سے قبل خیبر پختونخوا اسمبلی کچھ خوش آئند اور کچھ قابل اعتراض قانون سازی کر چکی تھی، زیادہ تر جلدی میں اور بغیر کسی سنجیدہ بحث کے۔ قوانین یہ ہیں:

جون میں منظور ہونے والا بچوں کے تحفظ اور فلاح و بہبود کا (ترمیمی) ایکٹ جو بچوں کے خلاف جنسی تشدد، پورنوگرافی، اعضا کی تجارت اور بچوں کی سمگلنگ جیسے جرائم پر سخت تر سزائیں دیتا ہے۔

کم از کم ماہانہ اجرت بڑھا کر 26,000 کرنا کہ جو پاکستان میں تا حال سب سے زیادہ ہے۔

صوبے بھر میں 74 لاکھ خاندانوں کے لیے صوبائی حکومت کے نمایاں صحت انصاف کارڈ کو قانونی تحفظ دینے کے لیے خیبر پختونخوا کا یونیورسل ہیلتھ کوریج ایکٹ۔

مالی خطرے سے نمٹنے کے مناسب انتظام، پائیدار سرکاری قرضے اور ٹیکس اکٹھا کرنے اور سرکاری قرضے سے متعلق حکومتی اعداد و شمار میں شفافیت لانے کے لیے خیبر پختونخوا کا مالی ذمہ داری کا ایکٹ (کے پی فسکل ریسپانسیبلٹی ایکٹ)۔

لوکل گورنمنٹ ترمیمی ایکٹ، جسے صوبے کی نو منتخب بلدیاتی حکومتوں سے کچھ اہم مالی اور انتظامی اختیارات واپس لینے پر اپوزیشن جماعتوں نے تنقید کا نشانہ بنایا۔

معاہدوں کو مضبوط بنانے اور کاروباری سرگرمیوں کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے تجارتی تنازعات کو فوری طور پر حل کرنے اور نمٹانے کی غرض سے مخصوص عدالتوں کے قیام کا تجارتی تنازعات کے حل کا ایکٹ۔

صوبائی اسمبلی نے اگست میں ایک قرارداد بھی منظور کی جس میں وفاقی اداروں سے کہا گیا کہ ضلع بنوں کی تحصیل شیوا کے رہائشیوں کو ان کے علاقے سے دریافت ہونے والی قدرتی گیس کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ پی ٹی آئی کے رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے پیش کئی قرارداد میں یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ مقامی رہائشی افراد نو دریافت شدہ گیس کو ملک کے دوسرے علاقوں تک پہنچانے کے لیے گیس پائپ لائن بچھانے کی اس لیے مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ انھیں یقین ہے کہ انھیں اس سہولت کے استعمال کے اولین حق دار ہونے سے محروم کیا جا رہا ہے۔ بعد میں، دسمبر کے وسط میں صوبائی اسمبلی نے اپوزیشن کی شدید مخالفت کے دوران وزرا کی (تنخواہوں، الاؤنس اور مراعات) کے ایکٹ میں ترمیم کی، اپوزیشن

نے الزام لگایا تھا کہ یہ ایکٹ حکمران پی ٹی آئی کی جانب سے ان لوگوں کو 'استثنائی تحفظ' فراہم کیا گیا ہے جنھوں نے صوبائی حکومت کے ہیلی کاپٹر غیر قانونی طور پر استعمال کیے ہیں۔[2]

انصاف کی فراہمی

پشاور ہائی کورٹ نے 2022 میں تیل کی دریافت، سڑکوں کی تعمیر، سیمنٹ کے شعبے کو گیس کی فراہمی مختص پارک، ٹک ٹاک پر پابندی اور بجلی کے بلوں میں فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ کی مد میں اضافے کو ختم کرنے جیسے کئی مقدمات سنے جو انتظامی معاملات میں حکم صادر کرنے تک پہنچے۔

مئی میں پشاور ہائی کورٹ نے خیبر پختونخوا کے تین ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کی صوبائی ہائی کورٹ ترقی کی توثیق پر پارلیمانی کمیٹی کے انکار کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔[3] عدالتی تقرر میں پارلیمان کے کردار سے متعلق دیگر متعدد فیصلوں کی طرح، اس فیصلے میں لکھا گیا کہ اراکین پارلیمنٹ، چیف جسٹس آف پاکستان کی سربراہی میں قائم جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کی تجویز پر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے کسی جج کے تقرر کو مسترد کرنے کا آئینی اختیار نہیں رکھتے۔

اس سے ایک ماہ قبل اپریل میں پشاور ہائیکورٹ نے شہر کی ضلعی انتظامیہ کو ٹریفک جام کی روک تھام کی خاطر احتجاج کے لیے جگہ مختص کرنے کی ہدایت کی۔[4] عدالت نے ایک سینئر صحافی کی اسی طرح کی ایک اور درخواست پر بھی سماعت کی جس میں ان تمام سیاسی اور دیگر احتجاجوں پر پابندی کی گزارش کی گئی تھی کہ جن سے سڑکیں بند اور لوگوں کی نقل و حرکت متاثر ہوتی ہے۔[5] اسی دوران ہائی کورٹ نے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے کئی فیصلے دیے۔ جنوری میں فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ لوئر دیر ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے حکومت سے اجازت کے بغیر کرش پلانٹ چلانے والے 24 لوگوں کو ایم پی او 1960 کے تحت ناحق نظر بند کر رکھا ہے۔[6] عدالت کا کہنا تھا کہ اگر یہ کسی غیر قانونی عمل میں شریک ہیں تو ان نظر بند افراد کے ساتھ ایم پی او کی بجائے متعلقہ قوانین کے تحت معاملہ کرنا چاہیے۔

فروری میں عدالت نے ایک مرحوم پولیس ملازم کے ورثا کو تلافی کی رقم کی ادائیگی میں امتیازی سلوک کے خلاف فیصلہ دیا جو 22 ستمبر 2013 کو پشاور آل سینٹس چرچ پر دہشت گردی کے حملے میں ہلاک ہوا تھا اور سپیشل کنٹریکٹ پر ملازم تھا۔[7]

اگست میں ایک نمایاں فیصلے میں پشاور ہائی کورٹ نے صوبائی حکومت کے اس نوٹیفیکیشن کو مسترد کر دیا جس میں ڈیرہ اسماعیل خان کی ضلعی انتظامیہ کو وفاقی وزیر علی امین گنڈاپور کی جانب سے شناخت کیے گئے[8] ان افراد کے خلاف فوجداری مقدمات کے اندراج کا اختیار دیا تھا جو انھوں نے ریاست کے خلاف کیے اور/یا فوجیوں کو بغاوت پر اکسایا۔

عدالت نے فیصلہ دیا کہ اس نوٹیفیکیشن کی کوئی قانونی یا آئینی حیثیت نہیں۔ ایک ماہ بعد ایبٹ آباد سرکٹ بینچ نے جمعیت علمائے اسلام (ایف) کے رہنما مفتی کفایت اللہ، ان کے دو بیٹوں اور ڈرائیور کی رہائی کا حکم دیا جنھیں پولیس نے بیگ کے استعمال کی روک تھام کے لیے حکومتی چھاپوں کے دوران ایک نانبائی کو بجلی کا جھٹکا لگانے کے خلاف احتجاج کرنے پر ایم پی او 1960 کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔[9]

ہائی کورٹ نے بھٹا مالکان کو حکم دیا کہ وہ اپنے روایتی بھٹوں کی ماحول دوست زِگ زیگ ٹیکنالوجی میں جلد از جلد تبدیلی کو یقینی بنائیں

پشاور ہائیکورٹ نے عوامی دلچسپی کے کئی دیگر معاملات پر بھی فیصلے دیے۔ اپریل میں یہ فیصلہ سامنے آیا کہ دوہری شہریت کے حامل شہری کو بلدیاتی انتخابات لڑنے سے روکا نہیں جا سکتا۔[10] مقدمہ پاکستان اور آسٹریلیا کی شہریت رکھنے والے سردار شجاع نبی کے 31 مارچ کو ایبٹ آباد کے میئر کا انتخاب جیتنے کے بعد درج ہوا تھا۔

مئی میں ہائیکورٹ نے تحفظ ماحولیات کے صوبائی ادارے کی کارروائیوں کے خلاف اپنے ہی سٹے آرڈر کو ختم کر دیا اور بھٹہ مالکان کو روایتی بھٹوں سے ماحول دوست زگ زیگ ٹیکنالوجی پر جلد از جلد منتقلی کی ہدایت کی۔[11] ججوں نے کہا کہ وہ محض اس بات پر ماحول کو خراب کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے کہ بھٹا مالکان ٹیکنالوجی منتقل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اگست میں عدالت نے دو ماہ قبل ضلع باجوڑ میں قتل کے ملزم کو مارنے اور تھانے میں توڑ پھوڑ کرنے کے الزام میں ملوث 29 افراد کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔[12]

مارچ میں پشاور ہائی کورٹ نے ضلع لوئر دیر کے ایک سینئر سول جج کو سرکاری رہائش گاہ پر ایک خاتون پر حملہ آور ہونے کا الزام ثابت ہونے پر جبری سبک دوشی کو حکم سنایا۔ حکم نامہ انکوائری ٹیم کی جانب سے جج کی دفتری قواعد کی خلاف ورزی ثابت ہونے پر جاری کیا گیا۔[13]

خیبر پختونخوا میں انصاف کی فراہمی کی سب سے بڑی آزمائش کا آغاز عدالت کے باہر ہوا جب جون میں ایک تنازع کے بعد وکلا اور سرکاری ملازمین نے کئی روز تک علامتی احتجاج کیا۔ یہ تنازعہ پشاور کے ایک وکیل سید غفران اللہ شاہ کی گرفتاری کے بعد شروع ہوا جس پر ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر کو ایک پیٹرول سٹیشن پر چھاپا مارنے سے روکنے کا الزام تھا۔ پولیس نے الزام عائد کیا کہ اس کے بعد کئی وکلا نے ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے مرکزی دروازے پر اینٹیں پھینکیں۔[14]

اکتوبر میں ہائی کورٹ نے وکلا کے خلاف پولیس کا مقدمہ خارج کر دیا۔[15]

امن عامہ

بڑھتی ہوئی عسکریت پسندی: 2022 کا آغاز شمالی وزیرستان میں عسکریت پسندوں کے ساتھ لڑائی میں چار فوجیوں کی شہادت کی خبر سے ہوا۔[16] ٹی ٹی پی نے ان شہادتوں کی ذمہ داری قبول کی۔ کچھ ہفتے بعد چار مارچ کو پشاور میں کوچہ رسالدار کے قریب ایک شیعہ مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے جمع عبادت گزاروں کے درمیان ایک خودکش حملہ آور نے دھماکا کر دیا، جس میں 56 انسانی جانیں گئیں اور کئی زخمی ہوئے۔[17] بعد میں اسلامک سٹیٹ نے یہ ذمہ داری قبول کی کہ خودکش حملہ آور اس سے منسلک تھا۔

دہشت گردی کے واقعات خاص طور پر قانون نافذ کرنے والے اداروں پر حملے دسمبر کے دوسرے نصف حصے میں اس وقت عروج پر پہنچ گئے جب بنوں جیل میں کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ کی عمارت میں زیر تفتیش 33 عسکریت پسندوں نے وہاں موجود محافظوں پر غلبہ پا کر انھیں یرغمال بناتے ہوئے افغانستان جانے کے لیے محفوظ رستے کا مطالبہ کیا۔[18] قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس عمارت کو واپس لینے میں تین دن لگے۔

2022 میں خیبر پختونخوا میں تشدد میں عمومی اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اسلام آباد میں قائم ایک تھنک ٹینک کی رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ خیبر پختونخوا میں 2022 میں تشدد کے مختلف واقعات میں 633 لوگوں نے جان گنوائی۔ ان اموات کے حساب سے 2021 کے مقابلے میں یہ 59 فیصد اضافہ ہے۔[19] دوسرے صوبوں سے تقابل کیا جائے تو خیبر پختونخوا میں امن عامہ کی خوفناک صورت حال کا نقشہ سامنے آتا ہے۔

عسکریت پسندی کے ردعمل میں حکومتی پس وپیش: دہشت گردی کی ابھرتی ہوئی لہر پر حکومت کا ردعمل غیر فیصلہ کن اور غیر موثر تھا۔ آغاز میں ان خبروں کی تردید کی گئی کہ سوات سمیت کئی اضلاع میں عسکریت پسند تنظیمیں دوبارہ منظم ہو رہی ہیں۔ مثال کے طور پر اکتوبر میں انسپکٹر جنرل پولیس معظم جاہ انصاری نے میڈیا کو بتایا کہ سوات میں کوئی دہشت گرد نہیں اور صورت حال قابو میں ہے۔[20] دوسری طرف کئی اضلاع کے مقامی افراد گذشتہ پانچ ماہ سے ان اضلاع میں ٹی ٹی پی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بڑھتی ہوئی موجودگی کے باعث ٹارگٹ کلنگ اور بھتا لیے جانے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ کچھ صوبائی وزرا سے بھی تحفظ کے لیے رقوم کا مطالبہ کیا گیا۔[21] اکتوبر میں متعدد مواقع پر سوات اور شانگلہ کے ہزاروں رہائشی عسکریت پسندوں کے حملوں کے خلاف احتجاج کی غرض سے سڑکوں پر نکلے۔[22]

حکومت نے اعلان کیا کہ وہ رمضان کے اسلامی مہینے میں امن یقینی بنانے کے لیے ٹی ٹی پی کے ساتھ مذاکرات کرے گی؛ جون میں فوج کی سربراہی میں ہونے والے مذاکرات ٹی ٹی پی کی جانب سے کے پی میں شامل کیے گئے سابق قبائلی علاقوں کے انضمام کا فیصلہ واپس لینے کا غیر معمولی مطالبہ سامنے آنے پر ناکام ہو گئے۔[23] بعد ازاں حکومت نے مختلف اضلاع میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی موجودگی بڑھا دی۔ پولیس کے صوبائی سربراہ کے مطابق صرف سوات میں مشکوک عناصر کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے کے لیے پولیس 18 چیک پوسٹیں قائم کر رہی تھی۔

خیبر پختونخوا کے لوگوں نے عسکریت پسندی کے دوبارہ آغاز کے خلاف سوات، شمالی وزیرستان اور صوبے کے دیگر حصوں میں کئی مظاہرے کیے

پولیس کا ردعمل: تاہم خیبر پختونخوا کے عوام ان حکومتی اقدامات سے مطمئن نہیں تھے۔ انھوں نے سوات، شمالی وزیرستان اور صوبے کے دیگر علاقوں میں کئی احتجاجی مظاہرے کیے۔ دسمبر 2014 میں آرمی پبلک سکول پر حملے میں جاں بحق ہونے والے پانچ بچوں اور اساتذہ کی ماؤں نے، حکومت کی مدعیوں کو اعتماد میں لیے بغیر 'دہشت گردوں کے ساتھ مفاہمت' کے خلاف جولائی میں پشاور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی۔[24]

اکتوبر کے اواخر میں مالاکنڈ ڈویژن سے تعلق رکھنے والے سرکردہ رہائشیوں اور سیاست دانوں نے ایک بڑے جرگے میں اعلان کیا کہ وہ اپنے علاقوں میں عسکریت پسندی سے نمٹنے کے لیے 'نہ تو کوئی امن دستہ بنائیں گے' اور نہ ہی 'کسی فوجی آپریشن کی حمایت کریں گے'۔[25]

عسکریت پسندوں کے حملے: عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی) کے دو رہنماؤں، پی ٹی آئی کے صوبائی اسمبلی کے ایک رکن[26]، پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے ایک سینیٹر[27] اور خیبر پختونخوا اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر پر عسکریت پسندوں کی جانب سے خطرناک حملے ہوئے جن میں وہ خوش قسمتی سے بچ گئے۔ بجنور میں جمعیت علمائے اسلام (جے یو آئی ایف) سے تعلق رکھنے والے دو سینئر رہنما[28] اور شمالی وزیرستان میں امن کے لیے کام کرنے والے متعدد کارکن مختلف ٹارگٹ حملوں میں دم توڑ گئے[29]۔ ٹی ٹی پی کے عسکریت پسندوں نے سوات میں ایک فون کمپنی کے ملازمین کو اغوا کیا، دو صنعتی اداروں اور ایک سرکاری ہسپتال پر حملہ کیا اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کم از کم پانچ چیک پوسٹوں پر حملہ کیا۔

جرائم اور پولیس کی زیادتیاں: خیبر پختونخوا پولیس کے اعداد و شمار کے مطابق 2022 میں کم از کم 3,345 افراد قتل ہوئے جبکہ غیرت کے نام پر قتل کے 103 اور جنسی زیادتی کے 277 جرائم کے مقدمات درج ہوئے۔ (جدول 1) پولیس مقابلوں کی تعداد 108 تھی۔

جدول1: خیبر پختونخوا میں 2022 میں ہونے والے جرائم کے اعداد وشمار

جرم	تعداد
جنسی زیادتی	277
اجتماعی زیادتی	2
قتل	3,345
غیرت کے نام پر قتل	103
عورتوں پر گھریلو تشدد	465
تیزاب گردی	0
توہین مذہب کے مقدمات	47
فرائض کی ادائیگی کے دوران قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ملازمین کا قتل	187
پولیس مقابلے	108

ذرائع: ایچ آر سی پی کی درخواست پر خیبر پختونخوا پولیس نے فراہم کیے۔

قیدخانے اور قیدی

قیدیوں کی گنجائش : خیبر پختونخوا کے محکمہ جیل خانہ جات کے اعداد وشمار کے مطابق صوبے کی 38 جیلوں میں 13,106 افراد کی منظور شدہ گنجائش کی بجائے 14,079، یعنی 7 فیصد زیادہ، قیدی موجود ہیں۔ زیر تفتیش قیدی سزا یافتہ مجرم قیدیوں کے مقابلے میں انتہائی زیادہ یعنی 1 کے مقابلے میں 4.4 ہیں۔ جدول 2 میں خیبر پختونخوا میں قیدیوں کی تعداد کے بارے میں مزید اعداد وشمار درج ہیں۔

جدول2: خیبر پختونخوا میں 2022 میں قیدیوں کے اعداد وشمار

مرد قیدیوں کی کل تعداد	13,394
خواتین قیدیوں کی کل تعداد	171
نابالغوں کی کل تعداد	514
زیر تفتیش قیدیوں کی کل تعداد	11,034
سزایافتہ قیدیوں کی کل تعداد	2,513
وہ بچے جو ماؤں کے ساتھ جیل میں ہیں	33
سزائے موت کے قیدیوں کی تعداد	152

ذرائع: ایچ آر سی پی کی درخواست پر محکمہ جیل خانہ جات خیبر پختونخوا نے فراہم کیے۔

مقدمات کی آن لائن سماعت: 2022 کے دوسرے نصف حصے میں پشاور ہائی کورٹ نے ایک ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کو شہر کی جیلوں کا دورہ کرنے کا حکم دیا تا کہ دیکھا جا سکے کہ آیا جن قیدیوں کو صرف معمول کی عدالتی پیشیوں کی ضرورت ہے، ان کی آن لائن عدالتی کارروائی ممکن ہے۔ بعد ازاں ایک حکومتی بیان میں کہا گیا کہ جیل سے ہر ہفتے تقریباً 280 قیدی سماعت کے لیے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ میں لائے جاتے ہیں؛[30] ان کی نقل و حرکت، ان کی حفاظت اور جیل سے عدالت کے درمیان سفر کے لیے مالی اور انتظامی وسائل کی ضرورت سمیت کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ پہلی تجرباتی آن لائن سماعت اکتوبر میں ہوئی جب 20 قیدیوں کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اشفاق تاج اور جوڈیشل مجسٹریٹ حسن محبوب کی عدالت میں ویڈیو لنک کے ذریعے پیش کیا گیا۔[31]

جبری گمشدگیاں

جبری گمشدگیوں کے انکوائری کمیشن (COIED) نے بتایا کہ خیبر پختونخوا میں 2022 میں 202 کیس درج ہوئے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کمیشن کے 2011 میں قیام کے بعد سے دسمبر 2022 کے اختتام تک 3,369 واقعات درج ہوئے۔ ان میں سے 595 افراد گھروں کا واپس آئے، 818 حراستی مراکز میں اور 119 جیلوں میں پائے گئے، جبکہ 11 برس کے عرصے میں 66 افراد کی لاشیں ملیں۔ سال کے اختتام پر کمیشن کے پاس اب تک صوبے میں جبری گمشدگیوں کے 1,334 مقدمات حل طلب ہیں۔

سزائے موت

ایچ آر سی پی کے خبروں کی بنیاد پر جمع کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق خیبر پختونخوا میں 2022 میں کسی کو بھی پھانسی نہیں دی گئی، جبکہ اس سال 11 مقدمات میں سزائے موت سنائی گئی۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

خیبر پختونخوا کی چھوٹی سی غیر مسلم آبادی کی زندگی عقیدے کی بنیاد پر تشدد کے حوالے سے ہمیشہ ہی خطرات کی زد میں تھی لیکن 2022 میں یہ خطرات مزید بڑھ گئے۔ اس قسم کا پہلا واقعہ جنوری میں پیش آیا جب ایک مسیحی پادری ولیم سراج کو قتل کر دیا گیا؛ اس حملے میں ایک اور پادری زخمی بھی ہوا۔[32] اسی دن پشاور میں ایک سکھ کو قتل کر دیا گیا۔

مارچ میں شہر کے سکیم چوک کے علاقے میں ایک احمدی ڈاکٹر کے کلینک پر حملہ کیا گیا۔[33] وہ اس وقت کلینک میں موجود نہیں تھا لیکن ایک مسلمان مریض ہلاک ہو گیا اور ایک اور زخمی ہوا۔ اپریل میں ضلع سوات میں پولیس نے ایک سکھ لڑکے کو بازیاب کرایا جسے لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک خود ساختہ مسلم روحانی عامل نے اغوا کر رکھا تھا۔ [34] اس نے لڑکے کو پانچ ماہ تک قید کیے رکھا اور اس کے والد سے 55 لاکھ روپے تاوان لینے کے باوجود رہا نہیں کیا تھا۔ ایک ماہ بعد مئی کے مہینے میں پشاور کی سکھ برادری کے دو ارکان کو ان کی مسالوں کی دکانوں پر نامعلوم اسلحہ برداروں نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔[35]

اظہار رائے کی آزادی

آزادی صحافت پر پابندیاں: خیبر پختونخوا کے کئی حصوں میں سارا سال آزادی اظہار رائے دباؤ کا شکار رہی۔ مئی کے دوسرے ہفتے میں ضلع خیبر کے باڑہ کے علاقے سے ایک صحافی خادم آفریدی کو اینٹی ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ کے عہدیداروں نے اس وقت اٹھا لیا جب وہ مقامی پریس کلب سے گھر واپس جا رہا تھا۔ اس پر ایک دہائی قبل ایک پولیس افسر کو قتل کرنے کا الزام تھا۔ بعد میں اسے ایک عدالت نے ضمانت پر رہا کر دیا۔[36] اکتوبر میں ضلع لوئر دیر میں پولیس کی ایلیٹ فورس نے ایک مقامی صحافی احسان اللہ شاکر سے اس کا کیمرا اور موبائل فون چھین لیا جو ان طلبہ کی ویڈیو بنا رہا تھا جو امتحانی پرچوں میں 'غیر منصفانہ' نمبر دیے جانے پر احتجاج کر رہے تھے۔[37]

ڈیجیٹل حقوق: مئی کے وسط میں ضلع باجوڑ کے رہائشیوں نے انٹرنیٹ سروسز کی بحالی کا مطالبہ کرتے ہوئے احتجاجی جلوس نکالا جو ان کے علاقے میں دو ماہ قبل بظاہر سیکیورٹی کی وجوہات پر بند کر دی گئی تھیں۔ [38] جون میں پشاور ہائی کورٹ کو پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) نے اطلاع دی کہ سوشل میڈیا ایپ ٹک ٹاک سے قابل اعتراض مواد ہٹانے کے عدالتی حکم پر عمل درآمد ہو گیا ہے۔ پی ٹی اے نے عدالت کو یہ بھی بتایا کہ وہ اس کمپنی کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھے جو ٹک ٹاک چلاتی ہے اور اسے 'غیر اخلاقی' مواد شیئر کرنے والے اکاؤنٹس کو معطل کرنے اور بعد ازاں بند کرنے کا طریقہ کار تجویز کیا۔[39]

انسانی حقوق کے محافظ پروفیسر ایم اسماعیل اور ان کی بیوی کو نفرت پر مبنی تقریر کرنے اور سائبر ٹیررازم کے من گھڑت الزامات میں مقدمات کا سامنا رہا، اور دسمبر میں انہی الزامات کی بنیاد پر ایک مقامی عدالت نے مجرم ٹھہرایا۔[40]

اجتماع کی آزادی

اگست میں پولیس نے سوات میں سیکیورٹی فورسز کے خلاف مبینہ نعرے بازی پر کئی امن مظاہرین کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔[41] اکتوبر کے آخر میں جنوبی وزیرستان کے لوگوں نے تھری جی اور فور جی انٹرنیٹ سہولیات کی علاقے میں عدم موجودگی کے خلاف احتجاج کیا۔ انھوں نے دھمکی دی کہ اگر انھیں انٹرنیٹ کی تیز تر سہولت تک رسائی نہ دی گئی تو حکومت کی پولیو ویکسین مہم کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ بعد ازاں پولیس نے بچوں کو پولیو کے قطرے پلوانے سے انکار کرنے پر 19 افراد کو گرفتار کر لیا۔[42]

احتجاج کرنے والوں پر ریاستی تشدد: صوبے میں اجتماع کی آزادی دباؤ کا شکار رہی، عوامی رائے کے ساتھ ساتھ حکام اس کے جائز استعمال پر تقسیم کا شکار رہے۔ جب ایک طرف، معاشرے کے کچھ طبقوں نے مختلف مسائل پر احتجاج کے لیے رستوں تک رسائی محدود کر دی تو دیگر نے احتجاج کو عوام کے لیے پریشان کن قرار دیا۔ سرکاری عہدیداروں نے اپنے حساب سے احتجاج کرنے والوں کو منتشر کرنے اور بند سڑکوں کو کھولنے کے لیے اکثر طاقت کا استعمال کیا۔

مئی کے دوسرے ہفتے میں پولیس نے پشاور میں صوبائی اسمبلی کی عمارت کے باہر لاٹھی چارج اور آنسو گیس پھینکنے کے بعد ورکرز ویلفیئر بورڈ کے 19 ملازمین کو گرفتار کر لیا، یہ لوگ کچھ خواتین سمیت اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ اپنی ملازمتوں کو مستقل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے احتجاج کر رہے تھے۔[43] پولیس نے ان پر غیر قانونی طور پر سڑکوں تک رسائی میں رکاوٹ کا الزام لگایا۔

اگست میں پشاور میں پولیس نے احتجاج کرنے والے دیہات اور مضافات کی کونسلوں کے سیکرٹریوں کے خلاف لاٹھی چارج اور آنسو گیس استعمال کرتے ہوئے متعدد کو زخمی کر دیا کیونکہ مبینہ طور پر انھوں نے سڑکیں بلاک کر رکھی تھیں اور ٹریفک میں خلل کا سبب بنے ہوئے تھے۔[44] پولیس نے احتجاج کرنے والے 30 ایسے افراد کو بھی گرفتار کیا جو صوبائی حکومت سے اپنی تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ کر رہے تھے۔

اکتوبر کے اوائل میں ضلع لوئر دیر کی پولیس نے مقامی طلبہ کا احتجاج ختم کرانے کے لیے ہوائی فائرنگ اور لاٹھی چارج کا استعمال کیا۔ انھوں نے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں کم نمبر آنے کے بعد سڑکیں بند کر رکھی تھیں۔[45] دسمبر کے آخر میں پولیس نے پشاور میں احتجاجی جلوس کو منتشر کرنے کے لیے لاٹھی چارج اور آنسو گیس استعمال کرتے ہوئے سکول کے درجنوں اساتذہ گرفتار کر لیے۔ وہ اپنی تنخواہوں میں اضافے اور الاؤنس کی بحالی کا مطالبہ کر رہے تھے۔[46] بعد ازاں پرائمری سکول ٹیچرز ایسوسی ایشن نے پولیس کے اس عمل کے خلاف صوبے بھر میں طلبہ کے 15,000 سرکاری پرائمری سکول ایک دن کے لیے احتجاجاً بند کیے رکھے۔

احتجاج کرنے والوں کے لیے مخصوص مقام: مسئلے کی پیچیدگی کے پیش نظر انتظامی اور عدالتی حکام کو ایک ایسا حل وضع کرنے پر مجبور کر دیا کہ جس سے مظاہرین عوام کے لیے مسائل پیدا کیے بغیر اپنی آواز اٹھا سکیں۔ اسی لیے، اپریل میں ضلعی انتظامیہ نے پشاور کے تاریخی جناح پارک کو عوامی احتجاج کے لیے مخصوص کر دیا۔[47] یہ حکم نامہ، ایک سینئر صحافی سمیت کئی شہریوں کی جانب سے، شہر کی مصروف شاہراہوں اور کمرشل علاقوں میں احتجاج کو ممنوع قرار دینے کی درخواست کے بعد، پشاور ہائی کورٹ کی جانب سے سامنے آیا۔ یہ حل نا قابل عمل ثابت ہوا کیوں کہ یہ ایک تو پشاور تک محدود تھا اور دوسرے ضلعی انتظامیہ کی عوامی احتجاج کو قانونی دائرے میں رکھنے اور ان سے پرامن طور پر نمٹنے کی نہ تو تربیت تھی نہ صلاحیت۔

احتجاج کرنے والوں کی جانب سے تشدد: حقیقی یا متصورانہ مذہبی توہین پر مشتعل ہجوم کہ جس نے اکثر پرامن اجتماع کی آزادی کے حق کی خلاف ورزی کی، اس سال انتظامی اداروں کے لیے ایک اور اہم مسئلہ رہا جس سے نمٹنے میں وہ ناکام رہے۔ ضلع کرم میں ایک دکاندار نے ایک گاہک پر الزام لگایا کہ ان دونوں کے درمیان جھگڑے کے دوران اس نے مذہب کے بارے میں توہین آمیز کلمات ادا کیے۔[48]

اس الزام پر ہجوم اکٹھا ہو گیا جو پہلے سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی تحویل میں آئے گاہک کو مارنے پر آمادہ تھا۔ اس کے بعد اس ہجوم نے پولیس اسٹیشن پر حملہ کر دیا اور کچھ سرکاری دفاتر میں اس بری طرح توڑ پھوڑ کی کہ ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے نیم فوجی دستوں کو گولی چلانا پڑی جس کے نتیجے میں دو افراد ہلاک ہو گئے۔

اکتوبر میں ضلع ہری پور میں پولیس نے مبینہ طور پر 33 پولیس افسروں کو زخمی کرنے اور سرکاری اور نجی املاک کو نقصان پہنچانے کے الزام میں تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) سے وابستہ 80 افراد کے خلاف انسداد دہشت گردی کے مقدمات درج کیے۔[49] یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب پولیس نے ٹی ایل پی کے مذہبی جلوس کو ایک ایسے مقام کی طرف جانے سے روکنے کی کوشش کی جہاں ایسے جلوسوں کا جانا ممنوع تھا۔

رکاوٹ ڈالنے کے لیے سیکیورٹی کا بہانہ : پرامن اجتماع کی آزادی قومی سلامتی کو درپیش فرضی یا حقیقی خطرات سے بھی متصادم رہی۔ یہی وجہ تھی کہ صوبائی حکومت نے جنوبی وزیرستان کی وانا تحصیل میں تمام عوامی اجتماعات اور جلوسوں پر پابندی عائد کرتے ہوئے دس روز کے لیے دفعہ 144 نافذ کی۔[50]

حکام نے جنوبی وزیرستان اور افغانستان کے درمیان انسانی نقل وحرکت کو روکنے کے لیے انگوراڈا کی مقامی سرحد بھی بند کر دی۔ یہ اقدامات ایک سیکیورٹی چیک پوسٹ پر حملے میں ایک فوجی میجر اور ایک سپاہی کے جاں بحق ہونے کے بعد لیے گئے۔[51]

سیاسی شرکت

خیبر پختونخوا میں 2022 کے دوران کئی نشستوں پر ضمنی انتخابات ہوئے اور پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان نے ایک کے علاوہ سب جگہ انتخابات خود لڑے۔ وہ 16 اکتوبر کو ہونے والے انتخابات میں تینوں حلقوں این اے۔22 (مردان)، این اے۔24 (چارسدہ) اور این اے۔31 (پشاور) سے کامیاب ٹھہرے۔ وہ چوتھے حلقے این اے۔ 45 کرم سے بھی جیتے جہاں امن عامہ کی خراب صورت حال کے باعث انتخابات ملتوی ہو گئے تھے۔ ان انتخابات کا پریشان کن پہلو ووٹروں میں دلچسپی کم ہونا تھا۔ درج بالا کسی حلقے میں بھی ٹرن آؤٹ 20 فی صد سے زیادہ نہ رہا۔[52] یہی رجحان ضلع سوات میں ضمنی انتخاب میں صوبائی اسمبلی کے ایک حلقے میں دیکھنے میں آیا جہاں ووٹر ٹرن آؤٹ 17 فی صد سے بھی کم رہا۔

ضمنی انتخابات سے جڑا ایک اور تنازع خیبر پختونخوا میں قومی اسمبلی کے حلقوں میں انتخابی ضابطہ کار کی سنگین خلاف ورزیوں کی صورت میں سامنے آیا، جن کی پاداش میں الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے عمران خان، خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ محمود خان اور صوبائی کابینہ کے کئی وزرا پر فی کس 50,000 روپے جرمانہ عائد کیا۔

مقامی حکومت

مقامی حکومت کے انتخابات: خیبر پختونخوا میں دوسرے مرحلے میں مقامی حکومت کے انتخابات 31 مارچ کو منعقد ہوئے۔ اس مرحلے میں صوبے کے 18 اضلاع کی 65 تحصیلوں میں انتخابات ہوئے جن میں 29,338 امیدواروں نے حصہ لیا۔ ای سی پی کے مطابق انتخابات کے دوسرے مرحلے میں 3,201 عورتوں اور 107 غیر مسلموں نے بھی حصہ لیا۔ دوسری طرف، فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (فافن) کے اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ اس مرحلے میں دستیاب نشستوں میں سے 10 فیصد پر کسی نے کاغذات نامزدگی ہی جمع نہیں کروائے۔ جن نشستوں پر انتخاب ہی نہیں ہوا ان میں 351 عام نشستیں، 533 خواتین کے لیے مخصوص، 151 کسانوں/مزدوروں کے لیے، 233 نوجوانوں اور 50 غیر مسلموں کے لیے مخصوص نشستیں تھیں۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزیاں: پریشان کن بات یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کی جانب سے اٹھائے گئے کچھ اقدامات بتاتے ہیں کہ سنجیدہ خلاف ورزیوں نے انتخابی عمل خراب کیا۔ کمیشن نے جنوری کے شروع میں لوئر دیر کی انتظامیہ کو خبردار کیا کہ وہ اس وقت کے وزیر اعظم عمران خان کو جلسے سے خطاب کرنے کی اجازت نہ دے کیونکہ ایسا جلسہ انتخابی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی ہوگی۔ الیکشن حکام نے وزیر اعلیٰ محمود خان کی اپر دیر میں انتخابی مہم کی غرض سے جانے کی درخواست بھی مسترد کر دی۔[53] ای سی پی نے صوبائی حکومت کو سرکاری ملازم ہونے کے باوجود انتخابی مہم چلانے پر مولانا فضل الرحمٰن کے چھوٹے بھائی ضیا الرحمٰن کے خلاف تادیبی کارروائی کا حکم دیا۔[54]

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ریٹرننگ افسر نے جے یو آئی۔ایف کے ایک رکن قومی اسمبلی محمد جمال الدین کو پارٹی کی الیکشن مہم میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرنے پر نوٹس بھیجا۔[55] کمیشن نے ضلع مانسہرہ میں حکمران جماعت پی ٹی آئی کے امیدوار کمال سلیم سواتی کی انتخابی مہم میں حصہ لینے پر وفاقی وزیر ریلوے اعظم خان سواتی پر 50,000 روپے جرمانہ عائد کیا۔[56] صوبائی الیکشن حکام نے ای سی پی کے مرکزی دفتر کو خط لکھا کہ اعظم خان سواتی کی جانب سے انتخابی ضابطہ اخلاق کی بار بار خلاف ورزیوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

ای سی پی نے ،انتخابی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مالاکنڈ میں عوامی اجتماع سے خطاب کرنے پر اس وقت کے وزیراعظم عمران خان، خیبر پختونخوا کے وزیراعلیٰ محمود خان، وفاقی وزرا مراد سعید اور علی حیدر زیدی، اور صوبائی وزیر شکیل خان پر 50,000 فی کس جرمانہ عائد کیا۔[57] اس سے قبل جنوری میں ایک ضمنی انتخاب میں ای سی پی نے خیبر پختونخوا کے چیف سیکرٹری اور آئی جی پولیس کو امور کشمیر کے وفاقی وزیر علی امین گنڈاپور کو انتخابی ضابطہ اخلاق کی متواتر خلاف ورزیوں پر ڈیرہ اسماعیل خان سے 'زبردستی' ضلع بدر کرنے کا حکم دیا۔[58] ان پر ڈیرہ اسماعیل خان کے میئر کے امیدوار، ان کے بھائی عمر امین گنڈاپور کی انتخابی مہم میں حصہ لینے اور علاقے میں ترقیاتی سکیموں کے اعلان کا الزام تھا۔انھیں اسی قسم کی خلاف ورزیوں پر اس سے قبل 50,000 روپے جرمانہ بھی ہو چکا تھا۔[59] ای سی پی نے عمر امین گنڈاپور کو انتخابات میں حصہ لینے کے لیے نااہل قرار دے دیا کیونکہ وہ صوبائی حکومت کے اثر رسوخ کو اپنے حق میں استعمال کرتے پائے گئے۔تاہم بعدازاں اعلیٰ عدالتوں نے انھیں اس نشست کے لیے انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت دے دی۔[60]

بلدیاتی قوانین میں تبدیلیاں: بلدیاتی انتخابات کا نتیجہ صوبے میں اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کے حوالے سے کچھ اچھا نہ رہا۔حکمران جماعت پی ٹی آئی نے پہلے مرحلے کے برعکس دوسرے مرحلے میں کسی بھی اور جماعت سے زیادہ نشستیں جیتیں، سو اس نے متعلقہ قانون میں کچھ بڑی تبدیلیاں کر کے مقامی حکومتوں کا مالی اور انتظامی اختیار اپنے پاس رکھنے کی کوشش کی۔

جون میں اے این پی سے تعلق رکھنے والے مردان شہر کے نومنتخب میئر حمایت اللہ نے ان ترامیم کے خلاف پشاور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کر دی۔انھوں نے عدالت کو بتایا کہ خیبر پختونخوا لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 میں بلدیاتی اداروں کے اختیارات اور ذمہ داریاں بالکل واضح ہیں، لیکن یہ دعویٰ کیا کہ حالیہ ترامیم نے ان اختیارات کے استعمال اور ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے عمل کو ان قوانین کے تابع کر دیا ہے جو صوبائی حکومت بنائے گی۔[61]

اپریل میں ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ صوبائی حکومت گذشتہ تین برسوں میں صوبے میں 'دو طرح کے نئے بلدیاتی نظام حکومت' کو چلانے کے لیے 'قواعد وضوابط طے کرنے میں ناکام' رہی۔یہ قواعد اس طریق کار کا تعین کرتے ہیں جس کے ذریعے منتخب نمائندوں کو اپنے اختیارات استعمال اور ذمہ داریاں ادا کرنا چاہییں۔[62]

خواتین

کم سیاسی شمولیت : 2022 میں خیبر پختونخوا میں عورتوں کی حالت زار گذشتہ برس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں رہی۔ بلدیاتی انتخابات کے دوسرے مرحلے میں حصہ لینے والی 3,000 خواتین میں سے صرف 33 نے عام نشستوں پر انتخاب میں حصہ لیا۔ باقیوں نے مخصوص نشستوں پر انتخاب لڑا، جن میں سے 533 نشستوں کے لیے ایک بھی عورت نے کاغذات نامزدگی داخل نہ کروائے۔

انتخابات میں خواتین ووٹروں کی شمولیت مردوں کے مقابلے میں بہت ہی کم رہی۔ خبروں کے مطابق صوبے کے مرکزی اور شمالی علاقوں کے کئی اضلاع میں صرف چند خواتین ہی گھروں سے باہر نکلیں۔ صوبے میں اکتوبر میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں فافن کے انتخابی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ این اے۔31 (پشاور) میں عورتوں کے 43 پولنگ سٹیشنوں، این اے 24 (چارسدہ) میں عورتوں کے 9 پولنگ سٹیشنوں اور این اے۔22 (مردان) کے تین پولنگ سٹیشنوں پر خواتین ووٹروں کا ٹرن آؤٹ 10 فیصد سے بھی کم رہا۔ این اے۔22 (مردان) میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اسلم کلی میں قائم عورتوں کے ایک پولنگ سٹیشن پر 1,348 رجسٹرڈ ووٹروں میں سے کسی ایک نے بھی ووٹ نہیں ڈالا۔

عوامی مقامات تک محدود رسائی: عوامی حلقوں میں عورتوں کے کم نظر آنے کے تناظر میں، انتخابی عمل میں عورتوں کی کم شمولیت ہی واحد منفی اشارہ نہیں تھا۔ مردوں نے ان کے نقل و حرکت کی آزادی کے حق پر سنگین پابندیاں لگانے کی کوشش کی۔ اسی طرح کے ایک واقعے میں، جولائی کے وسط میں ضلع باجوڑ کی تحصیل سالارزئی میں مقامی قبائلی عمائدین کے مردوں پر مشتمل جرگے نے مقامی خواتین کو سیر و سیاحت کے مقامات پر جانے سے منع کر دیا۔[63] انھوں نے عہد کیا کہ اگر حکومت ایک دن کے اندر اندر یہ پابندی نہیں لگائے گی تو وہ خود یہ پابندی نافذ کر دیں گے۔ یہ جرگہ جے یو آئی ایف کی مقامی قیادت نے بلایا تھا، جو وفاقی سطح پر حکومت کی اتحادی تھی۔ دوسرا واقعہ اس سے ایک ماہ سے بھی کم عرصے میں ہوا، جب سیکڑوں مذہبی کارکنوں نے چھاونی کے علاقے میں حکومت کی جانب سے بنائے گئے ایک فیملی پارک کو بند کرانے کے لیے بنوں شہر میں جلوس نکالا۔[64] وہ اس بات پر مشتعل تھے کہ 14 اگست کو ہزاروں جوڑے اس پارک میں گئے جو مقامی روایات کے لیے باعث لعنت ہے۔

عورتوں پر تشدد: 22 فروری کو پشاور ہائی کورٹ نے صوبائی حکومت کو ضلع کرم کی ایک عورت اور اس کے شوہر کو حفاظت فراہم کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس کے مرد رشتہ داروں نے اسے مرضی سے شادی کرنے کی پاداش میں قتل کرانے کے لیے کرائے کے قاتل حاصل کیے تھے۔[65] سارا سال مقامی پولیس اور قبائلی عمائدین میں سے کسی نے بھی اس کی حفاظت کی ذمہ داری قبول نہیں کی سو وہ شیلٹر ہوم میں رہنے پر مجبور رہی۔

صوبے میں عورتوں پر تشدد روک ٹوک کے بغیر جاری رہا۔ فروری میں ضلع بنوں کے علاقے باکا خیل میں ایک خاتون اور اس کے مبینہ عاشق کو اس کے بہنوئی نے قتل کر دیا۔[66] اگست میں پشاور میں داؤدزئی کے علاقے میں دو بہنوں سمیت تین خواتین کو، ان کے بھائیوں نے غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔[67] ستمبر میں مدرسہ کی ایک چوبیس سالہ استاد پشاور کے بڈھ بیر کے علاقے میں گھر سے غائب ہوگئی اور بعد میں مردہ حالت میں ملی؛ مقامی پولیس کے مطابق اسے مرد رشتہ داروں نے غیرت کے نام پر قتل کیا۔[68]

ستمبر میں ضلع صوابی کی راز ار تحصیل میں گھریلو جھگڑے پر ایک حاملہ عورت کو اس کے شوہر اور سسر نے قتل کر دیا۔[69] اکتوبر میں ضلع چارسدہ میں پولیس نے ایک گھر کے صحن میں دفن ایک عورت کی لاش نکالی جسے اس کے شوہر اور ساس نے قتل کیا تھا۔[70] بعد میں اسی ماہ، ضلع چارسدہ ہی میں خاندان کی عزت کو 'نقصان' پہنچانے پر ایک خاتون اور اس کی بیٹی کو شوہر اور سسرال والوں نے قتل کر دیا۔[71]

ٹرانس جینڈر افراد

خطرناک سطح کا تشدد: مارچ کا مہینا کے پی میں ٹرانس جینڈر افراد پر تشدد کا حوالہ بن گیا۔ 13 مارچ کو پانچ ٹرانس جینڈر افراد اس وقت زخمی ہو گئے جب ان کے ایک سابق ناراض عاشق نے مانسہرہ میں ان پر گولیاں چلا دیں۔[72] زخمیوں میں سے ایک کچھ دن بعد ہسپتال میں چل بسا۔ 17 مارچ کو ایک ٹرانس عورت چاند کو مردان میں قتل کر دیا گیا جبکہ ایک اور ہنی نامی، زخمی ہوگئی جب ایک سابقہ جنسی ساتھی نے ان پر گولی چلادی[73]۔ 25 اور 26 مارچ کی درمیانی شب

مارچ کے مہینے میں خیبر پختونخوا میں خواجہ سرا افراد کے خلاف تشدد کے واقعات میں تسلسل دیکھا گیا

مردان میں چارسدہ روڈ پر نامعلوم موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے ایک اور ٹرانس جینڈر صادق عرف کوکونٹ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور ایک اور سلمان عرف وارا نامی زخمی ہو گیا۔[74]

25 مارچ کو ایک ٹرانس عورت مانو کو ادھار رقم کی واپسی کا مطالبہ کرنے پر اس کے دوست ثنا اللہ نے قتل کر دیا۔[75]

اسی ماہ پولیس نے پشاور کے چمکنی پولیس اسٹیشن کی حدود میں ایک ٹرانس جینڈر کو اغوا کرنے کی کوشش کرنے والے پانچ افراد کو گرفتار کر لیا۔

جولائی کے اواخر میں پشاور کے دلازک روڈ کے علاقے میں ایک ٹرانس جینڈر فرد کو قتل کر دیا گیا۔[76] اس کے بعد ستمبر میں پشاور کے پہاڑی پورہ پولیس اسٹیشن کے قریب مسلح حملے میں تین ٹرانس جینڈر افراد اور ان کا ڈرائیور زخمی ہو گئے۔[77] ایچ آر سی پی فیکٹ فائنڈنگ مشن کو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ زخمی ہونے والوں میں سے ایک فرد نینا اور ملزم کے درمیان ذاتی جھگڑے کا نتیجہ تھا جو اس کی ٹیم کے ایک جونیئر رکن کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا۔[78]

تشدد کی شدت کو نظر انداز نہیں کیا گیا: ٹرانس جینڈر افراد کے حقوق کے کئی داعیوں نے 29 مارچ کو پشاور میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے ٹرانس کمیونٹی کے ارکان پر حملوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ انھوں نے حکومت سے ٹھوس حفاظتی اقدامات کا مطالبہ بھی کیا۔[79]

ٹرانس جینڈر قانون پر ردعمل: انسانی حقوق کے علمبرداروں نے یہ نکتہ اٹھایا کہ خیبر پختونخوا میں ٹرانس جینڈر افراد کے خلاف تشدد کی بلند سطح کے اسباب یہ ہیں کہ صوبے میں ان کے حقوق کے تحفظ اور بہتری کے لیے کوئی خاص قانون موجود نہیں۔ ایچ آر سی پی نے یہ بھی دیکھا کہ کچھ مخصوص 'مذہبی سیاسی جماعتوں' نے وفاقی ٹرانس جینڈر پرسنز (تحفظ حقوق) ایکٹ 2018 کے بارے میں 'غلط معلومات پھیلا کر' اس قانون کو متنازع بنا دیا، جس نے ٹرانس جینڈر افراد کے خلاف تشدد کے مجرموں کو کھلی چھوٹ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

بچے

جنسی زیادتی کے خلاف قانون سازی: جون میں خیبر پختونخوا اسمبلی نے بچوں کا تحفظ اور فلاح و بہبود (ترمیم) ایکٹ 2022 منظور کیا۔[80] 2020 میں ضلع نوشہرہ میں ایک کمسن بچی کے ساتھ جنسی زیادتی اور قتل کے تناظر میں بننے والے ترمیم شدہ ایکٹ میں لائی گئی تبدیلیاں سول سوسائٹی کے لوگوں اور صوبائی اسمبلی کی ایک سپیشل کمیٹی سمیت متعدد فورموں پر زیر بحث رہیں۔ یہ ایکٹ ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے ہے جو بچوں کے اعضا کی تجارت، بچوں کی پورنوگرافی اور بچوں کی خرید و فروخت، بچے کو جنسی عمل پر اکسانے یا بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی میں ملوث ہوں۔ یہ قانون جنسی زیادتی کے مجرموں کا رجسٹر مرتب کرنے اور ان رجسٹرڈ مجرموں کو کہیں ملازمت دیے جانے کو قابل سزا جرم قرار دینے کا حکم بھی دیتا ہے۔

کم سنوں کے خلاف جاری مسلسل تشدد: ان کڑی تبدیلیوں کے باوجود خیبر پختونخوا کے بچوں کی حالت زار میں کوئی فرق دیکھنے میں نہیں آیا اور 2022 میں سارا سال جنسی اور جسمانی تشدد کے مقدمات سامنے آتے رہے۔ اپریل میں سوات کے رحیم آباد کے علاقے میں ایک کمسن بچی پر ایک مرد نے حملہ کیا؛ ملزم کو گرفتار کرنے میں پولیس کی ناکامی پر مقامی سول سوسائٹی نے احتجاجی مظاہرے کیے۔[81] جولائی میں چارسدہ میں دریائے جندی کے کنارے پر ایک چار سالہ لڑکی مردہ ملی؛ وہ ایک دن قبل گھر سے غائب ہوئی تھی۔[82] جولائی کے اواخر میں پشاور میں پولیس نے تین کمسن بچیوں پر جنسی زیادتی اور دو کو قتل کرنے کے جرم میں ایک نوجوان کو گرفتار کر لیا۔[83] ستمبر میں ضلع چارسدہ میں ایک سات سالہ لڑکی کی لاش کوڑے کے ڈھیر پر پڑی ملی؛ وہ چند دن قبل غائب ہوئی تھی۔[84]

2022 میں لڑکوں پر تشدد کے واقعات بھی سامنے آئے۔ ستمبر میں ضلع چارسدہ سے تعلق رکھنے والے ایک 11 سالہ لڑکے کے ساتھ ایبٹ آباد میں اس کے ہمسائے نے زیادتی کی جو اسے کام اور تعلیم دلوانے کے بہانے لے کر گیا تھا۔[85] بعد ازاں اسی ماہ پولیس نے مدرسہ کے تین اساتذہ کو، ایک ویڈیو وائرل ہونے کے بعد کہ جس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ تین کمسن طلبہ کو باندھ کر مار رہے ہیں، کوہاٹ شہر سے گرفتار کر لیا۔[86] اکتوبر کے آخر میں ضلع کوہاٹ کی پولیس نے ایک ایسے آدمی کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا جس نے ایک چھ سالہ بچے کو جنسی زیادتی کے بعد مار دیا تھا؛ بچے کی لاش تالاب بانڈا کے علاقے سے ایک کنویں سے برآمد ہوئی۔[87]

عدلیہ کا ردعمل: بچوں پر تشدد کے مجرموں کو سزا کے اس سال کے دوران کئی اہم فیصلے دیے گئے۔ جولائی میں ہری پور میں ایک ایڈیشنل اینڈ سیشن جج نے چھ اساتذہ کو غفلت برتنے پر مجرم ٹھہرایا اور انھیں ایک طالب علم کو ہرجانے کی ادائیگی کا حکم دیا کہ جو سات سال قبل غازی ٹاؤن کے ایک سکول میں صبح کی اسمبلی میں بجلی کا جھٹکا لگنے سے ایک بازو اور ٹانگ سے محروم ہو گیا تھا۔[88] بچے کو اساتذہ نے قومی پرچم لہرانے کے لیے لوہے کا ڈنڈا کھڑا کرنے کا کہا تھا، لیکن وہ ڈنڈا اوپر سے گزرتی ہوئی بجلی کی ہائی وولٹیج تاروں سے ٹکرا گیا۔ اس کے نتیجے میں ہونے والے دھماکے میں وہ لڑکا موقع پر وفات پا گیا تھا جبکہ آٹھ دیگر بری طرح جھلس گئے تھے۔ جولائی ہی میں ضلع کوہاٹ کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشنز جج نے ایک آدمی کو اپنی 14 سالہ بیٹی پر جنسی حملے کے جرم میں سزائے موت سنائی۔ یہ مقدمہ دسمبر 2020 میں درج ہوا تھا۔[89] اگست میں ضلع نوشہرہ کے اڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشنز جج نے دسمبر 2019 کے دوران ایک طالب علم سے جنسی زیادتی کے جرم میں مدرسے کے ایک استاد کو عمر قید کی سزا سنائی۔[90]

اسی طرح بے گھر بچوں کی حفاظت یقینی بنانے کے لیے پشاور ہائیکورٹ نے خیبر پختونخوا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو مارچ میں یہ پتا لگانے کا حکم دیا کہ ایسے بچوں میں نشے کا رجحان کیوں بڑھ رہا ہے۔[91] عدالت نے ادارے کو مختلف پناہ گاہوں کی اور ان میں رہنے والے بے گھر بچوں کی تعداد اور تفصیلات فراہم کرنے کا حکم دیا تا کہ ان کی زندگی بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے جا سکیں۔

محنت کش

کم سے کم اجرت میں اضافہ: 2022 میں خیبر پختونخوا مزدوروں کی کم سے کم اجرت سب سے زیادہ طے کرنے کے اعلان کے ساتھ دیگر صوبوں پر بازی لے گیا۔ 2022/23 کے صوبائی بجٹ کی تجاویز کے مطابق صوبائی حکومت نے یک مُشت 5,000 کا اضافہ کرتے ہوئے کم سے کم ماہانہ اجرت 26,000 کر دی۔[92] اگرچہ وزیر اعلیٰ محمود خان نے اعلان کیا کہ یہ اضافہ فوری طور پر لاگو ہوگا، پتا چلا کہ صوبے میں تجارت اور صنعت سے متعلقہ لوگ اپنے ملازمین کو طے شدہ اجرت سے کم ہی ادا کر رہے ہیں۔

کان کنی کے حادثات: مزدوروں کے حقوق کے نمائندے یہ آواز اٹھاتے رہے کہ پاکستان میں مزدوروں کے لیے کام کرنے کے مقامات کے انتہائی خطرناک ہونے کی بنیادی وجہ حکومتی نگرانی کی کمی ہے۔ یہ مسئلہ اکتوبر میں ضلع کوہاٹ کے درہ آدم خیل میں ایک حادثے کے بعد اجاگر ہوا جب قانونی طور پر درکار حفاظتی انتظامات میسر نہ ہونے کے باعث ایک کان میں آگ بھڑک اٹھی، جس میں کوئلے کی کان میں کام کرنے والے تین مزدور جل کر شدید زخمی ہو گئے۔[93] اسی طرح نومبر میں صوبے کے لوئر اورک زئی علاقے میں رونما ہونے والے ایک اور حادثے میں ایک کان میں گیس بھر جانے کے نتیجے میں ہونے والے دھماکے میں 9 افراد ہلاک ہو گئے۔[94]

ملک کے اندر بے گھر افراد

2015 میں عسکریت پسندی کے خلاف شروع ہونے والے ایک فوجی آپریشن، ضربِ عضب کے نتیجے میں خیبر پختونخوا کے جنوبی علاقوں سے دس لاکھ لوگ بے گھر ہو گئے۔ ان میں سے زیادہ تر گھروں کو واپس چلے گئے، ہزاروں ابھی تک ایسا نہیں کر پائے۔ مثلاً جون 2022 میں ضلع خیبر کی وادی تیراہ میں سپاہ قبیلے کے 5000 خاندان واپس آئے لیکن انھوں نے دیکھا کہ مسلح عسکریت پسند ابھی تک علاقے میں موجود ہیں۔[95] ان میں سے کئی نے شکایت کی کہ وہ گاؤں میں اپنے گھروں میں دوبارہ آباد نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے گھر اور کاروبار مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ بعدازاں صوبائی حکومت نے جولائی میں ان خاندانوں کی بحالی کے لیے 40 ملین روپے مختص کیے اور ان سے وعدہ کیا کہ ان کی وادی میں آب پاشی اور تعلیم کا نظام فوری طور پر بحال کیا جائے گا۔[96] ان یقین دہانیوں پر ان میں سے بہت سے وطن واپسی پر مان گئے۔

تاہم، ستمبر میں فوج نے وادی تیراہ کے دو علاقوں میں مکینوں کو اپنے گھر چھوڑنے کا کہا تا کہ عسکریت پسندوں کے خلاف آپریشن کیا جا سکے۔[97] ایسے کئی خاندان جو حال ہی میں واپس آئے تھے، ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

تعلیم

2022 میں بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کی جانب سے کیے گئے ایک حکومتی سروے کے مطابق خیبر پختونخوا کے (پانچ سے سولہ سال) کے 11.7 ملین بچوں میں سے 4.7 ملین سکول نہیں جاتے۔ان میں سے دس لاکھ بچے قبائلی علاقوں میں رہتے ہیں۔اس مسئلے پر قابو پانے کے لیے حکومت کو 15,000 اضافی سکولوں کے قیام کی ضرورت ہے جبکہ اس کے پاس صرف 300 سکول بنانے کی گنجائش ہے۔اس کا مطلب ہے کہ خیبر پختونخوا میں سکول نہ جانے والے بچوں کو تعلیم دلوانے کے لیے درکار سکولوں کی تعمیر میں 50 برس لگیں گے۔

اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں بھی تنازعات سامنے آئے،سب سے نمایاں واقعہ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوا جہاں وائس چانسلر افتخار احمد نے الزام لگایا کہ انھیں ستمبر میں وفاقی وزیر علی امین گنڈاپور کی جانب سے موت کی دھمکیاں موصول ہوئی۔[98] یہ الزامات ان طلبہ کے احتجاج کے بعد سامنے آئے جنھیں یونیورسٹی کے ہوسٹل سے خارج کر دیا گیا تھا۔گنڈاپور نہیں چاہتے تھے کہ یونیورسٹی ان خارج کیے گئے افراد کے بغیر چلے،جبکہ وائس چانسلر کا اصرار تھا کہ یہ احتجاجی طلبہ اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں اور یوں انھیں کیمپ میں رکنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔اس تنازع کے باعث یونیورسٹی کئی ہفتے بند رہی۔

صحت

پولیو کا دوبارہ پھیلاؤ: مئی میں شمالی وزیرستان کا ضلع اس وقت عالمی توجہ کا مرکز بن گیا جب ایک ہفتے کے وقفے کے ساتھ پولیو کے دو کیس سامنے آئے۔اس سے پہلے پاکستان کے اندر مارچ 2021 میں آخری کیس سامنے آیا تھا جس کے 15 ماہ بعد یہ کیس سامنے آئے۔دونوں بچے ملحقہ یونین کونسلوں سے تعلق رکھتے تھے اور دونوں کو کبھی ویکسین نہیں پلائی گئی تھی۔ان کے بعد اسی ضلع میں پولیو کے نئے کیس سامنے آتے رہے اور ان کی تعداد بڑھ کر 16 ہو گئی۔[99]

صحت کے مقامی سرکاری افسروں کے حوالے سے دی گئی ایک خبر کے مطابق شمالی وزیرستان میں کئی والدین اپنے بچوں کو پولیو کی ویکسین پلانے میں انتظامیہ سے مزاحم رہے۔ویکسینیشن کی راہ میں ایک اور بڑی رکاوٹ اس علاقے میں مناسب حفاظتی انتظامات کا نہ ہونا تھا، جو خبروں کے مطابق ابھی تک ٹی ٹی پی سے وابستہ عسکریت پسندوں کی آماج گاہ ہے۔[100] ویکسین پلانے سے انکار کے 2,000 واقعات درج ہوئے جبکہ حکام نے بتایا کہ انکار کرنے والوں کی اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ پولیو کے قطرے پلانے پر مامور سرکاری عملے نے تشدد کے خوف سے ویکسین پلانے کے تمام اندراجات سے گریز کیا۔ان ملازمین کو درپیش خطرات پولیو کے خاتمے کے پروگرام سے وابستہ ایک ڈاکٹر کے

اغوا سے مزید واضح ہوئے کہ جو تحصیل میر علی میں ایک گاؤں کے دورے پر تھا۔[101] اسے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ایک ہفتے بعد بازیاب کرایا۔

پولیو ویکسین کے عمل کو ایک اور جھٹکا ایک غیر متوقع سمت سے اس وقت لگا جب جولائی میں پشاور ہائی کورٹ نے پولیو ویکسین پلانے کے لیے اساتذہ کی خدمات لینے سے حکومت کو روک دیا۔[102] عدالت نے یہ فیصلہ ضلع مہمند میں کام کرنے والے 42 مرد اور خواتین اساتذہ کی جانب سے دائر کی گئی درخواست پر سنایا۔ اساتذہ کا موقف تھا کہ محکمہ صحت بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کا انتظام انھیں سونپنے کا حکم نہیں دے سکتا۔ عدالت کے حکم کا ان دور دراز دیہات میں پولیو ویکسینیشن پر منفی اثر پڑا کہ جہاں اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اساتذہ ہی واحد سرکاری ملازمین ہیں۔

ڈینگی: پولیو، صحت عامہ کو لاحق واحد خطرہ نہیں تھا۔ صوبے میں مون سون کے سیلاب کے بعد ڈینگی بخار پھوٹ پڑا۔ محکمہ صحت کے انٹیگریٹڈ ویکٹر کنٹرول پروگرام کی جانب سے ستمبر میں تیار کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق خیبر پختونخوا میں سال 2022 کے پہلے نو ماہ میں 3,693 کیس سامنے آئے، جبکہ 2021 میں ڈینگی کے کل کیس 1952 تھے۔[103] رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ملیریا کے 4,819 کیس سامنے آئے۔

ایچ آئی وی: صحت کے حکام نے ایک اور پریشان کن انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ مئی میں پشاور میں نشے کے عادی 800 افراد کے ٹیسٹوں میں دیکھا گیا کہ ان میں سے 25 فی صد ایچ آئی وی سے متاثر تھے۔[104] ان متاثرہ نشئیوں میں کئی خواتین بھی شامل تھیں۔

حکومتی ردعمل: ان مسائل کے باوجود صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے درمیان یہ جنگ جاری رہی کہ صوبے کے مکینوں کو صحت کی سہولیات کس نے فراہم کرنا ہیں۔ اس تنازع کی ایک واضح مثال وفاقی حکومت کی جانب سے جولائی میں سابقہ قبائلی اضلاع کے رہائشیوں کو صحت کی سہولیات مفت دینے سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے صوبائی حکومت کو اپنے وسائل میں سے ان کے علاج معالجے کے لیے رقم مختص کرنے کا کہنا تھا۔[105] صوبائی حکومت نے کہا کہ ان اضلاع میں صحت کی سہولیات کی مفت فراہمی کے لیے وفاق کی جانب سے صوبائی حکومت کو دیے جانے والے حصے میں اضافہ کیا جائے۔

ماحول

سیلاب کی تباہی: مون سون بارشوں کے نتیجے میں آنے والے سیلاب نے ملک کے دوسرے علاقوں کی طرح خیبر پختونخوا میں بھی بڑے پیمانے پر تباہی مچائی۔ جولائی اور اگست میں، اپر دیر، لوئر دیر، کوہستان، چارسدہ، ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک میں مون سون کی شدید بارشوں نے تباہی مچا دی، جب سیلابی ریلوں میں 289 افراد وفات پا گئے۔[106] حکومتی رپورٹوں میں دعویٰ کیا گیا کہ اس قدرتی آفت نے 13228 مویشی مار دیے، 60752 ایکڑ زرعی

دیر بالا، دیر زیریں، کوہستان، چارسدہ، ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک میں مون سون کی شدید بارشوں کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی

اراضی برباد کی، جن فصلوں سے 97,063 میٹرک ٹن اناج اور دیگر زرعی اجناس حاصل ہو سکتی تھیں، تباہ کیں اور 600,000 لوگوں کو بے گھر کیا۔[107]

سیلاب نے 2,248 کھالوں اور پانی کے ذخیروں، تین زرعی تحقیقی سٹیشن اور 477 آب پاشی کے ڈھانچوں، 90 سکولوں کو مکمل طور پر اور 1,096 کو جزوی، 91 صحت عامہ کی سہولیات (بشمول 52 بنیادی صحت کے مراکز اور 37 ڈسپینسریز) 1,455 کلو میٹر سڑکوں، 73 پلوں اور 76,700 گھروں (جن میں 65,165 صرف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں تھے) کو نقصان پہنچایا یا تباہ کر دیا۔ صوبائی حکومت نے تخمینہ لگایا کہ سیلاب سے ہونے والا کل معاشی نقصان 68 ارب روپے ہے۔

ہوا کا خراب معیار: جنوری کے وسط میں ماحولیات کے تحفظ کی وفاقی ایجنسی نے پریشان کن انکشاف کیا کہ پشاور کے کچھ حصوں میں ہوا کا معیار انسانی صحت کے لیے مضر ہے کیونکہ یہ جائز قومی سطح سے زیادہ ذرات (پی ایم 2.5) کی حامل ہے۔[108] ایجنسی نے ہوا کے معیار کا یہ معائنہ 29 دسمبر 2021 اور 2 جنوری 2022 کے دوران کیا۔ بعد ازاں سول سوسائٹی کی رہنمائی میں کام کرنے والے ایک ادارے پشاور کلین ایئر الائنس کی ایک تحقیق میں اپریل میں سامنے آیا کہ فضا میں پی ایم 2.5 کی بڑی سطح ہونے کے باعث پشاور کے مکینوں کی زندگیوں کے 2.3 سال داؤ پر لگے ہوئے ہیں۔

مسئلے کو حل کرنے کی خاطر ایک کوشش میں کے پی ٹرانسپورٹ ٹرانزٹ ڈیپارٹمنٹ نے گاڑیوں سے نکلنے والے دھویں کو جانچنے کا معیار بڑھا کر تین سے چھ کر دیا۔[109] یہ معیارات 1994 میں آخری بار تبدیل ہوئے تھے۔ تاہم، صوبے کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے حکومت کی جانب سے جنگلات اگانے کے اقدام کے توقع سے کم نتائج برآمد ہوئے۔ مارچ

میں خیبر پختونخوا اسمبلی میں پیش کی گئی ایک رپورٹ میں صوبائی محکمہ جنگلات نے بتایا کہ پشاور کے مضافات میں بلین ٹری سونامی جنگلات اگانے کے منصوبے کی کامیابی کی شرح محض 58 فی صد تھی۔ ادارے نے بتایا کہ کامیابی کی اس کم شرح کا بڑا سبب پانی کی کمی تھا۔

حواشی

Special courts for business disputes in sight as KP Assembly passes bill. (2022, August 3). Dawn. https://www.dawn.com/news/1702905 1

U. Farooq. (2022, December 13). Amid protest, KP Assembly amends law to 'protect' past use of government. Dawn. helicopters https://www.dawn.com/news/1726029 2

PHC rejects parliamentary body's decision against elevation of judicial officers. (2022, May 11). Dawn. https://www.dawn.com/news/1689030 3

PHC asks Peshawar admin to designate place for protests. (2022, April 6). Dawn. https://www.dawn.com/news/1683624 4

Advocate general gets notice in Peshawar road blockade case. (2022, January 20). Dawn. https://www.dawn.com/news/1670456 5

Detention of 24 persons in Lower Dir under MPO declared illegal. (2022, January 24). Dawn. https://www.dawn.com/news/1671186 6

Peshawar High Court orders Shuhada Package for family of Christian policeman. (2022, February 3). Dawn. https://www.dawn.com/news/1672969 7

W. A. Shah. (2022, September 16). PHC sets aside govt orders for registration of mutiny, other criminal cases. Dawn. https://www.dawn.com/news/1710313 8

JUI-F leader among seven arrested for blocking KKH. (2022, September 7). Dawn. https://www.dawn.com/news/1708813 9

W. A. Shah. (2022, April 18). Dual nationals can't be barred from contesting LG polls in KP, rules PHC. Dawn. https://www.dawn.com/news/1685550 10

PHC orders conversion of brick kilns to environment-friendly technology. (2022, May 25). Dawn. https://www.dawn.com/news/1691370 11

PHC denies bail to 29 in Bajaur lynching case. (2022, August 4). Dawn. https://www.dawn.com/news/1703122 12

Forced retirement of judicial officer ordered for misconduct. (2022, March 9). Dawn. https://www.dawn.com/news/1679075 13

Court grants bail to lawyer held on complaint of district official. (2022, June 4). Dawn. https://www.dawn.com/news/1692983 14

High court quashes police case against lawyers for 'attacking' DC office. (2022, October 2). Dawn. https://www.dawn.com/news/1712977 15

Four soldiers martyred in gun battle with terrorists in North Waziristan: ISPR. (2021, December 31). Dawn. https://www.dawn.com/news/1666823 16

Sirajuddin. (2022, March 4). Suicide blast in Peshawar mosque claims 56 lives, injures more than 190. Dawn. https://www.dawn.com/news/1678238 17

G. M. Marwat & I. A. Khan. (2022, December 21). 25 militants killed as forces secure CTD compound in Bannu. Dawn. https://www.dawn.com/news/1727467 18

Centre for Research and Security Studies. (2022). Annual security report 2022. https://crss.pk/annual-security-report-2022-2/ 19

F. Khaliq. (2022, October 21). Police chief denies presence of terrorists in Swat. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716027 20

Sirajuddin & T. Khan. (2022, October 19). 'Pay Rs8m or prepare to die': KP minister gets extortion 21
letter from TTP. Dawn. https://www.dawn.com/news/1715830

Huge protests in Swat against militancy. (2022, October 11). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2381012/huge-protests-in-swat-against-militancy 22

Reversal of Fata merger impossible: Sanaullah. (2022, June 23). Dawn. https://www.dawn.com/news/1696323 23

Parents of APS martyrs move Peshawar High Court over govt-TTP parleys. (2022, July 15). Dawn. https://www.dawn.com/news/1699632 24

H. Asad. (2022, October 31) Jirga refuses to back military operation, forms peace force. Dawn. https://www.dawn.com/news/1717893 25

H. Asad. (2022, August 8). Suspect held over attack on MPA in Dir. Dawn. https://www.dawn.com/news/1703856 26
PPP Senator Shamim Afridi's house attacked in Kohat. (2022, September 3). Dawn. https://www.dawn.com/news/1708078 27
JUI-F activist shot dead in Bajaur. (2022, October 2). Dawn. https://www.dawn.com/news/1712986/jui-f-activist-shot-dead-in-bajaur 28
P. Gul. (2022, June 20). Four social activists among six killed in North Waziristan. Dawn. https://www.dawn.com/news/1695727 29
Peshawar courts to hold virtual trial of prisoners. (2022, October 1). Dawn. https://www.dawn.com/news/1712783 30
Court hearings go virtual on trial basis. (2022, October 22). Dawn. https://www.dawn.com/news/1716195 31
Slain priest buried in Peshawar amid investigation by CTD. (2022, February 1). Dawn. https://www.dawn.com/news/1672653 32
Man killed in attack on Ahmadi doctor's clinic in Peshawar. (2022, March 6). Dawn. https://www.dawn.com/news/1678514 33
Swat police recover kidnapped Sikh boy. (2022, April 26). Dawn. https://www.dawn.com/news/1686799 34
Z. Imdad. (2022, May 15). 2 Sikhs gunned down on outskirts of Peshawar. Dawn. https://www.dawn.com/news/1689802 35
ATC grants bail to journalist in policeman murder case. (2022, May 24). Dawn. https://www.dawn.com/news/1691158 36
Police baton-charge students in Dir rally against low marks in examination. (2022, October 4). Dawn. https://www.dawn.com/news/1713339 37
Suspension of internet service protested in Bajaur. (2022, May 16). Dawn. https://www.dawn.com/news/1689875 38
Suspension of internet service protested in Bajaur. (2022, May 16). Dawn. https://www.dawn.com/news/1689875 39
Rights activist Prof Ismail to be indicted for cyber terrorism, hate speech. (2022, December 16). Dawn. https://www.dawn.com/news/1726597 40
F. Khaliq. (2022, August 15). Protesters booked for sloganeering against security forces in Swat's Khwazakhela. Dawn. https://www.dawn.com/news/1704982 41
19 people held for refusing polio vaccination. (2022, October 27). Dawn. https://www.dawn.com/news/1717069/19-people-held-for-refusing-polio-vaccination 42
WWB employees baton-charged, held for blocking road. (2022, May 11). Dawn. https://www.dawn.com/news/1689029 43
Scores injured as police use force to disperse protesting LB secretaries in Peshawar. (2022, August 24). Dawn. https://www.dawn.com/news/1706453 44
Scores injured as police use force to disperse protesting LB secretaries in Peshawar. (2022, August 24). Dawn. https://www.dawn.com/news/1706453 45
M. Ashfaq. (2022, October 27). Peshawar police baton-charge, arrest protesting schoolteachers. Dawn. https://www.dawn.com/news/1713867 46
Jinnah Park designated for protests in Peshawar. (2022, April 12). Dawn. https://www.dawn.com/news/1684533 47
Tension grips Kurram as man killed in attack. (2022, June 22). Dawn. https://www.dawn.com/news/1696065 48
Y. Hayat. (2022, October 18). 34 face terror charge for rioting in Haripur. Dawn. https://tribune.com.pk/story/2382171/34-face-terror-charge-for-rioting-in-haripur 49
A. Akbar. (2019, May 28). Section 144 imposed in South Waziristan for 'public safety'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1485086 50
Angoor Adda border point reopens after a week. (2022, April 20). Dawn. https://www.dawn.com/news/1685863 51
M. Ashfaq. (2022, October 17). Turnout remains low in by-elections for three NA seats. Dawn. https://www.dawn.com/news/1715397 52

M. Ashfaq. (2022, October 17). Turnout remains low in by-elections for three NA seats. Dawn. https://www.dawn.com/news/1715397 53
M. Ashfaq. (2022, February 7). Election commissioner asks KP govt to take action against Fazl's brother. Dawn. https://www.dawn.com/news/1673685 54
J. A. Khan. (2022, February 9). Violation of code of conduct: ECP imposes Rs40,000 fine on JUIF #MNA. The News. https://www.thenews.com.pk/print/932017-violation-of-code-of-conduct-ecp imposes-rs40-000-fine-on-juif-mna 55
Minister Azam Swati fined for violating election code. (2022, March 16). Dawn. https://www. dawn.com/news/1680204 56
M. Ashfaq. (2022, September 16). ECP fines Imran, Mahmood for violating by-poll code. Dawn. https://www.dawn.com/news/1710309 57
W. A. Shah. (2022, February 4). ECP orders expulsion of federal minister Gandapur from DI Khan. Dawn. https://www.dawn.com/news/1673138 58
ECP fines PTI's Gandapur for violating code of conduct. (2021, December 10). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1662885 59
T. Naseer. (2022, February 11). IHC sets aside ECP decision to disqualify Umar Gandapur as D.I. Khan mayor candidate. Dawn. https://www.dawn.com/news/1674524 60
Mardan mayor moves high court against amendments to LG law. (2022, June 30). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1697377 61
M. Ashfaq. (2022, April 7). Local body heads perplexed as rules of business not framed. Dawn. https://www.dawn.com/news/1683800 62
A. Khan. (2022, July 17). Jirga bars women from recreational spots in Bajaur tehsil. Dawn. https://www.dawn.com/news/1700005 63
Protesters demand closure of family park in Bannu city. (2022, August 22). Dawn. https://www. dawn.com/news/1706079 64
Court orders provision of security to couple over free-will marriage. (2022, January 22). Dawn. https://www.dawn.com/news/1670792 65
Man, woman shot dead for honour in Bannu. (2022, February 21). Dawn. https://www.dawn. com/news/1676228 66
3 women shot dead for honour in Peshawar. (2022, August 19). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1705627 67
'Murder' of woman seminary teacher triggers protest in Peshawar. (2022, September 17). Dawn. https://www.dawn.com/news/1710489 68
Pregnant woman 'killed' by husband, father-in-law in Swabi. (2022, September 19). Dawn. https://www.dawn.com/news/1710781 69
The mystery of the woman who vanished in Charsadda solved. (2022, October 28). Mashriq #Vibe. https://mashriqtv.pk/en/2022/10/28/the-mystery-of-the-woman-who-vanished-in-charsadda solved/ 70
Woman, daughter shot dead for honour. (2022, October 29). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1717405 71
Five transgender persons injured in Mansehra firing. (2022, March 15). Dawn. https://www. dawn.com/news/1680022 72
A. Khan. (2022, March 17). Transgender shot dead over 'local dispute' in Mardan. Dawn. https:// tribune.com.pk/story/2348441/transgender-shot-dead-over-local-dispute-in-mardan 73
Transgender person shot dead, another injured in Mardan attack. (2022, March 27). Dawn. https://www.dawn.com/news/1682004 74
#M. Ali. (2022, March 27). Men's jealousies drive murders of trans persons in Khyber Pakh tunkhwa. Dawn. https://www.dawn.com/news/ 75
Transgender person shot dead. (2022, July 26). Dawn. https://www.dawn.com/news/1701560 76
3 transgender persons injured in Peshawar attack. (2022, September 21). Dawn. https://www. dawn.com/news/1709627 77
HRCP. (2022). Attack on transgender persons in Peshawar. https://hrcp-web.org/hrcpweb/ wp-content/uploads/2020/09/2022-Attack-on-transgender-persons-in-Peshawar.pdf 78
Transgender persons protest attacks. (2020, September 15). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1579758 79

Stricter punishments for offences against children as KP Assembly passes bill. (2022, June 1). Dawn. https://www.dawn.com/news/1692515 80
Assault on minor girl protested in Swat. (2022, April 25). Dawn. https://www.dawn.com/news/1686616 81
Body of minor girl found in Charsadda. (2022, July 13). Dawn. https://www.dawn.com/news/1699289 82
Peshawar police arrest 20-year-old for sexually assaulting, killing minor girls. (2022, July 29). Dawn. https://www.dawn.com/news/1702046 83
Body of Charsadda girl recovered from garbage dump. (2022, September 27). Dawn. https://www.dawn.com/news/1712148 84
Boy assaulted in Abbottabad. (2022, September 15). Dawn. https://www.dawn.com/news/1710175/boy-assaulted-in-abbottabad 85
B. Gilani. (2022, September 24). Three seminary teachers arrested for torturing, shackling student. Samaa. https://www.samaaenglish.tv/news/40017796 86
Kohat police arrest man for killing minor after assault. (2022, October 31). Dawn. https://www.dawn.com/news/1717838 87
Haripur court orders teachers to compensate injured student. (2022, July 23). Dawn. https://www.dawn.com/news/1701058/haripur-court-orders-teachers-to-compensate-injured-student 88
Man gets death sentence for raping daughter. (2022, July 29). Dawn. https://www.dawn.com/news/1702045 89
Seminary teacher gets life term in assault case. (2022, August 18). Dawn. https://www.dawn.com/news/1705437/seminary-teacher-gets-life-term-in-assault-case 90
Peshawar High Court seeks report on issues of street children. (2022, March 8). Dawn. https://www.dawn.com/news/1678901 91
M. Ashfaq. (2022, June 25). KP raises minimum wage to Rs26, 000. Dawn. https://www.dawn.com/news/1696603 92
Three injured in mine fire; two bodies found in Kohat. (2022, October 13). Dawn. https://www.dawn.com/news/1714714 93
J. Hussain. (2022, November 30). 9 killed, 4 injured in Orakzai coal mine explosion. Dawn. https://www.dawn.com/news/1723988 94
Return of Sipah tribe's displaced families to start from 13th. (2022, June 6). Dawn. https://www.dawn.com/news/1693335 95
I. Shinwari. (2022, July 9). Khyber admin to spend Rs40m on IDPs' rehabilitation. Dawn. https://www.dawn.com/news/1698936 96
Tirah residents asked to leave ahead of action against militants. (2022, September 8). Dawn. https://www.dawn.com/news/1709018 97
Ex-minister accuses Gomal University VC of 'betraying' Dera people. (2022, September 16). Dawn. #https://www.dawn.com/news/1710312/ex-minister-accuses-gomal-university-vc-of-betraying-dera-people 98
I. Junaidi. (2022, September 17). All 19 polio cases in 2022 came from KP. Dawn. https://www.dawn.com/news/1710498 99
A. Yusufzai. (2022, June 19). Polio vaccination targets surpassed in North Waziristan district, claim health authorities. Dawn. https://www.dawn.com/news/1695529 100
S. Baloch. (2022, May 18). Polio trainer doctor, two others abducted in North Waziristan. 24 News #HD. https://www.24newshd.tv/18-May-2022/polio-trainer-doctor-two-others-abducted-in north-waziristan 101
High court declares polio vaccination duty for tribal teachers illegal. (2022, July 9). Dawn. https://www.dawn.com/news/1698941 102
A. Yusufzai. (2022, September 28). Dengue incidence on the rise as 392 new cases recorded in single day in KP. Dawn. https://www.dawn.com/news/1712288 103
HIV detected in 25pc of 800 drug addicts held in Peshawar. (2022, May 29). Dawn. https://www.dawn.com/news/1691970 104
A. Yusufzai. (2022, July 3). Centre stops funding free treatment of ex-Fata residents. Dawn. https://www.dawn.com/news/1697904 105

M. Ashfaq. (2022, September 5). Monstrous floods, rains killed 289 in Khyber Pakhtunkhwa: PDMA. Dawn. https://www.dawn.com/news/1708450 106
M. Ali. (2022, September 2). Floods cost Khyber Pakhtunkhwa Rs68 billion, claims government. Dawn. https://www.dawn.com/news/1707946 107
Environmental Protection Agency finds air unsafe in some Peshawar areas. (2022, January 13). Dawn. https://www.dawn.com/news/1669182 108
Environmental Protection Agency finds air unsafe in some Peshawar areas. (2022, January 13). Dawn. https://www.dawn.com/news/1669182 109

بلوچستان

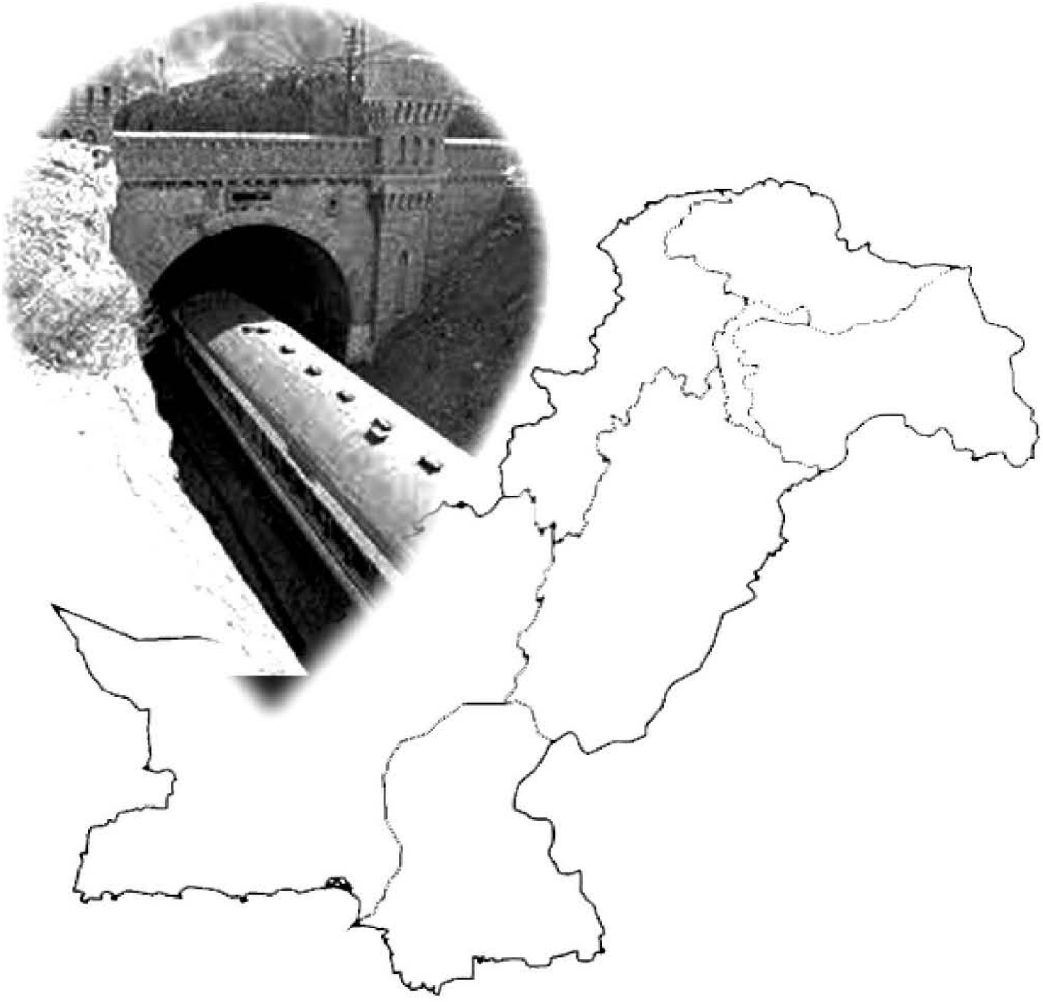

کلیدی رجحانات

- شدید بارشوں اور سیلابوں نے بلوچستان کے بڑے حصے میں تباہی مچادی، صوبے کے 34 میں سے 32 اضلاع کو آفت زدہ قرار دے دیا گیا۔ اس آفت نے ہزاروں ایکڑ پر پھیلی فصلیں تباہ کر دیں اور 300 سے زیادہ جانیں لے لیں۔
- وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز نامی تنظیم نے بلوچستان میں جبری گمشدگیوں کے 257 کیس رجسٹر کرائے۔ ڈیفنس آف ہیومن رائٹس، اسلام آباد میں جبری گمشدگیوں کے حوالے سے کام کرنے والی ایک تنظیم کے مطابق 'اب تک لاپتا' (جو ابھی تک اپنے گھروں کو نہیں لوٹے) لوگوں کے معاملے میں بلوچستان کا حصہ سب سے زیادہ، تقریباً 75 فیصد، ہے۔
- مجموعی طور پر بلوچ عسکریت پسند گروہوں کے حملوں میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا، ان میں قانون نافذ کرنے والے اداروں پر حملوں کے علاوہ بلوچ لبریشن آرمی (بی ایل اے) (مجید بریگیڈ) کی خاتون خودکش بم بار کی طرف سے جامعہ کراچی کے کنفیوشس سنٹر میں کیا جانے والا حملہ بھی شامل ہے۔
- اوائل مئی میں بلوچ نیشنل آرمی (بی این اے) کے رہنما گلزار بلوچ کی ترکی سے گرفتاری کی اطلاعات سامنے آئیں۔ اس کے گروپ کو بلوچستان میں ہونے والے متعدد حملوں کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے اس کے علاوہ لاہور کے ایک پرہجوم بازار میں ہونے والا حملہ بھی انہی کے ذمے ہے جس میں 2 لوگ ہلاک ہوئے تھے۔
- پاکستانی طالبان سمیت اسلامی عسکریت پسندوں نے بلوچستان میں اپنے اثر و رسوخ میں اضافہ کیا اور سیکیورٹی فورسز پر مزید حملے کیے۔
- کاؤنٹر ٹیرر ازم ڈپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) سمیت قانون نافذ کرنے والے اداروں نے نوجوان بلوچوں، اور خواتین کو اٹھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ بلوچ حقوق کے کارکنان نے سی ٹی ڈی کی جانب سے مبینہ 'جعلی مقابلوں' میں مشتبہ عسکریت پسندوں کو مار ڈالنے کے مزید واقعات کی اطلاع دی۔
- لاپتا افراد کے اہل خانہ نے کوئٹہ کے ریڈ زون میں 50 دن تک احتجاج کیا، یہ لوگ جبری گمشدگیوں کے خلاف ایکشن کا مطالبہ کر رہے تھے۔ تربت سے تعلق رکھنے والے گلزار دوست اور سول سوسائٹی کے کئی دیگر اراکین نے فروری میں تربت تا کوئٹہ ننگے پاؤں جلوس نکالا اور جبری گمشدگیوں کے خاتمے کا مطالبہ کیا۔
- 2021 میں گوادر میں شروع ہوئی، حق دو تحریک 2022 میں بھی جاری رہی۔ مکران ڈویژن میں نیم فوجی دستوں کی بے شمار چیک پوسٹوں، پانی و بجلی کی شدید قلت اور اپنے روایتی ذریعہ معاش -- ماہی گیری — کو بڑی بڑی کمپنیوں کی طرف سے ٹرالر سے مچھلی کے شکار کی وجہ سے لاحق خطرات کے خلاف احتجاج کے لیے ہزاروں

لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔اس تحریک کے رہنما، مولانا ہدایت الرحمٰن اوران کے ساتھیوں کے خلاف مبینہ طور پر ایک پولیس کانسٹیبل کی ہلاکت کا مقدمہ درج کیا گیا۔

- صوبائی حکومت کی جانب سے کینیڈا کی ایک کان کن کمپنی Barrick Gold کے ساتھ معاہدہ کیے جانے کے بعد، قوم پرست جماعتوں بشمول بلوچستان نیشنل پارٹی (مینگل) (بی این پی-ایم) اور قومی جماعتوں نے بلوچ امنگوں کو نظرانداز کیے جانے پر اس معاہدے کے خلاف احتجاج کیا۔
- ایک اہم سیاسی پیش رفت کے نتیجے میں صوبے کا سیاسی منظرنامہ تبدیل ہوگیا۔نمایاں بلوچ رہنماؤں بشمول سابق وزیراعلیٰ نواب اسلم رئیسانی، نے جمعیت علمائے اسلام (جی یو آئی-ایف) میں شمولیت اختیار کر لی جب کہ کچھ اور رہنماؤں نے پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کو اپنا مسکن بنالیا۔

عمومی جائزہ

باقی سارے ملک کی طرح بلوچستان کو بھی جولائی سے ستمبر تک تباہ کن سیلابوں کا سامنا رہا۔ صوبے کے 34 میں سے 32 اضلاع کو آفت زدہ قرار دے دیا گیا۔ اس تباہی نے گھروں کو، ہزاروں ایکڑ رقبے پر کھڑی فصلوں کو برباد کیا اور 300 سے زائد انسانی جانیں اس کا شکار بنیں۔ سیلابوں میں جاں بحق ہونے والے مویشیوں کی بڑی تعداد بلوچستان سے تھی جس نے ہزار ہا لوگوں کے ذریعہ معاش کو متاثر کیا۔ سیلاب نے صوبے کے نظامِ صحت و تعلیم میں موجود کمزوریوں کو بھی عیاں کیا۔

بلوچ قوم پرستوں اور اسلام آباد کے مابین تناؤ سارا سال ہی جاری رہا۔ صوبے میں جبری گمشدگیوں کا سلسلہ بنا روک ٹوک جاری رہا اور نوجوان بلوچ اور پشتون کارکنان اس کا نشانہ بنے، ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو دوسرے صوبوں میں مقیم تھے۔

سال کے اختتام پر، ساحلی شہر گوادر میں پرامن مظاہرین پر پُرتشدد کریک ڈاؤن دیکھنے میں آیا، چائنا پاکستان اکنامک کوریڈور (سی پیک) انفراسٹرکچر منصوبوں میں یہ شہر کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ صوبائی حکومت نے دفعہ 144 نافذ کر دی اور دس دن تک شہر کی انٹرنیٹ سپلائی خلل کا شکار رہی۔ گوادر میں معاشی حقوق اور شہری آزادیوں کے لیے احتجاج سال بھر گوادر اور صوبائی حکومت کے مابین وجہ نزاع بنے رہے۔

پاکستانی فوج، نیم فوجی فرنٹیئر کور (ایف سی) اور سی ٹی ڈی نے 2022 میں بلوچستان میں درجنوں عسکریت پسندوں کی ہلاکت کا دعویٰ کیا۔ لاہور کے انارکلی بازار میں سال کے اوائل میں ایک دھماکے جس میں 2 افراد ہلاک اور 20 زخمی ہوئے تھے، کی ذمہ داری قبول کرنے والا عسکریت پسند گروہ بی این اے نے اعتراف کیا کہ اسے 2022 میں شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے 34 عسکریت پسند مارے گئے جب کہ طالب علم رہنما سے عسکریت پسند رہنما بننے والا اس کا بانی رہنما، گلزار امام، گرفتار کر لیا گیا۔ بی ایل اے کو بھی ایسے ہی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

بلوچستان نے متعدد مہلک حملوں کا مشاہدہ بھی کیا، ان میں آئی ای ڈی دھماکوں کے ذریعے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو نشانہ بنایا گیا، آبادکاروں کو ہدف بنایا گیا اور سویلین آبادی اور مبینہ طور پر ریاستی سرپرستی میں کام کرنے والی ملیشیا پر، جسے بلوچستان میں عموماً 'ڈیتھ سکواڈ' کہا جاتا ہے، حملے کیے گئے۔ بلوچستان ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس اور تجربہ کار جج جسٹس نور محمد مسکانی (ریٹائرڈ) کو اکتوبر میں ان کے آبائی ضلع خاران میں قتل کر دیا گیا۔

اوائل فروری میں، بلوچستان کے علاقے پنجگور اور نوشکی میں نیم فوجی فورس فرنٹیئر کانسٹیبلری کے کیمپوں پر غیر معمولی خود کش حملے دیکھنے میں آئے۔ اپریل میں بلوچ عسکریت پسندوں کی حکمت عملی کا ایک خطرناک پہلو اُس وقت اجاگر ہوا جب انہوں نے کراچی میں ایک خاتون خودکش بم بار کے ذریعے کنفیوشس انسٹی ٹیوٹ کو ہدف بنایا۔ بلوچ گروہوں

نے وسیع پیمانے پر وہ حربے استعمال کرنا شروع کر دیے جو اسلامی عسکریت پسند استعمال کرتے ہیں مثلاً کلیدی حکومتی اور فوجی حکام کو اغوا کرنا، اس نوع کے واقعات زیارت اور ہرنائی میں جولائی اور ستمبر میں پیش آئے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں پر ہوئے اکثر حملوں کی ذمہ داری ممنوع قرار دیے گئے گروہوں بی ایل اے، بلوچ لبریشن فرنٹ (بی ایل ایف) اور تحریک طالبان پاکستان نے قبول کی۔

قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی

بلوچستان اسمبلی نے قانون کے متعدد مسودوں کی منظوری دی، ان میں بلوچستان میں گھریلو صنعت سے منسلک خواتین اور دیگر کے حقوق کے تحفظ کے لیے ہوم بیسڈ ورکرز بل بھی شامل تھا۔[1] بلوچستان یونیورسٹی ڈرافٹ بل 2022 کے تحت گورنر کی بجائے وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار تفویض کیا گیا کہ وہ صوبے میں سرکاری یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر تعینات کرے۔

تاہم، اپوزیشن کی جانب سے متعدد قوانین کی منظوری کے خلاف احتجاج کیا گیا کہ ان بلوں کو جلد بازی میں اور اپوزیشن اراکین کے ساتھ مشاورت کیے بغیر منظور کیا گیا تھا۔ مثال کے طور پر حکومت نے کانوں، تیل کے کنوؤں کی ریگولیشن اور معدنیاتی ترقی کا بل ایک ہی اجلاس میں پیش کرتے ہی منظور کروالیا؛ یہ طریقہ کار دیگر بہت سے قوانین کے ساتھ بھی اختیار کیا گیا۔[2]

پاکستان اور کان کن کمپنی Barrack Gold کے مابین معاہدے پر پیش رفت کے لیے بلوچستان اسمبلی نے ریکو ڈک کے متعلق ایک قرارداد سیاسی مخالفین کے احتجاج کے باوجود منظور کی۔ بی این پی-ایم کے رہنما اختر حسین لانگو نے اسے 'بلوچستان کے وسائل سلب کرنے کی ایک کوشش' قرار دیا۔[3] بلوچستان کی قوم پرست جماعتیں اس حوالے سے مستقل تنقید کرتی ہیں کہ بلوچستان کو اس کے قدرتی وسیلوں پر خود مختارانہ اختیار نہیں دیا جاتا۔

امن عامہ

صوبے میں امن عامہ کی صورت حال اطمینان کی سطح سے کہیں نیچے رہی۔ سال کا آغاز جنوری میں کوئٹہ میں ایک بم دھماکے سے ہوا جس میں 6 لوگ اپنی جان کھو بیٹھے۔[4] اسی مہینے، قانون نافذ کرنے والے اداروں نے مشرقی اضلاع ڈیرہ مراد جمالی اور سبی سے تین مشتبہ عسکریت پسندوں کو حراست میں لینے کا دعویٰ کیا۔ تاہم 10 جنوری کو سبی میں ایک اور حملے میں تین لوگ جاں بحق اور پانچ زخمی ہو گئے، ان میں بلوچستان کے سابق نگران وزیر اعلیٰ نواب غوث بخش باروزئی کا چھوٹا بھائی بھی شامل تھا۔[5]

10 جنوری کو، سی ٹی ڈی نے مبینہ طور پر اسلامک سٹیٹ (آئی ایس) سے تعلق رکھنے والے 6 لوگوں کو صوبائی دارالحکومت میں ہلاک کر دیا۔[6] ایک ہفتے کے بعد سبی میں دھماکے میں جعفر ایکسپریس کی چار بوگیاں پٹڑی سے اتر گئیں اور چھ مسافر زخمی ہوئے۔ اس حملے کی ذمہ داری بی ایل اے نے قبول کی۔[7] اختتام جنوری پر ضلع ڈیرہ بگٹی کے علاقے سوئی میں دو دھماکوں میں سینیٹر سرفراز بگٹی کے عم زاد سائیں بخش کے علاوہ تین اور لوگ جان سے گئے۔[8]

سیکیورٹی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہل کاروں کے خلاف حملے: صوبے میں بلوچ عسکریت پسندوں کے حملے پورا سال جاری رہے۔ 27 جنوری کو بی ایل ایف کی جانب سے قانون نافذ کرنے والے ادارے کے اہل کاروں کے خلاف ایک بڑا حملہ ضلع کیچ کی چیک پوسٹ پر کیا گیا۔ اس میں قانون نافذ کرنے والے ادارے

سال کا آغاز جنوری میں کوئٹہ میں ایک بم دھماکے کے ساتھ ہوا جس میں چھ افراد جان سے گئے

کے دس اہلکار جاں بحق ہوئے۔[9] بی ایل اے (مجید بریگیڈ) نے سیکیورٹی فورسز کے خلاف شدید حملے کیے۔ دو میں سے ایک حملہ ایک ہی دن دو مختلف جگہوں پر ایف سی کے کیمپوں نوشکی اور پنجگور میں ہوا۔ جنوری کا اختتام 31 جنوری کو ضلع جعفر آباد میں گرنیڈ حملے پر ہوا جس میں پولیس کے دو افسران اور 17 لوگ زخمی ہوئے۔[10]

2 فروری کو کالعدم بی ایل اے کے عسکریت پسند نوشکی اور پنجگور کے ایف سی کیمپوں میں داخل ہو گئے جہاں ایف سی اہلکاران کے ساتھ ان کی لڑائی، خاص طور پر پنجگور میں تین دِن تک چلتی رہی۔[11] تیرہ بلوچ عسکریت پسند، قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سات اہل کار اور ایک فوجی افسر ان حملوں میں ہلاک ہوئے۔[12] بدقسمتی سے صوبے میں آزاد صحافت کی تقریباً عدم موجودگی کے سبب تعین کرنا دشوار ہے کہ مذکورہ واقعات میں درحقیقت کیا ماجرا پیش آیا۔ کیمپوں پر حملوں کے بعد انٹر سروسز پبلک ریلیشنز (آئی ایس پی آر) نے دعویٰ کیا کہ پنجگور حملے میں ملوث تین بلوچ عسکریت پسند 5 فروری کو ان حملوں کے بعد کیے جانے والے فالواپ آپریشن کے دوران ضلع کیچ میں مارے گئے۔[13] 25 دسمبر کو بلوچستان بی ایل اے کے حملوں سے لرز اٹھا، ان حملوں میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے چھ اہل کار بشمول پاکستان آرمی کے ایک کیپٹن کے، جاں بحق ہوئے جب کہ صوبے کے مختلف حصوں میں ہونیوالے واقعات میں 17 لوگ زخمی ہو گئے۔[14]

قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افسران کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ 16 جولائی کو خاران میں سی ٹی ڈی کا ایک افسر، عید محمد نامعلوم حملہ آوروں کے ہاتھوں اس وقت ہلاک ہو گیا جب وہ دفتر جا رہا تھا۔[15] ایک اور واقعے میں 21 جون کو کوئٹہ کے سریاب روڈ کے علاقے میں قلعہ عبداللہ کے نائب تحصیل دار عبدالستار کو قتل کر دیا گیا۔[16] 19 جولائی کو لیویز کے ایک اہل کار محمد حمزہ کو دوران گشت قلات میں ہلاک کر دیا گیا۔[17] اکتوبر کے مہینے میں چمن میں، لیویز گارڈ، حبیب الرحمٰن کو، جو ایک پولیو ٹیم کے ساتھ تھا، قتل کر دیا گیا۔

شہری ہلاکتیں: شہری بھی سال بھر کے دوران تشدد کا شکار رہے۔ 17 اگست کو ایک ہی دن میں کوئٹہ میں پروفیسر محمد علی نصر کو قتل کیا گیا جب کہ پشین سے ایک گمشدہ وکیل کی لاش ملی۔[18] مذہبی اقلیتیں اور خواتین بھی ہدف بنی رہیں۔ کوئٹہ سے تعلق رکھنے والی پی ٹی آئی کی ایک رہنما نرگس مینگل کو 22 اگست کے روز دن دیہاڑے قتل کر دیا گیا۔[19] اس سے قبل 11 اگست کو ایک مسیحی شخص ولسن مسیح کو قتل کیا گیا تھا۔[20] 15 اکتوبر کو وفاقی شرعی عدالت کے سابق جج اور بلوچستان ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس محمد نور مسکان زئی کو خاران میں ایک مسجد میں قتل کر دیا گیا۔ اس حملے کی ذمہ داری بی ایل اے نے قبول کی۔[21]

قید خانے اور قیدی

جیلوں کی گنجائش: بلوچستان کے محکمہ جیل خانہ جات کے ڈیٹا سے نشان دہی ہوتی ہے کہ 2,764 کی منظور شدہ گنجائش والی صوبے کی 12 جیلوں میں 2,760 قیدی ہیں، اس طرح یہ پورے ملک میں واحد صوبہ ہے جس کی جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی ٹھنسے ہوئے نہیں ہیں۔ زیرِ سماعت مقدمات کے ملزمان کا تناسب تعداد سزا یافتگان کی تعداد کے 1:1.4 ہے۔ محکمے کے لیے مختص کردہ سالانہ بجٹ 1,935,196,000 ہے۔ جدول 1 میں جیلوں کے حوالے سے بلوچستان کے دیگر اعداد و شمار شامل کیے گئے ہیں۔

جدول 1: 2022 میں بلوچستان میں جیلوں کی شماریات

مرد قیدیوں کی کل تعداد	2,694
خواتین قیدیوں کی کل تعداد	53
نابالغ قیدیوں کی کل تعداد	13
زیرِ سماعت مقدمات کے قیدیوں کی کل تعداد	1,614
سزا یافتہ قیدیوں کی تعداد	1,146
جیل میں اپنی ماؤں کے ساتھ رہنے والے بچوں کی تعداد	9
سزائے موت کے منتظر قیدی	62

ماخذ: محکمہ جیل خانہ جات بلوچستان، ایچ آر سی پی کی درخواست پر مہیا کی جانے والی معلومات

جیل اصلاحات: پورے صوبے میں قیدیوں کے لیے خون کی سکریننگ کو لازمی قرار دیا گیا۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون اور پارلیمانی امور، ڈاکٹر رابعہ خان بلیدی کے مطابق، کوئٹہ اور مچھ جیل میں تشخیصی لیبارٹریاں موجود ہیں، جب کہ صوبے کی دیگر نو جیلوں میں بھی لیبارٹریاں قائم کی جا رہی ہیں۔

صوبائی وزیر داخلہ میر ضیاء اللہ لانگو نے نومبر میں کوئٹہ ڈسٹرکٹ جیل کا دورہ کرنے کے بعد صحافیوں کو بتایا کہ حکومت مقامی اور بیرونی قیدیوں کو بہتر سہولیات دینے کے ایک منصوبے پر کام کر رہی ہے۔[22]

جبری گمشدگیاں

ریاستی اداروں کی جانب سے لوگوں کی غیر قانونی، خاص طور پر سیاسی کارکنان کی گمشدگیوں کا سلسلہ بغیر کسی روک ٹوک کے سال بھر جاری رہا۔[23] دیگر صوبوں میں مقیم بلوچ طلبا بھی جبری گمشدگیوں کا شکار رہے جب کہ ان کے اہل خانہ ان کی بازیابی کے لیے احتجاج کرتے رہے۔[24] بہت سے احتجاجوں کے باوجود، بہت سے خاندانوں نے اِس تشویش کا اظہار کیا کہ ان کے جبری گمشدہ رشتہ داروں کو سی ٹی ڈی کی جانب سے 'جعلی مقابلوں' میں مار دیا جائے گا۔[25]

گمشدہ افراد کا مبینہ ماورائے عدالت قتل: جولائی میں ایک ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل، لئیق بیگ مرزا اور اس کے کزن عمر جاوید کی بی ایل اے کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد آئی ایس پی آر کا یہ دعویٰ سامنے آیا کہ زیارت میں ایک آپریشن میں بی ایل اے کے نو عسکریت پسندوں کو قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ہلاک کر دیا ہے۔[26] تاہم، کوئٹہ میں گمشدہ افراد کے لواحقین کے احتجاجوں کے بعد، یہ سامنے آیا کہ مارے جانے والے 5 اشخاص جبری طور پر لاپتا تھے نہ کہ عسکریت پسند۔[27] بعینہٖ، اکتوبر میں، سی ٹی ڈی نے ضلع خاران میں بی ایل اے کے تین عسکریت پسندوں کو مار ڈالنے کا دعویٰ کیا۔ تاہم، وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز کے چیئرپرسن نصر اللہ بلوچ نے الزام عائد کیا کہ 'مقابلے کا ڈراما رچایا گیا' انہوں نے مارے جانے والوں کی شناخت جبری لاپتا افراد کے طور پر کی۔[28] سارا سال مبینہ جعلی مقابلوں میں سی ٹی ڈی کے ملوث ہونے کے شواہد سامنے آتے رہے، ان مقابلوں میں لاپتا بلوچ — جو پہلے ہی سیکیورٹی اداروں کے قید خانوں

میں پڑے تھے — مارے جاتے رہے۔ بہت سے لوگ جن پر الزام عائد کیا گیا کہ ان کے عسکریت پسندوں سے روابط تھے، یا تو سیاسی کارکن ثابت ہوئے یا طالب علم۔[29]

سول سوسائٹی کا ردعمل: 2022 میں منصب سنبھالنے کے بعد وزیراعظم شہباز شریف نے دعویٰ کیا کہ وہ جبری گمشدہ بلوچوں کا معاملہ 'طاقت ور حلقوں' کے ساتھ اٹھائیں گے۔[30] بہت سے دیگر لوگوں کی مانند، حقوق کی کارکن اور ڈاکٹر دین محمد (جو وسط 2009 سے لاپتا ہیں) کی صاحب زادی سمی دین بلوچ ان یقین دہانیوں کے حوالے سے زیادہ پر امید نہیں،[31] گزشتہ 15 برس سے وہ اپنے لاپتا والد اور دیگر جبری گمشدگان کے لیے آواز بلند کر رہی ہیں۔ زیارت واقعے کے بعد، سمی اور جبری لاپتا دوسرے افراد کے اہل خانہ نے اس مسئلہ پر گورنر ہاؤس کے باہر 50 روزہ طویل احتجاج کیا، یہ وہ وقت تھا جب صوبہ سیلاب سے بری طرح سے متاثر تھا۔[32] ان لوگوں نے اپنا احتجاج تبھی ختم کیا جب وفاقی وزیر داخلہ، رانا ثناءاللہ نے انہیں یقین دہانی کروائی کہ ان کے پیارے بازیاب ہوں گے۔[33]

فروری میں، گلزار دوست، کنوینر تربت سول سوسائٹی کی قیادت میں بلوچوں کی جبری گمشدگیوں کے خلاف بطور احتجاج تربت سے کوئٹہ تک کا 750 کلومیٹر طویل فاصلہ ننگے پاؤں جلوس کی شکل میں طے کیا گیا۔ یہ احتجاجی جلوس حقوق کے کارکن ماما قدیر بلوچ کے 2013 میں اسی معاملے پر کیے جانے والے مارچ کے نمونے پر نکالا گیا تھا۔[34]

حکومتی ردِعمل: تباہ کن سیلاب بھی بلوچوں کے لیے کسی مہلت کا باعث نہیں بن سکے۔ حتیٰ کہ جب بلوچستان اور دیگر صوبے طوفانی بارشوں میں گھرے ہوئے تھے تب بھی سیکیورٹی اداروں نے ناشر اور حقوق کے ایک کارکن لالہ فہیم بلوچ کو جبراً لاپتا کر دیا۔ انہیں کراچی میں اُن کی دکان سے دن دیہاڑے اٹھایا گیا۔[35] دیگر جبراً لاپتا کیے جانے والے افراد کے برعکس انہیں چند ماہ کے بعد چھوڑ دیا گیا۔[36] ستمبر میں، سابق وزیراعلیٰ بلوچستان اور نیشنل پارٹی کے رہنما ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کوئٹہ میں وزیراعظم شہباز شریف کے ساتھ سیلاب کے مسائل کے ساتھ ساتھ بلوچ جبری گمشدگان کا معاملہ اٹھانے پر مجبور ہوئے۔[37]

اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے کمیشن پر کمیشن بنائے گئے لیکن سب بے سود۔ اگست میں صوبائی کابینہ نے گمشدہ افراد پر ایک کمیشن کی منظوری دی، جس کی سربراہی صوبائی وزیر داخلہ ضیاءاللہ لانگو کو سونپی گئی۔[38] نومبر میں، عدالت کے بنائے کمیشن نے، جس کی سربراہی بی این پی-ایم کے سربراہ سردار اختر مینگل کر رہے تھے، کوئٹہ کا دورہ کر کے گمشدہ افراد کے لواحقین سے ملاقات کی لیکن اس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل سکا۔[39] حقوق کے کارکنان نے کمیشن آف انکوئری آن انفورسڈ ڈس اپیئرنسز کو 'دانتوں سے محروم شیر' قرار دیا۔[40]

سزائے موت

2022 میں بلوچستان میں موت کی کسی سزا پر عمل درآمد ہونے کی اطلاع نہیں ملی، میڈیا کی رپورٹوں کی بنیاد پر ایچ آر سی پی کے جمع کردہ ڈیٹا کے مطابق سال بھر میں کم از کم چار مقدمات ایسے تھے جن میں موت کی سزا سنائی گئی۔

سوچ، فکر اور مذہب کی آزادی

بلوچستان میں ہندوؤں کی ایک قابلِ ذکر آبادی صدیوں سے آباد ہے۔ مارچ میں، سخت سیکیورٹی کے ساتھ، ہزاروں بلوچ ہندو ضلع لسبیلہ کے ہنگلاج ماتا مندر میں تین روزہ فیسٹیول کے لیے جمع ہوئے، کووڈ 19 کے بحران کی وجہ سے 2020 سے یہ اجتماع نہیں ہوسکا تھا۔ پولیس، لیویز اور ایف سی کے سینکڑوں اہل کاروں کو تعینات کیا گیا تھا کہ وہ شرکا کو کسی بھی ناخوشگوار واقعے سے محفوظ رکھیں۔[41]

مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزیوں کے کیس سارا سال وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے۔ قلات کے قبرستان میں ہندو عورت کی لاش کی بے حرمتی کا واقعہ سامنے آیا۔ 3 اکتوبر کو ہندو برادری نے مقامی انتظامیہ کے خلاف احتجاج کیا۔[42] اس عرصے میں، کوئٹہ کی مسیحی برادری کی کلیدی تشویش یہ تھی کہ دہائیوں سے بلوچستان میں آباد پنجابی نژاد مسیحیوں کے لیے اپنا ڈومیسائل بلوچستان منتقل کرنا ممکن نہ تھا۔ انہوں نے یہ الزام بھی عائد کیا کہ مسیحی برادری ادری کونسلی بلوچ، پشتون یا ہزارہ برادری کے برعکس ہمیشہ 'باہر والے' کے طور پر ہی دیکھا جاتا تھا۔[43]

بلوچستان پولیس سے حاصل کردہ ڈیٹا کے مطابق توہین مذہب کے قوانین کے تحت نو مقدمات درج کیے گئے۔

اظہارِ رائے کی آزادی

اگرچہ دسمبر میں، وزیراعظم شہباز شریف نے کہا کہ پاکستان ایشیا کا پہلا ملک ہے جس نے سندھ اور وفاق کی سطح پر صحافیوں کے تحفظ کے لیے قانون سازی کی اور یہ کہ وہ بلوچستان سمیت دیگر صوبوں میں بھی ایسی ہی قانون سازی کی حمایت کرتے ہیں،[44] تاہم پریس کی آزادی پر قدغنیں سارا سال ہی جاری رہیں۔

زیادہ تر صحافیوں اور مقامی پریس نے کہا کہ وہ ابھی تک حکومتی لائن پر چلنے پر مجبور ہیں اور وہ حکومتی اور غیر ریاستی افراد کی طرف سے انتقام کے خوف سے آزادانہ رپورٹنگ کرنے سے قاصر ہیں—یا صرف اس لیے کہ بہت سے معاملات اہمیت کے حامل نہیں سمجھے جاتے، خصوصاً نجی میڈیا ہاؤسوں کے نزدیک۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بلوچستان کے مسائل کو مرکزی دھارے کے میڈیا، خصوصاً نجی ٹی وی چینلوں پر، کوریج نہ ہونے کے مساوی ملی۔ یہ چیز خاص طور پر ریاست اور بلوچ عسکریت پسندوں کے مابین جاری محاذ آرائی، انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں مثلاً جبراً گمشدہ کیے جانے کے معاملات اور ماورائے عدالت قتل، ناقص طرزِ حکمرانی اور حتیٰ کہ معاشی اور سماجی تحفظات کے معاملات میں زیادہ دکھائی دی۔

اگست میں کراچی سے نکلنے والے اخبار جسارت کے لیے کام کرنے والے گوادر کے صحافی، حاجی عبیداللہ، کو رات گئے سی ٹی ڈی نے گوادر میں ان کے گھر چھاپا مار کر گرفتار کرلیا۔ مبینہ طور پر وہ شہر میں جاری احتجاج کی رپورٹنگ کر رہے تھے۔ وہ

کئی دن تک پابند سلاسل رہے اور انہیں رہائی اس وقت ملی جب بلوچستان یونین آف جرنلسٹس اور مقامی صحافیوں نے گوادر میں ان کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کیا۔ اوائل مارچ میں، ضلع بولان کے صحافی فاروق جتوئی کو سی ٹی ڈی نے حراست میں لیا اور بعد ازاں رہا کر دیا۔ صحافیانہ آزادی پر ایسے حملے عام رہے لیکن شاذ ہی یہ مرکزی دھارے کے میڈیا پر جگہ بنا پائے۔

اجتماع کی آزادی

حق دو تحریک: گوادر میں چلائی جانے والی حق دو تحریک، حقوق کی تحریک ہے جس کی قیادت جماعت اسلامی (جے آئی) کے مقامی رہنما مولانا ہدایت الرحمٰن کر رہے ہیں، 2022 میں بھی یہ تحریک جاری رہی۔ صوبائی حکومت کے ساتھ ہونے والے اس تحریک کے مذاکرات بھی ناکام رہے۔[45] حکومت نے گوادر میں دو ماہ سے جاری احتجاج کو ختم کرنے کے لیے دسمبر میں تشدد کا سہارا لیا اور آنسو گیس کا استعمال کیا اور درجنوں مظاہرین کو گرفتار کر لیا۔[46] ہدایت الرحمٰن اور ان کے حامیوں کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کر لی گئی اور انہیں احتجاج کے دوران ایک کانسٹیبل کی ہلاکت کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔[47] اوائل جنوری میں، رحمٰن نے حکام پر سخت تنقید کی تھی کہ انہوں نے گوادر معاہدہ لاگو نہ کیا تھا، جس کے تحت احتجاجیوں نے یہ مطالبہ منوایا تھا کہ گہرے سمندر میں ہونے والی غیر قانونی ٹرالنگ (جس کی وجہ سے ان کی آمدنی کا روایتی ذریعہ، ماہی گیری، متاثر ہو رہا تھا) روکی جائے گی، فوجی چیک پوسٹوں کی تعداد میں کمی کی جائے گی، پانی اور بجلی تک آسان رسائی دی جائے گی اور سرحدوں پر آسان تجارت کی اجازت دی جائے گی۔[48]

کوئٹہ میں احتجاج: جنوری میں، کوئٹہ میں احتجاج کے دوران ہونے والے تصادم کے بعد 20 ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکس کو حراست میں لے لیا گیا، اس تصادم میں دونوں فریقین کی جانب سے 16 لوگ زخمی ہوئے۔[49] میڈیکل کے تین طالب علموں کو، جو بھوک ہڑتال پر تھے، 15 فروری کو ہسپتال منتقل کیا گیا۔[50] یہ لوگ پاکستان میڈیکل کمیشن کے اس فیصلے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لیے دوبارہ ٹیسٹ لیا جائے گا۔

صوبے میں احتجاج: صوبائی حکومت کے خلاف بہت سے احتجاجوں میں- بشمول حکومتی ملازمین کے- مقامی شاہراہیں بند کر دی گئیں۔ 17 جنوری کو ضلع چاغی کے سرحدی علاقے تفتان کے رہائشیوں نے اپنے علاقوں میں بجلی کی طویل بندش کے خلاف احتجاجاً مرکزی شاہراہ بند کر دی۔[51] اسی طرح سے ضلع کچھی کے علاقے میں 18 فروری کو زمین کے تنازع پر پی ٹی آئی کے تین کارکنان کے قتل اور دو کے زخمی ہونے پر احتجاج کرتے ہوئے مظاہرین نے کوئٹہ سکھر شاہراہ بند کر دی۔[52] ڈیرہ بگٹی کے علاقے پیر کوہ کے مقامیوں نے صاف پانی کی عدم دستیابی اور ہیضے کی وبا پھوٹ پڑنے کے خلاف 15 مئی کو احتجاج کیا۔[53] ریڈیو پاکستان کے ملازمین انجینئرز نے آؤٹ آف ٹرن ترقیوں کے خلاف 31 اکتوبر کو احتجاج کیا۔[54]

کچھ احتجاجوں کا نتیجہ دیگر سے بہتر شکل میں نکلا۔ 7 مئی کو ایف سی نے پنجگور کی ایک سڑک پر چلتی ہوئی بس روک کر ایک طالب علم کو حراست میں لیا، اس پر اس کے ساتھی مسافروں نے احتجاج کیا اور پنجگور شاہراہ بند کر دی جب تک کہ ایف سی نے طالب علم، شاہ بیگ کو پولیس کے حوالے نہ کر دیا۔[55]

سیاسی شرکت

حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرنے والی بلوچ قوم پرست جماعتوں میں سے، بی این پی-ایم کے صوبائی حکومت کے ساتھ تعلقات کسی نہ کسی حد تک بہتر دکھائی دیے، جس نے وزیراعلیٰ قدوس بزنجو سے فوائد حاصل کیے۔[56] 2023 انتخابات کا سال ہے اس لیے پارٹی نے زیادہ تر احتجاجی رنگ اختیار کیے رکھا اور باوجود مرکز اور بلوچستان اسمبلی میں حکومت کا حصہ ہونے کے اس نے ریکوڈک کے معاملے پر خاص طور پر احتجاج کیا۔[57] تاہم دوسری سب سے بڑی قوم پرست جماعت، نیشنل پارٹی، جس کی قیادت ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے پاس ہے، نے بلوچستان کے مسائل پر حکومت کو کافی زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا۔ ستمبر میں، اس نے حکومت اور بلوچ عسکریت پسندوں سے اپیل کی کہ اپنے مسائل مذاکرت کی میز پر بیٹھ کر حل کریں۔ پارٹی نے ریکوڈک، سینڈک اور سوئی جیسے بڑے منصوبوں پر حکومت کو اس بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنایا کہ ان بڑے منصوبوں میں بلوچ عوام کی امنگوں اور ان کے مفادات کی عکاسی بہ مشکل ہی دکھائی دیتی تھی۔[58]

2018 میں اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ مل کر بنائی گئی بلوچستان عوامی پارٹی (بی اے پی) میں دراڑیں نمودار ہونے لگیں اور اس کے متعدد رہنماؤں نے پی پی پی میں شمولیت اختیار کر لی۔ ان میں بلوچستان اسمبلی کے تین ممبران ظہور بلیدی، سلیم کھوسہ اور عارف محمد حسنی شامل تھے۔[59]

گوادر کی سیاست پر جماعت اسلامی کے رہنما مولانا ہدایت الرحمٰن چھائے رہے۔ انہوں نے اس علاقے میں حق دو تحریک کے ذریعے دو ماہ طویل ایک احتجاج کی قیادت کی اور دسمبر میں 100 کارکنان کے ساتھ انہیں حراست میں لے لیا گیا۔[60] احتجاج کے بعد انہوں نے مقامی حکومتوں کے انتخابات میں اکثریت حاصل کی۔ کچھ مبصرین نے رائے ظاہر کی کہ 2023 میں ہونے والے انتخابات بجائے خود رحمٰن کی جانب سے کیے جانے والے احتجاج کا محرّک ہو سکتے ہیں۔[61] (اجتماع کی آزادی کا عنوان بھی دیکھیے۔)

مقامی حکومت

مئی میں صوبے میں مقامی حکومتوں کے انتخابات کا انعقاد ہوا، جن میں تشدد کے اکا دکا واقعات بھی دیکھنے میں آئے۔ 31 مئی کے انتخابات میں اکثر نشستیں آزاد امیدواروں نے حاصل کیں (4,456 نشستوں میں سے 1,182 نشستیں آزاد امیدواروں نے حاصل کیں)، جب کہ جے یو آئی-ایف اور بی اے پی نے بالترتیب 469 اور 303 نشستوں پر کامیابی سمیٹی۔[62] فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (فافن) نے اپنی ابتدائی رپورٹ میں بتایا کہ مقامی حکومتوں

کے انتخابات کا پہلا مرحلہ 'تنازع سے پاک اور منظّم' رہا اور بے قاعدگیوں کے اکا دکا واقعات ہی رپورٹ کیے گئے، یہ انتخابات صوبے اور ملک میں جمہوری عمل کے لیے اچھا شگون تھے۔[63]

متحارب امیدواروں کے حامیوں کے مابین ہاتھا پائی کے واقعات کے علاوہ ضلع نوشکی میں ایک پولنگ سٹیشن کے باہر بم دھماکا ہوا، اس میں کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچا۔[64] تاہم اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے سیاسی ساز باز کے الزامات سامنے آتے رہے، بشمول اس الزام کے کہ کچھ سیاسی جماعتوں مثلاً بی اے پی کو مہم چلانے کے لیے دوسروں سے کہیں زیادہ آزادی میسر رہی۔

خواتین

خواتین سارا سال ہی حاشیے پر لگی رہیں اور امتیازی سلوک اور تشدد کے لیے آسان ہدف ثابت ہوئیں۔ پولیس کے ڈیٹا کے مطابق عصمت دری کے 40، غیرت کے نام پر قتل کے 35 (ان میں سے اندازاً نصف سے زائد کیسوں میں خواتین ستم رسیدہ تھیں) اور خواتین کے خلاف گھریلو تشدد کے 157 واقعات رپورٹ ہوئے۔ بڑا امکان ہے کہ یہ اعداد و شمار حقیقی صورتحال کے مقابلے میں کہیں کم تر ہوں، اس کی دلیل یہ ہے کہ صنفی بنیادوں پر ہونے والے تشدد کے متعدد واقعات کی رپورٹ نہیں کی جاتی (جدول 2 بھی دیکھیے)۔

جدول 2: بلوچستان میں 2022 کے دوران صنفی بنیادوں پر ہونے والے تشدد کی شماریات

جرم	ستم رسیدوں کی تعداد
عصمت دری	40
اجتماعی عصمت دری	0
غیرت کے نام پر قتل	35
خواتین کے خلاف گھریلو تشدد	157
تیزاب سے متعلق جرائم	0

ماخذ: بلوچستان پولیس، ایچ آر سی پی کی درخواست پر مہیا کی جانے والی معلومات

اس کے ساتھ ساتھ خواتین سیاسی طور پر فعال بھی رہیں اور حقوق کی مقامی تحریکوں میں ان کی شمولیت نمایاں رہی۔ ہزاروں خواتین نے گوادر میں 2021 میں شروع ہونے والی حق دو تحریک میں حصہ لیا، یہ تحریک 2022 میں بھی پورا سال چلتی رہی۔ بلوچ خواتین نے سالانہ خواتین مارچ منظّم کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا، معاشی حقوق کا حصول ان کا کلیدی مطالبہ تھا۔ خواتین نے یونیورسٹیوں میں قائم طلبہ تنظیموں میں بھی فعال کردار ادا کیا، ٹیوشن فیسوں میں کمی کے لیے مہم چلائی اور ہراسانی کے خلاف احتجاج کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ جبری گمشدگیوں کے خلاف چلائی جانے والی تحریک میں نوجوان خواتین نے کلیدی کردار ادا کیا، انہوں نے سڑکوں پر احتجاج میں حصہ لیا، میڈیا، حکومت اور سول سوسائٹی میں مہم چلائی، عدالتوں اور پولیس تھانوں میں پیش ہوئیں اور اپنے پیاروں کی واپسی کے ساتھ ساتھ ریاستی منظوری کے ساتھ کی جانے والی گمشدگیوں کے ذمہ داران کو کٹہرے میں کھڑا کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔

خواجہ سرا

باقی ملک کی مانند ہی بلوچستان کی چھوٹی سی خواجہ سرا آبادی بھی پورا سال اپنے اکثر بنیادی حقوق سے محروم ہی رہی اور ان کے مسائل کو پریس میں شاذ ہی کوریج نصیب ہوئی۔ بلوچستان میں خواجہ سراؤں کے حقوق کا تحفظ کرنے کی بجائے صوبائی اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا کہ صوبائی حکومت وفاقی ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018 کو منسوخ کردے۔[65]

بچے

سال بھر بلوچستان میں سکولوں کے اشاریے خطرناک حد تک کم رہے، لڑکوں میں شرح خواندگی کا اندازہ 28 فیصد تھا جب کہ 83 فیصد بچیاں بنیادی تعلیم سے محروم تھیں۔[66] نہ صرف یہ کہ سکولوں کی تعداد کم ہے بلکہ صوبے کی دور دراز جگہوں پر پھیلی ہوئی آبادیوں کے لیے یہ سکول گھروں سے طویل فاصلے پر بھی ہیں۔ تباہ کن سیلابوں نے بھی بلوچستان میں بچوں کو متاثر کیا، اور ان کے نتیجے میں کم از کم 32 بچے جاں بحق ہوئے۔ ان میں سے کچھ سیلاب سے گر جانے والے گھروں کے ملبے تلے آن کر جان سے گئے۔[67]

موٹر گاڑیوں، تعمیرات اور کان کنی کے شعبوں میں کام کرنے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ دیکھا گیا، اس سے اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ صوبائی حکومت نے چائلڈ لیبر پر قابو پانے کے لیے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے۔ چائلڈ لیبر کے خلاف عالمی دن کے موقع پر یہ بتایا گیا کہ بلوچستان میں 15,000 بچے چائلڈ لیبر میں مصروف ہیں، ان میں سے اکثریت یتیم یا غریب خاندانوں کے بچوں کی ہے۔[68]

صوبے میں کم عمری کی شادی کے کیس بھی سامنے آتے رہے۔[69] وفاقی شرعی عدالت نے بلوچستان میں چھ برس کی ایک بچی کی جبری شادی پر از خود نوٹس لیا۔ ایسے کیسوں کے باوجود بلوچستان کا کم عمری کی شادی کا بل ابھی تک لٹکا ہوا ہے، اگرچہ اسے کابینہ کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے۔[70]

محنت کش

سارا سال بلوچستان کی کانوں میں ہونے والے شدید حادثات کے نتیجے میں کان کن اپنی جانیں گنواتے اور زخمی ہوتے رہے۔ ایچ آر سی پی کے ریکارڈ کے مطابق 2022 میں بلوچستان میں 24 ایسے واقعات ہوئے جن میں 71 کان کن جاں بحق اور 25 زخمی ہوئے۔ جدول 3 میں ان کا شماریاتی جائزہ شامل ہے۔

جدول 3: 2022 کے دوران بلوچستان میں ہونے والے کانوں کے حادثات

تاریخ	جائے وقوعہ	ہلاکتیں	زخمی
1 جنوری	دگّی	4	2
1 جنوری	دگّی	5	–
6 فروری	کوئٹہ	4	4
10 فروری	ہرنائی	3	1
22 فروری	دگّی	4	–
8 مارچ	گڈانی	2	2
15 مارچ	کوئٹہ	3	–
21 مارچ	دگّی	3	–
22 مارچ	چمالنگ	7	6
7 جون	تفصیلات نامعلوم	2	–
1 اگست	مچھ	3	3
16 اگست	کوئٹہ	4	–
6 ستمبر	ہرنائی	5	–
19 ستمبر	دگّی	2	–
2 اکتوبر	دگّی	4	2
4 اکتوبر	مچھ	1	2
1 نومبر	دگّی	6	–
2 نومبر	چمالنگ	2	–
3 نومبر	دگّی	–	–
7 نومبر	دگّی	–	1
13 نومبر	دگّی	4	1
18 نومبر	دگّی	–	1
11 نومبر	دگّی	1	–
19 نومبر	ہرنائی	2	–

ماخذ: ایچ آر سی پی میڈیا مانیٹرنگ سیل

صوبے میں کان کنوں کی اموات کا یہ مستقل رجحان انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ کام کرنے کی بدتر صورت حال کان کنوں کے لیے ایک اہم مسئلہ ہے، اس پر طرّہ ٹریننگ کا نہ ہونا اور حفاظتی ساز و سامان کی عدم دستیابی ہے۔

مہاجرین

1979 میں سوویت قبضے کے بعد سے افغان مہاجرین بلوچستان میں موجود مہاجر آبادی کا بڑا حصہ ہیں۔ اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین (یو این ایچ سی آر) کے مطابق بلوچستان کے مہاجر کیمپوں میں ان کی تعداد تقریباً 300,000 جب کہ ملک بھر میں رجسٹرڈ مہاجرین کی کل تعداد 1.4 ملین ہے۔ بہت سے افغان مہاجرین بلوچستان کے زراعت کے شعبے میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔[71]

15 اگست 2021 کو کابل حکومت کے سقوط اور افغان طالبان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد سامنے آنے والی اطلاعات میں بتایا گیا کہ معاشی مواقع نہ ہونے کے باعث بہت سے افغان مہاجرین نے بلوچستان کا رخ کیا۔ تاہم، یو این ایچ سی آر نے دعویٰ کیا کہ توقعات کے برعکس پاکستان آنے والے افغان مہاجرین کی تعداد بہت زیادہ نہیں رہی۔[72] تاہم صوبے میں پہلے ہی سے موجود مہاجرین کی بنیادی سہولتوں مثلاً تعلیم اور صحت تک رسائی کی صورت حال مخدوش رہی۔

بلوچستان کے مختلف اضلاع میں آباد افغان مہاجرین 2022 کے سیلاب سے بری طرح متاثر ہوئے، خاص طور پر کچے گھروں میں رہنے والوں کے گھر بہہ گئے۔[73] یو این ایچ سی آر کا تخمینہ ہے کہ 800,000 مہاجرین سیلاب سے متاثر ہونے والی کل 80 جگہوں میں سے 45 جگہوں یا 'آفت زدہ' اضلاع میں آباد تھے۔ بلوچستان، خیبر پختون خوا اور سندھ کے بدترین متاثر ہونے والے چار اضلاع ایسے تھے جو مہاجرین کی سب سے بڑی تعداد کی میزبانی کرتے ہیں۔[74]

تعلیم

پاکستان میں سکولوں سے باہر 22.8 ملین بچوں میں سے بلوچستان کا حصہ کم از کم ایک ملین ہے۔[75] جولائی اور اگست میں آنے والے تباہ کن سیلابوں نے 2022 میں بلوچستان میں بچوں کی تعلیم تک رسائی کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا۔ لاکھوں بچوں کو تعلیم مہیا کرتے تقریباً 3,000 سکول، جن میں سے اکثر حکومتِ بلوچستان کے تحت آتے تھے، تباہ ہو گئے،[76] اس کے علاوہ (2,583 میں سے) 147 نجی سکول بھی تباہی کی زد میں آئے، یوں 11,121 طلبہ کا داخلہ، خاص طور پر نصیر آباد ڈویژن میں متاثر ہوا۔[77]

آزاد ذرائع نے دعویٰ کیا کہ متاثر ہونے والے سکولوں اور طالب علموں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔[78] ایک سرکاری دعوے کے مطابق 386,000 طلبہ متاثر ہوئے۔[79] ان سکولوں کی تعمیرِ نو میں طویل عرصہ لگے گا کیونکہ صوبائی حکومت 2022/23 کے دوران پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت اپنی ہی سکیموں کے نفاذ کے لیے زیادہ پرجوش دکھائی دیتی ہے اور تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے پر زیادہ توجہ نہیں دے رہی۔[80] اکتوبر تک، سیلاب سے متاثر نہ ہونے والے متعدد سکولوں کو سیلاب متاثرین کے لیے پناہ گاہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔[81]

صحت

صحت کی مناسب سہولیات تک رسائی 2022 میں بھی ناپید ہی رہی، اس حد تک کہ کوئٹہ میں ہسپتالوں کی بڑھتی ہوئی تعداد بھی بہت سے کیسوں میں کوئی مداوا کرنے میں ناکام ہے کیونکہ ڈاکٹر نجی کلینکوں میں پریکٹس کو ترجیح دیتے ہیں۔[82] تاہم صوبے کے باقی علاقوں میں ڈاکٹروں اور صحت کی سہولیات کی شدید کمی کے پیشِ نظر کوئٹہ اکثر مریضوں کے لیے واحد جائے پناہ ثابت ہوتا ہے، یہ صورت حال اس حکومتی دعوے کا پول کھول دیتی ہے کہ صحت کی سہولیات کی فراہمی اس کی اولین ترجیح ہے۔[83]

تعلیم کی مانند، پہلے ہی سے متاثر نظامِ صحت پر بھی سیلابوں نے نہایت شدید منفی اثرات مرتب کیے اور اکثر بیماریاں پھوٹتی رہیں۔ ستمبر تک صوبے بھر میں ملیریا، جلدی بیماریوں، سانس کی شدید انفیکشن، ہیضہ اور آنکھوں میں انفیکشن کے 34,476 مریض سامنے آئے، جب کہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے تنبیہ جاری کی تھی کہ اس لہر کو روکنے کے لیے 'کلی بنیادوں پر کیے جانے والے آپریشن' کی ضرورت ہوگی۔[84] ینگ ڈاکٹر ایسوسی ایشن نے تنبیہ کی کہ اگر حکومت نے سیلاب سے متاثر علاقوں میں پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کو روکنے کے لیے فوری اقدامات نہ کیے تو ان سے اموات کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔[85] اس تنبیہ کا کوئی اثر نہ ہوا اور 22 ستمبر میں ضلع جعفر آباد میں چار لوگ ملیریا کے ہاتھوں جان کی بازی ہار گئے۔[86]

سیلابوں نے 700 بنیادی مراکزِ صحت اور رورل ہیلتھ سنٹر بھی تباہ کر دیے جو دیہی آبادی کے لیے صحت کی سہولیات تک رسائی کا واحد مقام تھے۔[87] مزید یہ کہ پانچ برس سے کم عمر کے ہر نو میں سے ایک بچہ، جنہیں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں صحت کے مراکز میں داخل کروایا گیا، شدید غذائی کمی کا شکار تھا۔[88]

بلوچستان سے ابھی تک پولیو کا خاتمہ نہیں کیا جا سکا۔ صورت حال کی بدتری میں اضافہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ پولیو ورکروں کو پولیو کے خاتمے کی مہم سخت سیکیورٹی کے ساتھ چلانا پڑتی ہے۔[89]

ماحول

جولائی اور اگست میں آنے والے تباہ کن سیلابوں کے تناظر میں بلوچستان کے 34 میں سے 32 اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا گیا، کم از کم 300 جانیں ان کی نظر ہو گئیں۔[90] بلوچستان نے ریکارڈ بارشوں کا مشاہدہ کیا،[91] اور ان کے نتیجے میں سیلابوں نے صوبے کے پہلے سے بدتر انفراسٹرکچر کو مزید نقصان سے دوچار کر دیا۔[92] اس عرصے میں کوئٹہ باقی علاقوں سے کٹا رہا کیونکہ سڑکوں اور ریل کا رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔[93] اس دورانیے میں خود صوبہ بھی باقی ملک سے کٹا رہا، اس وجہ سے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر فراہم کی جانے والی امداد کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔[94]

ضلع ڈیرہ بگٹی کے علاقے پیر کوہ میں سیلابوں کے نتیجے میں پانی کی قلت پیدا ہو گئی اور اس کے رہائشی پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی کے سبب آلودہ پانی پینے پر مجبور ہو گئے، جس کی وجہ سے اگست میں یہاں بہت سی اموات واقع ہوئیں۔[95] کچھ جگہوں پر، سیلاب نے پورے پورے علاقے کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور لوگوں کے لیے کوئی جائے فرار ہی باقی نہ رہی۔

سیلاب کے نتیجے میں کوہ پیر میں پانی کی قلت ہو گئی اور اس کے رہائشی آلودہ پانی پینے پر مجبور ہو گئے جس کے باعث اگست میں کئی اموات ہوئیں

ایسے حالات میں پانی نکالنے کے لیے ذرائع نکاسی میں کچھ جگہوں پر شگاف ڈالنا پڑے۔ اوستہ محمد ایسا ہی ایک علاقہ تھا۔[96]
دیگر جاری اور صوبے میں نظر انداز شدہ ماحولیاتی مسائل میں گوادر بندرگاہ کی تعمیر کے ماحولیاتی اثرات اور ڈیرہ بگٹی میں گیس نکالنے سے پیدا شدہ عوامی صحت کے مسائل شامل ہیں۔

حواشی

S. Shahid. (2022, April 12). Bill for home-based workers wins unanimous nod in Balochistan PA. Dawn. https://www.dawn.com/news/1684607 1

S. Shahid. (2022, June 8). Opposition walks out of Balochistan Assembly to protest bill passage. Dawn. https://www.dawn.com/news/1693723 2

Balochistan PA passes resolution on Reko Diq. (2022, December 11). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2390583/balochistan-pa-passes-resolution-on-reko-diq 3

M. Zafar. (2021, December 31). Quetta blast death toll reaches six. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2336489/quetta-blast-death-toll-reaches-six 4

A. J. Mangi. (2022, January 3). Three suspected terrorists arrested. Dawn. https://www.dawn.com/news/1667264; A. J. Mangi. (2022, January 10). Three killed in attack on tribal elder's convoy. Dawn. https://www.dawn.com/news/1668592 5

S. Shahid. (2022, January 10). Six Islamic State men killed in Quetta: CTD. Dawn. https://www.dawn.com/news/1668601 6

S. Shahid. (2022, January 19). Six passengers injured as bomb blast derails Jaffar Express. Dawn. express#https://www.dawn.com/news/1670241/six-passengers-injured-as-bomb-blast-derails-jaffar 7

S. Shahid. (2022, January 29). Twin blasts in Sui claim lives of three Levies men, Senator Sarfaraz #Bugti's cousin. Dawn. https://www.dawn.com/news/1672025/twin-blasts-in-sui-claim-lives of-three-levies-men-senator-sarfaraz-bugtis-cousi 8

N. Siddiqui & T. Khan. (2022, January 27). 10 soldiers martyred in terrorist attack on checkpost in Balochistan's Kech: ISPR. Dawn. https://www.dawn.com/news/1671785 9

A. J. Mangi. (2022, January 31). Two cops among 17 injured in grenade attack in Balochistan's #Jaffarabad. Dawn. https://www.dawn.com/news/1672381/two-cops-among-17-injured-in grenade-attack-in-balochistans-jaffarabad 10

M. A. Rana. (2022, March 20). An insurgency restructured. Dawn. https://www.dawn.com/news/1680914 11

S. Shahid. (2022, February 4). Attackers had links with handlers in Afghanistan, India: army. Dawn. https://www.dawn.com/news/1673174 12

S. Shahid. (2022, February 5). Three terrorists killed in Kech during operation against Panjgur #attackers. Dawn. https://www.dawn.com/news/1673407/three-terrorists-killed-in-kech during-operation-against-panjgur-attackers 13

S. Shahid. (2022, December 26). 6 security men martyred in Balochistan terror incidents. Dawn. https://www.dawn.com/news/1728306 14

A. R. Rind. (2022, July 16). CTD officer shot dead in Kharan. Dawn. https://www.dawn.com/news/1699852/ctd-officer-shot-dead-in-kharan 15

Naib tehsildar shot dead. (2022, June 21). Dawn. https://www.dawn.com/news/1695905/naib-tehsildar-shot-dead 16

S. Shahid. (2022, July 19). Levies official martyred in Kalat attack. Dawn. https://www.dawn.com/news/1700477/levies-official-martyred-in-kalat-attack 17

Professor shot dead in Quetta, body of lawyer found in Bostan. (2022, August 17). Dawn. #https://www.dawn.com/news/1705339/professor-shot-dead-in-quetta-body-of-lawyer-found in-bostan 18

S. Shahid. (2022, August 22). PTI's woman leader Nargis Mengal shot dead. Dawn. https://www.dawn.com/news/1706153/ptis-woman-leader-nargis-mengal-shot-dead 19

S. Shahid. (2022, August 11). Christian man injured in gun attack in Mastung dies. Dawn. https://www.dawn.com/news/1704246/christian-man-injured-in-gun-attack-in-mastung-dies 20

A. R. Rind. (2022, October 15). Ex-BHC CJ Noor Meskanzai gunned down in Kharan mosque #attack. Dawn. https://www.dawn.com/news/1715123/ex-bhc-cj-noor-meskanzai-gunned down-in-kharan-mosque-attack 21

S. Shahid. (2022, November 29). Balochistan more peaceful now than before: Langove. Dawn. https://www.dawn.com/news/1723727/balochistan-more-peaceful-now-than-before-langove 22

Why are people disappearing in Balochistan? (2022, May 4). Al Jazeera. https://www.aljazeera.com/podcasts/2022/5/4/why-are-people-disappearing-in-balochistan 23

Baloch students protest repeated enforced disappearances. (2022, May 4). People's Dispatch. disappearances/#https://peoplesdispatch.org/2022/05/04/baloch-students-protest-repeated-enforced 24
Families of missing persons fear their loved ones might be killed in encounters. (2022, October #3). Voicepk. https://voicepk.net/2022/10/families-of-missing-persons-fear-their-loved-ones might-be-killed-in-encounters/ 25
S. Shahid. (2022, July 16). Nine terrorists killed, soldier martyred in Balochistan in search for abducted man. Dawn. https://www.dawn.com/news/1699841 26
A. A. Khan. (2022, July 21). "Missing persons, not militants" – families protest Ziarat encounter #killings. VoicePK. https://voicepk.net/2022/07/missing-persons-not-militants-families-protest ziarat-encounter-killings/ 27
G. Nihad. (2022, October 19). Balochistan CTD accused of killing 3 missing persons in 'fake encounter'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1715681 28
S. M. Baloch. (2022, November 6). 'Fake encounters' with Pakistani forces lead to torture and #death. The Guardian. https://www.theguardian.com/world/2022/nov/06/fake-encounters with-pakistani-forces-lead-to-torture-and-death 29
Will raise issue of Balochistan missing persons with powerful quarters: PM Shehbaz. (2022, April #23). Dawn. https://www.dawn.com/news/1686432/will-raise-issue-of-balochistan-missing persons-with-powerful-quarters-pm-shehbaz 30
M. A. Notezai. (2022, April 24). Missing persons' families demand practical steps, not lip service. Dawn. https://www.dawn.com/news/1686524 31
S. Shahid. (2022, September 9). Ministers' visit persuades missing persons' relatives to end protest in Quetta after 50 days. Dawn. https://www.dawn.com/news/1709170 32
S. A. Shah. (2022, September 9). Sit-in for missing persons ends in Quetta. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2375709/sit-in-for-missing-persons-ends-in-quetta 33
Protesters in Turbat march to Quetta against enforced disappearance of Baloch. (2022, February 28). Aaj News. https://www.aajenglish.tv/news/30279821/ 34
I. Ali. (2022, August 28). Publisher, rights activist 'taken away from Urdu Bazaar'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1707081 35
G. A. Baloch. (2022, November 22). Exclusive: missing person Faheem Baloch returns home. The Friday Times/Naya Daur. https://www.thefridaytimes.com/2022/11/22/101959/ 36
S. Shahid. (2022, September 14). NP chief, PM discuss missing persons issue, flood damages. Dawn. https://www.dawn.com/news/1710032 37
S. Shahid. (2022, August 17). Balochistan cabinet okays commission on missing persons. Dawn. https://www.dawn.com/news/1705340 38
Tracing the missing [Editorial]. (2022, November 19). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1721817 39
Tracing the missing [Editorial]. (2022, November 19). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1721817 40
S. Shahid. (2022, March 26). Three-day Hinglaj Nani Temple festival begins. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1681860 41
A. W. Shahwani. (2022, October 3). Members of Hindu community stage protest in Balochistan's #Kalat. Dawn. https://www.dawn.com/news/1713202/members-of-hindu-community-stage protest-in-balochistans-kalat 42
A. Baloch. (2022, August 13). Christian community longs for ending domicile status. Balochistan #Voices. https://www.balochistanvoices.com/2022/08/christian-community-longs-for-ending domicile-status/ 43
PM vows to promote principles of freedom of expression, free media. (2022, December 6). The #Nation. https://www.nation.com.pk/06-Dec-2022/pm-vows-to-promote-principles-of-freedom of-expression-free-media 44
B. Baloch. (2022, December 26). Gwadar's Haq Do Tehreek — genuine movement or political #ambition? Dawn. https://www.dawn.com/news/1728328/gwadars-haq-do-tehreek-genuine movement-or-political-ambitio 45
S. Shahid & B. Baloch. (2022, December 27). Protesters tear-gassed, held as violence erupts in #Gwadar. Dawn. https://www.dawn.com/news/1728490/protesters-tear-gassed-held-as violence-erupts-in-gwadar 46

Constable martyred in Gwadar as Haq Do Tehreek protest continues. (2022, December 28). The #News International. https://www.thenews.com.pk/latest/1024619-constable-martyred-in gwadar-as-haq-do-tehreek-protest-continue 47
B. Baloch. (2022, January 14). Govt not implementing Gwadar agreement: Maulana Hidayat. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1669319/govt-not-implementing-gwadar-agreement maulana-hidayat 48
S. Shahid. (2022, January 13). 20 doctors, paramedics held after clash with police in Quetta. Dawn. https://www.dawn.com/news/1669111 49
Three students on hunger strike shifted to hospital in Quetta. (2022, February 15). Dawn. https://www.dawn.com/news/1675142 50
A. R. Rind. (2022, January 17). Highway blocked in protest against power suspension in Taftan. Dawn. https://www.dawn.com/news/1669879 51
S. Shahid. (2022, February 18). Protesters continue to block Quetta-Sukkur highway. Dawn. https://www.dawn.com/news/1675675 52
S. Shahid. (2022, May 15). Pir Koh residents up in arms over cholera outbreak, water scarcity. Dawn. https://www.dawn.com/news/1689748 53
Radio Pakistan engineers protest juniors' promotion. (2022, October 31). Dawn. https://www. BALOCHISTAN
dawn.com/news/1717880/radio-pakistan-engineers-protest-juniors-promotion 54
B. Baloch. (2022, May 7). Protest forces FC to hand over student to police. Dawn. https://www. dawn.com/news/1688387/protest-forces-fc-to-hand-over-student-to-police 55
S. Shahid. (2022, October 3). JUI-F on fence as Bizenjo awaits response to his coalition offer. Dawn. https://www.dawn.com/news/1713206 56
BNP-M protests against Reko Diq legislation, demands 50 percent share. (2022, December 19). #The Nation. https://www.nation.com.pk/19-Dec-2022/bnp-m-protests-against-reko-diq legislation-demands-50-percent-share 57
B. Baloch. (2022, September 6). National Party chief advises insurgents, govt to hold talks. Dawn. https://www.dawn.com/news/1708684 58
I. Ayub. (2023, January 1). Three MPAs, other BAP leaders join PPP. Dawn. https://www.dawn. com/news/1729294/three-mpas-other-bap-leaders-join-ppp 59
B. Baloch & S. Shahid. (2022, December 30). Over 100 arrested as Gwadar unrest grows. Dawn. https://www.dawn.com/news/1728969/over-100-arrested-as-gwadar-unrest-grows 60
B. Baloch & M. A. Notezai. (2022, December 26). Gwadar's Haq Do Tehreek — genuine #movement or political ambition? Dawn. https://www.dawn.com/news/1728328/gwadars-haq do-tehreek-genuine-movement-or-political-ambition 61
S. Shahid. (2022, May 31). Independents maintain lead in Balochistan LG polls. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1692382 62
S. Shahid. (2022, June 4). Fafen finds Balochistan LG polls 'controversy-free, orderly'. Dawn. orderly#https://www.dawn.com/news/1693035/fafen-finds-balochistan-lg-polls-controversy-free 63
G. Nihad. (2022, May 29). Blast outside polling station during Balochistan local bodies election; no one harmed. Dawn. https://www.dawn.com/news/1692102 64
S. Shahid. (2022, September 26). Balochistan PA adopts motion for repeal of transgender law. Dawn. https://www.dawn.com/news/1712034 65
The majority of children in Balochistan are deprived of education. (2022, August 10). Campus #Guru. https://campusguru.pk/en/news/the-majority-of-children-in-balochistan-are-deprived of-education 66
The death of 32 children in Balochistan. (2022, July 23). Quetta Voice. https://www.quettavoice. com/2022/07/23/the-death-of-32-children-in-balochistan/ 67
15,000 child workers toil in Balochistan. (2022, June 14). The Express Tribune. https://tribune. com.pk/story/2361255/15000-child-workers-toil-in-balochistan 68
S. Zaman. (2021, June). Child marriage in Balochistan (Pakistan): A political economy analysis. https://www.researchgate.net/publication/354751092_Child_Marriage_in_Balochistan_ Pakistan_A_Political_Economy_Analysis 69
Balochistan's child marriage bill in limbo for eight years. (2022, August 6). Dawn. https://www. dawn.com/news/1703492 70

M. A. Notezai. (2022, November 20). How Afghans are turning Balochistan green. Dawn. https://www.dawn.com/news/1722029 71

S. Shahid. (2022, June 17). Not many Afghans entered since US pullout: UNHCR. Dawn. https://www.dawn.com/news/1695230/not-many-afghans-entered-since-us-pullout-unhcr 72

'I don't have a life anymore': Misery and loss for Afghans in Pakistan as 800,000 refugees hit by floods. (2022, September 29). Reliefweb. https://reliefweb.int/report/floods#pakistan/i-dont-have-life-anymore-misery-and-loss-afghans-pakistan-800000-refugees-hit 73

UNHCR. (2022, September 20). Humanitarian needs remain acute for displaced in flood-hit areas #of Pakistan. https://www.unrefugees.org/news/unhcr-humanitarian-needs-remain-acute-for displaced-in-flood-hit-areas-of-pakistan/ 74

M. Maqsood. (2021, July 4). Out-of-school children in Balochistan. Pakistan Today. https://www.pakistantoday.com.pk/2021/07/04/out-of-school-children-in-balochistan/ 75

S. Akhter. (2022, September 26). Unprecedented rains, floods destroy over 3,000 schools in southwest Pakistan — officials. Arab News. https://www.arabnews.pk/node/2169501/pakistan 76

M. A. Notezai. (2022, September 7). Despite repeated disasters, Balochistan's green belt far from 'flood resilient'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1708844 77

Education of 386000 students at risk in Balochistan [Editorial]. (2022, September 18). Quetta #Voice. https://www.quettavoice.com/2022/09/18/education-of-386000-students-at-risk-in balochistan/ 78

S. A. Shah. (2022, September 15). Flood damaged 3,000 Balochistan schools. The Express Tribune.https://tribune.com.pk/story/2376687/flood-damaged-3000-balochistan-schools 79

Education of 386000 students at risk in Balochistan. (2022, September 18). Quetta Voice. https://www.quettavoice.com/2022/09/18/education-of-386000-students-at-risk-in-balochistan/ 80

N. A. Jogezai. (2022, October 29). School after floods. Dawn. https://www.dawn.com/news/1717500 81

M. Zafar. (2019, April 6). Patients suffer in Quetta as doctors boycott hospitals. The Express hospitals#Tribune. https://tribune.com.pk/story/1944653/patients-suffer-quetta-doctors-boycott 82

Provision of health facilities to people top priorities of Balochistan Govt: Minister. (2022, October #8). Daily Times. https://dailytimes.com.pk/1009347/provision-of-health-facilities-to-people-top priorities-of-balochistan-govt-minister/ 82

S. Akhter. (2022, September 30). As flood waters recede, a rising tide of disease in southwest Pakistan. Arab News. https://www.arabnews.pk/node/2172361/pakistan 84

S. Shahid. (2022, September 21). Deaths to rise manifold if waterborne diseases go unchecked. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1711221/deaths-to-rise-manifold-if-waterborne-diseases go-unchecked 85

S. Shahid. (2022, September 22). Four malaria-related deaths reported in Balochistan's Jafferabad. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1711338/four-malaria-related-deaths-reported-in balochistans-jafferabad 86

Floods damage over 700 basic health units in Balochistan. (2022, September 25). Quetta Voice. #https://www.quettavoice.com/2022/09/25/floods-damage-over-700-basic-health-units-in balochistan/ 87

UNICEF. (2022, October 21). More than 1 in 9 children in flood-affected areas of Pakistan suffering from severe acute malnutrition. https://www.unicef.org/press-releases/more-1-9-children-flood-affected-areas-pakistan-suffering-severe-acute-malnutrition 88

S. Shahid. (2022, October 29). Balochistan to beef up polio workers' security. Dawn. https://www.dawn.com/news/1717462/balochistan-to-beef-up-polio-workers-security 89

S. Shahid & J. Shahid. (2022, September 1). 32 Balochistan districts declared 'calamity-hit'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1707824/32-balochistan-districts-declared-calamity-hit 90

Heavy rainfall broke 62-year record in Sindh, Balochistan. (2022, August 4). The Express Tribune. balochistan#https://tribune.com.pk/story/2369415/heavy-rainfall-broke-62-year-record-in-sindh 91

M. A. Notezai. (2022, September 12). The destructive power of Balochistan's rivers. Dawn. https://www.dawn.com/news/1709546 92

S. Shahid. (2022, August 17). Quetta cut off as flood damages rail line, highway. Dawn. https://www.dawn.com/news/1705329/quetta-cut-off-as-flood-damages-rail-line-highway 93

S. A. Shah. (2022, August 30). Balochistan remains disconnected from rest of country. The Express #Tribune. https://tribune.com.pk/story/2373920/balochistan-remains-disconnected-from-rest of-countr 94

M. Ghulam. (2022, August 4). Balochistan's flood more intense this year due to climate crisis. #The Friday Times/Naya Daur. https://www.thefridaytimes.com/2022/08/04/balochistans flood-more-intense-this-year-due-to-climate-crisis/ 95

S. Shahid. (2022, September 18). Attempts to save Usta Mohammad as cut made to drain water. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1710657/attempts-to-save-usta-mohammad-as-cut made-to-drain-water 96

اسلام آباد دارالحکومت کا علاقہ

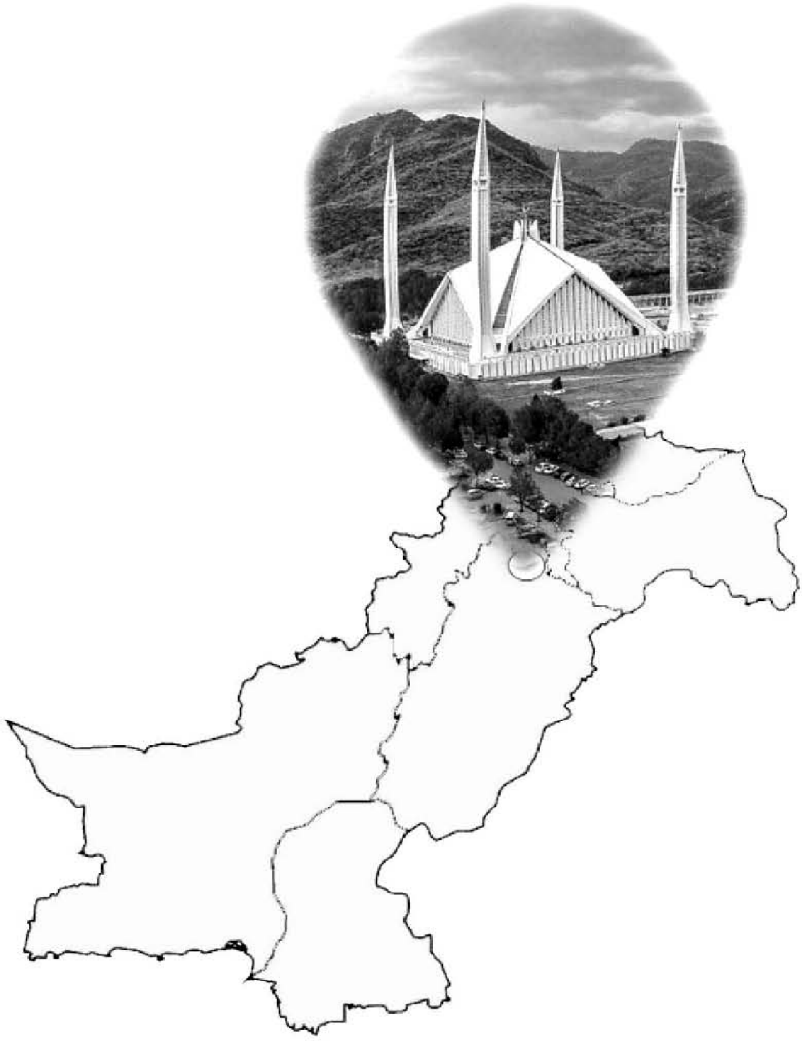

کلیدی رجحانات

- پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ (پی ڈی ایم)، دونوں حکومتوں نے قانون سازوں اور وزرا کی مایوس کن شرکت اور ضابطہ کار کو صریحاً خاطر میں نہ لاتے ہوئے پارلیمانی کارروائی کو نظرانداز کرنا جاری رکھا۔
- سپریم کورٹ کے اندر ججوں کے تقرر کے طریقہ کار پر تنازع سارا سال جاری رہا۔ دوسری طرف اعلیٰ ترین عدالت میں ملکی تاریخ میں پہلی بار ایک خاتون جج کا تقرر ہوا۔
- بدقسمتی سے تمام جماعتوں کی جانب سے دوران حکومت، اپوزیشن اراکین کو گرفتار اور ہراساں کرنے اور 'ریاستی اداروں کو بدنام کرنے' کے الزام میں صحافیوں کو ہراساں کرنے کے لیے بغاوت کے کالے قوانین کا استعمال ہوا۔
- پی ٹی آئی کے حمایتی دکھائی دینے والے صحافتی اداروں کی نشریات، اسٹیبلشمنٹ اور حکمران پارٹی کی مخالف سمت ہونے کے باعث مسلسل خلل کا شکار رہیں۔
- جب پی ٹی آئی کے کارکنوں کے بار بار احتجاج کو روکنے کی حکومتی کوششوں میں تیزی آئی تو دارالحکومت کے شہریوں کے روزمرہ معمولات میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔
- جب کہ لوگ پراسرار حالات میں اٹھائے جا رہے اور غائب ہو رہے تھے، وزیراعظم نے ستمبر میں اسلام آباد ہائی کورٹ میں ذاتی طور پر جبری گمشدگیوں کے خاتمے کی یقین دہانی کرائی۔
- بلدیاتی انتخابات 2022 میں بھی منعقد نہ ہو سکے کیوں کہ پی ٹی آئی اور پی ڈی ایم، دونوں حکومتوں نے تاخیری حربے استعمال کیے۔ یوں ایک بار پھر یہ واضح ہو گیا کہ نچلی سطح کی جمہوریت محض کاغذ پر وجود رکھتی ہے۔
- اگرچہ عورت مارچ پر پابندی لگانے کے مطالبات ایک مرتبہ پھر دہرائے گئے، عورتوں کے حقوق مختلف قانونی اقدامات کے ذریعے آگے بڑھے، جیسا کہ سپریم کورٹ کی جانب سے ان کے ضمانت کے حق کا بار بار دہرایا جانا اور پی ٹی آئی حکومت کی طرف سے کام کرنے کی جگہوں پر ہراسگی کے قانون کا بہتر صورت میں منظور کیا جانا تھا۔
- ٹرانس افراد کو 2018 کے قانون میں دیے گئے حقوق پر بھی حملہ ہوا اور جس کا نتیجہ ایک مجوزہ ترمیم کی صورت میں نکلا جس کے ذریعے صنف میں تبدیلی سمیت مختلف آزادیاں واپس لے لی گئیں۔
- جولائی اور اگست میں تباہ کن سیلاب نے ملک کے بیشتر علاقے کو متاثر کیا۔ جب بڑے پیمانے پر تباہی سامنے آئی اور انسانی صورت حال واضح ہوئی تو اس مقصد کی خاطر اٹھائے گئے حکومتی اداروں کے اقدامات ناکافی دکھائی دیے۔
- ماحولیات کے حقوق کے کارکنوں کو اس وقت نمایاں کامیابی ملی جب اسلام آباد ہائی کورٹ نے مارگلہ ہلز نیشنل پارک میں فوج کی تجاوزات کے خلاف فیصلہ سنایا۔

عمومی جائزہ

2022 سیاسی طور پر ایک غیر معمولی سال تھا، جس میں اس وقت آئینی بحران پیدا ہوا جب پی ڈی ایم اتحاد نے حکومت گرانے کی کوشش کی اور تحریکِ عدم اعتماد کے ذریعے اس میں کامیاب ٹھہرا اور حکمران پی ٹی آئی نے متنازع تاخیری حربے استعمال کیے۔ پارلیمنٹ اور سپریم کورٹ جیسے مقامات کا حامل، یہ اسلام آباد دارالحکومت کا علاقہ (آئی سی ٹی) ہی تھا کہ جہاں سال کی سب سے پرجوش سیاسی اور قانونی جنگیں لڑی گئیں۔ وہ معاملات جنھیں پارلیمنٹ کے اندر طے ہونا چاہیے تھا، ایک مرتبہ پھر ملک کی جمہوری ترقی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ججوں کے ہاتھ میں دے دیے گئے۔ قانون ساز اپنے کرداروں میں غیر سنجیدہ دکھائی دیے اور سارا سال کورم کی کمی بار بار ہوتی رہی۔

بڑھتی ہوئی سیاسی تقسیم کا نتیجہ دونوں جانب سے دھونس کے حربوں کی صورت میں سامنے آیا، جیسا کہ حال ہی میں پی ڈی ایم کی حکومت میں قابل اعتراض الزامات کی بنیاد پر اراکین اسمبلی، سیاسی کارکنوں اور صحافیوں کی حراست کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کا بیانیہ سامنے لانے والے چینلوں کی بندش شامل تھی۔ پی ٹی آئی حکومت کا ساتھ دینے کے بعد جب فوج نے 'غیر جانبداری' کا دعویٰ کیا تو پی ٹی آئی کے رہنماؤں اور صحافیوں پر مبینہ تشدد کا الزام فوجی ایجنسیوں کو دیا گیا۔

بہرحال، تحویل کے دوران تشدد کو ناجائز قرار دینے اور خودکشی کے عمل کی بطور جرم حیثیت ختم کرنے جیسے اچھے اقدامات بھی سامنے آئے۔ اسی طرح اسلام آباد ہائی کورٹ کا حکومت اور عدلیہ کے اراکین کو رعایتی قیمت پر پلاٹ دینے کے خلاف فیصلہ ایک تاریخی قدم تھا جس نے اشرافیہ کی جانب سے سرکاری زمین ہتھیانے کی قلعی کھول دی۔

ایک اور اعتماد افزا حاصل سپریم کورٹ کا یہ اعلان تھا کہ احمدیوں کے اسلامی نصوص کے محض استعمال پر پہلے سے ستائے ہوئی اس برادری پر خود بخود توہین مذہب کے الزامات لاگو نہیں ہو جاتے۔ کئی اور فیصلوں سے عورتوں کے حقوق کو قوت ملی، جیسا کہ سپریم کورٹ نے ایک فیصلے میں کہا کہ عورت کا دوسری شادی کرنا، اسے اس کی پہلی شادی میں سے ہونے والے بچوں کو پاس رکھنے کے حق سے خود بخود محروم نہیں کرتا، اس کے ساتھ ساتھ اسلام آباد ہائی کورٹ نے 18 سال سے کم عمر کی شادیوں کو ممنوع قرار دے دیا۔

قوانین اور قانون سازی

2022 میں متعدد اہم قوانین بنے:

جرائم کے قوانین کا (ترمیمی) بل جو جبری گمشدگیوں کو 'وحشیانہ جرم' قرار دیتا ہے، نومبر 2021 میں قومی اسمبلی سے منظور ہوا لیکن اکتوبر 2022 تک کچھ ترامیم کے ساتھ سینٹ سے منظور ہونے تک 'گمشدہ' رہا۔[1] بعدازاں اسے قومی اسمبلی کو واپس بھیجا گیا جس نے اس میں مزید ترامیم کیں۔ یوں یہ آئینی معما بنا کیونکہ سینٹ سے واپس بھیجے گئے ترمیم شدہ بل کو قومی اسمبلی کو منظور یا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پیش کرنا ہوتا ہے؛ یہ اس میں مزید ترامیم نہیں کر سکتی۔ اس نکتے کا سامنے آنا محض قانون کے بننے میں تاخیر کا سبب بنا۔

نومبر میں صدر نے تشدد اور تحویل میں موت (تدارک اور سزا) کے بل کی توثیق کر دی۔[2] اس قانون سے دورانِ حراست میں موت، جنسی زیادتی اور تشدد کے ان واقعات کو غیر قانونی قرار دیا گیا جو تب نمایاں ہوئے جب پی ٹی آئی نے ریاستی اداروں کی جانب سے اپنے رہنماؤں پر تشدد کا الزام لگایا۔

کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کا ترمیمی بل جنوری میں قانون بن گیا۔[3] اس ترمیم نے قانون میں موجود خامیوں کو دور کیا اور اس کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے کئی ایسے باقاعدہ اور بے قاعدہ پیشوں کو اس میں شامل کیا جو پہلے نہیں تھے۔[4]

جرائم کے قوانین کا (ترمیمی) بل، جس نے پینل کوڈ 1860 کے سیکشن 325 کو منسوخ کرتے ہوئے خودکشی کو جرم کے دائرے سے باہر نکالا، دسمبر میں قانون بن گیا۔[5] یہ ترمیم خودکشی کو قابلِ سزا جرم کی بجائے نفسیاتی عارضے کی نظر سے دیکھنے کی ضرورت پر روشنی ڈالتی ہے۔

(گونگے بہرے) افراد کی میڈیا تک رسائی کا ایکٹ دسمبر میں قانون بن گیا۔ اس نے پاکستان بھر کے ٹیلی ویژن چینلوں کو اپنی نشریات میں اشاراتی زبان کے استعمال کی ہدایت کی۔[6]

انصاف کی فراہمی

اسلام آباد ہائی کورٹ اور نچلی سطح کی عدالتیں: اسلام آباد ہائی کورٹ نے 2022 میں 11,271 مقدمات کا فیصلہ کیا لیکن 10,267 نئے مقدمات درج ہوئے، جنوری 2023 کے آغاز میں زیرالتوا مقدمات کی تعداد 17,054 تھی۔[7] ضلعی عدالتوں میں یکم جون 2022 تک زیرالتوا مقدمات کی تعداد 50,000 تھی۔[8]

چار سال کی تاخیر کے بعد، اکتوبر میں وزارت قانون نے اسلام آباد کے علاقے میں، نابالغوں کو انصاف دلانے کی غرض سے انھیں تحویل میں لیے بغیر مختلف اقدامات اٹھانے کے لیے دو کمیٹیاں قائم کیں۔[9] اگلے ماہ حکومت نے فوری انصاف کی فراہمی کی غرض سے انسانی حقوق کی دو سپیشل عدالتیں قائم کیں۔[10]

سپریم کورٹ کے مقدمات: سپریم کورٹ میں زیرالتوا مقدمات کی تعداد (16 دسمبر 2022 تک) کم ہوکر 2,653 ہوگئی، خبر کے مطابق 2013 میں کمپیوٹرائز ڈاندراجات کے آغاز کے بعد سے یہ پہلا موقع تھا کہ ایک سال میں نئے قائم کیے گئے مقدمات کی تعداد نمٹائے گئے مقدمات سے کم رہی۔[11]

لائیو کارروائیاں: مئی میں ایک کانفرنس میں سینیئر جج متفق ہوئے کہ ملک میں دو لاکھ سے زائد زیرالتوا مقدمات نمٹانے اور مدعیوں کو فوری اور سستا انصاف فراہم کرنے کا واحد حل ٹیکنالوجی پر منتقلی ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اطہر من اللہ نے بتایا کہ ان کی عدالت لائیو کارروائیاں اور شہر سے باہر کے وکلا کے لیے ویڈیو کانفرنس کی سہولت کا استعمال کرنے والی پہلی عدالت تھی۔[12]

سمندر پار عدلیہ: فروری میں کابینہ نے اسلام آباد میں ملک سے باہر پاکستانی افراد کے مقدمات کو فوری طور پر نمٹانے کے لیے ایک الگ عدالتی نظام کی منظوری دی۔[13] دسمبر میں نئی حکومت نے اس منصوبے کا اعادہ کیا۔[14]

چیف جسٹس کے اختیارات: سپریم کورٹ کے ججوں کے انتخاب، چیف جسٹس پاکستان کے صوابدیدی اختیارات، خاص طور پر بینچوں کی تشکیل، ججوں کو مقدمات سونپنے، سوموٹو سماعت اور جوڈیشل کمیشن آف پاکستان اور سپریم جوڈیشل کونسل کے سربراہ کے طور پر ججوں کے تقرر اور برطرفی کے آزادانہ اختیار میں درستی لانے کے مطالبات سے متعلق تنازع سال بھر نمایاں رہا۔ اس کے نتیجے میں سپریم کورٹ کے ججوں کے درمیان کھلم کھلا اختلاف رائے پیدا ہوا اور چیف جسٹس پر اس حوالے سے واضح قوانین مرتب کرنے کا دباؤ بڑھا۔

سپریم کورٹ کی پہلی خاتون جج: جنوری میں لاہور ہائی کورٹ کی جج جسٹس عائشہ ملک سپریم کورٹ کی پہلی خاتون جج مقرر ہوئیں، اگرچہ ان کا تقرر متنازع بنا دیا گیا کیونکہ انھیں کئی سینیئر ججوں پر فوقیت دی گئی۔[15] بہرحال یہ تاریخی اقدام تھا، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اپنے بیان میں کہا کہ 'زیادہ صنفی تنوع کی حامل عدلیہ کے۔۔۔ لوگوں کی انصاف کے حصول تک رسائی پر اور انصاف کے معیار پر دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔'

قانون کا نفاذ

امن عامہ

فوجداری مقدمات: پولیس کے ریکارڈ پر مبنی ایک خبر کے مطابق 2022 میں (25 دسمبر تک) دارالحکومت میں 10,695 مقدمات درج ہوئے۔ ان مقدمات میں موٹر سائیکل چھیننے کے 3,166، قیمتی گاڑیوں کی چوری کے 644، مسلح ڈکیتی اور چوری کے 38 اور موبائل فون چھیننے کے 5,600 مقدمات شامل تھے۔[16] جدول 1 میں جرائم اور ان کا شکار ہونے والے افراد کے اعداد و شمار درج ہیں۔ 2022 میں کم از کم چھ پولیس افسران فرائض کی ادائیگی کے دوران جاں بحق ہوئے، جن میں دسمبر میں دارالحکومت میں واحد خودکش حملہ بھی شامل تھا۔[17] مزید برآں خبر کے مطابق گزرے سال میں 164 افراد قتل ہوئے۔[18]

جدول 1: 2022 میں اسلام آباد دارالحکومت کے علاقے میں جرائم کے اعداد و شمار

جرم	شکار افراد کی تعداد
جنسی زیادتی	60
اجتماعی زیادتی	5
قتل	177
غیرت کے نام پر قتل	0
گھریلو تشدد	9
تیزاب گردی	0
توہین مذہب کے مقدمات	9
پولیس مقابلے	0

ذرائع: ایچ آر سی پی کی درخواست پر اسلام آباد پولیس نے فراہم کیے

جنسی زیادتی کے مقدمات: جون میں پولیس نے انکشاف کیا کہ گذشتہ پانچ برسوں میں جنسی زیادتی کے درج کیے گئے 235 مقدمات میں سے صرف 5 مجرموں کو سزا سنائی گئی۔ پولیس نے اس کے نتیجے میں لیے گئے اپنے خصوصی اقدامات سے متعلق سینٹ کو آگاہ کیا، جن میں ایس ایچ اوز کو بلا تاخیر ایف آئی آر درج کرنے کی ہدایات دینا، خصوصی جنسی جرائم سے متعلق یونٹ، صنفی تحفظ کا یونٹ اور ہیلپ لائن 1815 کا قیام شامل تھا۔[19]

بدعنوانی: انڈسٹریل ایریا کا ایس ایچ او ایک آدمی کو غیر قانونی طور پر گرفتار کرنے اور اس سے رہائی کے عوض چھ کروڑ روپے مانگنے کے الزام میں نوکری سے برطرف کر دیا گیا۔ اسی طرح کراچی کمپنی پولیس کا ایس ایچ او تحویل میں لیے گئے

ایک آدمی پر تشدد کرنے اور اس سے رشوت لینے کے الزام میں برطرف ہوا[20]۔ نومبر میں بچوں کے حقوق کے قومی کمیشن کے مطابق جی۔9 مرکز کا ایس ایچ او دو کمسن لڑکوں پر دورانِ تحویل تشدد کا مجرم پایا گیا۔[21]

خصوصی اقدامات: اکتوبر میں یہ خبر سامنے آئی کہ اسلام آباد پولیس نے اپنی نفری کو عملی طور پر موثر بنانے کے لیے چھوٹے چھوٹے ماہر آپریشنل یونٹوں میں تقسیم کر دیا ہے[22]۔ ایک خبر میں پولیس کے نمائندے کے الفاظ میں بتایا گیا کہ 2022 میں دارالحکومت میں 500 نئے سیف سٹی کیمرے نصب کیے گئے جن کی تنصیب کے بعد کیمروں کی تعداد بڑھ کر 2400 ہوگئی۔[23]

دسمبر میں سپریم کورٹ نے ملک میں بڑھتے ہوئے جرائم اور عدم تحفظ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے صوبائی حکومتوں کو پولیس افسران کے قبل از وقت تقرر اور تبادلوں سے روک دیا اور افسران کو پولیس آرڈر 2022 پر اس کی روح کے مطابق من وعن عمل کی ہدایت کی۔[24]

اسی مہینے اسلام آباد پولیس نے دعویٰ کیا کہ بالآخر پولیس آرڈر 2002 مکمل طور پر نافذ کر دیا گیا ہے۔ دارالحکومت کی پولیس اس وقت تک 1861 کے ایکٹ کے تحت کام کر رہی تھی۔[25]

ایچ آر سی پی کی طرف سے معلومات کی درخواست پر، دارالحکومت کی پولیس نے بتایا کہ ان کی نفری 9,389 مرد اور 344 خواتین افسروں پر مشتمل ہے۔

متنازع مقدمات: مارچ میں پولیس نے اسلام آباد میں بلوچ طلبہ اور انسانی حقوق کی وکیل ایمان مزاری کے خلاف اس وقت مقدمہ درج کیا جب انہوں نے بلوچستان میں ایک طالب علم کے غائب کیے جانے اور ریاستی اداروں کی جانب سے انھیں مسلسل ہراساں کیے جانے کے خلاف احتجاجی کیمپ قائم کیا۔ ایچ آر سی پی نے اس واقعے کو 'تمسخر' اور 'اس بات کی سنگین علامت کہ ہم رفتہ رفتہ پولیس سٹیٹ بنتے جا رہے ہیں' قرار دیا۔ مئی میں پی ڈی ایم کی پنجاب حکومت نے پی ٹی آئی رہنما اور انسانی حقوق کی سابق وزیر شیریں مزاری کو اسلام آباد سے گرفتار کر لیا۔ ایچ آر سی پی کا کہنا تھا کہ یہ بظاہر سیاسی بنیاد پر کی گئی انتقامی کارروائی لگتی ہے۔

متنازع گرفتاری پر ردعمل دیتے ہوئے ان کی بیٹی ایمان مزاری نے آرمی چیف پر الزام عائد کیا جس کے جواب میں ان پر ریاستی اداروں کو بدنام کرنے کی ایف آئی آر درج ہوگئی۔ ایچ آر سی پی نے اس مقدمے کی مذمت کی اور کہا کہ ایمان مزاری کو 'سیاسی اختلاف رائے کا منہ بند کرنے کے عمل میں سرکاری ایجنسیوں کے کردار اور طلبہ، صحافیوں اور انسانی حقوق کا دفاع کرنے والوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے جبری گمشدگیوں کے استعمال پر جرات مندانہ موقف رکھنے' کی پاداش میں نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ بعد ازاں اسلام آباد ہائی کورٹ نے ایف آئی آر غلط قرار دے دی۔ شیریں مزاری بھی واقعے کے بعد بڑا عوامی ردعمل آنے پر رہا کر دی گئیں۔[26]

قابلِ ذکر گرفتاریوں میں اگست میں پی ٹی آئی کے شہباز گِل اور اکتوبر میں رکن سینیٹ اعظم سواتی کی گرفتاری شامل تھی

سیاسی گرفتاریاں: اس سال اپوزیشن جماعتوں کے سیاست دانوں اور قانون سازوں کے خلاف مقدمات کا اندراج بہت زیادہ دیکھنے میں آیا۔ فروری میں ایف آئی اے نے ایک میڈیا مالک محسن بیگ کے خلاف ٹیلی ویژن پر پی ٹی آئی کے ایک وزیر کے خلاف 'توہین آمیز' کلمات ادا کرنے کے جرم میں درج مقدمے میں چھاپا مار کر گرفتار کرلیا۔ چھاپے کے نتیجے میں حکام کے ساتھ ہاتھا پائی کے بعد انھیں دہشت گردی کے الزامات کا سامنا بھی کرنا پڑا، لیکن بعد میں وہ ضمانت پر رہا ہوگئے۔[27]

مارچ میں پولیس نے پارلیمنٹ لاجز پر چھاپا مارا اور ریڈ زون کی سیکیورٹی ہدایات کی خلاف ورزی پر جمعیت علمائے اسلام (جے یو آئی ایف) کے متعدد کارکنوں اور رہنماؤں کو گرفتار کرلیا۔[28] پولیس نے حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش ہونے سے ایک ماہ قبل سندھ ہاؤس پر حملہ آور ایک جتھے کی قیادت کرنے پر پی ٹی آئی کے دو قانون سازوں کو اپریل میں گرفتار کرلیا۔[29] اسی طرح اکتوبر میں پی ٹی آئی کے ایک رکنِ قومی اسمبلی کو پاکستان الیکشن کمیشن کی جانب سے عمران خان کو نااہل قرار دیے جانے کے خلاف احتجاج کرنے پر گرفتار کرلیا۔

اگست میں پی ٹی آئی کے شہباز گل اور اس کے بعد سینیٹر اعظم سواتی کی، ریاستی اداروں سے بغاوت اور انھیں بدنام کرنے کے الزامات میں گرفتاریاں سب سے نمایاں تھیں۔ خاص طور پر مدعیوں کی جانب سے دوران تحویل میں جسمانی اور ذہنی تشدد اور جنسی تشدد کے الزامات کے بعد ان مقدمات سے ریاستی ایجنسیوں کی جانب سے سیاسی بنیادوں پر کی گئی انتقامی اور ظالمانہ کارروائیوں کی بو آنے لگی۔

اراکین اسمبلی کی گرفتاریاں: اکتوبر میں قومی اسمبلی نے حکام پر لازم کردیا کہ کسی بھی رکن اسمبلی کی گرفتاری کے لیے سپیکر سے منظوری لی جائے اور سپیکر کو بااختیار بنادیا کہ وہ دارالحکومت میں گرفتار رکن قومی اسمبلی کے لیے کسی بھی مقام کو

سب جیل قرار دے سکتا ہے۔ قانون سازوں نے قومی اسمبلی کے احاطے سے کسی بھی رکن قومی اسمبلی کی گرفتاری ممنوعہ قرار دینے کے لیے قوانین میں ترمیم بھی کی۔ علاوہ ازیں قومی اسمبلی نے سپیکر اور کمیٹیوں کے چیئر پرسن کے گرفتار رکن اسمبلی کے پروڈکشن آرڈر جاری کرنے کے صوابدیدی اختیارات بھی ختم کر دیے، تاہم یہ واضح کیا کہ کوئی بھی گرفتار رہنما اسمبلی کے اجلاسوں میں شرکت کر سکتا ہے۔[30] بعدازاں ایسا ہی ایک بل سینیٹ میں منظور کر لیا گیا۔[31]

قید خانے اور قیدی

نامکمل قید خانہ: 2022 میں بھی دارالحکومت کی طویل عرصہ سے تکمیل کی منتظر جیل نامکمل ہی رہی۔ اس وجہ سے اس کے ہمسائے میں راولپنڈی اڈیالہ جیل میں کہ جہاں اس وقت گنجائش سے تین گنا زیادہ قیدی ہیں، بھیڑ میں شدید اضافہ ہوا۔ جون میں وزیراعظم نے دارالحکومت کی 'ماڈل جیل' کی تکمیل میں تاخیر پر شہری انتظامیہ کی سرزنش کی۔[32]

قیدیوں کی ایذا رسانی: قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر) کے قیدیوں اور تحویل میں ملزمان کے ساتھ غیر انسانی سلوک کی تصدیق کرتی رپورٹ[33] کے بعد اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے ستمبر میں اڈیالہ جیل کا دورہ کیا اور بدسلوکی کو 'انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی' قرار دیا۔ عدالت نے جیل کے اندر ایسی خلاف ورزیوں کے خلاف شکایات مرکز کے قیام کا بھی حکم دیا۔

جون میں این سی ایچ آر نے ضلعی عدلیہ کی جانب سے زیر تفتیش مقدمات میں قیدیوں کو ویڈیو لنک کے ذریعے حاضر ہونے کی اسلام آباد پولیس کی درخواست قبول کرنے کا خیر مقدم کیا۔[34]

سزائے موت

حالانکہ 2022 میں اسلام آباد سمیت ملک بھر میں موت کی سزا پر کہیں بھی عمل درآمد نہیں ہوا، عدالتوں میں سزائے موت سنانے کا سلسلہ جاری رہا۔[35] خبروں سے اکٹھے کیے گئے ایچ آر سی پی کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق سال کے دوران پانچ مقدمات میں سزائے موت سنائی گئی۔ نومبر میں پاکستان نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں سزائے موت کے خاتمے کے لیے پیش کی گئی قرارداد کے خلاف ووٹ دیا۔[36] اگست میں انسداد منشیات ایکٹ 1997 اور ریلوے ایکٹ 1890 میں ترامیم کر کے سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا گیا۔ تاہم پاکستان پینل کوڈ میں ابھی تک 30 ایسے جرائم موجود ہیں جن پر سزائے موت لاگو ہوتی ہے۔

جبری گمشدگیاں

2022 میں وفاقی دارالحکومت میں لوگ غائب ہوتے رہے اور اسلام آباد ہائیکورٹ کی جانب سے سول اور فوجی افسران کو سنگین نتائج سے خبردار کرنے کے بعد کچھ کو عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ (دیکھیے جدول 2)

جدول 2 :2011 سے 2022 کے دوران رپورٹ ہونے والی جبری گمشدگیاں

دسمبر 2022 تک مقدمات کی تفصیل

صوبہ	**2011** کے بعد مقدمات کی تعداد	جو گھر واپس آئے	حراستی مراکز	قید میں	لاشیں ملیں	سراغ ملا	*مقدمات ختم ہوئے	**2011** کے بعد نمٹائے گئے کل مقدمات	**31** دسمبر **2022** تک زیرالتوا مقدمات
پنجاب	1,551	772	91	172	68	1,103	191	1,294	257
سندھ	1,757	758	41	264	61	1,124	459	1,583	174
کے پی	3,369	595	818	119	66	1,598	437	2,035	1,334
بلوچستان	2,115	1,477	2	18	35	1,532	208	1,740	375
اسلام آباد	338	167	21	34	9	231	59	290	48
آزاد جموں وکشمیر	64	11	3	13	2	29	24	53	11
جی بی	9	0	1	0	0	1	5	6	3
کل تعداد	**9,203**	**3,780**	**977**	**620**	**241**	**5,618**	**1,383**	**7,001**	**2,202**

*مقدمات بند کردیے گئے کیونکہ (الف) وہ جبری گمشدگیوں کے مقدمات ثابت نہیں ہوئے، (ب) نامکمل پتے فراہم کیے گئے، (ج) درخواست گزاروں کی طرف سے واپس لے لیے گئے۔

ذرائع: جبری گمشدگیوں کا انکوائری کمیشن

ناکام کمیشن: جبری گمشدگیوں کے انکوائری کمیشن نے اسلام آباد ہائی کورٹ کو مارچ میں بتایا کہ مارچ 2011 سے 8,463 شہریوں کے غائب ہونے کی رپورٹ ملی، ان میں سے 6,214 کے کیس نمٹائے گئے، جن میں سے 3,284 واپس آ گئے اور 2,249 پر ابھی تک تفتیش جاری ہے۔ 550 افراد حکام کی جانب سے پیش نہیں کیے گئے۔ اور یہ بھی کہ 228 لوگ 'مقابلوں میں مارے گئے' جبکہ 946 کو 'حراستی مراکز میں رکھا گیا'۔ کل 584 افراد دہشت گردی سمیت مختلف مجرمانہ الزامات میں زیرِتفتیش قیدی پائے گئے۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ 1178 افراد جبری گمشدگیوں کے زمرے میں نہیں آتے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے ریمارکس دیے کہ ابتدائی ثبوت یہ بتاتے ہیں کہ کمیشن ایسی گمشدگیوں کے خاتمے میں مدد کے لیے وفاقی حکومت کو تجاویز دینے اور ذمہ داروں کے خلاف اقدامات میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں ناکام ہو چکا۔[37]

مئی میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے وفاقی حکومت کو سابق حکمرانوں کو 'جبری گمشدگیوں کے متعلق پالیسی پر غیر علانیہ خاموش رضامندی' دکھانے پر نوٹس جاری کرنے کی ہدایت کی۔[38] ایچ آر سی پی نے اس حکم کو سراہتے ہوئے کہا کہ اگر اس پر عمل درآمد ہو گیا تو 'شاید یہ ملزموں کو ذمہ دار ٹھہرانے میں کمیشن کی ناکامی کا کسی حد تک ازالہ کر سکے'۔ ستمبر میں چیف جسٹس کی جانب سے اس اعلان کے بعد کہ لوگوں کا بغیر کسی نام ونشان کے غائب ہونا آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے، وزیراعظم شہباز شریف اسلام آباد ہائی کورٹ کے سامنے پیش ہوئے اور جبری گمشدگیوں کا مسئلہ حل کرنے کا عہد کیا۔[39] اسی ماہ ایچ آر سی پی نے کہا کہ یہ کمیشن 'مظلوموں کو انصاف ملنے کو یقینی بنانے کا دردناک حد تک ناکافی نظام ہے۔'

نقل وحرکت کی آزادی

2022 شروع ہوتے ہی کورونا کے پھیلاؤ کے نتیجے میں حکومت کی سمارٹ لاک ڈاؤن پالیسی کے تحت کئی گلیاں عارضی طور پر بند کر دی گئیں۔[40]

انتہائی اہمیت کے حامل واقعات: مارچ اور دسمبر میں راولپنڈی میں کرکٹ کے بین الاقوامی ٹیسٹ میچوں کا انعقاد ٹیموں کی نقل وحرکت کے دوران جڑواں شہروں میں مکمل اور جزوی بندشوں کا سبب بنا۔[41] اسی طرح یوم پاکستان پر پریڈ کے دوران دارالحکومت کے رہائشی ٹریفک کی شدید بدنظمی سے متاثر ہوئے۔[42]

سیاسی اجتماعات اور احتجاجی مظاہروں نے سارا سال شہریوں کی 'نقل وحرکت کی آزادی' کو متاثر کیے رکھا،[43] خاص طور پر پی ٹی آئی کے مئی میں ہونے والے لانگ مارچ کے دوران کہ جس میں دارالحکومت سخت سیکیورٹی اقدامات کے باعث باقی ملک سے باقاعدہ طور پر کٹ کر رہ گیا۔[44]

بیرون ملک سفر سے روک دیے جانے والوں کی فہرست: سیاسی مخالفین کو بیرون ملک سفر سے روکنے کے لیے ای سی ایل کا غلط استعمال سارا سال جاری رہا۔[45] وزیر داخلہ رانا ثناءاللہ نے اپریل میں ای سی ایل کے قوانین کو بہتر بنانے کا عہد کیا اور یہ انکشاف کیا کہ 4,863 افراد اس وقت ای سی ایل اور تقریباً 30,000 لوگ 'بلیک لسٹ' اور ایف آئی اے کی زیر سرپرستی قومی شناخت کی عارضی فہرست میں شامل تھے۔[46]

نومبر میں ایف آئی اے نے، حکومت کے اتحادی رکن اسمبلی محسن داوڑ کو ان کا نام ای سی ایل سے مبینہ طور پر نکال دیے جانے کے باوجود، تاجکستان جانے سے روک دیا۔[47] ایچ آر سی پی نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شمالی وزیرستان کے ایم این اے کا 'آزادانہ نقل وحرکت کا حق بے اصولی سے محدود نہیں کیا جانا چاہیے' اور حکام کو 'اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہیے۔'

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

مذہبی امتیاز کا خاتمہ: فروری میں انسانی حقوق کی وزارت نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو امتیازی اشتہار بازی اور اقلیتی مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں ہی کو سینیٹری ورکر بھرتی کرنے سے روکنے کی ہدایت جاری کی۔[48] اگست میں وزارت تعلیم نے دارالحکومت میں سات اقلیتی گروہوں کے لیے نصاب منظور کر لیا جو کافی تاخیر کا شکار تھا۔[49]

توہین مذہب کے قوانین کا غلط استعمال: ظلم کا شکار احمدی کمیونٹی کے خلاف توہین مذہب کے قوانین کے غلط استعمال کے متعلق سپریم کورٹ نے مارچ میں اپنے ایک اہم فیصلے میں لکھا کہ 'ہمارے ملک کی کسی غیر مسلم (اقلیت) کو اس کے

مذہبی عقائد رکھنے سے محروم رکھنا، عبادت گاہ کی چار دیواری کے اندر اپنے عقیدے کے اظہار اور اس پر عمل پیرا ہونے سے روکنا ہمارے جمہوری آئین کی اصل کے خلاف اور ہماری اسلامی مملکت کی روح اور کردار سے متصادم ہے۔ عدالت نے کہا کہ اگرچہ آئین احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے لیکن یہ انھیں شہریوں کے طور پر اپنانے سے انکار نہیں کرتا اور نہ ہی انھیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرتا ہے۔ اس میں یہ مشاہدہ بھی کیا گیا کہ سیکشن 295 بی اور سی کی تائید ایسے ٹھوس ثبوت کی بنیاد پر کی جانی چاہیے جس میں برا ارادہ ظاہر ہو رہا ہو اور یہ کہ ایک غیر مسلم/احمدی کا محض قرآنی آیات کی تلاوت کرنا خود بخود قابل سزا جرم نہیں ہوگا، جیسا کہ اس سے پیشتر مقدمے میں سامنے آیا۔[50]

مئی میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے پی ٹی آئی رہنماؤں کی جانب سے مدینہ میں حکومتی ارکان کو ہراساں کرنے پر توہینِ مذہب کے قانون کے اطلاق کے خلاف فیصلہ دیا، جس میں یہ کہا گیا کہ ریاست اس بات کو یقینی بنانے کی پابند ہے کہ معصوم جانوں کو خطرے میں ڈال کر مذہب کا ذاتی یا سیاسی مقاصد کے لیے استحصال یا استعمال نہ ہو۔[51]

اظہارِ رائے کی آزادی

تنقید کو جرم قرار دینا: فروری میں ایچ آر سی پی نے پی ٹی آئی حکومت کے مجوزہ ایک آرڈیننس پر افسوس کا اظہار کیا جو ریاستی اداروں پر آن لائن تنقید کو اضافی قید کے ساتھ ناقابل ضمانت جرم بناتا ہے۔ اسی طرح اپریل میں ایچ آر سی پی نے نئی حکومت کی جانب سے پی ٹی آئی کے کارکنوں کی ریاستی اداروں پر تنقید پر ان کی نظر بندی اور انھیں ہراساں کیے جانے کی مذمت ان الفاظ میں کی، 'سیاسی وابستگی سے قطع نظر، تمام شہری اظہار اور رائے کی آزادی کا حق رکھتے ہیں۔

حکومت کی تبدیلی کے بعد پی ٹی آئی کے حمایتی سمجھے جانے والے ٹی وی صحافیوں کو دھمکایا گیا

اسی ماہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہتک عزت کو جرم قرار دینا اور اس کا غلط استعمال، بادی النظر میں آئین کی خلاف ورزی نظر آتی ہے' اور 'آزادی اظہار کو دھمکی۔۔۔آئین کے تحت چلائی جانے والی جمہوری حکومت میں برداشت نہیں کی جاسکتی'۔[52] ستمبر میں عدالت نے فیصلوں پر تنقید پر کہا کہ عدالتیں تحمل کا مظاہرہ کریں اور آزادی اظہار رائے کا احترام کریں تاکہ توہین عدالت کے قانون پر اس طرح عمل ہو کہ آئین کے آرٹیکل 19 میں دی گئی آزادی کم سے کم محدود ہو۔[53]

پی ایم ڈی اے کا خاتمہ: اپریل میں نئی حکومت نے پی ٹی آئی حکومت کی تجویز کردہ متنازع پاکستان میڈیا ڈیولپمنٹ اتھارٹی (پی ایم ڈی اے) کو باقاعدہ طور پر ختم کرتے ہوئے کہا کہ عوام کے آزادی اظہار رائے کے آئینی حق پر قدغن لگانے والا کوئی قانون بھی نافذ نہیں کیا جائے گا۔ حکومت نے متنازع پاکستان الیکٹرانک ایکٹ 2016 پر نظر ثانی کا وعدہ بھی یہ یقینی بنانے کے لیے کیا کہ یہ بنیادی حقوق کو پامال نہ کرے۔[54]

سینسر شپ: فروری میں ایک پی ٹی آئی وزیر کے خلاف ٹاک شو میں کیے گئے تبصرے کی بنیاد پر پیمرا نے ٹی وی چینل نیوز ون کی نشریات روک دیں۔[55] مئی میں جب پی ٹی آئی کے رہنما اپنی حکومت کے خاتمے پر اصولوں کی خلاف ورزی کا شور مچا رہے تھے، پیمرا نے نیوز چینلوں کو عدلیہ اور فوج کی بدنامی کی حامل باتیں نشر کرنے سے دو مرتبہ منع کیا۔[56] اگست میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے عمران خان کی براہ راست تقاریر پر پیمرا کی پابندی ختم کر دی جو پی ٹی آئی رہنما کی جانب سے پولیس اور عدلیہ کے اعلیٰ عہدیداروں کے خلاف دھمکی آمیز بیانات کے بعد لگائی گئی تھی۔[57] عدالت نے فیصلے میں کہا کہ پیمرا نے آئین میں دی گئی آزادی اظہار رائے کی یقین دہانیوں کی خلاف ورزی کی ہے۔

8 اگست کو پی ٹی آئی رہنما کی جانب سے فوج کے اندرونی اختلافات کا بیان نشر کرنے پر پی ٹی آئی کے بظاہر حمایتی چینل اے آر وائی نیوز کی نشریات پر پابندی لگا دی گئی۔[58] ستمبر میں اسلام آباد ہائی کورٹ کی جانب سے پیمرا کو 'نتائج' سے خبردار کرنے کے بعد اس کی نشریات بحال کر دی گئیں۔[59] تاہم پیمرا کے اے آر وائی اور پی ٹی آئی کے حمایتی ایک اور چینل بول ٹی وی کے خلاف اقدامات جاری رہے، اور وقفے وقفے سے ہونے والی معطلیاں عدالت کی جانب سے ختم کی جاتی رہیں۔[60] پی ٹی آئی کے رہنما عمران خان کی تقاریر روکنے کے لیے پارٹی کی ریلیوں میں انٹرنیٹ کی معطّلی اور یوٹیوب کی بندش کی کوششیں بھی سارا سال جاری رہیں۔[61]

صحافیوں کو نشانہ بنانا: حکومت میں تبدیلی سے پی ٹی آئی کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے ٹیلی ویژن کے صحافیوں کو ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ دیکھنے میں آیا۔ اکتوبر میں کینیا میں صحافی ارشد شریف کا المناک اور پراسرار قتل، جہاں وہ پاکستان میں اپنے خلاف دائر ہونے والے بغاوت کے مقدمات کے بعد گئے تھے، بھی اسی تناظر میں دیکھا گیا۔ جولائی میں نیوز اینکر عمران ریاض کو غداری کے مقدمے میں[62] جبکہ اگست میں ٹی وی اینکر جمیل فاروقی کو اسلام آباد پولیس کے خلاف توہین آمیز بیانات کے بعد گرفتار کیا گیا۔[63] بعد ازاں دونوں ضمانت پر رہا ہو گئے۔

اجتماع کی آزادی

پی ٹی آئی اور پی ڈی ایم ،دونوں حکومتوں کی جانب سے دفعہ 144 کے متنازع قانون کا نفاذ سارا سال ہوتا رہا جو احتجاج کی حوصلہ شکنی اور خلاف ورزی کرنے والوں کی گرفتاری کے لیے پانچ سے زیادہ افراد کے اجتماع پر پابندی عاید کرتا ہے۔ یہ قانون شہری انتظامیہ کی جانب سے عاشورہ کے دو دن اور سال نو کی شام کو ڈبل سواری پر پابندی کے لیے بھی استعمال ہوا۔[64] اس سے بڑھ کر اکتوبر میں وزارت داخلہ نے پی ٹی آئی کے مارچ کے سدباب کے لیے عوامی اجتماع پر پابندی لگانے میں آسانی کے لیے وفاقی دارالحکومت کے ریڈ زون کے علاقے کی حدود میں اضافہ کر دیا۔[65]

انجمن سازی کی آزادی

اپریل میں کشیدہ سیاسی ماحول کے تناظر میں، اسلام آباد ہائی کورٹ نے ایف آئی اے کو حکم دیا کہ وہ پی ٹی آئی کے کارکنوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کو ہراساں کرنے کا سلسلہ ختم کرے،[66] جبکہ مئی میں این سی ایچ آر نے پی ٹی آئی کے کارکنوں کی گرفتاری کے لیے پولیس کے چھاپوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آئین کے تحت تمام شہریوں کو تحفظ کا یکساں حق دیا گیا ہے۔[67]

سیاسی شمولیت

تحریک عدم اعتماد: مارچ میں اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد پیش کی۔[68] کافی تاخیر کے بعد جب اپریل میں اس پر ووٹنگ ہوئی تو ڈپٹی سپیکر نے اپوزیشن کی تحریک کو حیران کن انداز میں 'ریاست مخالف' قرار دے کر مسترد کر دیا اور اسمبلی تحلیل کر کے ایک آئینی بحران کا پیدا کر دیا۔[69] کچھ روز بعد سپریم کورٹ نے اعلان کیا کہ اسمبلی کی تحلیل غیر آئینی ہے اور عدم اعتماد کے ووٹ پر عمل کرنے کی ہدایات جاری کیں۔[70] ایچ آر سی پی نے اس فیصلے کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ 'آئینی جمہوریت کو مضبوط بنانے میں اس فیصلے کے دوررس اثرات ہوں گے'۔ نتیجتاً پی ٹی آئی کے اراکین اسمبلی نے اجتماعی استعفے دے دیے جنھیں قبول کرنے پر 2022 میں فیصلہ نہ ہو سکا اور اپوزیشن جماعتوں نے نیا وزیراعظم منتخب کر لیا۔[71]

انتخابی قوانین: مئی میں نئی حکومت نے پی ٹی آئی کے الیکٹرانک ووٹنگ اور بیرون ملک پاکستانیوں کے لیے انٹرنیٹ ووٹنگ کے فیصلے کو ختم کر دیا اور اس کی بجائے نئے اقدامات کو مرحلہ وار جانچنے کا مشورہ دیا۔ تاہم اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا۔[72] مارچ میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے سرکاری عہدے داروں کو انتخابی کارروائیوں میں حصہ لینے سے روک دیا جبکہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو ایسا کرنے کی اجازت دی۔[73]

ووٹر اور حلقے: اکتوبر میں، الیکشن کمیشن آف پاکستان نے 2.55 ملین وفات پا جانے والے ووٹروں کو ووٹر لسٹوں سے نکالنے کا اعلان کرتے ہوئے ملک بھر میں کل رجسٹرڈ ووٹروں کی تعداد 122.19 ملین ہونے کا بتایا، جن میں 66.40 ملین مرد اور 55.78 ملین خواتین ہیں۔ جون میں، ووٹر لسٹوں میں غلط پتوں کے اندراج کی خبروں کے بعد، ای سی پی نے دوبارہ دعویٰ کیا کہ ووٹ رجسٹر کرانے اور پولنگ سٹیشن کا تعین کرنے کے لیے صرف شناختی کارڈ پر دیے گئے پتے (عارضی یا مستقل) ہی استعمال کیے جائیں گے۔[74] اگست میں ای سی پی نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی حلقہ بندیوں کی نئی فہرستیں جاری کیں، جس کے مطابق قبائلی علاقوں کی خیبر پختونخوا میں شمولیت کے باعث قومی اسمبلی کی نشستیں 342 سے کم ہو کر 336 رہ گئیں۔[75]

مردم شماری: ڈیجیٹل طریقے سے ہونے والی آبادی اور گھروں کی ساتویں گنتی سارا سال تعطل کا شکار رہی۔[76] اگلے عام انتخابات جو اگست 2023 میں طے ہیں، نئی مردم شماری ہی کے تحت ہونا ہیں کیونکہ 2017 میں کیا گیا کام کئی سیاسی جماعتوں کی طرف سے متنازع قرار دیا جا چکا ہے۔ دسمبر میں وزیر منصوبہ بندی نے 34 ارب لاگت کے اس کام کی بروقت تکمیل کی ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان بیورو آف سٹیٹسکس یہ یقینی بنائے کہ 30 اپریل تک مردم شماری کے نتائج ای سی پی کے حوالے کر دیے جائیں، جس کے بعد نئی حلقہ بندی کی جا سکے۔[77]

بلدیاتی حکومت

مارچ میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے بلدیاتی حکومت آرڈیننس 2021 کو منسوخ کر دیا، جس کے تحت پی ٹی آئی کی حکومت نے میئر کے انتخابات کرانے کی منصوبہ بندی کی تھی۔[78] عدالت نے کہا کہ پی ٹی آئی حکومت آرڈیننس کی آڑ میں بلدیاتی انتخابات موخر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔[79] بعد میں جب ای سی پی نے 50 یونین کونسلوں میں 31 جولائی کو بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا شیڈول جاری کیا تو پی ڈی ایم حکومت نے وفاقی دارالحکومت کی یونین کونسلوں کی تعداد بڑھا کر 101 کرنے کا نوٹی فیکیشن جاری کر دیا، جس نے ای سی پی کو انتخاب موخر کرنے پر مجبور کر دیا۔[80]

ای سی پی کے نئے شیڈول کے مطابق انتخاب کی تاریخ 31 دسمبر رکھی گئی، لیکن دو ہفتے سے بھی کم وقت قبل وفاقی کابینہ نے یونین کونسلوں کی تعداد دوبارہ بڑھاتے ہوئے ای سی پی کے لیے، خاص طور پر پارلیمان کے ذریعے متعلقہ قانون سازی پر مجبور کرنے کے بعد، انتخابات کا انعقاد ناممکن بنا دیا۔ پی ٹی آئی نے حکمران جماعت پر تاخیری حربے استعمال کرنے کا الزام لگایا[81] جبکہ حکومت نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس عمل کو زیادہ شفاف اور نتیجہ خیز بنا رہی ہے۔[82] نتیجتاً الیکشن کمیشن نے انتخابات منسوخ کر دیے اور اسلام آباد کے شہریوں کو حاصل مقامی حکومتوں کے حق سے انکار کیا۔

محدود ہوتیں گنجائشیں اور اسمبلیوں کا کردار

غیر جمہوری اقدامات: سال کے آغاز میں سینیٹ نے صدارتی نظام حکومت کے لیے سماجی اور سیاسی حلقوں میں جاری 'منظم مہم' کے خلاف قرارداد منظور کی۔ سینیٹروں نے خبردار کیا کہ ایسا کوئی بھی قدم وفاق کے لیے 'تباہ کن نتائج' کا حامل ہوگا۔[83] سیاسی قیمت چکانے کے خوف سے مارا 'مشکل' معاشی فیصلے کرنے کے لیے ایک 'ٹیکنو کریٹک حکومت' کے قیام کی تجویز بھی گردش میں رہی۔[84] حکومت سے نکلنے کے بعد پی ٹی آئی کی جانب سے قومی اسمبلی سے استعفوں کے فیصلے نے، ایک ایسا قدم جو سال کے اختتام پر واپس ہوتا دکھائی دے رہا ہے، جمہوریت کی کوئی خدمت نہیں کی۔[85]

اسٹیبلشمنٹ کا کردار: جون میں آئی ایس پی آر نے فوج کے زیر انتظام کام کرنے والی خفیہ ایجنسی، آئی ایس آئی کی جانب سے سول ملازمین کی جانچ پڑتال پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے 'جمہوری اقدار کے خلاف' عمل قرار دیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ 'اگر پاکستان کو جمہوری مملکت کے طور پر آگے بڑھنا ہے تو سول معاملات میں فوجی کردار کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔'

آرڈیننس: پی ٹی آئی حکومت کا پارلیمان کے ذریعے قانون سازی کی بجائے آرڈیننسوں کا مسلسل استعمال یوں سامنے آیا کہ دسمبر میں پارلیمانی امور کے سیکرٹری نے بتایا کہ اگست 2018 سے اپریل 2022 کے دوران پی ٹی آئی نے 77 آرڈیننس جاری کیے۔[86]

منحرف قانون ساز: مئی میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ منحرف اراکین اسمبلی کا ووٹ آئین کے آرٹیکل 63-A کے تحت درج ذیل چار صورتوں میں شمار نہیں ہوگا: وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کے انتخاب میں، تحریک عدم اعتماد یا اعتماد کے ووٹ میں، آئینی ترمیم کے بل اور منی بل میں۔ پہلے کی تشریحات کے مطابق ایسے اراکین اسمبلی کی رکنیت پہلے بھی منسوخ ہوتی تھی لیکن ووٹ شمار ہونے کے بعد۔ تین دو کے فیصلے پر 'آئین کو دوبارہ تحریر کرنے' اور رکن اسمبلی کے پارٹی پالیسی سے ہٹ کر رائے دینے کا حق چھیننے کے حوالے سے تنقید کی گئی۔[87]

پس ماندہ افراد کے حقوق

خواتین

بچوں کی تحویل کا حق: جولائی میں نادرا کے چیئرمین نے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ بچے کے اندراج کی نئی پالیسی کا اعلان کیا تاکہ مائیں والد کے شناختی کارڈ کے بغیر بھی اپنے بچوں کے شناختی کارڈ حاصل کر سکیں۔[88]

عورتوں پر تشدد: اکتوبر میں انسانی حقوق کے وزیر نے قومی اسمبلی کو آگاہ کیا کہ گذشتہ تین برسوں میں ملک میں عورتوں پر تشدد کے 63,367 مقدمات درج ہوئے۔ 2021-2019 کے پولیس کے اعداد و شمار کی روشنی میں وزیر نے بتایا کہ قتل کے 1,025 مقدمات درج کروائے گئے جبکہ 3,987 عورتوں کو قتل کیا گیا۔ مزید برآں اغوا کے 34,376، جنسی زیادتی کے 1,1160، جسمانی تشدد کے 5171، تیزاب گردی کے 103 اور محرم رشتوں کی جانب سے جنسی زیادتی کے 77 مقدمات سامنے آئے۔[89]

ظاہر جعفر کو جولائی 2021 میں نور مقدم کو قتل کرنے کے الزام میں فروری میں سزائے موت سنائی گئی۔[90] مارچ میں اسلام آباد ہائی کورٹ میں جعفر کی جانب سے سزا کے خلاف اور مدعی کے خاندان کی جانب سے کئی شریک جرم لوگوں کی بریت کی اپیل درج ہوئی۔[91] دسمبر میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے اپیلوں پر فیصلہ محفوظ کر لیا۔[92] مارچ میں پانچ افراد کو، جن میں عثمان مرزا بھی شامل تھا، جولائی 2021 میں ہونے والے جنسی حملے اور ہراسگی کے معروف مقدمے میں عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اس فیصلے کو بعد ازاں اسلام آباد ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا۔[93] اسی ماہ حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کی جانب سے قندیل بلوچ کے بھائی محمد وسیم کی بریت کو چیلنج کیا جسے 2016 میں معروف ماڈل کے قتل کے الزام میں سزائے موت سنائی گئی تھی۔[94]

عورت مارچ: فروری میں مذہبی امور کے وزیر نے وزیر اعظم سے درخواست کی کہ عورتوں کے عالمی دن کو حجاب کا عالمی دن قرار دیا جائے، ان کا دعویٰ تھا کہ یہ دن منانے کی غرض سے ملک بھر میں برپا ہونے والی عورت مارچ کی ریلیوں کا انعقاد اسلامی اصولوں سے انحراف ہے۔[95] انسانی حقوق کے کارکنوں اور سیاست دانوں کی جانب سے شدید ردعمل کے بعد وزیر نے وضاحت کی کہ ان کا اشارہ مارچ کے دوران نعروں میں استعمال ہونے والے اور پوسٹروں پر درج فحش الفاظ کی طرف تھا۔[96] روایتی تنازع سے قطع نظر عورتوں کا عالمی دن منانے کے لیے عوامی اجتماع، عورت آزدی جلسہ 6 مارچ کو ایف نائن پارک میں منعقد ہوا۔[97]

قانونی تحفظ: اگست میں سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ استثنائی حالات کے علاوہ، خواتین کو ان مقدمات میں بھی ضمانت دی جا سکتی ہے جو متعلقہ قوانین کے حساب سے ناقابل ضمانت ہیں۔[98] ستمبر میں کام کی جگہ پر جنسی ہراسگی کے مقدمے میں ایک اپیل کی سماعت کے دوران سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا 'یہ انسانیت کے خلاف جرم ہے کہ ہماری

خواتین گھروں کی چار دیواری میں قیدیوں کی طرح بند ہیں'۔ عدالت نے یہ واضح کیا کہ ہراسگی، خلاف ورزی اور خوف کے بغیر کام کے لیے محفوظ ماحول سب کا آئینی حق ہے۔[99]

اکتوبر میں سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ ایک ماں کا دوسری شادی کرنا اسے اس کے بچوں کو پاس رکھنے کے حق سے محروم کرنے کی واحد وجہ نہیں ہوسکتی۔ اپنے فیصلے میں جسٹس عائشہ ملک نے لکھا کہ عدالت نے بار بار کہا ہے کہ بچے کی تحویل کے مقدمات میں بچے کی بہبود سب سے مقدم ہے۔[100]

ہراسگی: ہراسگی کے خلاف تحفظ کے وفاقی محتسب سیکرٹریٹ کی ستمبر میں شائع ہونے والی سالانہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ 22-2018 کے دوران 5,008 شکایات موصول ہوئیں، جن میں سے 4,733 کا فیصلہ کر دیا گیا۔[101]

ستمبر میں وزیر قانون کی سربراہی میں کابینہ کی ایک کمیٹی نے سپریم کورٹ کے سابق جج اور نیب کے سابق سربراہ اور جبری گمشدگیوں کی تفتیش کے کمیشن کے اس وقت کے چیئرمین جاوید اقبال پر لگائے گئے جنسی ہراسگی کے الزامات کی تفتیش کے لیے ان کیمرا اجلاس کا اعلان کیا۔[102] ایک خاتون نے، جو ایک غائب ہونے والے فرد کے مقدمے میں کمیشن میں آئی تھی، یہ دعویٰ کیا کہ اسے سابق جسٹس نے ہراساں کیا ہے۔ ایچ آر سی پی نے مطالبہ کیا کہ 'الزامات کی شفاف اور آزادانہ تحقیقات ہونی چاہیئے'۔

ٹرانس جینڈر افراد

جولائی میں این سی ایچ آر نے بتایا کہ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز نے دارالحکومت کے سب سے بڑے سرکاری ہسپتال میں ٹرانس جینڈر افراد کے ترجیحی بنیادوں پر مناسب اور بروقت علاج کی غرض سے علیحدہ کاؤنٹر اور مخصوص کمروں کا بندوبست کیا ہے۔[103] اکتوبر میں وفاقی حکومت نے چوبیس گھنٹے چلنے والی (1099) ہیلپ لائن کا آغاز کیا تاکہ ٹرانس افراد کی ہراسگی اور دیگر جرائم کے خلاف شکایات کو فوری درج اور حل کیا جاسکے۔[104]

قانونی پسپائی: ستمبر میں ٹرانس جینڈر افراد (کے تحفظ) ایکٹ 2018 کے خلاف دعویٰ کیا گیا کہ اس نے ہم جنس پرستی کو فروغ دیا ہے اور یہ ملک کی ثقافت اور اقدار کے خلاف ہے۔ یہ قانون تیسری صنف کو قانونی پہچان دیتا ہے اور مزید تحفظ دیتا ہے، اور اس قانون کو اس خطے میں اس موضوع پر جدید ترین قانون سازی کے طور پر خوش آمدید کہا گیا۔ اس ہنگامے کے نتیجے میں یہ قانون وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج ہوا۔[105] تنازع کے جواب میں، اتحادی دینی جماعتوں سمیت وفاقی حکومت نے قانون پر اعتراضات کو بے بنیاد قرار دیا لیکن عدالت کے فیصلے کا انتظار کرنے کا کہا۔[106]

بعد ازاں 2018 کا قانون ترمیم کے لیے سینٹ میں پیش کیا گیا، کچھ قانون سازوں کا کہنا تھا کہ موجودہ قانون غیر اسلامی تھا۔ ترمیم نے کسی فرد کو صنف بدلنے کی غرض سے اپنی پسند کی شناخت کے استعمال سے منع کر دیا۔[107] اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی کچھ مخصوص شقوں کے شریعت کے مطابق نہ ہونے اور ترامیم کی خاطر 2018 کے قانون پر نظر

ثانی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی۔[108] ٹرانس جینڈر حقوق کے کارکنوں اور انسانی حقوق کے مشاہدہ کاروں نے اس اقدام پر تنقید کی۔

بچے

بدسلوکی : مئی میں بچوں کے حقوق کی تنظیم ساحل نے انکشاف کیا کہ راولپنڈی اور اسلام آباد بالترتیب 292 اور 247 مقدمات کے ساتھ بچوں کے ساتھ بدسلوکی کے حوالے سے دوسرے اور تیسرے نمبر پر ہیں۔[109] ایف آئی اے کے سربراہ نے جولائی میں ایسی خلاف ورزیوں کو رپورٹ کرنے کی ضرورت کو اجاگر کرتے ہوئے لوگوں کو بتایا کہ حالیہ برسوں میں بچوں کے استحصال کے بارے میں لاکھوں واقعات سوشل میڈیا پر شئیر کیے گئے، جن میں سے صرف 343 مقدمات ایجنسی میں درج کرائے گئے۔[110]

کم عمری کی شادی: مارچ میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ 18 سال سے کم عمر کی شادیاں غیر قانونی ہیں، 18 سال سے کم عمر کی لڑکی نہ تو اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہے نہ اس کے رشتہ دار ایسے کسی بندھن کا اہتمام کر سکتے ہیں۔[111] اسلامی نظریاتی کونسل نے مذہبی بنیادوں پر اس فیصلے کی مخالفت کی۔[112] نومبر میں وفاقی شرعی عدالت نے بچوں کی شادی کو ایک 'مجرمانہ، غیر اسلامی اور سنگدلانہ رسم' قرار دے دیا۔[113]

محنت کش

اسلام آباد میں لیبر ڈے مناتے ہوئے یونین لیڈرز نے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے بین الاقوامی لیبر تنظیم کے کنونشن کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور ملک کے چھ کروڑ غیر روایتی ملازمین میں سے محض نوے لاکھ لیبر کے تحفظ کے قوانین کے تحت کام کرنے پر افسوس کا اظہار کیا۔[114]

اکتوبر میں صدر نے اسلام آباد میں گھریلو ملازمین کے تحفظ کے بل 2022 کی توثیق کر دی، جو دارالحکومت میں گھریلو ملازمین کی ملازمت کو باضابطہ بناتا اور اوقات کار، کم سے کم اجرت اور چھٹیوں کا استحقاق سمیت ان کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔[115]

معمر افراد

مارچ میں سینٹ قائمہ کمیٹی برائے قانون و انصاف نے، والدین کے تحفظ کے بل 2022 پر غور و خوض کرتے ہوئے اتفاق کیا کہ والدین کا تحفظ ضروری ہے اور انھیں بالغ بچے کو اپنے ملکیتی گھر سے نکالنے کا حق حاصل ہے۔[116] مجوزہ قانون دارالحکومت کی حدود میں والدین کے حقوق کے تحفظ کی سابقہ قانون سازی کی بنیاد پر کیا گیا ایک اضافہ تھا۔ یہ دسمبر میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں منظوری کے لیے پیش ہوا لیکن مزید غور و فکر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ملتوی کر دیا گیا۔[117]

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

مئی میں انسانی حقوق کی وزارت نے 29 وفاقی وزارتوں اور ڈویژنوں کو اسلام آباد میں معذور افراد کے حقوق کے ایکٹ 2020 کے مطابق معذور افراد کے لیے مختص دو فی صد کوٹے پر عمل درآمد یقینی بنانے کی ہدایات دیں۔[118] اکتوبر میں صدر مملکت نے ڈسلیکسیا سپیشل میپر زبل (عوارض کا شکار لوگوں کے لیے خاص اقدامات کا بل) پر دستخط کیے جو دارالحکومت میں ان بچوں کے لیے ایسے ماحول کی تشکیل کی ضرورت پر زور دیتا ہے کہ جس میں عام تعلیم کی صلاحیت سے محروم بچے پڑھنے لکھنے کے قابل بن سکیں۔ اس میں لکھا ہے کہ ڈسلیکسیا یا اس سے متعلقہ معذوری کا حامل کوئی بھی بچہ شہر کے تعلیمی نظام سے نہ نکالا جائے۔[119]

مہاجرین

ستمبر میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے دارالحکومت کی پولیس کو شہر کے مختلف پارکوں اور کھلی جگہوں پر مقیم افغان مہاجرین کو ہراساں کرنے کی بجائے سہولت دینے کی ہدایات دیں۔[120] اسی ماہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے حکومت کو ہدایت کی کہ کیمپوں سے ان افغان مہاجرین کو نکالا جائے جن کا سرکاری طور پر اندراج نہیں ہے اور جن کا اندراج ہے انھیں کیمپوں میں رکھا جائے۔ کمیٹی کے سربراہ نے افغان مہاجرین کے برسوں سے پاکستان میں قیام اور کاروبار کے باوجود ٹیکس نہ دینے پر تنقید بھی کی۔[121] اس قسم کی منقسم کرنے والی بیان بازی نے، ان خبروں کے ساتھ کہ

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے دارالحکومت کی پولیس کو ہدایت کی کہ وہ شہر کے مختلف پارکوں اور کھلی جگہوں میں رہائش پذیر افغان مہاجرین کو ہراساں کرنے کی بجائے ان کے لیے آسانی پیدا کرے

حکومت ان افغانوں کو ملک بدر کرنے جا رہی ہے جن کے ویزے زائد المیعاد ہو چکے ہیں، افغان تارکین وطن میں خوف پیدا کر دیا۔[122] تاہم بعد میں یہ وضاحت کر دی گئی کہ ایسے اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے، اگرچہ دیگر تادیبی کارروائیاں خارج از امکان نہیں۔[123]

دسمبر کے اختتام پر، یو این مہاجرین ایجنسی کے مطابق پاکستان میں 13,16257 مہاجرین درج تھے۔[124] تاہم شناختی دستاویزات کا حصول یا ویزوں کی تجدید میں رکاوٹوں کا مطلب ہے کہ کئی افغان مہاجرین تارکین وطن کے ایکٹ 1946 کے تحت گرفتاری کے خطرے سے دوچار ہیں۔ اسی ماہ، ایمنسٹی انٹرنیشنل نے وزیراعظم کو ایک کھلے خط میں لکھا کہ افغان شہریت کے حامل دو افراد احمد ضیا فیض اور سید ماہ نور کاظمی کو افغان مہاجرین کے خلاف جاری امتیازی سلوک کے خلاف احتجاج کرنے پر جون سے اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قید رکھا گیا ہے۔[125] ملک میں مہاجرین کی صورت حال کے باوجود، پاکستان نے ابھی تک 1951 کے مہاجر کنونشن اور اس کے 1967 کے پروٹوکول کو تسلیم نہیں کیا، یا ان ذمہ داریوں کی روشنی میں قومی اور مقامی قانون سازی نہیں۔

تعلیم

جولائی میں وزارت تعلیم نے 2021 میں پی ٹی آئی کی جانب سے متعارف کرائے گئے یکساں قومی نصاب کا نام بدل کر 'پاکستان کا قومی نصاب' رکھ دیا۔ اور دعویٰ کیا کہ یہ زیادہ جامع اور مشاورت کا حامل ہونے کے باعث ملک کے مجموعی تعلیم نظام کے نصاب میں تبدیلی لائے گا۔[126]

کمزوریاں: مارچ 2022 میں شائع ہونے والی تعلیم کی صورت حال کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2021 میں انکشاف کیا گیا کہ ملک بھر میں پرائمری کی سطح کے 45 فی صد بچے اردو اور اپنی مقامی زبانوں میں ایک جملہ نہیں پڑھ سکتے، جبکہ 44 فی صد انگریزی میں جملے نہیں پڑھ سکتے۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ 2019 کے مقابلے میں دو فیصد اضافے کے ساتھ اب 19 فیصد بچے سکول نہیں جاتے۔[127]

بندشیں: اساتذہ کے احتجاج اور اس سے قبل کووڈ 19 کے ساتھ ساتھ گرمیوں میں گرمی کی لہر کے باعث سرکاری سکولوں میں تعلیمی سرگرمیاں سارا سال بری طرح متاثر ہوتی رہیں۔[128]

طلبہ کی فلاح و بہبود: فروری میں حکومت نے اللہ والے ٹرسٹ کے ساتھ مل کر دارالحکومت کے 191 پرائمری سکولوں میں سے 100 میں دن کے کھانے کی مفت فراہمی کے پروگرام کا افتتاح کیا۔[129] اسی طرح اگست میں فیڈرل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن نے بھاری بستوں کے بغیر سکول جانے کی آزمائشی پالیسی کو 100 پرائمری سکولوں تک بڑھا دیا، جس کے بعد بچے بھاری بستوں کی بجائے صرف دو نوٹ بکس اور ایک ڈائری لے کر سکول جائیں گے۔[130]

اعلیٰ تعلیم: مئی میں یہ بتایا گیا کہ روس کے یوکرین پر حملے کے بعد وہاں پھنس جانے والے یونیورسٹیوں کے ایک ہزار طلبہ اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکنے کے باعث پاکستان واپس آ گئے ہیں اور انھیں پاکستان کے تعلیمی اداروں میں داخلے نہیں مل رہے۔[131]

صحت

کووڈ 19: سال کے آغاز میں اومی کرون ویریئنٹ کے پھیلاؤ سے کورونا وائرس کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوا، جس کے بعد نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سینٹر (این سی او سی) نے زیادہ مثبت شرح کے حامل علاقوں میں چھوٹے پیمانے پر لاک ڈاؤن اور دیگر پابندیوں کی تجویز دی۔[132] اس کے ساتھ ساتھ وائرس کے پھیلاؤ سے نمٹنے کے لیے ویکسینیشن میں اضافہ بھی جاری رہا۔ مارچ میں ویکسین لگنے کے قابل آبادی میں سے 70 فی صد کی ویکسینیشن سے مریضوں کی تعداد کی شرح کم ہونا شروع ہوئی۔ دو سال وائرس سے لڑنے کے بعد کہ جس میں پندرہ لاکھ لوگ متاثر ہوئے

اور 3,000 زندگیاں ضائع ہوئیں، این سی او سی نے سوائے ان لوگوں کے کہ جنھوں نے ویکسین نہیں لگوائی، عام پابندیاں ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔[133]

صحت عامہ: جنوری میں وزارت صحت نے پورے ملک میں قابل تلف (ڈسپوزیبل) سرنجوں کے استعمال پر پابندی لگاتے ہوئے اعلان کیا کہ اب ایک بار استعمال کے بعد خود بخود ناقابل استعمال (آٹو ڈس ایبل) ہو جانے والی سرنجیں استعمال ہوں گی۔[134] نومبر میں یہ خبر سامنے آئی کہ 2022 میں 5,000 افراد ڈینگی کا شکار ہوئے جبکہ اس وائرس کے باعث 11 اموات ہوئیں۔[135]

رہائش اور عوامی سہولیات

فروری میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے وفاقی حکومت کے ملازمین کی رہائش سے متعلق فیڈرل گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ اتھارٹی کی جانب سے سینئر ججوں، وکیلوں اور بیوروکریٹس کو سستی قیمت پر پلاٹوں کی الاٹمنٹ کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ عدالت نے کہا کہ یہ منصوبہ جس کا رجسٹریشن کا عمل شفاف نہیں، عوام کو اندازاً ایک کھرب روپے میں پڑا ہے اور اور یہ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔[136] اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا۔[137]

دسمبر میں سی ڈی اے کے عہدیداران نے دارالحکومت کے سیکٹر ایچ 9 میں مسیحیوں کی کچی بستی میں بنائے گئے سو سے زیادہ عارضی گھر گرا دیے۔[138]

اطلاعات کے مطابق، کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) نے دارالحکومت کے سیکٹر ایچ-9 میں مسیحیوں کی ایک کچی آبادی میں 100 سے زائد عارضی گھروں کو مسمار کر دیا

ماحول

سیلاب: جولائی اور اگست میں تباہ کن سیلاب نے ملک کے بیشتر حصے کو متاثر کیا۔ ملک کے قدرتی آفات سے نمٹنے کے ادارے این ڈی ایم اے کے مطابق اس میں 1739 جانیں ضائع ہوئیں جبکہ 12867 لوگ زخمی ہوئے اور تین کروڑ تیس لاکھ سے زیادہ لوگ متاثر ہوئے۔[139] تباہ کن بارشوں، برفانی جھیل سے امڈنے والے سیلاب اور دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں میں سیلاب کے باعث سترہ لاکھ سے زائد گھر تباہ ہوئے۔[140] موسمیات اور ارضیات کے اداروں نے اپنا کردار ادا کیا، اگرچہ ابتدائی ردعمل سست رفتار تھا کیونکہ تباہی اندھا دھند تھی اور بنیادی ڈھانچے کی تباہی کے باعث متاثرہ علاقوں تک رسائی آسان نہ تھی۔ تاہم جب تباہی پوری آشکار ہوئی اور انسانی صورت حال واضح ہوئی تو این ڈی ایم اے سمیت حکومتی اداروں کی اس مقصد کے لیے کاوشیں ناکافی دکھائی دیں۔

جنگلات کی کٹائی: ترقیاتی منصوبوں کے لیے رستہ بنانے کی غرض سے درختوں کی کٹائی پر سارا سال تشویش رہی۔[141] کئی منصوبے ماحولیات کے تحفظ کے اداروں کو آگاہ کیے بغیر شروع ہوئے،[142] جن میں کچھ محفوظ پارکوں کی زمین پر تعمیرات بھی شامل تھیں۔[143] اسلام آباد ہائی کورٹ نے بارہ کہو بائی پاس منصوبے پر، کہ جس کے ماحولیات پر اثرات کی جائزہ رپورٹ کام شروع ہونے کے بعد حاصل کی گئی، دسمبر میں وفاقی محتسب کو سی ڈی اے اور ماحولیات کے تحفظ کی ایجنسی کے خلاف کارروائی کا حکم دیا۔[144]

مارگلہ کے پہاڑوں کا تحفظ: جنوری میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے اپنے فیصلوں میں لیک ویو پارک میں پاکستان نیوی کے سیلنگ کلب، بارہ کہو کے قریب ایک فارم ہاؤس اور سیکٹر ای 8 میں گالف کورس کو اراضی کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر غیر قانونی قرار دے دیا۔ مزید برآں عدالت نے مارگلہ کی پہاڑیوں پر قائم مونال ریسٹورنٹ کو انھی وجوہات کی بنیاد پر بند کرنے کا حکم دیا اور پارک کی زمین پر فوج کے 8,000 ایکڑ کی ملکیت کے دعوے کو مسترد کر دیا۔[145] تاہم زیر بحث مقامات میں سے زیادہ تر، بشمول ریسٹورنٹ اور گالف کورس، سٹے آرڈر کی بنیاد پر کھلے رہے۔

ثقافتی حقوق

فلم پر پابندی: نومبر میں، سینسر بورڈ سے منظور شدہ فلم جوائے لینڈ، کہ جو کینز فلم فیسٹیول میں دکھائی جانے والی اور اکیڈمی ایوارڈز کے چناؤ لیے منتخب ہونے والی پہلی پاکستانی فلم تھی، پر وفاقی حکومت کی جانب سے پابندی لگنے کے بعد یہ سوال اٹھا کہ پاکستان کی ثقافت کے مشمولات کیا ہیں۔[146]

فلم ایک مرد اور ایک خواجہ سرا رقاص کی کہانی بیان کرتی ہے، ایک ایسا موضوع جو پاکستانی سینما کے ناظرین کے لیے کافی متنازع ہے۔ ایچ آر سی پی نے، ''شائستگی اور اخلاقیات'' کی کمزور بنیادوں'' کی بناء پر پابندی کی مذمت کی اور اسے 'پاگل پن کی حد تک ٹرانس فوبیا کا شکار' قرار دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وفاقی حکومت نے پابندی ہٹا دی۔[147]

حواشی

Bill on enforced disappearances that mysteriously disappeared during PTI government still 'missing'. (2022, June 29). The Friday Times/Naya Daur. https://www.thefridaytimes. #com/2022/06/29/bill-on-enforced-disappearances-that-mysteriously-disap peared-during-pti-govt-still-missing/ 1

President accords approval to three different bills. (2022, November 1). Associated Press of ent-bills/ #Pakistan. https://www.app.com.pk/national/president-accords-approval-to-three-differ 2

Ministry of Human Rights [@mohrpakistan]. (2022, January 28). Our Protection against Harassment of women at the Workplace (Amendment) Act, 2022 was notified today and has officially become law [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/mohrpakistan/status/148696443278 6067456?s=20&t=QqverUGoMKAR-CMA_CYJTg 3

Bill on protection of women against workplace harassment becomes law. (2022, January 28). The #Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2340874/bill-on-protection-of-women-against workplace-harassment-becomes-law 4

R. Piracha. (2022, December 24). Suicide attempts finally decriminalised in Pakistan. Voicepk. https://voicepk.net/2022/12/suicide-attempts-finally-decriminalised-in-pakistan/ 5

Bill necessitating sign language interpreters for TV channels approved. (2022, December 30). Geo #News. https://www.geo.tv/latest/461920-president-approves-bill-necessitating-sign-lan guage-interpreters-for-media 6

Islamabad High Court decided over 11,000 cases last year. (2023, January 2). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1729473 7

M. Asad. (2022, July 9). IHC launches justice delivery project to restore public confidence. Dawn. #https://www.dawn.com/news/1698885/ihc-launches-justice-delivery-project-to-restore-pub lic-confidence 8

Juvenile Justice Committee set up for first time in Islamabad. (2022, November 6). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1719204?ref=whatsapp 9

M. Imran. (2022, November 23). Human rights courts for Islamabad notified. The News. https:// www.thenews.com.pk/print/1012799-human-rights-courts-for-islamabad-notified 10

H. Malik [@HasnaatMalik]. (2022, December 17). Supreme Court's disposal is high than #institution of cases in 2022 [Tweet]. Twitter. twitter.com/HasnaatMalik/sta tus/1604073354432061440?s=20&t=bFHVefz1hMZhN63OG2F5IA 11

M. Asad. (2022, May 17). Judges term use of technological advancement only way to clear backlog. Dawn. https://www.dawn.com/news/1690038 12

Government to set up separate judicial system for overseas Pakistanis: Fawad. (2022, February 15). Dawn. https://www.dawn.com/news/1675237 13

K. Ali. (2022, December 7). Special courts to decide overseas Pakistanis' cases: minister. Dawn. https://www.dawn.com/news/1725025 14

Bars threaten blanket boycott if Judicial Commission considers woman judge's elevation. (2022, #January 4). Dawn. https://www.dawn.com/news/1667509/bars-threaten-blanket-boycott-if-ju dicial-commission-considers-woman-judges-elevation; N. Iqbal. (2022, January 7). 'Divided' JCP okays Justice Ayesha Malik's nomination to Supreme Court. Dawn. https://www.dawn.com/ news/1668066/divided-jcp-okays-justice-ayesha-maliks-nomination-to-supreme-court; N. Iqbal. (2022, January 5). Justice Qazi Faez Isa asks CJP to determine criteria for nomination to SC. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1667673/justice-qazi-faez-isa-asks-cjp-to-determine-cri teria-for-nomination-to-sc 15

I. Chaudhary & I. Asghar. (2023, January 1). Year in review: Twin cities witness surge in crimes. #The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2393679/year-in-review-twin-cities-wit ness-surge-in-crimes 16

M. Azeem. (2022, December 25). JIT formed to probe Friday's suicide attack in Islamabad as conflicting accounts of incident emerge. Dawn. https://www.dawn.com/news/1728138 17

S. Anjum. (2022, June 28). Wanted dacoit killed in encounter in joint operation. The News #International. https://www.thenews.com.pk/print/969714-wanted-dacoit-killed-in-encoun ter-in-joint-operation 18

K. Abbasi. (2022, June 24). Only three rapists convicted in 235 cases in capital since 2017. Dawn. https://www.dawn.com/news/1696401 19

M. Azeem. (2022, October 12). Over 9,000 people robbed in capital this year. Dawn. https://www.dawn.com/news/1714630; M. Azeem. (2022, October 9). SHO suspended for 'torturing' citizen. Dawn. https://www.dawn.com/news/1714186/sho-suspended-for-torturing-citizen 20

I. Junaid. (2022, November 24). Karachi Company's SHO demoted for torturing two boys. Dawn. https://www.dawn.com/news/1722721 21

A. Chaudhary. (2022, October 25). ICT police-like reforms needed to improve conviction rate in Punjab. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716746 22

I. Ahmad. (2023, January 8). IGP Islamabad takes 45 important steps during his posting so far. #The Nation. https://www.nation.com.pk/08-Jan-2023/igp-islamabad-takes-45-important-steps during-his-posting-so-far 23

N. Iqbal. (2022, December 16). SC wants provinces to follow rules in police postings, transfers. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1726574/sc-wants-provinces-to-follow-rules-in-police postings-transfer 24

A. Chaudhary. (2022, December 12). Police Order 2002 enforced in Islamabad after 20 years lapse. 25

Dawn. https://www.dawn.com/news/1725813; S. A. A. Shah. (2022, October 26). The dream of #reforming police. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2383449/the-dream-of reforming-police

IHC orders quashing of FIR against activist Imaan. (2022, June 21). Dawn. https://www.dawn. com/news/1695897/ihc-orders-quashing-of-fir-against-activist-imaan 26

S. Khanzada. (2022, February 18). Mohsin Baig case: Govt to file reference against judge for declaring FIA raid illegal. Aaj Shahzeb Khanzada ke Saath, Geo News. https://www.geo.tv/ #latest/399876-govt-to-file-reference-against-judge-for-declaring-fias-raid-illegal-at-mohsin-baigs home; ATC grants bail to senior journalist Mohsin Baig. (2022, March 14). AAJ English TV. https://www.aajenglish.tv/news/30281173/ 27

J. Hussain. (2022, March 10). Opposition in uproar after Islamabad police storm Parliament Lodges, arrest 19 including JUI-F MNAs. Dawn. https://www.dawn.com/news/1679290/ #opposition-in-uproar-after-islamabad-police-storm-parliament-lodges-arrest-19-includ ing-jui-f-mnas?preview 28

Police arrest three PTI leaders over Sindh House attack. (2022, April 26). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2354284/police-arrest-three-pti-leaders-over-sindh-house-attack 29

A. Wasim. (2022, October 1). NA bars members' arrest without speaker's nod. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716099/na-bars-members-arrest-without-speakers-nod 30

I. A. Khan. (2022, October 1). Bill seeking to bar lawmakers' arrest lands in Senate. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716294/bill-seeking-to-bar-lawmakers-arrest-lands-in-senate; Senate of Pakistan. (2023). Members of Parliament Immunities and Privileges Act. https://senate. gov.pk/uploads/documents/1674031655_633.pdf 31

S. I. Raza. (2022, June 28). PM reprimands Islamabad admin for failing to set up prison. Dawn. https://www.dawn.com/news/1697040 32

Report alleging corrupt practices, torture in Adiala jail presented in IHC. (2022, September 22). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2377979/1; IHC CJ visits Adiala Jail over reports of violations. (2022, September 25). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/ story/2378441/ihc-cj-visits-adiala-jail-over-reports-of-violations 33

National Commission for Human Rights [@nchrofficial]. (2022, June 15). 500+ inmates go from Adiala Jail to city courts daily [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/nchrofficial/status/1536990 042576781314?s=20&t=CSnUn6X38XL9o3NJy1G9dA 34

A. Naveed & H. Dada. (2022, November 22). Islamabad man to hang for wife's murder over sons' testimonies. Aaj News. https://www.aajenglish.tv/news/30304729 35

At UNGA, Pakistan opposes ban on death penalty. (2022, November 14). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2386229/at-unga-pakistan-opposes-ban-on-death-penalty 36

M. Asad. (2022, March 12). Only one-third of 8,500 missing people have returned: report. Dawn. report. #https://www.dawn.com/news/1679530/only-one-third-of-8500-missing-people-have-returned 37

S. I. Raza. (2022, May 30). Notices be issued to Musharraf, successive rulers: IHC. Dawn. https://www.dawn.com/news/1692229 38

A. Yousafzai. (2022, September 9). PM Shehbaz vows to reunite families as IHC gives govt two #months in missing persons case. Geo News. https://www.geo.tv/latest/439128-prime-minister shehbaz-sharif-appears-before-ihc-in-missing-persons-case 39

A. Yasin & M. Azeem. (2022, January 22). Smart lockdowns, closure of over dozen educational #institutions ordered in Islamabad. Dawn. https://www.dawn.com/news/1670778/smart-lock downs-closure-of-over-dozen-educational-institutions-ordered-in-islamabad; M. Azeem. (2022, January 25). 20 more localities to be sealed in Islamabad. Dawn. https://www.dawn.com/ news/1671320 40

M. Asghar. (2022, November 26). Traffic diversion plan finalised for cricket match. Dawn. https://www.dawn.com/news/1723169/traffic-diversion-plan-finalised-for-cricket-match; Traffic plan in place for Pakistan, Australia cricket match. (2022, March 2). Dawn. https://www.dawn.com/news/1677764 41

ITP devises special traffic plan for Pakistan Day Parade. (2022, March 15). Daily Times. https://dailytimes.com.pk/901547/itp-devises-special-traffic-plan-for-pakistan-day-parade/ 42

M. Azeem. (2022, March 27). Court warns JUI-F against blocking roads for public gathering in Islamabad. Dawn. https://www.dawn.com/news/1681979 43

M. Azeem. (2022, May 24). Islamabad likely to be cut off from rest of country ahead of PTI's march. Dawn. https://www.dawn.com/news/1691176 44

T. Naseer. (2022, April 12). IHC suspends FIA order to add Shehzad Akbar, Shahbaz Gill and others to no-fly list. Dawn. https://www.dawn.com/news/1684653; S. I. Raza. (2022, August 17). Ex-PM's adviser Shahzad Akbar placed on no-fly list. Dawn. https://www.dawn.com/ news/1705336 45

I. A. Khan. (2022, April 23). 3,000 names to be struck off ECL, says minister. Dawn. https://www.dawn.com/news/1686360 46

MNA Mohsin Dawar barred from travelling to Tajikistan for security dialogue. (2022, November #28). Dawn. https://tribune.com.pk/story/2388573/mna-mohsin-dawar-barred-from-travel ling-to-tajikistan-for-security-dialogue 47

National Commission for Human Rights [@nchrofficial]. (2022, February 12). @mohrpakistan acts on NCHR's demand for non-discrimination against minorities and directs federal and prov govt to end discriminatory advertising and hiring practices [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/ nchrofficial/status/1492414789531938821?s=20&t=CSnUn6X38XL9o3NJy1G9dA 48

K. Abbasi. (2022, August 31). Curriculum for minority students finally approved. Dawn. https://www.dawn.com/news/1707642/curriculum-for-minority-students-finally-approved 49

H. Malik. (2022, March 27). Bigotry towards minorities defames entire nation: SC. The Express tion-sc#Tribune. https://tribune.com.pk/story/2349814/bigotry-towards-minorities-defames-entire-na 50

K. Abbasi. (2022, May 10). Senate panel slams 'misuse' of blasphemy law in Madina incident. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1688905/senate-panel-slams-misuse-of-blasphemy-law in-madina-incident; M. Asad. (2022, May 15). Blasphemy case not required over Masjid-i-Nabwi #incident: IHC. Dawn. https://www.dawn.com/news/1689751/blasphemy-case-not-required over-masjid-i-nabwi-incident-ih 51

M. Asad. (2022, February 22). IHC lambasts FIA for citing wrong sections of cyber law. Dawn. https://www.dawn.com/news/1676371 52

M. Asad. (2022, September 11). Criticising verdicts not criminal contempt: IHC judge. Dawn. https://www.dawn.com/news/1709493 53

K. Ali. (2022, April 20). PTI-era media regulatory body scrapped. Dawn. https://www.dawn.com/news/1685895/pti-era-media-regulatory-body-scrapped 54

NewsOne taken off air before Pemra notice. (2022, February 13). Dawn. https://www.dawn.com/news/1674828 55

Media told not to air content against army, judiciary. (2022, May 10). Dawn. https://www.dawn.com/news/1688923/media-told-not-to-air-content-against-army-judiciary; K. Ali. (2022, May 17). Pemra warns TV channels over airing content against state institutions. Dawn. https://#www.dawn.com/news/1690090/pemra-warns-tv-channels-over-airing-content-against-state-in stitutions 56

M. Asad. (2022, August 30). Ban on Imran's live speeches suspended for a week. Dawn. https://www.dawn.com/news/1707506/ban-on-imrans-live-speeches-suspended-for-a-week 57

Interior ministry cancels NOC of ARY News. (2022, August 13). Interior ministry cancels NOC of #ARY News. Pakistan Press Foundation. https://www.pakistanpressfoundation.org/interi#or-ministry-cancels-noc-of-ary-news/?utm_source=rss&utm_medium=rss&utm_campaign=interior-ministry-cancels-noc-of-ary-news 58

N. Iqbal. (2022, September 3). ARY News 'back on air' after IHC order. Dawn. https://www.dawn.com/news/1708137/ary-news-back-on-air-after-ihc-order 59

K. Ali. (2022, September 6). Pemra orders Bol News off air. Dawn. https://www.dawn.com/news/1708685/pemra-orders-bol-news-off-air; K. Ali. (2022, September 16). Pemra takes two channels off-air for want of time-delay system. Dawn. https://www.dawn.com/news/1710366/pemra-takes-two-channels-off-air-for-want-of-time-delay-system; IHC allows ARY News to air recorded programmes. (2022, September 17). Dawn. https://www.dawn.com/news/1710519/ihc-allows-ary-news-to-air-recorded-programmes 60

K. Ali. (2022, September 7). YouTube goes down during Imran's rally. Dawn. https://www.dawn.com/news/1708866/youtube-goes-down-during-imrans-rally; NetBlocks [@netblocks]. (2022, May 25). Confirmed: Real-time network data show internet disruptions across #Pakistan as ousted Prime Minister Imran Khan organizes mass rallies [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/#netblocks/status/1529449332142968837?ref_src=twsrc%5Etfw%7Ctwcamp%5Etweetembed%7Ctwterm%5E1529449332142968837%7Ctwgr%5E0cee98a3a9fbf85740b2e3777b4f4f9337c5ec90%7Ctwcon%5Es1_&ref_url=https%3A%2F%2Fwww.dawn.com%2Fnews%2F1691441# 61

M. Asad. (2022, July 6). IHC takes late-night action after journalist Imran Riaz Khan's detention. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1698470/ihc-takes-late-night-action-after-journalist-imran-riaz-khans-detention 62

Pakistani journalists Jameel Farooqui and Ilyas Samoo arrested; Farooqui remains in detention. #(2022, August 23). Committee to Protect Journalists. https://cpj.org/2022/08/pakistani-journalists-jameel-farooqui-and-ilyas-samoo-arrested-farooqui-remains-in-detention/ 63

Pillion riding also banned in Islamabad. (2022, August 6). The Nation. https://www.nation.com.pk/06-Aug-2022/pillion-riding-also-banned-in-islamabad; A. N. Dogar. (2022, December 30). Pillion riding banned in Karachi, Islamabad ahead of New Year. Geo News. https://www.geo.tv/latest/461943-pillion-riding-banned-in-karachi-islamabad-ahead-of-new-year 64

M. Azeem. (2022, October 30). Ministry extends capital's Red Zone up to Faisal Avenue. Dawn. nue#https://www.dawn.com/news/1717627/ministry-extends-capitals-red-zone-up-to-faisal-ave 65

M. Asad. (2022, April 15, 2022). Federal Investigation Agency told not to harass PTI workers. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1685049/federal-investigation-agency-told-not-to-harass-pti-workers 66

National Commission for Human Rights [@nchrofficial]. NCHR is concerned about reports of pre-emptive raids against political workers [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/nchrofficial/status/1529087078260015104 67

Speaker's partisan approach [Editorial]. (2022, March 22). Dawn. https://www.dawn.com/news/1681249/speakers-partisan-approach 68

M. Asad. (2022, April 30). Court opened on night of April 9 to protect Constitution: IHC. Dawn. tion-ihc#https://www.dawn.com/news/1687496/court-opened-on-night-of-april-9-to-protect-constitu 69

Soomro for stronger ties with Turkey. (2005, December 4). Dawn. https://www.dawn.com/news/168385 70

K. Abbasi. (2022, April 12). A new chapter in NA history. Dawn. https://www.dawn.com/news/1684548/a-new-chapter-in-na-history 71

T. Naseer. (2022, June 1). Election law amendment does not deprive overseas Pakistanis of right to vote: IHC CJ. Dawn. https://www.dawn.com/news/1692586 72

I. A. Khan. (2022, March 12). ECP retains canvassing bar on PM, key officials. Dawn. https://www.dawn.com/news/1679536/ecp-retains-canvassing-bar-on-pm-key-officials 73

S. I. Raza. (2022, June 6). ECP to accept address shown on CNIC only. Dawn. https://www.dawn.com/news/1693374/ecp-to-accept-address-shown-on-cnic-only 74

I. A. Khan. (2022, August 7). NA strength reduced to 336 as ECP issues new delimitation lists. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1703680/na-strength-reduced-to-336-as-ecp-issues-new delimitation-list 75
M. Z. Khan. (2022, October 30). Digital census on the back burner amid delayed funding. Dawn. https://www.dawn.com/news/1717665 76
Homework for Rs34bn digital census nearly complete. (2022, December 15). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1726428 77
M. Asad. (2022, February 11). IHC stays elections of Islamabad's mayor under temporary #legislation. Dawn. https://www.dawn.com/news/1674423/ihc-stays-elections-of-islam abads-mayor-under-temporary-legislation 78
M. Asad. (2022, April 24). PTI govt used every tactic to delay LG polls: IHC. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1686446/pti-govt-used-every-tactic-to-delay-lg-polls-ihc 79
M. Asad. (2022, June 16). Court expects ECP to revise local govt polls schedule. Dawn. https:// www.dawn.com/news/1694988/court-expects-ecp-to-revise-local-govt-polls-schedule 80
K. Abbasi. (2022, December 20). LG elections in Islamabad seem to be in jeopardy. Dawn. https://www.dawn.com/news/1727275/lg-elections-in-islamabad-seem-to-be-in-jeopardy 81
M. Asad & K. Abbasi. (2022, December 28). ECP postpones Islamabad LG polls at eleventh hour. hour#Dawn. https://www.dawn.com/news/1728625/ecp-postpones-islamabad-lg-polls-at-eleventh 82
A. Wasim. (2022, February 1). Senate adopts resolution in support of parliamentary form of government. Dawn. https://www.dawn.com/news/1672557 83
Proposition of technocrat govt [Editorial]. (2022, May 20). Dawn. https://pakobserver.net/ proposition-of-technocrat-govt/; I. Adnan. (2022, December 28). Technocrat govt 'idea' frays PTI #nerves. The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2393143/technocrat-govt-idea frays-pti-nerves 84
H. Malik. (2022, September 22). SC backs IHC advice, urges PTI to return to parliament. The #Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2377966/sc-backs-ihc-advice-urges-pti-to-re turn-to-parliament 85
H. Hanif. (2022, December 8). PTI govt issued '77 ordinances'. The Express Tribune. https:// tribune.com.pk/story/2390055/pti-govt-issued-77-ordinances 86
Y. Nazar. (2022, May 18). SC verdict on article 63-a will take Pakistan toward an Orwellian democracy. The Friday Times/Naya Daur. https://www.thefridaytimes.com/2022/05/18/ sc-verdict-on-article-63-a-will-take-pakistan-toward-an-orwellian-democracy/ 87
I. A. Khan. (2022, July 28). 10m women added to electoral rolls since 2018. Dawn. https://www.dawn.com/news/1701953/10m-women-added-to-electoral-rolls-since-2018 88
J. Shahid. (2022, October 20). Over 60,000 cases of violence against women registered in last #three years, NA told. Dawn. https://www.dawn.com/news/1715929/over-60000-cases-of-violence against-women-registered-in-last-three-years-na-told 89
S. Saifi, A. Syed & R. Mogul. (2022, February 24). Pakistan-American man sentenced to death for #beheading a diplomat's daughter. CNN. https://edition.cnn.com/2022/02/24/asia/noor-mu #kadam-verdict-pakistan-intl-hnk/index.html#:~:text=An%20Islamabad%20judge%20sen tenced%20Zahir,neighborhood%20in%20the%20country's%20capit 90
S. Bashir. (2022, March 15). Zahir Jaffer moves IHC challenging death sentence in Noor case. The #Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2348054/zahir-jaffer-moves-ihc-challenging death-sentence-in-noor-case 91
A. Yousafzai. (2022, December 21). Verdict reserved on appeals against conviction, acquittal in Noor Mukadam case. The News International. https://www.thenews.com.pk/latest/1022335- verdict-reserved-on-appeals-against-conviction-acquittal-in-noor-mukadam-case 92
Court rejects request to transfer appeal in couple harassment case. (2022, July 2). Dawn. https:// www.dawn.com/news/1697791 93
Pakistan: Brother's acquittal in Qandeel Baloch murder challenged. (2022, March 21). Al Jazeera. #https://www.aljazeera.com/news/2022/3/21/pakistan-appeal-over-brother-acquittal-in-qa ndeel-baloch-murder 94
K. Ali. (2022, February 18). Minister's anti-Aurat March missive draws women's ire. Dawn. https://www.dawn.com/news/1675664 95

Minister urged to withdraw letter seeking ban on Aurat March. (2022, February 23). Dawn. #https://www.dawn.com/news/1676492/minister-urged-to-withdraw-letter-seeking-ban-on-aurat-march 96
U. Bacha. (2022, March 8). Never too early to march. Voicepk. https://voicepk.net/2022/03/slum-dwellers-voice-their-grievances-at-aurat-azadi-jalsa/ 97
H. Malik. (2022, August 23). Women accused of non-bailable offences entitled to bail: SC. The #Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2372695/women-accused-of-non-bailable-offences-entitled-to-bail-s 98
N. Iqbal. (2022, September 1). SC stresses need to do away with gender bias in all spheres. Dawn. #https://www.dawn.com/news/1707818/sc-stresses-need-to-do-away-with-gender-bias-in-all spheres 99
H. Malik. (2022, October 24). Second marriage no bar to deny mother's right to custody: SC. The #Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2383247/second-marriage-no-bar-to-deny-mothers-right-to-custody-sc#:~:text=ISLAMABAD%3A,disqualify%20her%20right%20to%20custody 100
J. Shahid. (2022, September 10). Harassment complaints see phenomenal increase in four years: #report. Dawn. https://www.dawn.com/news/1709300/harassment-complaints-see-phenomenal-increase-in-four-years-report 101
M. Asad. (2022, September 23). Objections to transgender persons law dismissed as 'baseless'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1711505 102
National Commission for Human Rights [@nchrofficial]. (2022, July 20). Concrete steps taken toward ensuring fair and dignified treatment of transgender persons at PIMS following NCHR's meeting with Hospital Director [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/nchrofficial/status/1549768231765872643?s=20&t=CSnUn6X38XL9o3NJy1G9dA 103
K. Ali. (2022, October 1). 24-hour helpline 1099 launched. Dawn. https://www.dawn.com/news/1712831/24-hour-helpline-1099-launched 104
Z. Iqbal. (2022, September 20). Pakistan Transgender Persons Act: Federal Shariah Court assures protection, seeks replies. Samaa. https://www.samaaenglish.tv/news/40017494 105
M. Asad. (2022, September 23). Objections to transgender persons law dismissed as 'baseless'. Dawn. https://www.dawn.com/news/1711505 106
N. Gurmani. (2022, September 26). Senate chairman refers proposed amendments in transgender rights' act to standing committee for debate. Dawn. https://www.dawn.com/news/1712074 107
K. Ali. (2022, September 28). CII forms committee to review trans persons law. Dawn. https://www.dawn.com/news/1712374/cii-forms-committee-to-review-trans-persons-law 108
Sahil NGO [@Sahil_NGO]. (2022, May 13). This table illustrates the top ten most vulnerable #districts for child abuse cases [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/Sahil_NGO/status/1524990692946239492?s=20&t=JBlTaqFMPhbyjU2Lp880oA 109
S. Hasan. (2022, July 22). Only 343 cases of child sexual exploitation reported in five years. Dawn. https://www.dawn.com/news/1700874 110
IHC declares marriages under 18 'unlawful'. (2022, March 1). The Express Tribune. https://tribune.com.pk/story/2345865/ihc-declares-marriages-under-18-unlawful 111
Marriageable age: CII expresses concern on IHC's decisions. (2022, June 16). The News #International. https://www.thenews.com.pk/print/966575-marriageable-age-cii-expresses-concern-on-ihc-s-decisions 112
M. Asad. (2022, November 22). Federal Shariat Court takes notice of child marriages in Balochistan. Dawn. https://www.dawn.com/news/1722312 113
B. Mian. (2022, May 1). Workers demand implementation of ILO conventions. Dawn. https://www.dawn.com/news/1687624/workers-demand-implementation-of-ilo-conventions 114
I. Junaidi. (2022, October 23). President assents to laws for domestic workers' rights, dyslexic #children. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716436/president-assents-to-laws-for-domestic-workers-rights-dyslexic-children 115
#children. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716436/president-assents-to-laws-for-domestic-workers-rights-dyslexic-children 116

M. F. Kaleem. (2022, December 21). Parliament's joint sitting clears 10 bills with majority vote. #Daily Times. https://dailytimes.com.pk/1041829/parliaments-joint-sitting-clears-10-bills-with majority-vote/ 117

HR ministry wants disability quota filled. (2022, May 8). Dawn. https://www.dawn.com/ news/1688504/hr-ministry-wants-disability-quota-filled 118

I. Junaidi. (2022, October 23). President assents to laws for domestic workers' rights, dyslexic #children. Dawn. https://www.dawn.com/news/1716436/president-assents-to-laws-for-domes tic-workers-rights-dyslexic-children 119

A. Wasim. (2022, September 20). US, Europe not accepting any more Afghan asylum seekers, NA #body told. Dawn. https://www.dawn.com/news/1711054/us-europe-not-accepting-any-more afghan-asylum-seekers-na-body-told 120

PAC directs govt to deport unregistered Afghan refugees from Pakistan. (2022, September 21). #Associated Press of Pakistan. https://www.app.com.pk/national/pac-directs-govt-to-deport-un registered-afghan-refugees-from-pakistan-2 121

F. Ahsan, R. Noorzai & N. G. Yousafzai. (2022, November 4). After fleeing Taliban, Afghan #journalists find visa, money woes. VOA News. https://www.voanews.com/a/after-fleeing-tali ban-afghan-journalists-find-visa-money-woes/6820759.ht 122

R. Boudjikanian. (2022, December 23). Amid clashes with Kabul, Pakistan tells Ottawa it won't deport Canada-bound paperless Afghan migrants. CBC Radio-Canada. https://www.cbc.ca/ news/afghan-migrants-pakistan-canada-1.6696211 123

UN Refugee Agency. (2022). Operational data portal. https://data.unhcr.org/en/situations/ afghanistan 124

Amnesty International. (2022). Pakistan: Letter re: Protecting Afghans in Pakistan. https://www. amnesty.org/en/documents/asa33/6311/2022/en/ 125

Education ministry renames Single National Curriculum. (2022, July 22). Dawn. https://www. dawn.com/news/1700899 126

K. Abbasi. (2022, March 11). 44pc of fifth graders unable to read English properly, survey reveals. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1679314/44pc-of-fifth-graders-unable-to-read-english properly-survey-reveals 127

Academic activities fail to resume in Islamabad as teachers, govt stick to their guns. (2022, #January 11). Dawn. https://www.dawn.com/news/1668737/academic-activities-fail-to-resume in-islamabad-as-teachers-govt-stick-to-their-guns; K. Abbasi. (2022, May 18). Peira orders closure of private schools' primary sections in Islamabad. Dawn. https://www.dawn.com/ news/1690212/peira-orders-closure-of-private-schools-primary-sections-in-islamabad 128

Free meal programme launched in 100 primary schools in capital. (2022, February 24). Dawn. https://www.dawn.com/news/1676727 129

FDE introduces bag-free policy in over 100 schools. (2022, August 15). Dawn. https://www. dawn.com/news/1704913/fde-introduces-bag-free-policy-in-over-100-schools 130

S. Khan. (2022, May 17). Repatriated Pakistanis worry for their future. Deutsche Welle. https:// www.dw.com/en/ukraine-war-repatriated-pakistani-students-worry-for-their-future/a-61827198 131

I. Junaidi & A. Yasin. (2022, January 24). 12 more educational institutions to be sealed in capital as #Covid-19 spreads. Dawn. https://www.dawn.com/news/1671107/12-more-educational-institu tions-to-be-sealed-in-capital-as-covid-19-spreads 132

I. Junaidi. (2022, March 17). Govt declares 'normalisation' as Covid-19 settles after two years. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1680394/govt-declares-normalisation-as-covid-19-set tles-after-two-years 133

I. Junaidi. (2022, January 17). Conventional disposable syringes banned across country. Dawn. try #https://www.dawn.com/news/1668892/conventional-disposable-syringes-banned-across-coun 134

I. Junaidi. (2022, November 27). With decrease in temperature, dengue loses steam in Islamabad. Dawn. https://www.dawn.com/news/1723362 135

M. Asad. (2022, February 4). IHC strikes down subsidised plots for judges, bureaucrats. Dawn. https://www.dawn.com/news/1673173 136

N. Iqbal. (2022, February 24). F-14, F-15 allottees move Supreme Court against IHC declaration. Dawn. https://www.dawn.com/news/1676723/f-14-f-15-allottees-move-supreme-court-against-ihc-declaration 137

Christian slums destroyed by Pak-Government leaving hundreds homeless before Christmas. (2022, November 30). British Asian Christian Assocation. https://www.britishasianchristians.org/baca-news/20266/ 138

NDMA Floods 2022 SITREP. National Disaster Management Authority. http://web.ndma.gov.pk/ 139

Pakistan scrambles to deliver aid as flood death toll rises. VOA. Retrieved February 1, 2023, from #https://www.voanews.com/a/pakistan-scrambles-to-deliver-aid-as-flood-death-toll-rises/6745880.htm 140

Ibad [@IbadinIslamabad]. (2022, February 24). 10th AVENUE - DISASTER FOR ISLAMABAD'S #ENVIRONMENT [Tweet]. Twitter. https://twitter.com/IbadinIslamabad/status/1496720112296116225?s=20&t=FcbKnN0USLIXXXyafDmBIg 141

IHC stops work on Bhara Kahu Bypass project. (2022, October 18). Daily Times. https://dailytimes.com.pk/1014318/ihc-stops-work-on-bhara-kahu-bypass-project 142

H. Shehzad. (2022, November 27). Unsustainable development. The News International. https://www.thenews.com.pk/tns/detail/1014109-unsustainable-development 143

M. Asad. (2023, January 1). Ombudsperson asked to penalise CDA, Pak-EPA over Bhara Kahu #project. Dawn. https://www.dawn.com/news/1729227/ombudsperson-asked-to-penalise-cda pak-epa-over-bhara-kahu-project 144

M. Asad. (2022, January 12). IHC orders demolition of navy golf course in Islamabad. Dawn. abad #https://www.dawn.com/news/1668987/ihc-orders-demolition-of-navy-golf-course-in-islam 145

A. Hussain. (2022, November 17). Pakistan lifts ban on Joyland, film will be released nationally. #Al Jazeera. https://www.aljazeera.com/news/2022/11/17/pakistan-lifts-ban-on-joyland-film about-transgender-love-affai 146

T. Subramaniam & S. Saifi. (2022, November 18). Pakistan film 'Joyland' releases in some cinemas
#after government overturns ban. CNN. https://edition.cnn.com/2022/11/18/asia/pakistan-joyland-approved-for-release-intl-hnk/index.htm 147

آزاد جموں و کشمیر

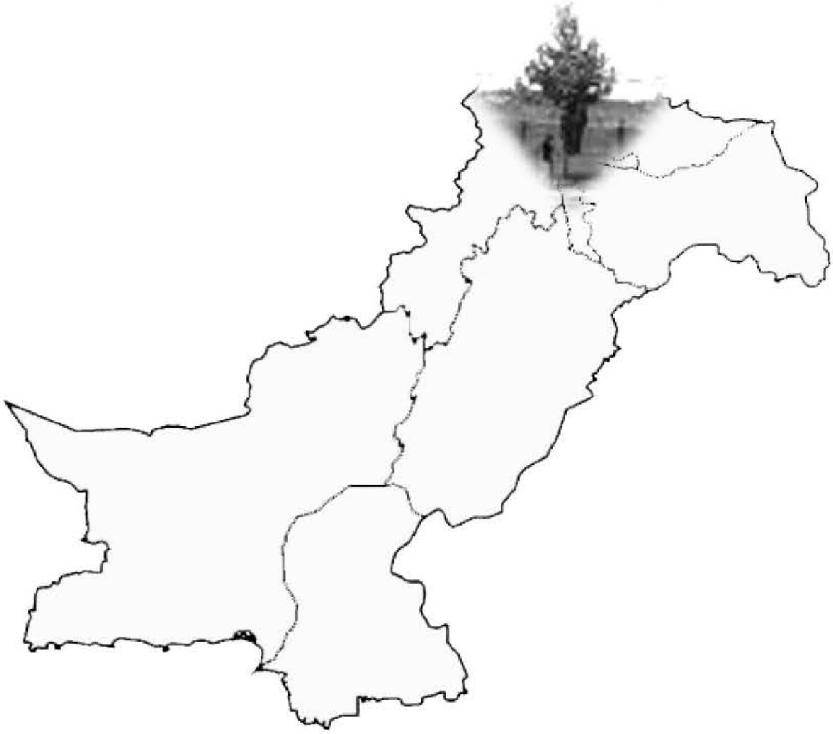

کلیدی رجحانات

- آزاد جموں وکشمیر سپریم کورٹ کے حکم پر تقریباً 32 برس کے بعد مقامی حکومتوں کے انتخابات کا انعقاد ہوا۔ حکومت اور بڑی سیاسی جماعتوں نے بہت سے تاخیری حربے آزمائے لیکن وہ انتخابات کو ملتوی کرانے میں ناکام رہیں۔
- بلدیاتی انتخابات کے تین مراحل میں، حکمران جماعت پاکستان تحریک انصاف بلدیاتی اداروں میں 830 اراکین کے ساتھ فاتح رہی، اس کے بعد آزاد امیدواروں نے سب سے زیادہ، 697 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔
- جموں وکشمیر کو آزاد ریاست بنانے کی حامی سیاسی جماعتیں انتخابی عمل سے باہر رہیں، الیکشن کمیشن نے ایسے امیدواروں کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیے جنہوں نے متنازعہ خطے کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے نظریے کی حمایت نہیں کی۔
- آزاد جموں وکشمیر ہائی کورٹ نو کی بجائے صرف ایک جج کے ساتھ کام کر رہی تھی، وفاقی حکومت کے ساتھ تعیناتی کے طریق کار پر اتفاق کے بعد، ہائی کورٹ میں 6 مزید ججوں کا تقرر کیا گیا۔
- حکومت نے قومیت پرست جماعتوں کے سرگرم کارکنان کے خلاف کریک ڈاؤن کیا۔ یہ کارکنان بجلی اور اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور آزاد جموں وکشمیر عبوری آئین مجریہ 1974ء میں اُن مجوزہ ترامیم کے خلاف مظاہرے کر رہے تھے جن کے ذریعے آزاد جموں وکشمیر کی آئینی حیثیت میں تبدیلی مقصود تھی۔
- فطری آفتوں نے پورا سال آزاد جموں وکشمیر کو اپنا ہدف بنائے رکھا: شدید برف باری، طوفانی بارشیں اور تباہ کن سیلاب 84 زندگیاں نِگل گئے اور سرکاری اور نجی املاک کو بھاری نقصان پہنچا۔
- سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی کی جانب سے طویل احتجاج کے بعد حکومت نے فوجی شمولیت والی فروغِ سیاحت اتھارٹی کے قیام سے ہاتھ روک لیا۔
- پاکستان تحریک انصاف نے اپنے ہی نامزد کردہ وزیراعظم سردار عبدالقیوم نیازی کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی، نیازی کے مستعفی ہونے کے بعد سردار تنویر الیاس نئے وزیراعظم بنے۔
- سال کے دوران آزاد جموں وکشمیر اسمبلی کے 20 اجلاس منعقد ہوئے اور مجموعی طور پر 72 دن تک اسمبلی کی کارروائی ہوئی تاہم بجٹ اور مالیاتی بلوں کے علاوہ اسمبلی نے صرف دو قوانین منظور کیے۔
- موجودہ حکومت نے پچھلی حکومت کے منظور کردہ اُن قوانین کو منسوخ کر دیا جن کے تحت 4,300 عارضی ملازمین کو مستقل کیا گیا تھا، اس منسوخی کے نتیجے میں یہ ملازمین اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔
- پولیس نے مجموعی طور پر جرائم کی شرح میں کمی رپورٹ کی، اس برس 8,578 مقدمات کا اندراج ہوا جب کہ

گزشتہ برس درج ہونے والے مقدمات کی تعداد 8,985 تھی۔ عصمت دری اور ہراسانی جیسے جرائم خواتین اور بچوں کے لیے بڑا خطرہ بنے رہے اور 2022ء میں پیش آنے والے عصمت دری کے اکثر واقعات کو رپورٹ نہیں کیا گیا، خاص طور پر وہ واقعات جو دیہی علاقوں میں ہوئے۔

- آزاد جموں و کشمیر کے مختلف علاقوں میں موسم گرما کے دوران جنگلوں میں آگ لگنے کے کئی واقعات پیش آئے جن سے تقریباً 30 لاکھ درخت اور متعدد انواع کی جنگلی حیات متاثر ہوئی۔
- حکومت کی چھتر چھایا میں وادی نیلم میں جنگلات کا صفایا اس برس بھی ایک بڑا چیلنج بنا رہا۔ حکام کے خلاف جاری متعدد تحقیقات کی ابھی تک تکمیل نہیں ہو سکی۔

عمومی جائزہ

آزاد جموں وکشمیر (اے جے کے) ایک خودمختار خطہ ہے جو پاکستان کے زیر انتظام اور جموں وکشمیر کے متنازعہ علاقے کا حصہ ہے۔ 2022 کے دوران، آزاد جموں وکشمیر کے عبوری آئین یا قوانین میں کوئی بڑی تبدیلیاں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ تاہم، 2022 کے دوران خطے میں کچھ نہایت قابل ذکر سیاسی پیش رفتیں ہوئیں: سیاسی رہنماؤں کے اعتراضات کے باوجود آزاد جموں وکشمیر کے الیکشن کمیشن نے اے جے کے سپریم کورٹ کی ہدایات کے مطابق بلدیاتی انتخابات کرائے۔

آزاد جموں وکشمیر پاکستان کا ماحولیاتی تبدیلیوں کے خطرے سے سب سے زیادہ دوچار علاقہ بھی ہے۔ یہ خطہ پاکستان میں سب سے زیادہ تباہی کی زد میں سمجھا جاتا ہے۔ یہاں زلزلے، ناگہانی سیلاب (فلیش فلڈ)، گلیشیر، لینڈ سلائیڈ اور آتش زدگی معمول کی بات ہے اور ایسا اس سال بھی ہوا۔ تباہ کن سیلاب، برف باری اور جنگلی آگ کے واقعات ہوئے لیکن دیگر علاقوں کے مقابلے میں یہاں جانی نقصان کم ہوا۔ سال کے وسط میں آنے والے ناگہانی سیلابوں میں سرکاری اور نجی املاک، اور انفراسٹرکچر (اساسی ڈھانچے) کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔

سال کے وسط میں آنے والے سیلاب کے نتیجے میں متعدد سرکاری و نجی املاک اور بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچا

قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی

2022 میں، آزاد جموں و کشمیر اسمبلی کے 20 اجلاس منعقد ہوئے اور اسمبلی اجلاس مجموعی طور پر 72 دن جاری رہا،[1] تاہم، آزاد جموں و کشمیر اسمبلی اور محکمہ قانون کے ریکارڈ کے مطابق، صرف دو قوانین سارے سال کے دوران منظور کیے گئے۔[2]

متنازع آزاد جموں و کشمیر ریگولیشن آف دی سروسز آف سرٹین کیٹیگریز آف کنٹریکچوئل، ایڈہاک اینڈ ٹمپریری گورنمنٹ ایمپلائی منٹ (ٹرمز اینڈ کنڈیشنز) ایکٹ 2021 وہ قانون ہے جس کا مقصد گریڈ ایک سے اٹھارہ تک کے ایڈہاک اور عارضی سرکاری ملازمین کو مستقل کرنا تھا، موجودہ اسمبلی نے اسے منسوخ کر دیا۔ اس منسوخی کے نتیجے میں 4,300 ملازمین، جن میں سے اکثر کو گزشتہ حکومت نے سیاسی بنیادوں پر بھرتی کیا تھا، بغیر کوئی باضابطہ طریقہ کار اختیار کیے اپنی نوکریوں سے نکال دیے گئے۔ تاہم نکالے جانے والے ملازمین کے طویل احتجاج کے نتیجے میں اس قانون کو، چند ترامیم کے بعد، دوبارہ لاگو کر دیا گیا۔

حکومت اور حزب اختلاف کی جماعتوں کے اراکین نے بلدیاتی انتخابات اور قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی مراعات کے حوالے سے بل اسمبلی میں جمع کرائے، تاہم بعد ازاں یہ بل واپس لے لیے گئے۔ پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) نے اپنے ہی منتخب کردہ وزیر اعظم سردار قیوم نیازی کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی، انہیں یہ منصب سنبھالے ایک برس بھی نہ ہوا تھا۔ ان کی طرف سے استعفا جمع کرائے جانے کے بعد سردار تنویر الیاس کو نیا وزیر اعظم منتخب کر لیا گیا۔

انصاف کی فراہمی

8 جنوری کو، پی ٹی آئی کی سرکردگی میں بننے والی نو منتخب حکومت نے پاکستانی وزیر اعظم، عمران خان، سے مشاورت کے بعد اے جے کے ہائی کورٹ میں 6 ججوں کی تعیناتی کی۔ نئے تعینات ہونے والے ججوں میں وزیر اعظم، سردار قیوم نیازی کے بھائی بھی شامل تھے۔ اس تعیناتی نے نئے وزیر اعظم کے اندازِ کار پر تنقید کا دروازہ کھول دیا، تاہم انہوں نے اپنے بھائی کی تعیناتی کے لیے کسی قسم کا اثر و رسوخ استعمال کرنے کی یکسر تردید کی اور دعویٰ کیا کہ تعیناتی کا یہ عمل ان کے وزیر اعظم بننے سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔

ہائی کورٹ میں نئے ججوں کی تعیناتی کے بعد زیرِ التوا مقدمات، خاص طور پر وہ مقدمات جو شادیوں اور خانگی معاملات سے متعلق تھے، نپٹائے جانے کی وجہ سے ان کی تعداد میں کمی دیکھنے میں آئی۔ ہائی کورٹ کے ریکارڈ کے مطابق، 21,369 مقدمات سنے گئے اور 8,116 کو نپٹایا گیا۔ نچلی عدالتوں نے 98,512 مقدمات کی سماعت کی اور 56,184 نپٹائے گئے۔

امنِ عامہ

آزاد جموں و کشمیر پولیس کے ریکارڈ کے مطابق اس برس درج مقدمات میں واضح کمی دیکھنے میں آئی اور ان کی تعداد 2021 میں درج ہونے والے 8,985 مقدمات سے گھٹ کر 8,578 پر آ گئی۔ تاہم، یہ مانا جاتا ہے کہ اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ لوگ پولیس کے پاس شکایت درج کرانے سے عمومی طور پر ہچکچاتے ہیں، خاص طور پر خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم مثلاً عصمت دری، ارادہ عصمت دری اور ہراسانی جیسے مقدمات کے حوالے سے یہ ہچکچاہٹ زیادہ دیکھی گئی۔ اس کے علاوہ پولیس نے بچوں اور خواتین کے خلاف جرائم، کام کی جگہ پر ہراسانی وغیرہ کا ڈیٹا دینے میں بھی پس وپیش سے کام لیا، پولیس کا فراہم کردہ ڈیٹا مقامی اخبارات میں اِن جرائم کی خبروں سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔

قتل، خواتین کے خلاف تشدد، عصمت دری، چوری چکاری اور منشیات کے مقدمات کی شرح اس برس بھی بلند رہی: اس برس قتل کے 89 مقدمات کا اندراج ہوا جب کہ گزشتہ برس ان کی تعداد 74 رہی تھی؛ عصمت دری کے 14 اور زِنا کے 230 مقدمات بھی اس برس درج کرائے گئے۔ (جدول 1)

جدول 1: 2021ء اور 2022ء میں ہونے والے جرائم کی شماریات

جرم	سال	کل جرائم
قتل	2022	89
	2021	74
ڈکیتی	2022	5
	2021	3
راہزنی	2022	63
	2021	57
اجتماعی عصمت دری	2022	0
	2021	1
عصمت دری	2022	21
	2021	14
اغوا	2022	1
	2021	1
اغوا برائے تاوان	2022	1
	2021	1
اغوا/زنا	2022	320
	2021	281

نقب زنی	2022	280
	2021	260
چوری	2022	597
	2021	491
مداخلت بے جا	2022	487
	2021	473
زخمی کرنا	2022	365
	2021	401

ماخذ: آزاد جموں وکشمیر پولیس

6 ستمبر کو پولیس نے وادی نیلم سے پولیس افسر کا روپ دھارنے والے ایک شخص کو گرفتار کیا جو ہراسانی، جعلی چھاپوں اور تشدد کے معاملات میں ملوث تھا۔ تفتیش کے دوران ملزم نے محکمہ پولیس کے چند اعلیٰ افسران کی اپنے ساتھیوں کے طور پر نشان دہی کی تاہم صرف سات کانسٹیبلان اور ایک ہیڈ کانسٹیبل کو ان جرائم میں ملوث ہونے کی پاداش میں برطرفی کے بعد گرفتار کیا گیا۔

2022 میں آزاد جموں وکشمیر کی پولیس نے فرسٹ انفارمیشن رپورٹ (ایف آئی آر) کے اندراج کے روایتی طریقہ کار کے علاوہ سماجی رابطوں کی ویب سائٹوں کے ذریعے بھی شکایات وصول کرنا شروع کیں۔ 8,000 کے قریب مقدمات اس طریقے سے ایف آئی آر کے اندراج کے بغیر حل کیے گئے۔

فروری 2021 میں پاکستان اور انڈیا کے 2003 کے جنگ بندی معاہدے کی بحالی کے بعد سے لائن آف کنٹرول (ایل او سی) پر امن رہی۔ تاہم، ایل او سی کے آس پاس پھیلے کلسٹر بم اور بارودی سرنگیں شہریوں کے لیے چیلنج بنے رہے؛ ایل او سی کے نزدیکی دیہات میں آباد بہت سے شہری ہر برس 'پراسرار دھماکوں' میں ہلاک یا زخمی ہو جاتے ہیں، جن کی ذمے داری بعد ازاں بارودی سرنگوں یا کلسٹر بموں پر عائد کی جاتی ہے۔ 28 مارچ کو، وادی لیپا میں، کھلونا نما بم پھٹنے سے ایک بچہ ہلاک اور چھ لوگ زخمی ہو گئے۔[3] ستمبر کی 19 تاریخ کو آٹھ مقام، وادی نیلم میں ایک پراسرار دھماکے میں دو بھائی جاں بحق ہو گئے۔ ابتدا میں ان کی ہلاکت کا ذمہ دار چیتے/تیندوے کے حملے کو قرار دیا گیا تاہم بعد ازاں پوسٹ مارٹم کے دوران پولیس کو ان کے جسم سے بم کے ٹکڑے ملے۔ یہ لوگ بھی ایل او سی کے آس پاس موجود کھلونا بم یا بارودی سرنگ کا نشانہ بنے تھے۔[4]

قید خانے اور قیدی

آزاد جموں و کشمیر میں جیلوں کی ناکافی تعداد کا مسئلہ اس برس بھی حل نہ ہوا۔ 2005 کے زلزلے میں تباہ ہو جانے والی مظفر آباد کی سنٹرل جیل جبکہ باغ، راولاکوٹ اور پلندری میں ڈسٹرکٹ جیلوں کی تعمیرِ نو التوا کا شکار رہی۔ یہ جیلیں عارضی عمارتوں میں جب کہ علاقے میں موجود باقی جیلیں قدیم عمارتوں میں قائم ہیں، ان عمارتوں میں قیدیوں کے لیے مختص کی جانے والی گنجائش ناکافی ہے۔ آزاد جموں و کشمیر کے تین اضلاع -نیلم، جہلم وادی اور حویلی- میں ڈسٹرکٹ جیلیں موجود ہی نہیں ہیں، سو یہاں کے قیدیوں کو یا تو عدالتی حوالاتوں میں رکھا جاتا ہے یا نزدیک ترین جیل میں منتقل کیا جاتا ہے۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ نابالغ ملزمان کو بھی اسی احاطے میں رکھا جاتا ہے جہاں بالغ قیدیوں کو رکھا جاتا ہے۔ یہ سراسر غیر قانونی عمل ہے۔

31 دسمبر تک آزاد کشمیر کی جیلوں میں 816 لوگ قید تھے جن میں سے 16 نابالغ اور 21 خواتین تھیں، 3 نومولود بھی اپنی ماؤں کے ہمراہ قید خانوں میں تھے۔ 65 قیدیوں، بشمول 3 خواتین کو سزائے موت سنائی گئی۔ تاہم گزشتہ چار برس سے سزائے موت کے منتظر کسی بھی قیدی کی سزا پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔

جیل سے منشیات کا کاروبار چلائے جانے کی اطلاعات کے بعد 16 جون کو پولیس نے سنٹرل جیل، مظفر آباد میں ایک آپریشن شروع کیا۔ پولیس اور قیدیوں کے مابین تصادم ہو گیا جس میں کم از کم چھ پولیس والے اور 2 قیدی زخمی ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد قیدیوں نے بھوک ہڑتال کر دی اور پولیس پر تشدد کا الزام عائد کیا۔[5] اگست کی 3 تاریخ کو وزیرِ تعلیم، آزاد جموں و کشمیر، ملک ظفر اقبال کو ایک بچے کے 19 برس پہلے ہونے والے قتل کے الزام میں عمر قید سنائی گئی۔[6] قید کے دوران انہوں نے اپنی وزارت کا چارج سنبھالے رکھا اور سنٹرل جیل کوٹلی سے چار ماہ تک وزارت چلائی جب تک کہ آزاد جموں و کشمیر سپریم کورٹ نے انہیں بری نہ کر دیا۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

حالیہ برسوں کے دوران، علاقے کے جنوبی اضلاع، خصوصاً میر پور اور بھمبر میں توہین مذہب کے الزامات پر ہجوم کے ہاتھوں ہلاکت کے واقعات سامنے آئے۔ کچھ واقعات میں توہین مذہب کی شکایات بھی درج کرائی گئیں، خاص طور پر محرم اور ربیع الاول کے مقدس اسلامی مہینوں میں یہ شکایات سامنے آئیں۔ کوٹلی ضلع میں عمومی طور پر اور شہر میں خاص طور پر احمدی برادری کے خلاف جور وستم کے واقعات سامنے آئے تاہم ایسے اکثر واقعات کا کوئی نوٹس نہ لیا جا سکا کیونکہ نہ تو پولیس نے ان واقعات کی رپورٹ درج کرنے میں دلچسپی ظاہر کی اور نہ ہی ان واقعات کو میڈیا میں اٹھایا گیا۔

25 جون کو، آزاد کشمیر کے ضلع باغ میں محمد شفیق نامی ایک ذہنی معذور شخص کو سزائے موت دے دی گئی، مبینہ طور پر اس نے فیس بک پر توہین رسالت کا ارتکاب کیا تھا۔[7] مقامی امام کی درخواست پر مقدمہ درج کیا گیا۔ ملزم کے اہل خانہ کے پاس اس کی طبی رپورٹیں موجود تھیں تاہم عدالت نے انہیں نظر انداز کرتے ہوئے ملزم کو سزائے موت سنا دی۔

28 جولائی کو سفیان نامی ایک نوجوان کو تحریک لبیک کے کارکنان کے ایک ہجوم نے توہین رسالت کے الزام میں ہلاک کر دیا۔ سفیان کو مار ڈالنے کے بعد ہجوم قریب ترین پولیس سٹیشن گیا اور اجتماعی طور پر بیان ریکارڈ کرایا جس میں اس قتل کی ذمہ داری قبول کی گئی تھی۔[8] خبروں کے مطابق مقامی قبرستان میں اسے دفنانے کی اجازت نہ دی گئی اور اسے اپنے آبائی گھر کے اندر بغیر نماز جنازہ کی ادائیگی کے دفنایا گیا۔

اظہارِ رائے کی آزادی

مخالفانہ نقطہ نظر اور خاص طور پر متنازعہ خطے کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے حوالے سے ایک نادیدہ سنسر شپ کے ماحول میں آزاد جموں وکشمیر میں اظہارِ رائے کی آزادی پر قدغنوں کا سلسلہ جاری رہا۔ مقامی میڈیا اداروں نے زیادہ تر توخطے کی پاکستان سے الحاق کی حمایتی مرکزی دھارے کی سیاسی جماعتوں کو کوریج دی جبکہ خطے کی مکمل آزادی کی حامی قومیت پرست جماعتوں اور ان کے حمایتی گروپوں کے جلوس اور احتجاج مقامی اور قومی میڈیا پر کوئی جگہ حاصل نہ کر سکے۔ یہ احتجاج صرف سوشل میڈیا ہی پر دیکھے جا سکتے تھے۔

10 جون کو وزیر اعظم آزاد جموں وکشمیر کے ترجمان نے دو صحافیوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرانے کی دھمکی دی۔ راولاکوٹ سے تعلق رکھنے والے حارث قدیر اور آصف اشرف کو مبینہ طور پر وزیر اعظم کو بدنام کرنے کی مہم کا حصہ بننے پر دھمکایا گیا جب انہوں نے وزیر اعظم ہاؤس میں سیکیورٹی کی خلاف ورزی کے حوالے سے خبر شائع کی۔[9] پولیس سٹیشن میں ایک درخواست جمع کرائی گئی لیکن میڈیا اداروں کے شامل ہونے کی وجہ سے ایف آئی آر کا اندراج نہ ہو سکا۔

13 دسمبر کو صحافی نعیم چغتائی اور دیگر دو صحافیوں پر پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ کے افسران اور ملازمین نے ڈی جی آفس کے باہر حملہ کر دیا۔[10] تینوں صحافی وہاں محکمے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے کہ محکمہ حکومتی سرگرمیوں کی کوریج کے لیے صرف من پسند صحافیوں ہی کا انتخاب کرتا تھا۔ طبی ملاحظے میں شدید زخموں کی نشاندہی کے باوجود ابتدا میں پولیس نے ایف آئی آر درج کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تاہم بعد ازاں حکومتی ملازمین اور صحافیوں، دونوں فریقین کے خلاف ایف آئی آر کاٹ دی گئی۔[11]

25 ستمبر کو ایک مجسٹریٹ نے پولیس کی ہمراہی میں راولاکوٹ پبلک کالج میں منعقدہ ایک کتاب میلے پر چھاپا مارا اور کئی کتابیں ضبط کر لیں جن میں دو کتابوں کے مصنف انڈیا کی تہاڑ جیل میں پھانسی پانے والے کشمیری رہنما مقبول بٹ تھے۔[12] یہ دو کتابیں ان 34 کتابوں میں شامل ہیں جن پر آزاد جموں و کشمیر حکومت نے 'کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے نظریے سے متضاد' قرار دے کر ان پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

اجتماع کی آزادی

آزاد جموں و کشمیر کی سول سوسائٹی اور سیاسی جماعتوں کو سماجی مسائل پر احتجاج کرنے پر پولیس کی بربریت کا سامنا رہا، سول سوسائٹی کے احتجاجوں پر کریک ڈاؤن اور مظاہرین اور پولیس کے درمیان تصادم اور پولیس چھاپوں کی متعدد رپورٹیں سارا سال اخبارات کی زینت بنتی رہیں۔

اگست میں، آزاد جموں و کشمیر کی سول سوسائٹی نے آزاد جموں و کشمیر کے عبوری آئین مجریہ 1974 میں اُن مجوزہ ترامیم

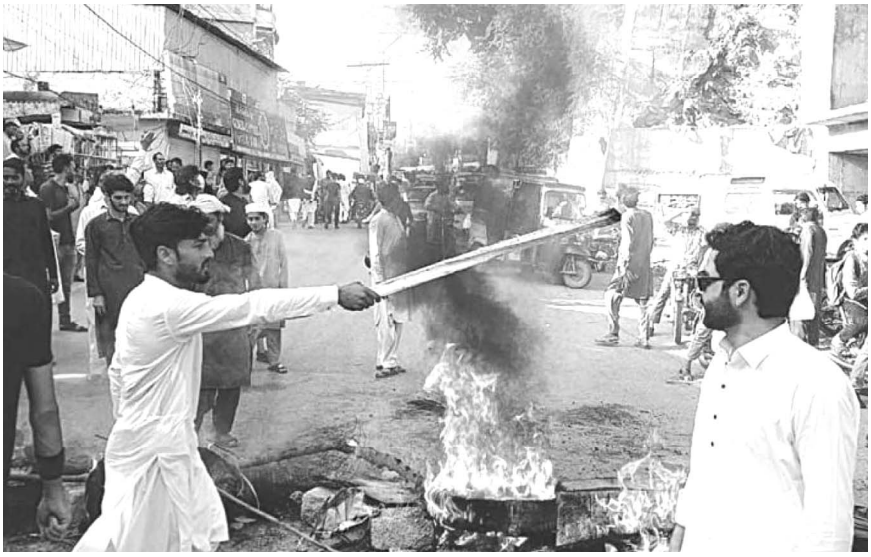

اگست میں آزاد جموں و کشمیر کی سول سوسائٹی نے اے جے کے کے عبوری آئین میں مجوزہ متنازع ترامیم کے خلاف بڑے پیمانے پر ایک احتجاجی مہم شروع کی

کے خلاف ایک بڑی احتجاجی مہم شروع کی جن کا مقصد نچلی سطح تک اختیارات کی تقسیم کے ذریعے خطے کو حاصل اختیار مہیا کرنے والی تیرھویں ترمیم کے کچھ حصوں کی منسوخی تھا۔ متوازی طور پر فوجی اختیار والی اور متنازعہ فروغِ سیاحت اتھارٹی کے قیام کے خلاف بھی مہم چل رہی تھی، اس اتھارٹی کا مقصد بڑے پیمانے پر سیاحت کے ایسے منصوبے شروع کرنا تھا جن سے چراگاہوں کی مقامی ملکیت متاثر ہوتی۔ بعدازاں اس مہم میں یہ مطالبات بھی شامل ہو گئے کہ بجلی اور اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں میں کمی کی جائے۔

ان مظاہرین اور پولیس کے مابین آزاد جموں وکشمیر کے مختلف علاقوں میں تصادم ہوا اور مبینہ طور پر پولیس نے حراست میں لیے گئے کارکنان کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس کی وجہ سے خطے میں احتجاج کی لہر مزید پھیلی اور 12 اگست کو کارکنان پر تشدد کے خلاف مظفر آباد کے تین اضلاع میں پہیہ جام ہڑتال کی گئی۔ پولیس نے مختلف تھانوں میں 9 ایف آئی آر درج کیں اور کم از کم 400 مظاہرین کو نامزد کیا—ان میں سے اکثر کارکنان کا تعلق وزیراعظم آزاد جموں وکشمیر کے آبائی ضلع سے تھا اور یہ مختلف قومیت پرست جماعتوں کے اراکین تھے۔[13] تاہم، یہ الزامات سامنے آئے کہ وزیراعظم پولیس کو اپنے سیاسی مخالفین، خاص طور پر جموں وکشمیر کی آزادی کے نظریے کی حمایت کرنے والوں، کو کچلنے کے لیے استعمال کر رہے تھے۔ اس الزام کی کوئی تفتیش نہ کی گئی۔

مقامی حکومت

تقریباً 31 برس کے بعد، آزاد جموں و کشمیر میں حکومتی اور حزب اختلاف کی سیاسی جماعتوں کی جانب سے متعدد رکاوٹوں کے باوجود بلدیاتی انتخابات کا انعقاد ہوا۔ وفاقی حکومت نے ایک ہی روز انتخابات کے لیے درکار سیکیورٹی مہیا کرنے سے انکار کے بعد، آزاد جموں و کشمیر الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ آف آزاد جموں و کشمیر کے حکم پر تین مراحل میں یہ انتخابات منعقد کروائے۔ کل 13,000 امیدواروں نے – جن میں سے اکثریت نوجوانوں کی اور بڑی تعداد خواتین کی تھی – کاغذاتِ نامزدگی جمع کرائے اور ان میں سے 10,813 امیدواروں نے ڈسٹرکٹ کاؤنسل، یونین کاؤنسل، میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی 2,614 نشستوں کے لیے انتخاب میں حصہ لیا۔ پی ٹی آئی نے تمام 10 اضلاع میں 830 نشستوں کے ساتھ واضح فتح حاصل کی۔ اس کے بعد 697 آزاد امیدواروں نے کامیابی سمیٹی۔ ان ضلعی انتخابات میں پی ایم ایل این نے 497 اور پاکستان پیپلز پارٹی نے 460 جنرل نشستیں حاصل کیں۔

مجموعی طور پر انتخابی عمل، بشمول انتخابی مہم کے، پرامن رہا۔ انتخابی عمل کے دوران تشدد کے چند ایک واقعات ہوئے جن میں میڈیا رپورٹس کے مطابق چھ سیکیورٹی اہلکار اور چار سویلین زخمی ہوئے۔ اگرچہ نو منتخب مقامی نمائندگان تک اختیارات کی منتقلی کے سامنے سیاسی و قانونی رکاوٹیں ابھی تک موجود ہیں تاہم عمومی طور پر ان انتخابات کے انعقاد کو عوام نے سراہا۔

مقامی حکومتوں کے انتخابات نے نوجوانوں اور خواتین کے لیے سیاسی عمل میں شمولیت کے نئے دَر وا کیے۔ کاغذات نامزدگی جمع کرانے والے 13,000 امیدواروں میں سے اکثریت نوجوانوں کی تھی چونکہ سیاسی جماعتوں نے اپنے سیاسی رہنماؤں کے خانوادوں کے اراکین کی بجائے نچلی سطح کے سیاسی رہنماؤں اور کارکنان اور جوانوں کو ٹکٹ جاری کیے تھے۔ اس کے نتیجے میں لوکل کاؤنسلز کی سطح پر سیاسی قیادت کی نئی نسل کا ظہور ہوا جو بتدریج گورننس، پالیسی سازی اور فیصلہ سازی کے عمل کا حصہ بنے گی۔

مقامی اداروں میں جنرل نشستوں کے علاوہ 12.5 فیصد نشستیں خواتین کے لیے اور 12.5 فیصد نوجوانوں کے لیے مختص کی گئی تھیں تاکہ فیصلہ سازی میں ان کی شمولیت ممکن بنائی جا سکے۔ نو منتخب نوجوان نمائندگان سے امید وابستہ ہے کہ یہ لوگ آزاد جموں و کشمیر کی ترقی کے لیے، بجائے حکومتی مدد کے منتظر رہنے کے، نئے خیالات کے اطلاق سے اہم کردار ادا کریں گے۔

تاہم، عام انتخابات کی مانند، مقامی حکومتوں کے انتخابات سے بھی قومیت پرست جماعتوں اور مخالف نظریات کے حامی امیدواروں کو باہر رکھا گیا۔ کاغذاتِ نامزدگی جمع کرانے سے قبل، امیدواروں سے ایک حلف نامے پر دستخط کروائے گئے کہ وہ جموں وکشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے نظریے پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ امیدوار جنہوں نے اس دستاویز پر دستخط نہ کیے ان کے کاغذات نامزدگی نامنظور کر کے انہیں انتخابی عمل سے باہر کر دیا گیا۔ باغ میونسپل کارپوریشن سے امیدوار ذوالفقار حیدر راجا ان ہی بنیادوں پر کاغذات منسوخی کا اپنا مقدمہ ڈسٹرکٹ ریٹرننگ افسر کے سامنے لے گئے لیکن وہاں بھی ان کا مقدمہ خارج کر دیا گیا۔

خواتین اور بچے

جنسی ہراسانی اور عصمت دری کے وہ واقعات جو مقامی میڈیا میں شائع ہوتے رہے، عموماً سرکاری ریکارڈ میں جگہ پانے میں ناکام رہے۔ اس برس اس سارے خطے میں اجتماعی زیادتی کا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا جبکہ عصمت دری کے 14 اور زنا کے 320 مقدمات کا اندراج ہوا۔ عموماً پولیس پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ عصمت دری کے واقعات کو بھی زنا کی دفعات کے تحت درج کرتی ہے کیونکہ اس سے فریقین کو عدالت سے باہر تصفیے کا موقع مل جاتا ہے۔ یہ خیال بھی عام ہے کہ ہراسانی اور عصمت دری کا نشانہ بننے والوں کی اکثریت نے ایسے مقدمات کا اندراج کروانے سے اجتناب کیا کیونکہ ہمارا عمومی کلچر خود مظلوم کو موردِ الزام قرار دینے کا ہے، اس کے علاوہ شنوائی کے نظام پر لوگوں کا اعتماد نہ ہونا بھی اس ہچکچاہٹ کی ایک بڑی وجہ ہے۔

خواتین اور بچوں کے ساتھ ظلم وستم کے مخصوص واقعات نے آزاد جموں وکشمیر میں کشیدگی کو جنم دیا۔ مثال کے طور پر، 27 مارچ کو ٹی ایل پی کے ایک رکن نے اپنی بہن اور بھابی کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کے بعد اپنی چھ ماہ کی بھتیجی کو ہلاک کر ڈالا۔ ملزم نے اس کے بعد ایک مقامی مسجد میں پناہ لے لی اور پولیس کی حراست میں دیے جانے والے بیان میں اعتراف کیا کہ وہ اپنی ماں اور بھابی کو گستاخ ہونے کی وجہ سے قتل کرنا چاہتا تھا۔[14] اپریل کی 19 تاریخ کو میرپور کی عدالت نے ایک شخص کو سزائے موت سنائی جس پر الزام تھا کہ اس نے دسمبر 2021 میں گیارہ برس کی کنول مطلوب نامی بچی کی بے دردی کے ساتھ عصمت دری کے بعد اسے قتل کر کے اس کی لاش جنگل میں پھینک دی تھی۔[15] اس مقدمے نے سارے آزاد جموں وکشمیر میں کشیدگی کو جنم دیا اور بچی کی لاش ملنے پر احتجاجی مظاہرے پھوٹ پڑے۔ جون 2022ء میں مظفر آباد کے سرکاری ہسپتال کے چوکیدار نے ایک چھ برس کی بچی کی عصمت دری کی۔ پولیس نے چوکیدار کو حراست میں لے کر اس کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی۔[16]

مثبت پیش رفت یہ ہوئی کہ 11 مئی کو یہ اطلاع سامنے آئی کہ آزاد جموں وکشمیر میڈیکل کالج، مظفر آباد نے ایک ایڈمن افسر کا کنٹریکٹ بحال کرنے سے انکار کر دیا۔ اس ایڈمن افسر پر عصمت دری اور ہراسانی کے الزامات تھے، اس کی بحالی کے لیے وزیر صحت دباؤ ڈال رہے تھے۔

ماحول

جون میں، آزاد جموں وکشمیر کے مختلف حصوں میں جنگلی آگ بھڑک اٹھی اور ہزاروں ایکڑ پر محیط جنگلی رقبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اگرچہ آگ لگنے کی حقیقی وجوہات اور اس سے پہنچنے والے نقصانات کا کامل تخمینہ ابھی تک نہیں لگایا جا سکا تاہم اندازہ لگایا گیا کہ جنگلات کا 70 فیصد حصہ اس آگ سے متاثر ہوا اور تقریباً تیس لاکھ درخت راکھ کا ڈھیر بن گئے۔

10 جون کو نصیر آباد کے جنگل میں پھیلنے والی آگ نے چڑیا گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بعدازاں جنگلی حیات کے محکمے نے دعویٰ کیا کہ چڑیا گھر میں موجود تمام چرند و پرند محفوظ بنا لیے گئے تھے، تاہم آگ نے چڑیا گھر کے کچھ حصوں کو بری طرح سے متاثر کیا۔ 11 جون کو جنگل میں لگی آگ کو قابو کرنے کے لیے کوٹلی میں تعینات سات ملازمین آگ کی لپیٹ میں آ کر بری طرح سے جھلس گئے۔[17] ان میں سے دو لوگ بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں چل بسے۔[18]

وادی نیلم کے علاقے میں حکومتی سرپرستی میں جنگلات کی کٹائی بڑا چیلنج بنا رہا۔ مقامی برادریوں اور میڈیا نے جنگلات کی یوں مسلسل بے تحاشا کٹائی کے خلاف آواز بلند کی۔ اس کے ردِعمل میں محکمہ جنگلات نے 5 اگست کو 17 افسران و ملازمین کو برخاست کر دیا،[19] لیکن نیلم و لی میں جنگلات کی غیر قانونی کٹائی اور لکڑی کی منتقلی کا کام جاری ہے، صرف یہیں نہیں آزاد کشمیر کے چند دیگر علاقوں میں بھی یہ کام جاری و ساری دکھائی دیتا ہے۔[20]

جنگلی حیات کی کچھ انواع بھی اس برس زخمی اور متاثر ہوئیں۔ 23 جنوری کو محکمہ جنگلی حیات نے نوسیری سے ایک شدید

جون میں آزاد جموں وکشمیر کے مختلف علاقوں کے جنگلات میں آگ بھڑک اٹھی جس نے ہزاروں ایکڑ پر پھیلے جنگلات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا

زخمی چیتے کو پکڑا جسے ایک شکاری نے نشانہ بنایا تھا۔ اسے مظفر آباد کے بحالی مرکز میں پہنچایا گیا۔ بعدازاں یہ چیتا مظفر آباد میں زندگی کی بازی ہار گیا اور پولیس نے شکاری کو حراست میں لے لیا۔ 21 فروری کی 9 تاریخ کو جہلم وادی میں ایک چیتے کے ہاتھوں ایک خاتون سمیت تین افراد کے زخمی ہونے کے بعد مشتعل دیہاتیوں نے اسے پتھر مار کر کے ہلاک کر دیا۔ 4 ستمبر کو میر پور کے مضافات میں دیہاتیوں نے 15 فٹ بڑے انڈین اژدہے کو اُس وقت ہلاک کر دیا جب وہ ایک بھیڑ کو نگلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ 22 تین دن کے بعد قریبی گاؤں میں تقریباً اتنے ہی بڑے ایک اور اژدہے کو بھی مار ڈالا گیا۔

ایل او سی کے آر پار ہونے والی فائرنگ کی زد میں اکثر جنگلی جانور آتے رہتے ہیں، یہ یا تو سپاہیوں کی گولی کا نشانہ بنتے ہیں یا ارد گرد پھیلی ہوئی بارودی سرنگیں ان کی جان لے لیتی ہیں۔ 24 جنوری کو ایک مادہ سانبھر ہرن کوٹلی ضلع کی حدود میں ایل او سی کے آس پاس گھومتی ہوئی دکھائی دی، خوش قسمتی سے اسے بچا کر اس کی فطری آماجگاہ میں پہنچا دیا گیا۔ 23

آزاد جموں و کشمیر ایسا علاقہ ہے جو فطری تباہ کاریوں اور گلیشیروں سے منسلک حادثات، سیلابوں اور لینڈ سلائیڈ کا شکار رہتا ہے۔ سال کا آغاز بھاری برف باری سے ہوا اور اس کے بعد موسم گرما میں حالیہ دہائیوں کی بدترین بارشوں اور سیلابوں نے اسے اپنا نشانہ بنایا۔

سٹیٹ ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق فطری تباہ کاریوں مثلاً سیلاب، لینڈ سلائیڈ اور برف باری کے نتیجے میں 84 لوگ ہلاک اور 168 کے قریب زخمی ہوئے۔ 9 جنوری کو کوٹلی اور حویلی کے اضلاع میں بارشوں سے متعلق واقعات میں ایک بچے سمیت کم از کم 3 لوگ ہلاک ہوئے اور ایک زخمی ہوا۔ 24 مارچ کو مظفر آباد کے گوجرہ کے علاقے میں لینڈ سلائیڈ کی زد میں آ کر دو مزدور جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

8 اگست کو شدید بارشوں نے دریائے جہلم کے ساتھ آزاد پتن روڈ میں شگاف ڈال دیا جس کی وجہ سے پونچھ، حویلی اور سدھنائی کے اضلاع کا راول پنڈی اسلام آباد کے ساتھ زمینی رابطہ منقطع ہو گیا۔ 2 اگست کو ضلع پونچھ کے سب ڈویژن ہجیرہ کے طائی کھکھر یال نامی گاؤں میں ہونے والی شدید بارشوں میں کچا گھر گرنے سے ایک خاندان کے 10 افراد ہلاک اور 4 زخمی ہو گئے۔ 28 اگست کو وادی نیلم میں بارشوں کے بعد ناگہانی سیلاب (فلیش فلڈ) تین افراد کی جان لے گیا اور بارشوں نے متعدد علاقوں کو متاثر کیا۔ 30 دسمبر کو بچوں اور خواتین سمیت تقریباً 200 سیاح مظفر آباد کے قریب پیر چناسی کے علاقے میں بھاری برف باری میں پھنس گئے؛ پولیس نے بہ حفاظت ان لوگوں کو مظفر آباد منتقل کیا۔

وادی نیلم میں سیلابوں نے بنیادی ڈھانچے اور املاک کو نقصان پہنچایا، فصلیں اور پھل تباہ ہوئے اور ابھرتی ہوئی سیاحتی انڈسٹری بری طرح سے متاثر و تباہ ہوئی۔ سیلاب کے اکثر متاثرین خاص طور پر وہ جنہیں جائیداد اور مالی نقصانات کا سامنا ہوا انہیں حکومت کی جانب سے کوئی معاوضہ یا امداد نہ ملی۔

حواشی

1 Azad Jammu and Kashmir Legislative Assembly. (2022). Orders of the day. https://ajkassembly.gok.pk/orders-of-the-day/

2 Azad Jammu and Kashmir Legislative Assembly. (2022). Acts. https://ajkassembly.gok.pk/acts/

3 T. Naqash. (2022, March 28). Boy killed after dud shell goes off. Dawn. https://www.dawn.com/news/1682141

4 Two brothers die due to blast caused by unexploded shell in Athmuqam. (2022, September 20). Kashmir Media Service. https://www.kmsnews.org/kms/2022/09/20/two-brothers-die-due-to-blast-caused-by-unexploded-shell-in-athmuqam.html

5 A. Mughal. (2022, July 18). Clash erupts between police, inmates in Muzaffarabad Central Jail. Samaa. https://www.samaaenglish.tv/news/40010885

6 J. Mughal. (2022, August 4). Kotli: Wazir ko 19 saal puranay qatal ke muqadmay mein 19 saal qaid [Kotli: Minister sentenced to 17 years in jail for a 19-year-old murder case]. Independent Urdu. https://www.independenturdu.com/node/110356

7 J. Mughal. (2022, June 26). Kashmir: Facebook par 'tauheen mazhab' karne walay shakhs ko sazae mout [Kashmir: Death sentence handed down to man posting 'blasphemous' content on Facebook]. Independent Urdu. https://www.independenturdu.com/node/106466

8 J. Mughal. (2022, July 28). Kashmir: zamanat par raha mulzim tauheen mazhab ke ilzaam mein qatal [Kashmir: Man released on bail killed in blasphemy accusation]. Independent Urdu. https://www.independenturdu.com/node/109621

9 Azad Jammu Kashmir wazeer e azam ki security mein khlal, sahafion par Bharati agent ka ilzaam laga indraaj muqadma ki darkhwast [Prime minister of Kashmir's security breached, journalists labeled 'Indian agents' to file case]. (2022, June 10). Naya Daur. https://urdu.nayadaur.tv/news/89172/kashmir-pms-security-breached-journalists-called-indian-agents-to-file-case/

10 T. Zafar. (2022, December 15). Azad Kashmir, mehakma it-tila-aat ke mulazmeen ke khilaaf bogus FIR, aik laakh mulazmeen ka mehakma it-tila-aat ke mutasirah mulazmeen ke sath kharray honay ka elaan [Azad Kashmir: Bogus FIRs registered against employees of the ministry of information, 100,000 employees announce their support for arrested employees]. Pakistan News International. https://pni.net.pk/azad-kashmir-news/423684/

11 (2022, December 13). Mehakma it-tila-aat ke daftar par hamla, toar phore [Attack on the Ministry of Information, destruction]. Kashmir Express News. https://dailykashmirexpress.com/ web/?p=20118

12 J. Mughal. (2022, September 25). Pakistan ke zair e intizam Kashmir mein kitaab melay se 'mamnooa' kitaab zabt ['Forbidden' book seized from book fair held in Pakistani-administered Kashmir]. Independent Urdu. https://www.independenturdu.com/node/115786

13 J. Mughal. (2022, August 7). Pakistan ke zair e intizam Kashmir mein ehtijaj aur grftaryan kyun? [Why are protests and arrests being made in Pakistani-administered Kashmir?]. Independent Urdu. https://www.independenturdu.com/node/110691

14 Safaaq nojawan ne apni 6 mah ki bhateeji ko zibah kar dala [Young man slaughters six-month-old niece]. (2022, March 26). Express News. https://www.express.pk/story/2302483/1/

15 T. Naqash. (2022, April 20). Rapist sentenced to death on three counts. Dawn. https://www.dawn.com/news/1685838

J. Mughal. (2022, June 21). Muzaffarabad: paanch sala bachi ke mobayyana rape ka mulzim girftar [Muzaffarabad: Alleged rapist of five-year-old girl arrested]. Independent Urdu. https://www.independenturdu.com/node/105976 16

AJK forest fire causes injuries to 7 firefighters. (2022, June 11). The News International. https://www.thenews.com.pk/print/965101-ajk-forest-fire-causes-injuries-to-7-firefighters 17

Two AJK foresters die as another fire breaks out in Swabi. (2022, June 14). 24 News. https://www.24newshd.tv/14-Jun-2022/two-ajk-foresters-die-as-another-fire-breaks-out-in-swabi 18

T. Naqash. (2022, August 5). 17 officials of AJK forest dept punished. Dawn. https://www.dawn.com/news/1703298 19

Deforestation in Azad Kashmir posing environmental risks. (2018, March 21). Dunya News. https://dunyanews.tv/en/Pakistan/432152-Deforestation-in-Azad-Kashmir-posing-environmental-risks 20

J. Shahid. (2022, January 24). Leopard rescued from Azad Kashmir succumbs to injuries. Dawn. https://www.dawn.com/news/1671141 21

Villagers beat to death 15-foot-long python in Mirpur. (2022, September 3). Pakistan Today. https://www.pakistantoday.com.pk/2022/09/03/villagers-beat-to-death-15-foot-long-python-in- mirpur/ 22

T. Naqash. (2022, January 24). Sambar deer set free near LoC. Dawn. https://www.dawn.com/news/1671102 23

گلگت ۔ بلتستان

کلیدی رجحانات

- گلگت- بلتستان (جی بی) میں موسمیاتی تبدیلی سے آنے والے سیلاب میں 17 لوگ جان سے گئے اور 6 زخمی ہوئے، 640 گھر تباہ ہوئے اور 450 کو جزوی نقصان پہنچا، ہزاروں لوگ بے گھر ہوئے جو اَب بھی مکمل بحالی کے منتظر ہیں۔
- جی بی میں گزشتہ 14 برس سے بلدیاتی انتخابات کا انعقاد نہیں ہوا۔
- سال 2022 کے دوران جی بی بھر میں زمین پر قبضوں، امدادی قیمت والی گندم کے کوٹے میں کٹوتی اور بجلی کی طویل بندش کے خلاف مظاہرے ہوتے رہے۔
- درجنوں مظاہرین کے خلاف انسدادِ دہشت گردی کے قانون کے تحت مقدمات درج ہوئے، 11 لوگوں کے خلاف مِناور، گلگت میں اُس وقت پرچہ کٹ گیا جب وہ زمینوں پر قبضے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔
- انسانی حقوق سے موافق تین قوانین جی بی اسمبلی نے 2022 میں منظور کیے۔ یہ قوانین کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن ایکٹ، جی بی سینئیر سٹیزن ویلفیئر ایکٹ اور جی بی فوڈ ایکٹ ہیں۔
- حکومت نے ایسی تعلیمی اصلاحات کا ڈول ڈالا جن کا مقصد لڑکیوں کی تعلیم کی صورت حال کو بہتر بنانا ہے، مثال کے طور پر خواتین کے لیے علیحدہ گلابی (پنک) بس سروس کا آغاز کیا گیا اور گلگت میں خواتین کا پہلا سپورٹس کمپلکس قائم کیا گیا۔
- گلگت میں خواتین کے لیے پناہ گاہ کی تعمیر گزشتہ کئی برسوں سے جاری ہے، اور گھریلو تشدد کے خلاف قانون بھی پچھلے سال سے التوا میں ہے۔
- دماغی صحت کی سہولیات کی جی بی میں اشد ضرورت ہے۔ اگرچہ انھیں جوٹیال سے صوبائی ہیڈ کوارٹر ہسپتال گلگت منتقل کیا گیا لیکن مقامی افراد کا مطالبہ ہے کہ دماغی امراض کے حوالے سے ایک مکمل مرکزِ صحت قائم کیا جانا چاہیے۔ کوئی ایسی فارنزک لیبارٹری یا میڈیکولیگل ماہر موجود نہیں جو خودکشی، غیرت کے نام پر قتل، قتل یا خواتین کے خلاف تشدد جیسے فوج داری معاملات سے نپٹ سکے۔
- 2022 میں جی بی میں ہونے والے جرائم کی کل تعداد 2,185 رہی اور جی بی کی چیف کورٹ میں زیرِ التوا مقدمات کی کل تعداد 1,796 تھی۔
- سیلاب کے سبب اندرونی طور پر بے گھر افراد کے لیے ایک ماڈل گاؤں کی تعمیر غذر کے بوبر گاؤں میں جاری ہے۔ اس کی منظوری وزیرِاعظم شہباز شریف نے 2 ستمبر کو بوبر کے اپنے دورے میں دی تھی، یہ جی بی میں بدترین متاثر گاؤں ہے۔

- 2022 میں جی بی میں خودکشی کے 29 واقعات رپورٹ ہوئے، ان میں سے 20 غِذر سے سامنے آئے۔ غِذر میں پولیس تفتیش کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ ان میں سے پانچ کیس قتل کے تھے۔
- پلاسٹک سے پاک جی بی مہم کے تحت جی بی حکومت نے پولی تھین بیگ کی درآمد، استعمال اور خرید پر پابندی عائد کر دی۔ ماحولیاتی تحفظ کی ایجنسی (انوائرمینٹل پروٹیکشن ایجنسی) کو 14 دسمبر کو اس منصوبے کے نفاذ کے لیے ہدایات جاری کی گئیں۔
- شندور، بابوسر اور باشا کے علاقوں میں جی بی اور کے پی کی سرحدوں پر دونوں اکائیوں کے مابین زمینوں کی ملکیت کے تنازعات 2022 میں بھی حل طلب ہی رہے۔

اس برس جون سے ستمبر تک آنے والے تباہ کن سیلابوں نے جی بی کو بھی متاثر کیے رکھا۔ گلگت۔ بلتستان ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (جی بی ڈی ایم اے) کے مطابق ان سیلابوں کے نتیجے میں 17 لوگ ہلاک اور چھ دیگر زخمی ہوئے جبکہ سارے جی بی میں ہونے والے نقصانات کا مجموعی تخمینہ 7,406 ملین پاکستانی روپیوں کا ہے۔ مزید برآں 22 بجلی گھر (پاور ہاؤس)، 49 سڑکیں، پینے کے پانی کی 78 سپلائیاں، آبپاشی کے 500 نالے اور 56 پلوں کو نقصان پہنچا۔[1]

اندرونی طور پر بے گھر ہزاروں لوگ (آئی ڈی پیز) مکمل بحالی کے منتظر ہیں، سوائے بوبر گاؤں کے آئی ڈی پیز کے، جہاں وزیراعظم نے آئی ڈی پیز کے لیے ماڈل گاؤں کی تعمیر کے لیے برادری کی زمین (کمیونٹی لینڈ) الاٹ کرنے کی منظوری دے دی تھی--- بوبر گاؤں جی بی میں سیلاب سے شدید ترین متاثر ہونے والا گاؤں ہے جہاں 65 گھر تباہ اور نو ہلاکتیں ہوئیں۔

حقوق کی ایک اور اہم خلاف ورزی جو 2022 میں نمایاں ہوئی وہ زمینوں پر قبضہ تھا۔ یہ جی بی میں گزشتہ کئی برس سے مسلسل جاری مسئلہ ہے، دسمبر میں حکومت اور مقامی برادریوں کے مابین زمینی تنازعات پر سارے علاقے میں احتجاج پھوٹ پڑے۔[2] مظاہرین خاص طور پر خالصہ اراضی—جی بی میں سابقہ ریاستِ کشمیر کی ملکیتی بنجر زمین کے لیے جی بی میں استعمال کی جانے والی اصطلاح—اور قدرتی وسائل کے حوالے سے تحفظات کا اظہار کر رہے تھے۔

دریں اثنا، جی بی حکومت نے 12 دسمبر کو وزیراعلیٰ کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم کی اور عوام کو یقین دلایا کہ سارے جی بی کی مقامی آبادیوں کے ساتھ مشاورت کے بعد مارچ 2023 سے پہلے زمینی اصلاحات متعارف کرا دی جائیں گی۔[3] تاہم، علاقے کی قوم پرست اور ترقی پسند جماعتوں نے اسے مسترد کر دیا اور مطالبہ کیا کہ 'ریاستی شہریت کا قانون' (سٹیٹ-سبجیکٹ رول) بحال کیا جائے (جو سابق ریاستِ کشمیر میں نافذ تھا اور آزاد جموں و کشمیر میں اب بھی موجود ہے)۔

قوانین اور قانون سازی

جی بی اسمبلی سیکرٹریٹ سے جمع شدہ معلومات کے مطابق جی بی لیجسلیٹو اسمبلی (جی بی ایل اے) نے سال بھر میں سات اہم قوانین کی منظوری دی، جن میں سے تین کا تعلق انسانی حقوق سے تھا۔ ان میں گلگت۔ بلتستان کمیشن آن سٹیٹس آف ویمن ایکٹ، گلگت۔ بلتستان سینیئر سٹیزن ویلفیئر ایکٹ اور گلگت۔ بلتستان فوڈ ایکٹ شامل ہیں۔

جی بی سوشل ویلفیئر ڈپارٹمنٹ سے حاصل شدہ معلومات سے نشان دہی ہوتی ہے کہ انسانی حقوق کے جن کلیدی قوانین اور پالیسیوں کی منظوری جی بی کابینہ نے 18 نومبر کو دی وہ کچھ یوں تھیں: دی گلگت۔ بلتستان پروٹیکشن اگینسٹ ہراسمنٹ آف ویمن ایٹ دی ورک پلیس ایکٹ، گلگت۔ بلتستان پروٹیکشن اینڈ رسپانس ایکٹ، دی گلگت۔ بلتستان ہیومن رائٹس پالیسی اور دی گلگت۔ بلتستان سوشل پروٹیکشن پالیسی۔

انصاف کی فراہمی

28 ستمبر کو اُس وقت ایک عدالتی بحران نے جنم لے لیا جب جی بی کے وزیر اعلیٰ خالد خورشید خان نے جی بی چیف کورٹ کے ججوں کی تعیناتی کو سپریم کورٹ آف پاکستان میں چیلنج کر دیا، انہوں نے یہ استدلال پیش کیا کہ تقرر کا یہ عمل جی بی آرڈر 2018 اور رولز آف بزنس 2009 کی خلاف ورزی ہے۔[4] 6 ستمبر کو بار کونسل نے ایک بیان میں کہا کہ سپریم ایپلٹ کورٹ آف جی بی کو کئی برسوں سے نامکمل رکھا گیا تھا جو خطے کے عوام کو انصاف اور ان کے بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی کے وسیلے سے محروم کرنے کے مساوی تھا۔ بار کونسل نے مطالبہ کیا کہ جسٹس شکیل کو چیف جسٹس نامزد کیا جائے اور دو وکلا کو جج تعینات کر کے عدالت کو مکمل کیا جائے۔ بار کونسل نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ موجودہ چیف کورٹ کے ججوں کی مستقل تعیناتی کی جائے تاکہ مستقبل میں کسی بھی بحران سے بچا جا سکے۔[5] تاہم، سپریم ایپلٹ کورٹ مئی سے نومبر تک خالی رہی، اور صرف ایک جج جسٹس شکیل احمد بطور قائم مقام چیف جج خدمات سرانجام دیتے رہے۔

2022 میں، جی بی کے شہریوں کی انصاف تک رسائی میں بہتری کے لیے کئی اقدامات متعارف کرائے گئے مثلاً 14 مئی کو چلاس میں ایک سرکٹ بینچ قائم کیا گیا، جو یہاں کی مقامی قانونی برادری کا دیرینہ مطالبہ تھا۔ 19 مئی کو جی بی چیف کورٹ کی پرنسپل سیٹ میں ایک ڈیجیٹل عدالت قائم کی گئی، خطے کی تاریخ میں یہ پہلی ایسی عدالت تھی۔ ڈیجیٹل عدالت کا مقصد ملک بھر اور جی بی کے مختلف علاقوں میں موجود وکلا کو چیف کورٹ میں اپنے مقدمات کی پیروی میں سہولت مہیا کرنا تھا۔ 16 جون کو لیگل ایڈ سوسائٹی اور جی بی چیف کورٹ نے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے جس کے تحت سارے جی بی میں موجود 28 ججوں کے لیے تنازعات کے حل کے متبادل طریقہ کار پر مبنی ایک تربیتی نصاب تشکیل دیا جانا تھا۔

علاقے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ، 19 مئی کو جی بی چیف کورٹ کے مرکزی دفتر میں ڈیجیٹل کورٹ کا بھی اہتمام کیا گیا

مزید برآں جی بی چیف کورٹ میں سکیننگ کا پی برانچ بھی 30 اگست کو قائم کی گئی۔ اس برانچ کا مقصد شہریوں کو دور بیٹھے بھی اپنے مقدمے کے ریکارڈ تک رسائی کی سہولت مہیا کرنا ہے۔[6]

جی بی چیف کورٹ کے ڈیٹا کے مطابق 2022 میں داخل کیے گئے 3,646 مقدمات میں سے 3,499 نپٹا دیے گئے، جب کہ 1,796 مقدمات 2021 سے چلے آ رہے تھے، یوں دسمبر کے اختتام تک زیرالتوا مقدمات کا میزان 1,796 بنتا ہے۔

31 اگست کو گلگت کی انسدادِ دہشت گردی عدالت نے ایک شخص کو، جون 2021 میں، غِذر کے کوشدد اِشکومن نامی گاؤں میں 14 برس کی بچی کے ساتھ بدسلوکی اور اسے قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت سنائی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس کے علاوہ اس برس کوئی اور سزائے موت نہیں سنائی گئی۔

11 نومبر کو، دورکنی بینچ نے گورنر جی بی کو حکم جاری کیا کہ وہ گلگت بلتستان ٹریبونل سروسز ایکٹ (ترمیمی) 2022 کی اشاعت و نفاذ کے لیے اسمبلی اجلاس طلب کریں؛ اس ٹریبونل کے چیئرمین اور ارکان کا تقرر مذکورہ بالا ایکٹ کے عدم نفاذ کی وجہ سے کھٹائی میں پڑا ہوا تھا۔

امنِ عامہ

8 اکتوبر کو، عسکریت پسند کمانڈر عبدالحمید کی سرکردگی میں عسکریت پسندوں کے ایک گروہ نے جی بی کے وزیر برائے سماجی بہبود، انسانی حقوق و ترقی خواتین عبید اللہ بیگ اور درجنوں دیگر مسافروں کو بابوسر، دیامیر، میں اُس وقت یرغمال بنالیا جب مظاہرین جی بی کو خیبر پختون خوا (کے پی) سے ملانے والی مرکزی شاہراہ بند کر کے احتجاج کر رہے تھے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مختلف جیلوں میں موجود اُن کے دس ساتھیوں کو رہا کیا جائے — ان لوگوں کو اہم نوعیت کے مقدمات میں گرفتار کیا گیا تھا، ان میں سے ایک مقدمہ 2013 میں دیامر میں نانگا پربت پر قتل ہونے والے 9 کوہ پیماؤں کا بھی تھا۔ اس کے علاوہ اغوا کاروں نے جی بی میں خواتین کے کھیلوں پر پابندی کا مطالبہ بھی کیا۔ جی بی حکومت نے مذاکرات کے بعد ان مطالبات کو تسلیم کر لیا، اور وزیر سمیت دیگر یرغمالیوں کو رہا کر دیا گیا۔[7]

سال بھر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی زیادتیوں کے معاملات رپورٹ ہوتے رہے۔ مثال کے طور پر، 16 اپریل کو، مبینہ طور پر ایف ڈبلیو او اہلکاروں نے جی بی کے وزیر سیاحت راجہ ناصر کے ساتھ سکردو-گلگت روڈ پر بدسلوکی کا مظاہرہ کیا۔ ایک اور کیس میں 18 اپریل کو ایف ڈبلیو او اہلکاروں نے رائے کوٹ پل، چلاس میں چیک پوسٹ پر نہ رکنے پر ایک کار پر فائرنگ کر دی — کار میں موجود خاندان محفوظ رہا۔ چلاس سے تعلق رکھنے والے سینیئر صحافی محمد قاسم نے سوشل میڈیا پر اس کیس کو اجاگر کیا۔ دونوں معاملات میں فریقین کے مابین ہونے والی مصالحت کے بعد ان

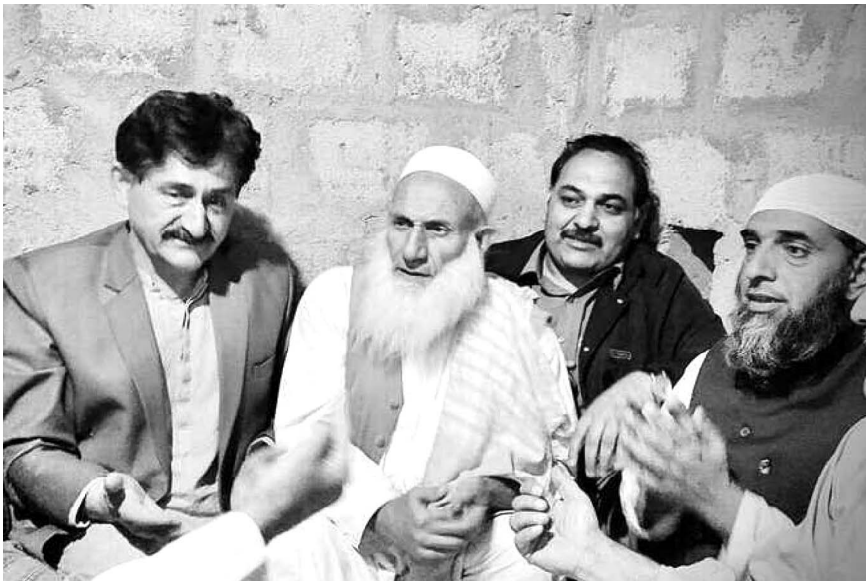

جنگجوؤں کے ایک گروہ نے جی بی کے وزیر عبید اللہ بیگ کو یرغمال بنالیا اور مطالبہ کیا کہ مختلف جیلوں میں قید ان کے 10 ساتھیوں کو رہا کیا جائے

معاملات کو نپٹا دیا گیا۔ 23 جنوری کو ایک پریس کانفرنس میں مقامی برادری کے بڑوں سے جگلوٹ کے ایس ایچ او کی بدسلوکی کو اجاگر کیا گیا۔

اس برس درج ہونے والے مقدمات کی مجموعی تعداد میں 2021 کی نسبت تقریباً 17 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔ جرائم کا شماریاتی تجزیہ جدول 1 میں دیا جا رہا ہے۔

جدول 1: 2022 میں جی بی میں ہونے والے جرائم کی شماریات

جرم	مقدمات کی تعداد
قتل	62
اقدام قتل/ارادہ قتل	121
زخمی کرنا	145
بلوا	91
عوام پر حملہ	43
عصمت دری	5
اغوا	44
خودکشی	29
خودکشی کی کوشش	11
بڑی شاہراہ پر ڈکیتی	2
دیگر ڈکیتیاں	6
دیگر رہزنیاں	14
نقب زنی	141
مویشی چوری	34
موٹر سائیکل کار کی چوری اور چھیننا	139
دیگر چوریاں	174
پاکستان پینل کوڈ (پی پی سی) کے کل جرائم	1,722
آرمز ایکٹ کی خلاف ورزیاں	270
ممانعت کے احکامات	162
خصوصی مقامی قوانین کی خلاف ورزی	1

ماخذ: سنٹرل پولیس آفس جی بی

جی بی میں خودکشیوں کے 29 واقعات رپورٹ ہوئے جن میں سے سب سے زیادہ (20) غذر میں سامنے آئے۔ غذر پولیس کی تفتیش کے بعد ان میں سے 5 کو قتل قرار دیا گیا۔ ایچ آر سی پی گلگت نے 30 جولائی کو غذر میں ایک مذاکرے کا اہتمام کیا جس میں ضلعی انتظامیہ نے بھی شرکت کی۔ اس مشق کا مقصد غذر میں خودکشیوں کی روک تھام کے لیے آزمائشی منصوبہ تشکیل دینا تھا۔ یہ منصوبہ جی بی کی وزارت سماجی بہبود اور انسانی حقوق کو پیش کیا گیا؛ تاہم، جی بی حکومت کی جانب سے اس منصوبے کے نفاذ کا انتظار ہے۔ اس موضوع پر ایک کمیٹی قائم کی گئی لیکن سول سوسائٹی کے اراکین کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔

سائبر جرائم جی بی کے لیے سنجیدہ مسئلہ بنے رہے۔ تاہم، وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) کا گلگت میں موجود سائبر رسپانس ونگ انسانی و مالی وسائل کی قلت کے سبب ایسے کیسوں کو مناسب طور پر نپٹانے میں ناکام رہا۔ جدول 2 میں مختلف نوعیت کے دس ایسے معاملات کی فہرست دی جا رہی ہے جو ایف آئی اے گلگت ونگ کو 2022 کے دوران موصول ہوئے۔

جدول 2: 2022 میں جی بی میں سائبر کرائم کا ڈیٹا

درجہ بندی	سائبر جرم کی قسم	رپورٹ ہونے والے کیسوں کی تعداد
1	الیکٹرونک جرائم	225
2	شناختی معلومات کا غیر مجاز استعمال	202
3	فرد کے وقار کے خلاف جرائم	201
4	2022 سے قبل زیر التوا کیس	36
5	سائبر ہراسانی (Cyberstalking)	21
6	نفرت انگیز تقریر	11
7	معلوماتی یا ڈیٹا سسٹم تک غیر مجاز رسائی	10
8	حساس انفراسٹرکچر کی معلومات والے سسٹم تک غیر مجاز رسائی	9
9	کسی فرد یا نابالغ کی عصمت کے خلاف جرم	8
10	غیر مجاز مداخلت	8
	کل	**731**

ماخذ: ایف آئی اے سائبر رسپانس ونگ، گلگت۔

قید خانے اور قیدی

گلگت۔ بلتستان میں قیدی مناسب غذائیت، تفریحی سرگرمیوں اور جسمانی و ذہنی صحت کے لیے طبی سہولیات سے محرومی کا شکار رہے۔ جی بی میں چھ جیلیں ہیں — ایک مرکزی جیل، چار ضلعی جیلیں اور ایک سب جیل — مجموعی طور پر ان سب جیلوں کے لیے قیدیوں کی منظور شدہ تعداد 697 ہے۔ جدول 3 میں 2022 میں جی بی کی جیلوں میں موجود قیدیوں کے حوالے سے معلومات شامل کی جا رہی ہیں۔

جدول 3: 2022 کے دوران جی بی کی جیلوں کی شماریات

زیر سماعت مقدمات کے قیدی	241
سزا یافتہ مجرمان	129
سزائے موت کے منتظر قیدی	2
قیدیوں کی مجموعی تعداد	370
مرد قیدی	360
خاتون قیدی	1
نابالغ	9

ماخذ: انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات جی بی۔

بھارتی مقبوضہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے دو قیدی، نور محمد وانی اور فیروز احمد گلگت جیل میں قید ہیں، مبینہ طور پر انہوں نے 2021 میں لائن آف کنٹرول عبور کی تھی۔ ایچ آر سی پی کے شکایات سیل کے مطابق مقامی عدالت سے ان کی رہائی کے حکم کے باوجود انہوں نے 2022 کا سال بھی جیل ہی میں گزارا۔

19 مئی کو سنٹرل جیل مناور گلگت کا ایک قیدی، افراز حسین، جو 2018 سے قتل کے الزام میں جیل میں تھا، مبینہ طور پر جیل کی چھت سے کود کر جان کی بازی ہار گیا۔[8] پولیس نے دعویٰ کیا کہ قیدی کی ذہنی حالت درست نہیں تھی۔ حسین کے رشتہ داروں نے وزیر اعلیٰ کے دفتر کے باہر دھرنا دیا، انہوں نے الزام عائد کیا کہ جیل حکام نے بار بار درخواستوں کے باوجود اسے طبی سہولت مہیا نہیں کی۔ بعد میں جی بی چیف کورٹ نے اس معاملے کی تحقیقات کا حکم جاری کیا۔

نقل وحرکت کی آزادی

متعدد سیاسی وسماجی کارکنان کی نقل وحرکت کی آزادی پر اُس وقت پابندی لگا دی گئی جب انہیں انسدادِ دہشت گردی کے قانون (اے ٹی اے) مجریہ 1997 کے تحت شیڈول چار کی فہرست میں شامل کر دیا گیا۔ اگرچہ اس فہرست میں شامل افراد کی تعداد کم ہو کر 36 رہ گئی تاہم کچھ سیاسی اور قوم پرست کارکنان کے نام اس فہرست میں سے نہیں نکالے گئے، ان میں جی بی ایل اے کے رکن آغا شہزاد اور سیاسی کارکنان منظور پروانہ، یاور، شبیر مایار اور سید علی رضوی کے نام شامل ہیں۔ ان لوگوں نے الزام عائد کیا (آغا شہزاد کی جانب سے جی بی اسمبلی میں کی جانے والی تقریر) کہ اس ایکٹ کو غلط استعمال کیا جا رہا ہے کیونکہ مذہبی شدت پسندوں کے نام تو اس فہرست میں شامل ہی نہ کیے گئے تھے، جو اس فہرست کا حقیقی مقصد تھا۔ ایک قابلِ ذکر واقعہ، جسے سوشل میڈیا پر اجاگر کیا گیا، یہ ہوا کہ دیامر کے مبشر حسین نامی سوشل میڈیا کارکن کو، جسے 20 جنوری 2022 کو رہا کیا گیا تھا، اے ٹی اے کے سیکشن 11 ای ای اور پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 124 اے کے تحت ایک بار پھر گرفتار کر لیا گیا۔

سوچ، فکر اور مذہب کی آزادی

جی بی میں مذہبی ومسلکی آزادی کے حوالے سے 2022 ایک پر آشوب سال ثابت ہوا۔ اگست میں محرم کے آغاز پر دو مذہبی گروہوں کے مابین اُس وقت تصادم ہو گیا جب ایک نمایاں مقامی شیعہ رہنما، آغا راحت حسین الحسینی نے گلگت کے خومر چوک میں ایک مسلکی جھنڈا لہرانے کی کوشش کی۔ قریبی یادگار چوک میں فائرنگ سے دو لوگ جاں بحق اور 17 لوگ زخمی ہو گئے۔[9]

سال بھر توہین مذہب کے مقدمات بھی درج ہوتے رہے۔ مثال کے طور پر 20 جنوری کو، قاسمو، شرقیلا پنیال، ضلع غِذر کے رہائشی کو غِذر میں توہین مذہب اور دہشت گردی کی دفعات کے تحت مبینہ طور پر شرقیلا، غِذر کے گاؤں کی مسجد کی بے حرمتی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ دیہی کمیٹی (شرقیلا عوامی کمیٹی) نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ قاسمو کے خلاف کارروائی کی جائے گی اگرچہ حقیقت یہ تھی کہ یہ شخص ذہنی صحت کے مسائل سے دوچار تھا۔ ایک اور واقعے میں، 8 اکتوبر کو، غِذر کے ایک مقامی مذہبی گروہ کی جانب سے ایف آئی آر کی درخواست پھنڈر ٹائمز سے وابستہ صحافی فدا علی شاہ کے خلاف جمع کرائی گئی، اِلزام عائد کیا گیا کہ انہوں نے مبینہ طور پر جائے عبادت کی بے حرمتی کی تھی۔ یہ معاملہ ایچ آر سی پی کے شکایات سیل کے نوٹس میں لایا گیا اور بعد ازاں مقامی سیاسی رہنماؤں اور انتظامیہ کی مداخلت سے نپٹ گیا۔

اظہارِ رائے کی آزادی

جی بی میں 2022 میں بھی اِظہار رائے کی آزادی کو دبانے کا سلسلہ جاری رہا اور صحافیوں اور کارکنان کی من مانی گرفتاریوں اور ہراسانی کے متعدد واقعات سامنے آئے۔ ایف آئی آر کے مطابق، سماجی کارکن احمد شگری کے خلاف اس وقت مقدمہ درج کرلیا گیا جب انہوں نے 20 جنوری کو شگر کے سپریٹنڈنٹ آف پولیس کے ہلتستان میں لاش لے جانے والی ایک ایمبولینس کو روکنے پر آواز اٹھائی۔ 5 اپریل کو سینیئر صحافی شبیر میر اور عبدالرحمٰن بخاری نے الزام عائد کیا کہ وزیراعلیٰ نے اپنی تعلیمی اسناد کے متعلق جھوٹ بولا تھا، اس کے بعد مبینہ طور پر انہیں حکمران جماعت پی ٹی آئی کی جانب سے دھمکانے اور ہراساں کیے جانے کی مہم کا سامنا کرنا پڑا؛ دونوں صحافیوں نے اس کو اپنے فیس بک پیج پر شیئر کیا۔

سلطان مدد اور حسنین رَمل کو 2 اگست کے روز 16 ایم پی او کے تحت گرفتار کرلیا گیا کہ انہوں نے جی بی میں فرقہ ورانہ معاملات پر حکومتی پالیسیوں کو سوشل میڈیا پر ہدفِ تنقید بنایا تھا۔ صحافی مہتاب الرحمٰن پر گلگت میں پولیس نے مبینہ طور پر اس وقت تشدد کیا جب وہ دفتر جارہے تھے۔ ستم رسیدہ نے گلگت پریس کلب کو اس حوالے سے تفصیلات فراہم کیں۔ 26 اگست کو گھانچے سے تعلق رکھنے والے صحافی محمد علی عالم کو پولیس کی انسانی حقوق کی مبینہ خلاف ورزیوں کی نشان دہی کرنے پر دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

مقامی میڈیا ہاؤس، آئی بیکس میڈیا نیٹ ورک کے سربراہ، علی مجیب 8 اکتوبر کو اغوا اور قتل کی کوشش سے بہ مشکل بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ تاہم اس واقعے کے ذمہ داران کو ابھی گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ 26 اکتوبر کو گوپس، غذر سے تعلق رکھنے والے سوشل میڈیا کارکن شاہین شاہ کے خلاف مبینہ طور پر سوشل میڈیا پر مسلح افواج اور ریاست کو بدنام کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کرلیا گیا۔ لیاقت علی خان، اشکومن سے تعلق رکھنے والے سوشل میڈیا کارکن، پر بھی انہی الزامات کے تحت 12 نومبر کو مقدمہ درج کیا گیا۔ استور کے ایک صحافی شمس الرحمٰن پر جھوٹے الزامات کے تحت 5 دسمبر کو مقدمہ درج کیا گیا۔

اجتماع کی آزادی

عوامی ایکشن کمیٹی (سیاسی و مذہبی جماعتوں اور سول سوسائٹی کی انجمنوں کا ایک اتحاد، جو مقامی لوگوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتا ہے) اور سول سوسائٹی کی انجمنوں نے سارے جی بی میں سال بھر ٹیکسوں کے نفاذ، امدادی قیمت والی گندم کے کوٹے میں کٹوتی، سردیوں میں بڑھتی ہوئی لوڈ شیڈنگ اور قیمتوں میں اضافے کے خلاف بڑے بڑے احتجاجی مظاہرے کیے۔ ان میں سے بہت سے مظاہرین پر مختلف مقدمات قائم کیے گئے، مقامی سیاسی و سماجی کارکن شبیر مایار کے مطابق حلال آباد، کھرمنگ کے علاقے کے لیے گندم کے کوٹے میں اضافے کا مطالبہ کرنے والے مظاہرین میں سے 25 کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

ایسے معاملات جی بی کے لوگوں کے حقِ اجتماع کی آزادی پر جبر کی نشان دہی کرتے ہیں۔ یہی رجحان دوسرے معاملات میں بھی دیکھنے میں آیا مثلاً لوڈ شیڈنگ کے خلاف 9 سے 16 جنوری تک بہت سے دیہات — گوہرآباد، گچ، سِنگل اور اور سِنگل میں تھنگدس-- کے لوگوں نے مظاہرے کیے۔ اس احتجاج کی سرکردگی کرنے والے سات لوگوں کے خلاف اے ٹی اے کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی۔ بعدازاں عوامی غیظ وغضب کو دیکھتے ہوئے یہ ایف آئی آر واپس لے لی گئی۔ The Thore Youth کے صدر حنو عالم اور سوشل میڈیا کارکن سمیع اور چودھری جعفر کے خلاف بھی 20 اپریل کو بھاشا ڈیم واقعے میں متاثر ہونے والوں کے لیے آواز اٹھانے پر مقدمہ درج کرلیا گیا۔

جولائی میں ایک اور واقعے میں، گاکوچ، غِذر میں 25 مظاہرین کے خلاف اُس وقت مقدمہ درج کرلیا گیا جب وہ مقامی پاک میں خواتین کو ہراساں کیے جانے کے خلاف مظاہرہ کررہے تھے۔ بعدازاں جی بی کی چیف کورٹ نے اس ایف آئی آر کو خارج کردیا۔ یکم اکتوبر کو، پولیس نے شِگر کے رہائشیوں اور خواتین پر اس وقت لاٹھی چارج کیا جب وہ ہسپتال کے لیے زبردستی زمین حاصل کرنے کے عمل کے خلاف احتجاج کررہے تھے۔ ان میں سے 11 مظاہرین کو گرفتار کرلیا گیا، لیکن بعدازاں انہیں رہا کردیا گیا۔ 21 دسمبر کو مناور، گلگت میں مقامی لوگوں نے اسسٹنٹ کمشنر گلگت کے خلاف مبینہ طور پر زمین حاصل کرنے پر مظاہرہ کیا۔ بعدازاں انہوں نے اسسٹنٹ کمشنر کے خلاف ایف آئی آر بھی درج کرائی۔ تاہم، ان میں سے گیارہ مظاہرین کے بارے میں اطلاع ملی کہ ان کے خلاف اے ٹی اے کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا تھا کہ مبینہ طور پر انہوں نے مقامی انتظامیہ کو دھمکایا تھا۔

7 اپریل کو ایک اور احتجاج علی آباد، ہنزہ کے رہائشیوں نے کیا، مبینہ طور پر مقامی انتظامیہ ان کی زمین کو غیر قانونی طور پر حاصل کررہی تھی۔ 8 اپریل کو سِول سوسائٹی کی انجمنوں نے مبینہ طور پر دو بچیوں کی جنسی ہراسانی میں ملوث ہونے پر وائس چانسلر بلتستان یونی ورسٹی کے خلاف احتجاج کیا۔ تاہم، وائس چانسلر کے خلاف کوئی ایکشن لینے کی بجائے اس کی مدتِ ملازمت ختم ہونے پر اسے دوبارہ قائم مقام وائس چانسلر مقرر کردیا گیا۔ قراقرم انٹرنیشنل یونی ورسٹی (کے آئی یو)، گلگت کی طالبات نے خواتین کے لیے علیحدہ ٹرانسپورٹ کا بندوبست نہ ہونے کے خلاف 13 اپریل کو احتجاج کیا۔

محکمہ صحت میں آسامیوں پر بھرتی کے امیدواروں نے نوکری کے لیے غیر منصفانہ ٹیسٹ اور انٹرویو لینے پر محکمے کے خلاف احتجاج کیا، جس پر 30 جولائی کو یہ عمل منسوخ کردیا گیا۔ ایک اور معاملے میں جی بی حکومت نے جی بی کے دس اضلاع میں قومی پروگرام برائے خاندانی منصوبہ بندی اور بنیادی صحت کے لیے لیڈی ہیلتھ ورکرز کی 600 عارضی آسامیوں پر بھرتی کے لیے اشتہار دیا۔ ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد 30 نومبر کو تقرر کا پروانہ جاری کیا گیا جسے وزیراعلیٰ خالد خورشید خان نے 12 دسمبر کو مؤخر کردیا۔ وزیراعلیٰ نے تقرر میں بے ضابطگیوں کی جانچ کے لیے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی۔ لیڈی ہیلتھ ورکروں کی انجمن نے اس پر احتجاج کیا اور الزام لگایا کہ حکومت اِس معاملے کو صحیح طور پر نہیں سنبھال سکی اور ناکام رہ جانے والی امیدواروں کے دباؤ کے سامنے جھک گئی تھی۔[10]

سیاسی شراکت

پارلیمان سمیت پاکستان کے پالیسی ساز اداروں میں نمائندگی کے حق سے محرومی کے باعث جی بی کی سیاسی حیثیت 2022 میں بھی دگرگوں ہی رہی، باوجود اس کے کہ پی ایم ایل این اور انتخابات کے بعد پی ٹی آئی کی وفاقی حکومت نے اس حوالے سے وعدے بھی کیے تھے۔ خواتین کے حقوق کے کارکنان نے بھی جی بی کابینہ اور کونسل میں خواتین کی نمائندگی نہ ہونے پر تشویش کا اظہار کیا۔

مقامی حکومت

جی بی گزشتہ 14 برس سے مقامی حکومتوں سے محروم ہے۔ 2014 میں جی بی ایل اے نے مقامی حکومتوں کا ایک قانون منظور کیا تھا لیکن انتخابات منعقد نہ ہو سکے۔ موجودہ حکومت نے مقامی حکومتوں کا نیا نظام متعارف کرایا۔ تاہم سول سوسائٹی کی جانب سے رائے شماری پر شدید زور دیے جانے کے باوجود ابھی تک انتخابات نہیں ہو سکے۔

سکڑتی ہوئی گنجائشیں اور اسمبلیوں کا کردار

2009 میں اپنے قیام سے لے کر اب تک جی بی ایل اے سکڑتی ہوئی گنجائشوں اور اختیار کی کمی کو اجاگر کر رہی ہے۔ موجودہ جی بی ایل اے نے 9 مارچ 2021 کو ایک قرارداد میں مطالبہ کیا کہ جی بی کو پاکستان کا ایک عبوری صوبہ بنایا جائے، جب کہ گزشتہ اسمبلی نے بھی جی بی کو پاکستانی آئین میں شامل کیے جانے کے حوالے سے متعدد قراردادیں منظور کی تھیں۔ تاہم، وفاق نے ان مطالبات پر کوئی توجہ نہیں دی۔ دوسری جانب، جی بی کے کچھ قوم پرستوں اور ترقی پسندوں نے جی بی ایل اے کے اس مطالبے کو رَد کر دیا اور قانون ساز ادارے کے اراکین کو نوآبادیاتی آقاؤں کے حامی قرار دیا۔ اس مطالبے کی بجائے ان لوگوں نے جی بی کے مسئلے کو اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انڈیا اور پاکستان کی قراردادوں اور خطے کی شناخت کو نقصان پہنچائے بغیر مقامی لوگوں کی خواہشات کے مطابق حل کیے جانے کی ضرورت پر زور دیا۔

بہت سے اراکین نے اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے شکایت کی کہ قوانین سازی اور احتساب کا جی بی ایل اے کا کردار طاقت کے مختلف مراکز کی طرف سے سلب کیا جاتا ہے۔ 30 ستمبر کو جی بی ایل اے کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے واحد قوم پرست رکنِ اسمبلی، نواز خان ناجی، نے اسمبلی کے سکڑتے ہوئے کردار پر تنقید کی اور بیان دیا کہ اسمبلی غلام اور صفر طاقت کی حامل ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بیوروکریسی، عدلیہ اور مذہبی عنصر جی بی ایل اے سے زیادہ طاقت کے حامل ہیں۔

خواتین

جی بی میں خواتین کے خلاف تشدد ہوتا رہا اور عموماً اس نوعیت کے کیس کم کم رپورٹ ہوئے۔ ایسے جرائم میں غیرت کے نام پر قتل، گھریلو تشدد اور کام کی جگہ پر ہراسانی نمایاں ہیں۔ بدقسمتی سے جی بی میں خواتین کے تحفظ اور دادرسی کے نظام کے نفاذ کی رفتار سست ہے، خواتین کے لیے پناہ گاہوں کی تعمیر پانچ برسوں میں نہیں ہو پائی اور خواتین کے گھریلو تشدد سے تحفظ کا مسودہ قانون گزشتہ برس سے زیرالتوا ہے۔

2022 میں ایچ آر سی پی کے گلگت دفتر کو صنفی تشدد کی 25 سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں، ان میں سے اکثر شکایات میں ستم رسیدہ خواتین تھیں۔ گھریلو تشدد کے دو واقعات میں، ایچ آر سی پی کو موصول ہونے والی شکایات کے مطابق، 24 مئی کو یاسین سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے خودکشی کر لی اور ایک تحریر چھوڑی جس میں اس نے اپنے سسرال والوں پر گھریلو تشدد کا الزام عائد کیا۔ چیئر ساں، گوجال کی ایک اور خاتون کے بارے میں علم ہوا کہ وہ اپنے سسرال اور بھائیوں کی طرف سے کیے جانے والے گھریلو تشدد کے باعث گزشتہ چھ برس سے بے گھر تھی۔

جی بی میں غیرت سے متعلق جرائم کی شرح میں گزشتہ پانچ برس سے اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ 25 فروری کو اسمبر کے علاقے میں عمر خان نامی ایک شخص نے اپنی بیوی اور ایک پولیس والے کو قتل کر دیا۔[11] اس کے بعد ایک کم عمر لڑکے نے یاسین کے علاقے میں مقامی کالج کے ایک ویگن ڈرائیور کو قتل کر دیا۔ ایچ آر سی پی گلگت کے دفتر کو غیرت کے نام پر جرم کی درخواست بھی موصول ہوئی: ایک معاملے میں ایک شکایت میں کہا گیا تھا کہ ایک نوجوان لڑکے اور تھور وادی، دیامر کی ایک شادی شدہ لڑکی کو 20 ستمبر کو لڑکی کے شوہر نے مبینہ طور پر زنا کے ارتکاب کا الزام عائد کر کے قتل کر دیا۔ ایچ آر سی پی گلگت دفتر کو خواتین کی سائبر ہراسانی کی بھی متعدد شکایات موصول ہوئیں۔

8 مارچ کو خواتین کے عالمی دن کے موقع پر جی بی کے انسانی حقوق کارکنان اور خواتین نے علاقے میں خواتین کو ان کی وراثت اور جائیداد کے حق سے محروم کیے جانے کو اجاگر کرنے کی ایک مہم کا آغاز کیا۔ خواتین کارکنان کے مطابق اس علاقے میں معاشی مختاجی خواتین کے خلاف تشدد کی بڑی وجوہات میں سے ایک ہے۔

جی بی میں خواتین کام کی جگہوں پر ہراسانی کی شکار بنتی رہیں، اَزالے کی امید نہ ہونے پر ایسے اکثر معاملات کی اطلاع بھی نہیں دی گئی۔ جی بی میں کام کی جگہوں پر ہراسانی کے خلاف قانون جو 2013 میں منظور ہوا تھا ابھی تک مناسب طور پر نفاذ کا منتظر ہے؛ مذکورہ قانون کے ضوابط کو کام کی جگہوں پر آویزاں کرنے کا کام ابھی تک نہیں ہوا۔

تشویش ناک یہ بھی تھا کہ 2022 میں عوامی مقامات اور تفریحی سرگرمیوں تک خواتین کی رسائی بھی اُس وقت خطرے میں پڑ گئی جب مذہبی گروہوں نے گلگت میں چیف سیکرٹری کی جانب سے اعلان کردہ خواتین کے کھیل میلے کے خلاف

احتجاج کیا۔ان مطالبات کے خلاف سختی سے کھڑے ہو جانے کی بجائے حکومت نے مظاہرین سے مذاکرات کیے اور کھیل میلے کا نام بدل کر 'مینا بازار' رکھ دیا جس کا انعقاد 15 اکتوبر کو ہوا۔

خواجہ سرا

جی بی میں خواجہ سراؤں کو حقوق سے محروم رکھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ سرگرم مقامی کارکنان کے مطابق خواجہ سرا برادری کو سماجی دباؤ اور تشدد کے خوف سے اپنی شناخت چھپانا پڑتی ہے۔ ستمبر میں گوپس کی ایک خاتون خواجہ سرا گھریلو تشدد کی وجہ سے اپنے گھر سے فرار پر مجبور ہوگئی؛ پولیس نے اسے واپس گھر منتقل کیا، اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا کہ یہ اس کے لیے غیر محفوظ جگہ تھی۔

ایچ آر سی پی گلگت دفتر کو ایک شکایت موصول ہوئی کہ ایک خواجہ سرا کو مختلف گروہوں کی جانب سے دھمکیاں ملنے کے بعد روپوشی اختیار کرنا پڑی، دھمکانے والے گروہوں میں ملا حضرات بھی شامل تھے، اس کے ساتھ یہ سلوک 20 جولائی کو استور میں ہونے والے ایک میلے میں ناچنے کی پاداش میں کیا جا رہا تھا۔ اسے سوشل میڈیا پر موت کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔

بچے

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور یونیسف کے سروے کے مطابق جی بی میں 30-20 فیصد بچے سکولوں سے باہر تھے۔ اس صورت حال کی وجوہات میں سکولوں میں دی جانے والی سخت سزائیں، صنفی امتیاز، غربت اور گھروں سے سکولوں کے مابین طویل فاصلے شامل ہیں۔

2022 میں بھی بچوں کے خلاف تشدد کے واقعات سامنے آتے رہے۔ 8 جون کو چاچی، غذر میں ایک کم عمر بچی کو اس کے باپ نے قتل کر ڈالا—بعد ازاں باپ نے پھنڈر پولیس سٹیشن میں اعتراف کیا کہ یہ حرکت اُس تربیت کا شاخسانہ تھی جو اس نے ایک عسکریت پسند گروہ سے حاصل کی تھی۔ شِگر میں 7 برس کے ایک بچے سے جنسی بدسلوکی کا معاملہ 2 جولائی 22 کو رپورٹ کیا گیا۔ ملزم کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کا مقدمہ زیرِ سماعت ہے۔ انسانی حقوق کے مقامی کارکن کی اطلاع کے مطابق 2 اکتوبر کو، 6 برس کے ایک بچے کو سکردو میں جنسی بدسلوکی کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کیس میں بھی ملزم کو گرفتار کر لیا گیا۔

دسمبر میں، جی بی چیف کورٹ کے جج علی بیگ نے ایک ایسے کیس کا اَز خود نوٹس لیا جس میں کے آئی یو کیمپس گلگت کے قریب ایک گینگ نے کالج کے ایک نوجوان پر جنسی حملہ کیا تھا۔ پولیس کو حکم دیا گیا کہ وہ ذمہ داران کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کرے۔ ان احکامات کے بعد ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا۔[12] دسمبر کی 29 تاریخ کو روندو تورمک نامی ایک بچے کو آٹھ لوگوں نے جنسی بدسلوکی کا نشانہ بنایا۔ انسانی حقوق کے مقامی کارکنان نے تصدیق کی کہ ملزمان کو اے ٹی اے کی دفعات کے تحت گرفتار کیا گیا اور ان کے خلاف مقدمہ گلگت کی انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں چل رہا ہے۔

محنت کش

جی بی کا محکمہ محنت 2022 میں بھی غیر فعال رہا کہ اس کے پاس نہ تو وسائل تھے اور نہ ہی صلاحیت۔ یوں جی بی میں محنت کشوں کے قوانین اور حقوق سے آگاہی نہ ہونے کے برابر ہے اور محنت کشوں کا استحصال اس علاقے کا بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ سکردو کے مقامی پولیس سٹیشن سے حاصل معلومات کے مطابق 8 ستمبر کو سکردو بلتستان میں ایک مزدور کو اس کے مالک کی طرف سے تشدد کا نشانہ بنانے کا واقعہ پیش آیا۔

معمر افراد

2022 میں گلگت- بلتستان سینیئر سٹیزن ویلفیئر ایکٹ کی منظوری کے باوجود اس قانون کا نفاذ زیرالتوا ہے اور جی بی میں بزرگ شہریوں کے لیے سہولیات کا سخت فقدان ہے۔

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

معذوری کے ساتھ جینے والے افراد (پی ایل ڈبلیو ڈیز) کے لیے سرکاری شعبے میں کوٹا مختص ہونے کے باوجود، اس کی خلاف ورزی جاری ہے اور ایسی خلاف ورزیوں کے بہت سے کیس زیرِ سماعت ہیں۔ پی ایل ڈبلیو ڈیز، جن کو ذہنی مسائل لاحق ہیں، وہ خاص طور پر صحت کی سہولیات کی عدم دستیابی سے متاثر ہوتے ہیں؛ نفسیاتی امراض کے حوالے سے سہولیات مضافاتی علاقے جوٹیال، گلگت سے صوبائی ہیڈ کوارٹر ہسپتال گلگت منتقل کر دی گئی ہیں تاکہ رسائی بہتر ہو سکے، تاہم مقامی افراد نے مطالبہ کیا کہ دماغی صحت کا ایک مکمل مرکز علاقے میں قائم کیا جائے۔

پی ایل ڈبلیو ڈیز نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ جی بی اسمبلی میں ان کے لیے نشستیں مختص کی جائیں کیونکہ ان کو درپیش مسائل مسلسل نظر انداز ہو رہے ہیں۔ ارشاد کاظمی، صدر ایسوسی ایشن آف پرسنز وِد ڈس ایبلیٹیز، جی بی کے مطابق جی بی کی سوسائٹی میں پی ایل ڈبلیو ڈیز کی تعداد تقریباً 10 فیصد بنتی ہے اور اس تعداد کے مطابق اسمبلی میں ان کے لیے نشستیں مخصوص ہونی چاہییں۔

20 جنوری کو، ذہنی صحت کے مسائل سے دوچار ایک شخص، گلایا استاد، کو جگلوٹ، گلگت میں مقامی پولیس نے تشدد کا نشانہ بنایا۔ ڈی آئی جی گلگت ریجن نے اس واقعے کا نوٹس لیا اور مقامی پولیس نے اس کے بعد متاثرہ شخص سے معافی مانگی۔ اسی روز، ذہنی صحت کے مسائل سے دوچار ایک اور شخص، قاسمو، کو غذر میں توہین کے الزامات میں انسدادِ دہشت گردی کی دفعات لگا کر گرفتار کر لیا گیا، مبینہ طور پر اس نے غذر کے گاؤں شرقیلا میں مسجد کی بے حرمتی کا ارتکاب کیا تھا۔ سوچ، فکر اور مذہب کی آزادی کا موضوع بھی دیکھیں۔

پی ڈبلیو ڈیز کے حقوق کے معاملات 2022 میں بھی لٹکے رہے۔ مثال کے طور پر، مجوزہ طور پر ایک ہوسٹل جسے پی ڈبلیو

ڈیز کو بطور سپیشل ایجوکیشن کمپلکس کے استعمال کرنا تھا غیر قانونی طور پر قومی احتساب بیورو (نیب) کے قبضے میں رہا اگرچہ جی بی چیف کورٹ نے اسے خالی کرنے کے احکامات بھی جاری کیے۔ ٹیوشن اور رجسٹریشن فیسوں کے ساتھ ساتھ پی ڈبلیو ڈیز کے لیے رہائش اور ٹرانسپورٹ کی خصوصی سہولیات کے حوالے سے کے آئی یو میں ایچ ای سی کی پالیسیوں پر عمل نہیں ہو رہا۔

اندرونی طور پر بے گھر افراد (آئی ڈی پیز)

روندو اور عطا آباد کے علاقوں کے آئی ڈی پیز کو اپنی بحالی میں رکاوٹوں کا سامنا رہا، ان کے بچے تعلیم اور صحت کی سہولیات تک رسائی سے محروم رہے۔ 2022 میں آنے والے سیلابوں نے بدقسمتی سے بحالی اور دوبارہ آبادکاری کے منتظر آئی ڈی پیز کی تعداد میں اضافہ کر دیا۔ نومبر میں سیلاب متاثرین کے احتجاج دیکھنے میں آئے جن میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ حکام ان کی بحالی اور صحت کی سہولیات تک ان کی رسائی پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ یہ اطلاعات روندو سے تعلق رکھنے والے ایک سماجی کارکن فدا حسین نے فراہم کیں۔ کارگل کی جنگ سے متاثر لوگ بھی اپنی بحالی کے منتظر ہیں — یہ لوگ بارودی سرنگیں بچھی ہونے کی وجہ سے نہ تو سرحد کے قریب اپنے دیہات کو لوٹ سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی مناسب زرِتلافی ہی دیا گیا ہے۔

مثبت خبروں میں، 2022 کے سیلاب متاثرین کے لیے بوبر میں ماڈل گاؤں کی تعمیر جاری ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف نے 2 ستمبر کو بوبر کے دورے میں اس کی منظوری دی تھی، یہ وہ گاؤں ہے جو سیلاب سے بری طرح متاثر ہوا تھا۔

روندو اور عطا آباد سے تعلق رکھنے والے آئی ڈی پیز کو اپنی بحالی، بچوں کی تعلیم اور نگہداشت صحت تک رسائی کے حوالے سے مشکلات درپیش رہیں

زمین کے حقوق

حکومت اور مقامی برادریوں کے مابین زمین کے وہ تنازعات جو پچھلے پانچ برس سے چل رہے ہیں 2022 میں ایک بار پھر نمایاں ہو کر سامنے آئے۔ وجہ یہ ہے کہ بنجر زمین کے استعمال پر جی بی میں نہ تو اصلاحات کا کوئی عمل جاری ہے اور نہ ہی حکومت کی کوئی پالیسی دکھائی دیتی ہے۔

نگر کالونی، کونو داس کے رہائشیوں اور گلگت کے باسیوں کے مابین اس وقت تصادم ہو گیا جب 28 جنوری کو جی بی حکومت نے ایک نوٹیفکیشن کے تحت غیر مقامی لوگوں کے زمین کے حصول پر پابندی عائد کر دی۔ نگر کالونی میں ہونے والے تصادم کے بعد مقامی مجسٹریٹ نے 31 جنوری کو زمین ضبط کر لی۔

ڈونگ داس پر نگر اور گنیش، ہنزہ کے باسیوں کے مابین ایک تنازع اس وقت شدید ہو گیا جب 28 مارچ کو نگر سے تعلق رکھنے والے ایک ہجوم نے گنیش، ڈونگ داس کے ایک نامور شخص کے جنازے پر ہلا بول دیا۔ ڈونگ داس میں گنیش کے ملکیتی قبرستان میں دفنائی جانے والی لاش مبینہ طور پر سڑک پر پھینک دی گئی۔ نگر کے دس مذہبی و سیاسی رہنماؤں کے خلاف علی آباد کے پولیس سٹیشن میں ایف آئی آر درج کی گئی لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہ آئی۔ گنیش کے رہائشیوں نے لاش سڑک پر رکھ کر 24 گھنٹے تک شاہراہ قراقرم پر احتجاج کیا، ان کا احتجاج تب ختم ہوا جب گلگت کی ایک نمایاں مذہبی شخصیت نے مداخلت کی۔ یہ واقعہ ایچ آر سی پی کے نوٹس میں ایک شکایت اور جون میں علی آباد میں فیکٹ فائنڈنگ مشن کے توسط سے آیا۔

کے پی اور جی بی کے مابین باشا کے علاقے میں سرحدی تنازع جو کوہستان کی مقامی انتظامیہ اور جرگہ کی طرف سے تقسیم کی لکیر کھینچے جانے کی صورت میں چھ ماہ قبل حل کیا گیا تھا 10 اگست کو ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ تنازع کے ایک فریق، دیامر کے تور قبیلے نے اس تقسیم کو اس جواز پر مسترد کر دیا کہ اس پر انہیں اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا۔[13] شندور اور بابوسر میں جی بی اور کے پی کے مابین سرحدی تنازع 2022 میں بھی حل طلب رہا۔

زمینوں کے دیگر تنازعات سکوار (گلگت)، چلمش داس (گلگت)، مکپون داس (گلگت)، کونو داس (گلگت)، بارمس (گلگت) اور دیامر اور بلتستان کے کچھ علاقوں میں بھی حل کے لیے عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

تعلیم

7 نومبر کی نصف شب کو دیامر کے ایک دور افتادہ علاقے داریل باروگی میں لڑکیوں کا سکول جلا دیا گیا۔ نامعلوم اشخاص کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی لیکن ذمہ داران کو حراست میں نہ لیا جا سکا۔[14] اس ایک واقعے کے علاوہ جی بی میں

لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے نمایاں بہتری نظر آئی، حکومت کی جانب سے نئی اصلاحات مثلاً لڑکیوں کے سکولوں میں لائبریریاں اور کمپیوٹر لیبارٹریوں کا قیام، خواتین کے لیے علیحدہ پنک بس سروس اور گلگت میں خواتین سپورٹس کمپلکس کی تعمیر جیسے اقدامات سامنے آئے۔

صحت

جی بی میں ماہر ڈاکٹروں اور طبی ساز وسامان کی کمی رہی، اس کی وجہ سے لوگوں کو علاج کے لیے علاقے سے باہر کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ ذہنی صحت کی سہولیات تک رسائی تو مزید کم ہے کیونکہ علاقے بھر میں ذہنی صحت کا کوئی مکمل مرکز موجود نہیں۔ یہاں کوئی فرانزک لیبارٹری یا میڈیکولیگل ماہر موجود نہیں جس کی وجہ سے جرائم کے طبی ثبوت پر اسیس کرنے میں مشکل کا سامنا رہتا ہے۔

جی بی میں منشیات سمگلنگ زور پکڑ گئی لیکن بحالی کے لیے حکومت کی جانب سے کوئی ٹھوس قدم نہ اٹھایا گیا، سوائے مقامی پولیس کے چند اقدامات کے۔ مقامی افراد کی جانب سے غذر کی وادی اشکومن میں کیے جانے والے ایک سروے کے مطابق وادی میں 144 لوگ منشیات کے عادی تھے۔ ان افراد نے مطالبہ کیا کہ اشکومن میں بحالی مرکز قائم کیا جائے لیکن ان کی کہیں شنوائی نہ ہوئی۔ درحقیقت، جی بی کے سارے علاقے میں منشیات کے عادیوں کے علاج اور بحالی کے لیے کوئی مرکز موجود نہیں۔

رہائش اور شہری سہولیات

جی بی میں غیر رجسٹرڈ آبادیوں کی تعداد میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے، خاص طور پر دریائی پٹی کے ساتھ ساتھ، گلگت اور سکردو کے بالائی علاقوں میں، اور جی بی کے دیگر علاقوں مثلاً گاکوچ، چلاس وغیرہ میں۔ اس کی وجہ 2022 میں روندو میں آنے والا زلزلہ اور سیلابوں کو قرار دیا جاتا ہے۔

ماحول

2022 کے دوران ماحولیاتی تبدیلی کے منفی اثرات جی بی میں نمایاں طور پر محسوس کیے گئے۔ یہ پہلے سے ہی ماحولیاتی آفات کا شکار علاقہ ہے، جی بی میں گلیشیر پھٹنے سے آنے والے سیلابوں، لینڈ سلائیڈ اور زلزلوں میں ہونے والے نمایاں اضافے نے لوگوں کے حقِ زندگی، طرزِ زندگی، رہائش، خوراک اور صحت پر اثرات مرتب کیے۔ جی بی ڈی ایم اے کے مطابق، جون سے اگست تک آنے والے سیلابوں نے 640 گھروں کو تباہ کیا اور 450 کو جزوی نقصان پہنچایا۔ انفراسٹرکچر اور زرعی زمین کو بھی وسیع نقصان پہنچا۔ سترہ لوگ ہلاک اور چھ زخمی ہوئے۔ معاشی نقصانات سے

ہٹ کر ان تباہیوں نے ذہنی صحت، خاص طور پر خواتین، بچوں، پی ایل ڈبلیو ڈیز اور بزرگ شہریوں پر اثرات مرتب کیے۔ اس تباہی نے بہت سے لوگوں کو بے گھر کر دیا، جس کی وجہ سے جی بی کے پہلے سے موجود آئی ڈی پیز کا معاملہ مزید گھمبیر ہو گیا۔

ستمبر کے آخری ہفتے میں، گلمت، گوجال کے مقامی لوگوں نے زیر زمین صوتی لہروں کا سراغ لگایا۔ 2010 کے عطا آباد سانحے سے پہلے بھی ایسی ارضیاتی سرگرمیوں کی نشان دہی ہوئی تھی۔ تاہم حکومت نے ابھی تک کوئی جیالوجیکل سروے نہیں کروایا کہ اِن سرگرمیوں کی وجوہات کا پتا چلایا جا سکے۔

جی بی میں ماحولیاتی آلودگی بھی ایک بڑا مسئلہ بنی رہی۔ حکومت نے دریائی پٹی پر تعمیرات پر پابندی عائد کر دی لیکن اس علاقے میں غیر قانونی تعمیرات پانی کی آلودگی کا باعث بن رہی ہیں، خاص طور پر گلگت، پھنڈر، استور، دیامر، سکردو اور جی بی کے دیگر علاقوں میں۔ مؤثر قوانین کی عدم موجودگی اور ذمہ دارانہ سیاحتی پالیسیوں کے نہ ہونے سے بھی جھیلوں اور دریاؤں کی آلودگی میں تیزی سے اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔

14 دسمبر کو جی بی حکومت نے پولی تھین سے پاک جی بی منصوبے کے تحت پولی تھین بیگ کی تیاری، درآمد، استعمال اور خرید پر پابندی عائد کر دی۔ اس منصوبے کے نفاذ کے لیے انوائرنمنٹ پروٹیکشن ایجنسی کو بھی ہدایات جاری کی گئیں۔

ثقافت

جی بی بھرپور اور متنوع ثقافت کا حامل علاقہ ہے، یہاں سات مختلف زبانیں مختلف علاقوں میں بولی جاتی ہیں۔ تاہم، ان ثقافتوں اور زبانوں کے فروغ اور تحفظ کے لیے کاوشیں ناکافی ہیں۔ خاص طور پر، محکمہ ثقافت جی بی 2022 میں بالکل غیر فعال دکھائی دیا اور گزشتہ حکومت کی جانب سے مقامی زبانوں کے فروغ کے لیے اعلان کردہ اکیڈمی بھی اس برس کھٹائی میں پڑی رہی۔ کمیٹی میں شامل ایک ممبر نے کہا کہ مقامی زبانوں میں نصاب کی تیاری کے کام میں نمایاں پیش رفت ہوئی، یہ ایک اچھی خبر ہے۔

حواشی

17 lives lost in Gilgit-Baltistan floods. (2022, August 29). Business Recorder. https://www.brecorder.com/news/40194386/17-lives-lost-in-gilgit-baltistan-floods 1

Shutter-down strike observed in various parts of Gilgit-Baltistan in protest against tax imposition, khalsa sarkar law and other issues. (2022, December 28). Pamir Times. https://#pamirtimes.net/2022/12/28/shutter-down-strike-observed-in-various-parts-of-gilgit-baltistan in-protest-against-tax-imposition-khalsa-sarkar-law-and-other-issues/ 2

Notification no. SO (I&C11-(9)/2022, issued from the chief minister's secretariat 3

N. Iqbal. (2022, September 29). GB CM Khalid Khurshid challenges judge's appointment in SC. #Dawn. https://www.dawn.com/news/1712531/gb-cm-khalid-khurshid-challenges-judges appointment-in-sc 4

Complete GB Supreme Appellate Court by appointing judges, demands bar council. (2022, #September 6). Pamir Times. https://pamirtimes.net/2022/09/06/complete-gb-supreme-ap pllate-court-by-appointing-judges-demands-bar-council/ 5

Government of Gilgit Baltistan. Gilgit-Baltistan Chief Court. https://www.gbcc.gov.pk/index. aspx 6

N. Ali & N. Khan. (2022, October 8). Minister released after 'successful' talks with militants in northern Pakistan. Arab News. https://www.arabnews.pk/node/2177471/pakistan 7

Prisoner ends life by jumping from Gilgit jail's watchtower. (2022, May 21). Dawn. https://www.dawn.com/news/1690774/prisoner-ends-life-by-jumping-from-gilgit-jails-watchtower 8

J. Nagri. (2022, August 11). Two killed, 17 wounded in Gilgit clash. Dawn. https://www.dawn.com/news/1702608/two-killed-17-wounded-in-gilgit-clash 9

Notification No. SEC-H-(20) 2021-22, dated 2 December 2022, issued by the GB health department on the directive of the chief minister. 10

Notification No. SEC-H-(20) 2021-22, dated 2 December 2022, issued by the GB health department on the directive of the chief minister. 11

GB chief court orders police to arrest gang accused of sexual assault within a week. (2022, #December 8). Pamir Times. https://pamirtimes.net/2022/12/08/gb-chief-court-orders-police to-arrest-gang-accused-of-sexual-assault-within-a-week/ 12

G. Abbas. (2022, August 10). Border dispute between KP, GB tribes resurfaces after land #demarcation. Pakistan Today. https://www.pakistantoday.com.pk/2022/08/10/border-dis pute-between-kp-gb-tribes-resurfaces-after-land-demarcation/ 13

S. N. Shahi. (2022, November 8). Girls' school in district Diamer burnt. Voicepk. https://voicepk.net/2022/11/girlss-school-in-district-diamer-burnt/ 14

ضمیمہ - 1

2022 میں انسانی حقوق سے متعلق قانون سازی

اس ضمیمہ میں 2022 میں منظور کیے گئے انسانی حقوق سے متعلق قوانین کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

آرڈیننس

انتخابات (ترمیمی) آرڈیننس 2022 تمام جماعتوں کو اپنے منشور کے اظہار اور آزادی رائے کے استعمال کے وسیع مواقع فراہم کرتا ہے۔

وفاقی قوانین

- کام کی جگہ پر خواتین کی ہراسانی کے خلاف تحفظ کا ایکٹ 2022 ہراسانی، صنفی امتیاز اور کام کی جگہ پر خواتین کے لیے معاندانہ ماحول کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔
- نابالغوں کے نظام انصاف کا (ترمیمی) ایکٹ کے ذریعے نابالغوں کے نظام انصاف کا ایکٹ 2022 میں ترمیم کی گئی۔
- دارالحکومت اسلام آباد بچوں کے تحفظ کا (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے دارالحکومت اسلام آباد بچوں کے تحفظ کا ایکٹ 2018 میں ترمیم کی گئی۔
- قومی کمیشن برائے حقوق اطفال (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے قومی کمیشن برائے حقوق اطفال 2017 میں ترمیم کی گئی۔
- الائیڈ ہیلتھ کونسل ایکٹ 2022 الائیڈ ہیلتھ پروفیشنلز کونسل کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔
- انتخابات (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے انتخابات ایکٹ 2017 میں مزید ترمیم کی گئی تاکہ سمندر پار اور الیکٹرانک ووٹنگ کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لیا جاسکے۔
- قومی احتساب (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے قومی احتساب آرڈیننس 1999 میں مزید ترمیم کی گئی۔
- بین الاقوامی انسٹی ٹیوٹ برائے سائنس، آرٹس وٹیکنالوجی ایکٹ 2022 انسٹی ٹیوٹ برائے سائنس، آرٹس و ٹیکنالوجی کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔
- فوجداری قوانین (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے دفعہ 325 کو ضابطہ تعزیرات پاکستان 1,860 میں سے خارج کر کے اقدام خودکشی کی سزا کو ختم کر دیا گیا۔
- بچوں (مشقت کو گروی رکھنا) ترمیمی کا ایکٹ 2022 کے ذریعے بچوں (مشقت کو گروی رکھنا) کا ایکٹ

1933 میں ترمیم کی گئی تا کہ ان والدین اور سرپرستوں جو بچے کی مشقت کو گروی رکھواتے ہیں اور ان آجروں کی سزا میں اضافہ کیا جاسکے جو انہیں بھرتی کرتے ہیں۔

- ایذا رسانی اور زیر حراست موت (روک تھام اور سزا) کا ایکٹ 2022 اقوام متحدہ کے ایذا رسانی کے خلاف کنونشن کے تحت پاکستان کی ذمہ داریوں کی مطابقت میں زیر حراست تشدد اور موت کی ممانعت کرتا ہے اور اسے جرم قرار دیتا ہے۔
- ڈسلیکسیا خصوصی اقدامات ایکٹ 2022 ڈسلیکسیا اور اس سے منسلک بیماریوں سے متاثرہ بچوں کی تعلیم کے لیے خصوصی اقدامات کا اہتمام کرتا ہے۔
- دارالحکومت اسلام آباد گھریلو ملازمین ایکٹ 2022 اسلام آباد میں کم عمری کی ملازمت کو ممنوع قرار دیتے ہوئے اور کم از کم اجرت اور کم از کم صحت کے معیارات کو یقینی بناتے ہوئے گھریلو ملازمین کی ملازمت کو باضابطہ بناتا ہے۔
- ریل ویز (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے تحت سزائے موت کا بطور 'ریل ویز کو سبوتاژ کرنے' کی مجوزہ سزا کا خاتمہ کر دیا گیا۔
- نشہ آور مواد کی روک تھام کا (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے تحت منشیات سے متعلق جرائم میں مجوزہ سزائے موت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

صوبائی قانون سازی

خیبر پختونخوا

- خیبر پختونخوا بچوں کا تحفظ اور بہبود کا ایکٹ 2022 سمگلنگ اور جنسی زیادتی سے بچوں کے تحفظ کا اہتمام کرتا ہے۔
- خیبر پختونخوا خوراک کا استحکام ایکٹ 2022 کا ہدف غذائی استحکام کے ذریعے غذائیت کی کمی دور کرنا ہے۔
- خیبر پختونخوا یونیورسل ہیلتھ کوریج ایکٹ 2022 صوبے کے تمام رہائشیوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔
- خیبر پختونخوا نشہ آور مواد کی روک تھام کا (ترمیمی) ایکٹ کے ذریعے خیبر پختونخوا نشہ آور مواد کی روک تھام کا ایکٹ 2019 میں ترمیم کی گئی۔
- خیبر پختونخوا مستحق فنکاروں کی بہبود کا فنڈ ایکٹ 2022 خیبر پختونخوا میں فنون کے فروغ کے لیے فنکاروں کو فنڈز مہیا کرتا ہے۔
- خیبر پختونخوا ڈویلپمنٹ اتھارٹیز برائے شہری علاقہ جات (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے خیبر پختونخوا ڈویلپمنٹ اتھارٹیز برائے شہری علاقہ جات 2020 میں ترمیم کی گئی۔
- خیبر پختونخوا پیشہ ورانہ سلامتی وصحت ایکٹ 2022 مزدوروں کو پیشہ ورانہ خطرات سے تحفظ فراہم کرتے ہوئے

کام کے محفوظ اور صحت مند ماحول کو فروغ دیتا ہے۔

- خیبر پختونخوا ماحولیاتی تحفظ (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے تحت پلاسٹک کی بعض مصنوعات پر پابندی عائد کی گئی، ماحولیاتی تحفظ کے ٹرائیبونلز کے کام کا طریقہ کار تبدیل کیا گیا اور سزاؤں میں ترمیم کی گئی۔
- خیبر پختونخوا جنگلات (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے تحت صوبے میں جنگلات کے تحفظ اور پائیدار جنگل بانی سے متعلق نئی شقیں شامل کی گئیں۔

سندھ

- سندھ طلبہ یونین ایکٹ 2022 سندھ میں طلبہ یونینز کے قیام اور انہیں باضابطہ بنانے کے لیے ایک مؤثر نظام قائم کرتا ہے۔
- سندھ پبلک سروس کمیشن ایکٹ کے ذریعے، چند تبدیلیوں کے ساتھ، سندھ ایکٹ 1989 کو منسوخ اور دوبارہ نافذ کیا گیا۔
- سندھ تولیدی نگہداشت صحت حقوق (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے 2019 کے ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور ازدواجی مشورے، ٹیلی ہیلتھ اور معلومات کی بہتر فراہمی کو متعارف کراتے ہوئے تولیدی نگہداشت صحت کے دائرہ کار میں اضافہ کیا گیا۔
- سندھ نگہداشت صحت کی خدمات فراہم کرنے والوں اور سہولیات (تشدد اور املاک کو نقصان کی روک تھام) کا ایکٹ 2021 (2021 میں پیش اور اگست 2022 میں منظور کیا گیا) نگہداشت صحت کی خدمات فراہم کرنے والوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور ان کے خلاف تشدد کی ممانعت کرتا ہے، اور نگہداشت صحت کے مراکز یا ان مراکز کو نقصان پہنچانے کو ممنوع قرار دیتا ہے جنہیں نگہداشت صحت کی خدمات کی فراہمی کا اختیار دیا گیا ہے۔
- سندھ سول ملازمین (ترمیمی) ایکٹ 2021 (2021 میں پیش اور جولائی 2022 میں منظور ہوا) کے ذریعے 15 اور اس سے کم سکیل پر خواجہ سرا افراد کے لیے 0.5 فیصد ملازمتی کوٹا مختص کیا گیا۔

بلوچستان

- ہوم بیسڈ ورکرز ایکٹ 2022 کے ذریعے گھر پر کام کرنے والے مزدوروں کے حقوق کے لیے ایک قانون تشکیل دیا گیا۔ یہ ایکٹ بیماری، زچگی، ملازمت، چوٹ یا موت کی صورت میں کام کی جگہ پر گھر پر کام کرنے والے مزدوروں اور ان کے زیر کفالت افراد کے ساتھ مساوی سلوک کا اہتمام کرتا ہے۔
- بلوچستان ورکرز ویلفیئر فنڈ ایکٹ 2022 مزدوروں کی فلاح سے متعلق سکیموں کے نفاذ کا اہتمام کرتا ہے۔ یہ فنڈ مزدوروں کی رہائش، تعلیم، مہارت میں اضافے اور قرضوں کا انتظام کرے گا۔
- بلوچستان میٹرنٹی بینیفٹ ایکٹ 2022 کام کرنے والی خواتین کو دوران زچگی میں نقد اور ملازمتی تحفظ کے

ذریعے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

- بلوچستان جنگلات ایکٹ 2022 بلوچستان میں جنگلات، چراگاہوں اور قابل تجدید قدرتی وسائل کی حفاظت، تحفظ، انتظام اور پائیدار ترقی کا اہتمام کرتا ہے۔
- بی بی عصمت ملک میموریل اسپتال خدابدن، پنجگور ایکٹ 2022 پنجگور میں بی بی عصمت ملک میموریل اسپتال خدابدن میں ثانوی نگہداشت صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے خدمات کی فراہمی کے مؤثر نظام کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔
- شہید نواب زادہ سکندر جان زہری میموریل اسپتال ایکٹ 2022 علاقے کے لوگوں کو بنیادی نگہداشت صحت کی خدمات کی فراہمی کے لیے شہید نواب زادہ سکندر جان زہری میموریل اسپتال کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔
- بلوچستان خیرات کے اندراج، باقاعدگی اور سہولت کاری سے متعلق (ترمیمی) ایکٹ کے ذریعے بلوچستان خیرات کے اندراج، باقاعدگی اور سہولت کاری سے متعلق ایکٹ 2019 میں ترمیم کی گئی۔
- یونیورسٹی آف مکران ایکٹ 2022 علم کے پھیلاؤ کے لیے پنجگور یونیورسٹی کے قیام کا انتظام کرتا ہے۔
- بلوچستان یونیورسٹیز ایکٹ 2022 بلوچستان میں سرکاری یونیورسٹیوں کے قیام اور تنظیم نو کا اہتمام کرتا ہے۔
- بلوچستان سمندری ماہی گیری (ترمیمی) ایکٹ 2022 کے ذریعے بلوچستان سمندری ماہی گیری آرڈیننس 1971 میں ترمیم کی گئی۔
- کانوں اور آئل فیلڈز کی باضابطگی اور معدنی ترقی (سرکاری کنٹرول) ترمیمی ایکٹ 2022 کے ذریعے کانوں اور آئل فیلڈز کی باضابطگی اور معدنی ترقی (سرکاری کنٹرول) ایکٹ 1948 میں ترمیم کی گئی۔
- بلوچستان اسلحہ ایکٹ 2022 بلوچستان میں اسلحہ اور گولا بارود کی تیاری، مبادلہ، فروخت، نقل وحمل، تحویل یا ملکیت کو باضابطہ بناتا ہے۔
- بلوچستان کمپنیز پرافٹس (ملازمین کی شرکت) ایکٹ 2022 کمپنیوں کے منافع میں ملازمین کی شرکت کا اہتمام کرتا ہے۔
- بلوچستان پیشہ ورانہ سلامتی وصحت ایکٹ 2022 ملازمین کو کام کی جگہ پر فرائض کی انجام دہی کے دوران آنے والی چوٹ سے تحفظ فراہم کرنے اور محفوظ، صحت منداور مناسب کام کے ماحول کے فروغ کے لیے کام کی تمام جگہوں پر پیشہ ورانہ سلامتی اور صحت کا اہتمام کرتا ہے۔
- بلوچستان ملازمین کی تلافی کا ایکٹ 2022 مخصوص درجے کے آجروں کی جانب سے چوٹ یا موت کی صورت میں اپنے ملازمین کو معاوضے کی فراہمی کا اہتمام کرتا ہے۔

- بلوچستان ایمپلائز سوشل سکیورٹی ایکٹ 2022 مخصوص ملازمین یا ان کے زیر کفالت افراد کو بیماری، زچگی، ملازمت، چوٹ یا موت کی صورت میں فوائد کی فراہمی کے لیے ایک سکیم متعارف کراتا ہے۔

پنجاب

- پنجاب مقامی حکومت ایکٹ 2022 کے ذریعے پنجاب میں مقامی حکومت کی تشکیل نو کی گئی اور مقامی حکومتوں کے اختیارات اور افعال سے متعلق قوانین کو یکجا کیا گیا۔
- پنجاب احساس پروگرام ایکٹ 2022 پنجاب احساس پروگرام کے بطور ایک نئے سماجی تحفظ اور غربت میں کمی کے پروگرام کے قیام کا اہتمام کرتا ہے تاکہ پنجاب میں غربت میں کمی اور سماجی تحفظ کے لیے کیے گئے اقدامات کی اصلاح اور تنظیم نو ہو اور انہیں مستحکم بنایا جا سکے۔
- یونیورسٹی آف کمالیہ ایکٹ 2022 یونیورسٹی کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔
- سالار انٹرنیشنل یونیورسٹی ایکٹ 2022 (2021 میں پیش اور جنوری 2022 میں منظور ہوا) یونیورسٹی کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔
- یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ سائنسز ایکٹ 2022 (2021 میں پیش اور جنوری 2022 میں منظور ہوا) نجی شعبے میں یونیورسٹی کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔

انتظامی علاقوں میں قانون سازی

آزاد جموں و کشمیر

- آزاد جموں و کشمیر معاہدی، ایڈہاک یا عارضی سرکاری ملازمت (شرائط وضوابط) کی مخصوص کیٹیگریز کی خدمات کو باضابطہ بنانے کا (تنسیخی) ایکٹ 2022 کے ذریعے معاہدی، ایڈہاک یا عارضی سرکاری ملازمت (شرائط و ضوابط) کی مخصوص کیٹیگریز کی خدمات کو باضابطہ بنانے کا ایکٹ 2021 کو منسوخ کر دیا گیا۔

گلگت۔ بلتستان

- گلگت۔ بلتستان کمیشن برائے حقوق نسواں ایکٹ 2022 (2021 میں پیش اور جون 2022 میں منظور ہوا) گلگت۔ بلتستان میں کمیشن برائے حقوق نسواں کے قیام کا اہتمام کرتا ہے۔
- گلگت۔ بلتستان معمر افراد کی فلاح کا ایکٹ 2021 (2021 میں پیش اور جون 2022 میں منظور ہوا) گلگت۔ بلتستان کے معمر شہریوں کی بہبود کا انتظام کرتا ہے۔
- گلگت۔ بلتستان خوراک ایکٹ 2022 خوراک تک رسائی کے حق کو تسلیم کرتا ہے اور اس کے انتظام کو باضابطہ بناتا ہے۔

ضمیمہ 1

ضمیمہ - 2

ایچ آر سی پی کی سرگرمیاں

ورکشاپس، سیمینار، اجلاس اور پریس بریفنگز

جنوری

- 5 جنوری، پشاور: خانہ بدوش مزدوروں کی شہریت تک رسائی پر ایک روزہ تربیتی ورکشاپ۔
- 5 جنوری، کراچی: میڈیا میں جامع رپورٹنگ کے رجحانات کے فروغ کے لیے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ایڈیٹرز کے ساتھ اجلاس۔
- 6 جنوری، لاہور: پنجاب میں سموگ کے بحران پر حکومتی ردعمل پر موبلائزیشن اجلاس۔
- 7 جنوری، لاہور: صحافیوں کے لیے شہریت تک رسائی پر تربیتی ورکشاپ۔
- 9 جنوری، لاہور: اجتماعی کارروائی کو آگے بڑھانے کے لیے سوشل میڈیا کے کردار پر طلبہ کارکنوں کا موبلائزیشن اجلاس۔
- 15 جنوری، کراچی: ملیر میں مقامی کمیونٹی کی رسائی کے ایک ذریعہ کے طور پر انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ پر تربیتی سیشن۔
- 24 جنوری، لاہور: خانہ بدوش مزدوروں کی شہریت تک رسائی کے حوالے سے آن لائن قومی کانفرنس۔
- 29 جنوری، حیدرآباد: خواجہ سراؤں، معذور افراد اور مذہبی اقلیتوں کے نمائندوں کے ساتھ مقامی حکومت میں شرکت پر مشاورت۔

فروری

- 7-9 فروری، کراچی: ضلع شرقی میں مقامی کمیونٹی کی رسائی کے ایک ذریعہ کے طور پر، انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ پر تربیتی اجلاس۔
- 15 فروری، لاہور: 'پیکا پر نظر ثانی: سائبر کرائم کے قوانین کو خواتین کے خلاف کیسے استعمال کیا جاتا ہے' کے عنوان سے آئی اے رحمان ریسرچ گرانٹ رپورٹ کا اجرا۔
- 25 فروری، اسلام آباد: پرامن اجتماع کی آزادی پر ایچ آر سی پی کے ورکنگ گروپ کا اجلاس۔

مارچ

- 2 مارچ، کراچی: جامعہ کراچی میں اعلیٰ تعلیم کے بحران اور اس کے حل پر گول میز کانفرنس۔

- 4 مارچ، کراچی: سندھ مقامی حکومت ایکٹ 2013 پر کیماڑی کی خواتین اور نوجوانوں کے ساتھ اجلاس۔
- 4 مارچ، اسلام آباد: ایچ آر سی پی کے رکن امجد نذیر کی جانب سے یکساں قومی نصاب کے تجزیہ کے اہم نتائج پر پریزنٹیشن۔
- 5 مارچ، کوئٹہ: خواجہ سرا افراد (تحفظ اور حقوق) ایکٹ 2018 اور بلوچستان میں اس کے نفاذ پر ورکشاپ۔
- 8 مارچ، حیدرآباد: مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کی پسماندگی اور کمزوری اور اس سے نمٹنے میں انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے کردار پر میٹنگ۔
- 8 مارچ، تربت: خواتین کے عالمی دن کے موقع پر، ایچ آر سی پی تربت نے مختلف سول سوسائٹی تنظیموں کے اشتراک سے ملا فاضل ہال میں ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔
- 8 مارچ، گلگت: سوئی جواری سینٹر فار پبلک پالیسی کے اشتراک سے خواتین کے عالمی دن کے موقع پر گلگت۔ بلتستان حکومت کو برابری کے مطالبات کا مشترکہ چارٹر پیش کیا گیا۔
- 8 مارچ، گلگت: کولیشن فار انکلوسیو پاکستان کے تعاون سے معذوری کے ساتھ جیتی خواتین کے حقوق سے متعلق آگہی اجلاس۔
- 8 مارچ، ملتان: بہاءالدین زکریا یونیورسٹی کے تعاون سے خواتین کے عالمی دن پر سیمینار۔
- 8 مارچ، ملتان: جنوبی پنجاب میں انسانی حقوق کی صورت حال پر ملتان پریس کلب میں پریس کانفرنس۔
- 11 مارچ، لاہور: سابق چیئرپرسن ڈاکٹر مہدی حسن کے لیے تعزیتی ریفرنس۔
- 28 مارچ، گلگت: لیگل ایڈ سوسائٹی کی طرف سے سول سوسائٹی اور ایچ آر سی پی گلگت - بلتستان کے تعاون سے گروپ ڈسکشن کا انعقاد۔ شرکا نے تنازعات کے متبادل حل، موجودہ سرگرمیوں، مقامات اور مستقبل کے مواقع پر تبادلہ خیال کیا۔
- 29 مارچ، کراچی: کتاب ''مارکسزم اور آج کی دنیا'' کی تقریب رونمائی۔

اپریل

- 1 اپریل، حیدرآباد: سابق چیئرپرسن ڈاکٹر مہدی حسن کے لیے تعزیتی ریفرنس۔
- 8 اپریل، کراچی: ریاست کی سماجی اور سیاسی صورتحال اور آگے بڑھنے کے راستے پر تبادلہ خیال کے لیے سول سوسائٹی کی تنظیموں، مزدور یونینوں، ماہرین تعلیم، طلبہ اور صحافیوں کے ساتھ مشاورتی اجلاس۔
- 12 اپریل، لاہور: آئی اے رحمان کی برسی پر یادگاری ریفرنس۔

مئی

- 28 مئی، ملتان: ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے ساتھ 2018 کے ٹرانس جینڈر رائٹس پروٹیکشن ایکٹ پر تبادلہ خیال۔
- 31 مئی، حیدرآباد: سینئر ممبر لالہ عبدالحلیم شیخ کے لیے یادگاری ریفرنس۔

جون

- 6 جون، گلگت: سوست، ہنزہ میں مزدوروں کے حقوق سے متعلق آگاہی سیشن کا انعقاد کیا گیا۔
- 6 جون، لاہور: بارکونسلز اور اہم کارکنوں کے ساتھ ایچ آر سی پی کے اجتماع کی آزادی سے متعلق ورکنگ گروپ کا عبوری اجلاس۔
- 7 جون، اسلام آباد: غیر محفوظ مزدور گروہوں، ٹریڈ یونینوں اور انجمنوں کے ساتھ روابط اور مکالمے پر اجلاس۔
- 13 جون، کراچی: پرامن اجتماع کی آزادی کے حق کو برقرار رکھنے کے لیے قانون سازوں، سرکاری افسران اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کے ساتھ پالیسی مکالمہ۔
- 16 جون، کوئٹہ: بلوچستان بچوں کے تحفظ کا ایکٹ 2016 پر عمل درآمد نہ ہونے اور آگے بڑھنے کے طریقہ کار پر آؤٹ ریچ اجلاس۔
- 20 جون، اسلام آباد: ایچ آر سی پی کے ورکنگ گروپ کے ساتھ پرامن اجتماع کی آزادی کے حق کو برقرار رکھنے پر پالیسی مکالمہ۔ اس کے بعد 'پاکستان میں پرامن اسمبلی کی آزادی: قانون سازی کا جائزہ' کے عنوان سے ایک میپنگ سٹڈی شروع کرنے کے لیے ایک پریس کانفرنس ہوئی۔
- 22 جون، حیدرآباد: سندھ میں کسانوں کو درپیش پانی کی کمی اور دیگر مسائل پر سول سوسائٹی کا مکالمہ۔
- 24 جون، کوئٹہ: تشدد کے متاثرین کی حمایت میں عالمی دن کے موقع پر مشاورت۔
- 25 جون، گلگت: جی بی میں ماحولیاتی نظم ونسق پر پالیسی مکالمے کا انعقاد کیا گیا۔
- 25 جون، ملتان: نجی سکولوں کی خواتین اساتذہ کے ساتھ ان کے مسائل پر تبادلہ خیال کے لیے اجلاس۔
- 26 جون، گلگت: تشدد کے متاثرین کی حمایت کے عالمی دن کے موقع پر مشاورتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔
- 26 جون، اسلام آباد: تشدد کے متاثرین کی حمایت کے عالمی دن کے موقع پر تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کے کنونشن کے نفاذ پر اجلاس اور تبادلہ خیال۔
- 26 جون، پشاور: تشدد کے متاثرین کی حمایت کا عالمی دن منانے کے لیے اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔
- 27 جون، لاہور: پرامن اجتماع کی آزادی کے حق کو برقرار رکھنے کے لیے سول سوسائٹی کی تنظیموں، قانون سازوں اور قانون نافذ کرنے والے حکام کے ساتھ پالیسی مکالمہ۔

- 29 جون، لاہور: پرامن اجتماع کی آزادی کے حق پر ایچ آر سی پی کے تصویری مضمون نویسی کے مقابلے جیتنے والوں کے اعزاز میں ایوارڈز کی تقریب۔
- 29 جون، ملتان: وہاڑی میں جنوبی پنجاب میں نقصان دہ رسم ورواج پر مشاورت۔
- 30 جون، گلگت: غذر میں خودکشیوں کی بڑھتی ہوئی شرح پر مشاورتی اجلاس، جس میں ایک مداخلتی ایکشن پلان تیار کر کے جی بی حکومت کو بھیجا گیا۔

جولائی

- 7 جولائی، پشاور: خیبر پختونخوا میں خواجہ سراؤں کے خلاف تشدد پر پالیسی مکالمہ۔

اگست

- 1-3 اگست، پشاور: سوات میں صنفی تشدد پر اجلاس اور مختلف فریقوں کے ساتھ ملاقاتیں۔
- 5 اگست، کراچی: کراچی یونین آف جرنلسٹس کے تعاون سے کونسل رکن اختر بلوچ کے لیے ریفرنس۔
- 11 اگست، اسلام آباد: خواجہ سراؤں کے حقوق کے لیے صوبائی بل کے مسودے پر فریق خواجہ سراؤں کے کارکنوں کے ساتھ مشاورت۔
- 12 اگست، گلگت: رہنما فیملی پروگرام کے اشتراک سے نوجوانوں کا دن منایا گیا۔
- 17 اگست، لاہور: سرگودھا میں بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے آگہی اجلاس۔
- 21 اگست، کراچی: کورنگی میں ساحلی برادریوں کے ساتھ آؤٹ ریچ اجلاس۔
- 22 اگست، فیصل آباد: انجمن سازی کی آزادی کے حق کے بارے میں آگہی اجلاس۔
- 27 اگست، ملتان: ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ بعنوان 'جنوبی پنجاب: محروم، استحصال زدہ' کے اجرا کے لیے پریس کانفرنس۔
- 29 اگست، اسلام آباد: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کے موقع پر پاکستان میں جبری گمشدگیوں پر مشاورت۔
- 30 اگست، گلگت: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کے موقع پر مشاورتی اجلاس۔
- 30 اگست، کوئٹہ: جبری گمشدگیوں کے خلاف عالمی دن کے موقع پر سول سوسائٹی کا اجلاس۔
- 30 اگست، تربت: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کے موقع پر تقریب۔
- 30 اگست، پشاور: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کا عالمی دن منانے کے لیے اجلاس۔

ضمیمہ - 2

- 30 اگست، کراچی: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن پر جبری گمشدگیوں سے متاثرہ خاندانوں میں خواتین کی حالت زار پر اجلاس۔
- 31 اگست، اسلام آباد: ''انتخابی اصلاحات: انتخابات کو قابل اعتبار بنانا'' کے عنوان پر قومی کانفرنس۔

ستمبر

- 1 ستمبر، ملتان: سیلاب متاثرین کو مناسب علاج سے محروم کرنے پر سرکاری ہسپتالوں کی مذمت کے لیے پریس کانفرنس۔
- 2 ستمبر، لاہور: پاکستان کے سیاسی، اقتصادی اور موسمیاتی بحرانوں پر سول سوسائٹی کے ساتھ عام اجلاس۔
- 15 ستمبر، اسلام آباد: شارپ اور یو این ایچ سی آر کے ساتھ رجسٹریشن کے عمل میں مہاجرین کو درپیش چیلنجوں کے بارے میں سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ پریزنرز ایڈ (شارپ) اور افغان مہاجرین کے درمیان ملاقات۔
- 18 ستمبر، گلگت: انسانی حقوق کے فروغ میں سول سوسائٹی کے کردار پر سکردو میں آگہی اجلاس۔
- 19 ستمبر، گلگت: خپلو میں انسانی حقوق کے فروغ میں سول سوسائٹی کے کردار پر آگہی اجلاس۔
- 21 ستمبر، لاہور: سیالکوٹ میں بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے آگہی اجلاس۔
- 22 ستمبر، اسلام آباد: میڈیا ملازمین کے لیبر حقوق سے متعلق آگہی اجلاس۔
- 26 ستمبر، کوئٹہ: قدرتی آفات میں غریب اور پس ماندہ کمیونٹیز کو درپیش خطرات پر تبادلہ خیال کے لیے موبلائزیشن اجلاس۔
- 27 ستمبر، بہاولپور: بہاولپور میں انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے ساتھ جنوبی پنجاب میں سیلاب کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے خطرات پر تبادلہ خیال کے لیے موبلائزیشن اجلاس۔
- 27 ستمبر، اسلام آباد: دارالحکومت اسلام آباد کے علاقوں میں غیر محفوظ مزدور گروہوں، ٹریڈ یونینوں اور انجمنوں کے ساتھ مکالمہ۔
- 27 ستمبر، حیدرآباد: حیدرآباد پریس کلب میں سندھ میں سیلاب کے بحران پر گفتگو۔
- 28 ستمبر، ملتان: خواجہ سراؤں کے خلاف حقوق کی خلاف ورزیوں پر تبادلہ خیال کے لیے خواجہ سرا کارکنوں کے ساتھ موبلائزیشن اجلاس۔
- 30 ستمبر، گلگت: انسانی حقوق کے فروغ میں سول سوسائٹی کے کردار پر آگہی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔
- 30 ستمبر، اسلام آباد: راولپنڈی پریس کلب میں صنف پر مبنی تشدد اور انسانی حقوق کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لیے انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے ساتھ موبلائزیشن اور مشغولیت۔

اکتوبر

- یکم اکتوبر، حیدرآباد: مٹیاری میں خواتین، کسانوں اور مذہبی اقلیتوں کے خلاف حقوق کی خلاف ورزیوں پر آگہی میں اضافے کے لیے مشاورت۔
- یکم اکتوبر، ملتان: خواجہ سرا افراد (تحفظ حقوق) ایکٹ 2018 پر غلط معلومات پھیلاتی مہم پر تبادلہ خیال کے لیے ملتان پریس کلب میں خواجہ سراؤں کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس۔
- 3 اکتوبر، پشاور: مردان میں انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو درپیش چیلنجز پر موبلائزیشن اجلاس۔
- 5 اکتوبر، لاہور: فیصل آباد میں انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو درپیش چیلنجز پر تبادلہ خیال کے لیے موبلائزیشن اجلاس۔
- 6 اکتوبر، حیدرآباد: نواب شاہ میں خواتین پر سیلاب کے اثرات کے حوالے سے موبلائزیشن اجلاس کا انعقاد۔
- 7 اکتوبر، لاہور: خواجہ سرا کارکنوں، قانون سازوں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کے نمائندوں کے ساتھ صوبے کے خواجہ سراؤں کے حقوق سے متعلق قانون سازی پر گفتگو کے لیے پالیسی مکالمہ۔
- 10 اکتوبر، کوئٹہ: سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے حوالے سے مشاورت۔
- 10 اکتوبر، تربت: سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے موقع پر تقریب اور مظاہرہ۔
- 10 اکتوبر، اسلام آباد: ایچ آر سی پی کے دفتر میں سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے موقع پر اجلاس۔
- 10 اکتوبر، گلگت: سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے موقع پر مشاورتی اجلاس۔
- 10 اکتوبر، ملتان: سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے موقع پر سول سوسائٹی کے اراکین کے ساتھ تبادلہ خیال۔
- 10 اکتوبر، کراچی: سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے موقع پر انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے ساتھ اجلاس۔
- 10 اکتوبر، حیدرآباد: سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے موقع پر ایچ آر سی پی کے مقامی دفتر میں بحث اور حیدرآباد پریس کلب کے سامنے مظاہرہ۔
- 11 اکتوبر، کراچی: سندھ میں خواتین پر سیلاب کے بحران کے اثرات پر تبادلہ خیال کے لیے انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے ساتھ موبلائزیشن اجلاس۔
- 11 اکتوبر، لاہور: ایچ آر سی پی کی چیئر پرسن حنا جیلانی کے ساتھ فیکٹ فائنڈنگ مشن پروٹوکول پر ورکشاپ۔
- 13 اکتوبر، اسلام آباد: پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین/ پناہ گزینوں کو درپیش مسائل پر گول میز بحث۔

- 15 اکتوبر، کراچی: سندھ میں سیلاب کے بحران کے بعد آگے بڑھنے کا راستہ طے کرنے کے حوالے سے بدین میں مشاورت۔
- 31 اکتوبر، گلگت: گلگت ۔بلتستان میں اراضی کے حقوق سے متعلق آؤٹ ریچ اجلاس کا انعقاد کیا گیا جس میں ترقیاتی منصوبوں کے متاثرین سمیت 26 سے زائد فریقوں نے بھی شرکت کی۔

نومبر

- 2 نومبر، اسلام آباد: سوشل میڈیا ضوابط 2020 کے حوالے سے سول سوسائٹی کے اراکین اور اس موضوع کے ماہرین کے درمیان لابینگ اجلاس اور مشاورتی مکالمہ۔
- 8 نومبر، کراچی: کراچی پریس کلب میں طلبہ یونینوں کی بحالی کے لیے مشاورتی اجلاس۔
- 10 نومبر، گلگت: گلگت۔ بلتستان میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی بحالی پر مشاورت۔
- 10 نومبر، خضدار: خضدار پریس کلب میں کسانوں کے مسائل پر آؤٹ ریچ اجلاس۔
- 10 نومبر، لاہور: طلبہ یکجہتی مارچ کے لیے طلبہ کارکنوں کے ساتھ اجلاس۔
- 14 نومبر، حیدرآباد: سکھر پریس کلب میں سکھر ڈویژن کے سیلاب متاثرہ علاقوں میں صحت عامہ کو درپیش چیلنجز اور غذائی تحفظ کے خطرات پر مشاورت۔
- 15 نومبر، پشاور: کے پی میں خواجہ سراؤں کے حقوق کے حصول میں حائل چیلنجز پر مشاورت۔
- 15 نومبر، کراچی: ماہی گیر و وکیشنل سینٹر میں خواتین ماہی گیروں کے ساتھ آؤٹ ریچ اجلاس۔
- 16 نومبر، ملتان: ڈی جی خان میں، جنوبی پنجاب میں صنف پر مبنی تشدد کی روک تھام میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے کردار پر مشاورت۔
- 16 نومبر، حیدرآباد: حیدرآباد پریس کلب میں سندھ میں سیلاب متاثرہ افراد کی بحالی کے حوالے سے مشاورت۔
- 19 نومبر، پشاور: بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے مشاورت۔
- 21 نومبر، گلگت: بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے مشاورت۔
- 21 نومبر، کوئٹہ: بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے اجلاس۔
- 21 نومبر، لاہور: بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے مشاورت۔
- 21 نومبر، ملتان: بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے مشاورت۔
- 21 نومبر، کراچی: بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے مشاورت۔
- 21 نومبر، حیدرآباد: بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے مشاورت۔

- 23 نومبر، اسلام آباد: ''مقامی حکومت: اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی میں حائل رکاوٹیں اور ان سے کیسے نمٹا جائے'' کے عنوان سے قومی کانفرنس۔
- 24 نومبر، کوئٹہ: کوئٹہ پریس کلب میں فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ 'سطح کے نیچے: بلوچستان کی کوئلے کی کانوں میں حقوق کی خلاف ورزیاں' کے اجرا کے لیے پریس کانفرنس۔
- 28 نومبر، کراچی: کالج کی طالبات کے لیے صنف پر مبنی تشدد کے بارے میں آگہی اجلاس۔
- 29 نومبر، کوئٹہ: کوئٹہ سرینا ہوٹل میں بلوچستان کی کوئلے کی کانوں میں حقوق کی خلاف ورزیوں پر پالیسی مکالمے کا انعقاد کیا گیا۔
- 30 نومبر، گلگت: فاطمہ جناح گرلز ڈگری کالج گلگت میں صنف کی بنیاد پر تشدد کے خلاف فعالیت کے 16 دن کے سلسلے میں صنف پر مبنی تشدد سے متعلق آگہی اجلاس۔ تقریب میں 200 سے زائد طالبات نے شرکت کی۔
- 30 نومبر، لاہور: کالج کی طالبات کے لیے صنف پر مبنی تشدد کے بارے میں آگہی اجلاس۔

دسمبر

- 1.2 دسمبر، کراچی: انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے انسانی حقوق اور ایڈووکیسی پر ورکشاپ۔
- 3 دسمبر، اسلام آباد: معذوری کے ساتھ جیتے افراد کے عالمی دن کے موقع پر پوٹھوہار مینٹل ہیلتھ ایسوسی ایشن کے اشتراک سے 'شمولیتی ترقی کے لیے تغیراتی حل' کے عنوان سے ایک تقریب۔
- 3 دسمبر، کوئٹہ: گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن کوئٹہ میں صنفی تشدد کے خلاف فعالیت کے 16 دن کے سلسلے میں صنف پر مبنی تشدد سے متعلق آگہی اجلاس۔
- 5 دسمبر، اسلام آباد: اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں صنف پر مبنی تشدد کے خلاف فعالیت کے 16 دن کے سلسلے میں آگہی اجلاس۔

5 دسمبر، پشاور: کالج کی طالبات کے لیے صنف پر مبنی تشدد کے بارے میں آگہی اجلاس۔

- 7 دسمبر، اسلام آباد: موسمیاتی انصاف کے حوالے سے '2022 کے سیلاب کے بعد نئے سماجی معاہدے کی تعمیر' کے عنوان سے قومی گول میز اجلاس۔
- 10 دسمبر، کراچی: یوڈی ایچ آر کے 74 سال مکمل ہونے پر سیمینار۔
- 12-13 دسمبر، کوئٹہ: پریس کلب میں تربت، خضدار، لورالائی، نوشکی، قلعہ سیف اللہ اور کوئٹہ کے انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے فیکٹ فائنڈنگ کے طریقوں، ایڈووکیسی اور تحفظ پر تربیتی ورکشاپ۔
- 14 دسمبر، اسلام آباد: اسلام آباد ہوٹل میں اسلام آباد میں مقیم وکلا اور مقامی بار ایسوسی ایشن کے اراکین کے ساتھ

ضمیمہ - 2

صنف پر مبنی تشدد پر آؤٹ ریچ اجلاس۔

- 15 دسمبر۔ کوئٹہ: نوشکی میں سیاسی عمل میں خواتین کی شمولیت پر نوشکی پریس کلب میں آؤٹ ریچ اجلاس۔
- 16 دسمبر، کراچی: سندھ طلبہ یونین ایکٹ پر مشاورت۔
- 17-18 دسمبر، لاہور: دراب پٹیل آڈیٹوریم میں انسانی حقوق کے محافظوں کے لیے قومی ورکشاپ۔
- 19-20 دسمبر، لاہور: انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے انسانی حقوق اور ایڈووکیسی پر ورکشاپ۔
- 22-23 دسمبر، اسلام آباد: اسلام آباد، راولپنڈی، سکردو، گلگت، مردان اور پشاور کے انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے فیکٹ فائنڈنگ کے طریقوں، ایڈووکیسی اور تحفظ پر تربیتی ورکشاپ۔
- 26-27 دسمبر، لاہور: سول سوسائٹی گروپس کے لیے انسانی حقوق اور ایڈووکیسی پر ورکشاپ۔
- 28 دسمبر، پشاور: ڈی آئی خان میں وراثت میں خواتین کے حق کے بارے میں آگہی اجلاس۔
- 29-30 دسمبر، اسلام آباد: اسلام آباد، راولپنڈی، سکردو، گلگت، مردان، پشاور اور صوابی کے انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے فیکٹ فائنڈنگ کے طریقوں، ایڈووکیسی اور تحفظ پر تربیتی ورکشاپ۔
- 30 دسمبر، لاہور: پنجاب پولیس کے لیے انسانی حقوق کے اصولوں پر ٹریننگ آف ٹرینرز ورکشاپ۔

فیکٹ فائنڈنگ مشن اور جائزہ مشن

- 14 فروری: کسان اتحاد ریلی میں اجتماع کی آزادی کی صورتِ حال پر جائزہ مشن۔
- 3 مارچ: آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین (سی بی اے) کے احتجاج میں اجتماع کی آزادی کی صورتِ حال پر جائزہ مشن۔
- 4 مارچ: جنوبی پنجاب میں ٹیکسٹائل ورکرز پر فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 8 مارچ، اسلام آباد: حکومت کی نااہلی اور اس کے معاشی بحران کو جنم دیتی پالیسیوں کے خلاف پی پی پی کی ریلی میں اجتماع کی آزادی کی صورت حال پر جائزہ مشن۔
- 11 مارچ، پشاور: پشاور کے ایک پرہجوم علاقے میں شیعہ کمیونٹی کے خلاف ان کی مسجد پر مہلک حملے پر ایک احتجاجی مظاہرے میں اجتماع کی آزادی کی صورتِ حال پر جائزہ مشن۔
- 27 مارچ، اسلام آباد: پریڈ گراؤنڈ اسلام آباد میں حکومت کی کارکردگی اور کامیابیوں کو اجاگر کرنے کے لیے پی ٹی آئی کے جلسے میں اجتماع کی آزادی کی صورتِ حال پر جائزہ مشن۔
- 28 مارچ، اسلام آباد: حزب اختلاف کی جماعتوں کی جانب سے مہنگائی مارچ میں اجتماع کی آزادی کی صورت حال پر جائزہ مشن۔

- 19 اپریل، کراچی: کراچی پریس کلب میں ناظم جوکھیو کے لیے انصاف کے مطالبے کے حوالے سے سول سوسائٹی کے احتجاج کے لیے اجتماع کی آزادی کی صورت حال پر جائزہ مشن۔
- 11 مئی، حیدرآباد: زمین پر قبضہ کرنے والوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے گٹھ جوڑ کے ذریعے زمین کے ایک قطعہ پر قبضے کے خلاف احتجاج میں اجتماع کی آزادی کی صورتِ حال پر جائزہ مشن۔
- 4-9 جون، گلگت: گلگت۔ بلتستان میں انسانی حقوق کی مجموعی صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لیے فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 16 جولائی، حیدرآباد: حیدرآباد میں نسلی تنازع کا سبب بننے والے بلال کاکا کے قتل کی تحقیقات کے لیے فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 15-20 ستمبر، پشاور: پشاور میں خواجہ سراؤں پر حملے کے حوالے سے تعاملی فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 10 اکتوبر، گلگت: ایک نوجوان خاتون کا سیلاب کے بحران پر فیکٹ فائنڈنگ مشن کے لیے کیس اسٹڈی انٹرویو کیا گیا جو آفت کی وجہ سے بے گھر ہوگئی تھی۔
- 16-10 اکتوبر، تربت: انسانی حقوق کی مجموعی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے گوادر، تربت، پنجگور اور کوئٹہ میں فیکٹ فائنڈنگ مشن۔

اظہارِ یکجہتی کے لیے مظاہرے، ریلیاں اور دورے

جنوری

- 18 جنوری، تربت 2022: جسٹس فار شاہینہ شاہین کمیٹی کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ جس میں ایچ آر سی پی ریجنل آفس تربت، حق دو تحریک ضلع کیچ، بی ایس او اور بی ایس او پجار شامل تھے۔
- 24 جنوری، کراچی: اورنگی ٹاؤن میں مقامی حکام پر پانی کی چوری اور قلت کے خاتمے پر زور دینے کے لیے مظاہرہ۔

28 جنوری، کراچی: ایچ آر سی پی کے وفد نے رحمت اللہ پتافی کے مبینہ اغوا کے خلاف احتجاج کے لیے لگائے گئے لاپتا افراد کے کیمپ کا دورہ کیا۔

فروری

- 5 فروری، کراچی: پشاور بم دھماکے کے بعد اظہارِ یکجہتی اور سندھ میں اقلیتوں کی صورتِ حال پر تبادلہ خیال کے لیے بشپ فریڈرک جان آف ٹرینیٹی چرچ کا دورہ کیا۔
- 12 فروری، حیدرآباد: شجرکاری کے لیے سکندرآباد ضلع جامشورو کا دورہ۔

- 14فروری،حیدرآباد:نواب شاہ میں نواب ولی محمد کے قتل کے خلاف مظاہرہ۔
- 16فروری،حیدرآباد:ہوسٹری ہری کیمپ،ضلع حیدرآباد کا دورہ۔
- 21فروری،حیدرآباد:لینڈ مافیا پر سکندرآباد ضلع جامشورو کا دورہ۔
- 26فروری حیدرآباد:سکندرآباد ہاری کیمپ کوٹری ضلع جامشورو کا دورہ۔
- 28فروری،حیدرآباد:حیدرآباد کے دیہی علاقوں میں کمیونٹی پر مبنی ادارے ِ پرھ ترقیاتی تنظیم کے ساتھ مظاہرہ۔
- 28 فروری، حیدرآباد: ریپڈ ریسپانس نیٹ ورک حیدرآباد کے زیر اہتمام حیدرآباد میں خواتین کے حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ۔

مارچ

- 8مارچ،حیدرآباد:عورت مارچ 2022 میں ویمن ایکشن فورم کے ساتھ مشترکہ ریلی میں شرکت۔

18 مارچ، کراچی: سولجر بازار مندر میں ہندو برادری کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے ہولی کے تیوہار میں شرکت کی۔

اپریل

- 19اپریل،تربت: پاک ایران سرحد کی بندش اور چاغی واقعے کے خلاف حق دوتحریک بلوچستان کے زیر اہتمام احتجاجی ریلی میں شرکت۔
- 20اپریل،تربت: ایچ آر سی پی کے وفد نے چاغی واقعے کے خلاف احتجاجی ریلی میں شرکت کی۔
- 20اپریل،تربت:ایچ آر سی پی کے وفد نے چاغی واقعے کے خلاف نیشنل پارٹی اور بی ایس او پجار کے اشتراک سے پریس کلب تربت کے سامنے احتجاجی مظاہرے میں شرکت کی۔

مئی

- 3 مئی، تربت: عیدالفطر کے موقع پر بلوچ یکجہتی کمیٹی کے زیر اہتمام لاپتہ افراد کی بازیابی کے لیے پریس کلب تربت سے ریلی نکالی گئی۔
- 18 مئی، تربت: ایچ آر سی پی تربت نے نورجان فضل کے جبری اغوا اور ان کے خلاف انسداد دہشت گردی کے مقدمات کے اندراج کے خلاف سول سوسائٹی کے مختلف طبقات کی جانب سے نکالی گئی احتجاجی ریلی میں شرکت کی۔

جون

- 18 جون، تربت: ایچ آر سی پی کے وفد نے بلوچستان میں جبری گمشدگیوں کے مسلسل واقعات کے خلاف احتجاج میں شرکت کی۔

- 26 جون، کراچی: تشدد کے متاثرین کی حمایت میں عالمی دن کی مناسبت سے کراچی پریس کلب کے سامنے مظاہرہ۔
- 26 جون، کراچی: ایچ آر سی پی کے وفد نے اظہار یکجہتی کے لیے ایم کیو ایم کے لاپتا کارکنوں کے اہل خانہ سے ملاقات کی۔
- 26 جون، تربت: تشدد کے متاثرین کی حمایت کے عالمی دن کے موقع پر دوران حراست میں قیدیوں پر جاری تشدد کی مذمت اور اس گھناؤنے جرم میں ملوث ریاستی اہلکاروں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کرنے کے لیے اجلاس اور مظاہرہ۔
- 26 جون، حیدرآباد: حیدرآباد پریس کلب میں تشدد کے متاثرین کی حمایت کے عالمی دن کے موقع پر بحث اور مظاہرہ۔
- 26 جون، ملتان: تشدد کے متاثرین کی حمایت کے عالمی دن کے موقع پر ملتان پریس کلب کے سامنے مظاہرہ۔
- 28 جون، تربت: جبری گمشدگیوں کے خلاف اور اٹھائے گئے افراد کی بحفاظت بازیابی کے لیے تربت چوک پر احتجاجی ریلی۔

جولائی

- 2 جولائی، تربت: ایچ آر سی پی کے ایک وفد نے کیچ کلچر سنٹر، تربت کا دورہ کیا اور مرکز میں فن سے متعلق جاری سرگرمیوں کے بارے معلومات حاصل کیں۔
- 3 جولائی، کراچی: ایچ آر سی پی کے وفد نے اظہار یکجہتی کے لیے رضویہ کالونی میں لاپتا ہونے والے شیعہ افراد کے نو خاندانوں سے ملاقات کی۔
- 13 جولائی، تربت: بارکھان سے جبری طور پر لاپتا ہونے والے ڈاکٹر جمیل بلوچ کی بحفاظت بازیابی کے لیے احتجاجی ریلی۔
- 14 جولائی، کراچی: ایچ آر سی پی کے وفد نے اظہار یکجہتی کے لیے پشتون کارکنوں اور سابق ایم این اے علی وزیر سے ملاقات کی۔
- 16 جولائی، تربت: تمپ میں فرنٹیئر کور کی جانب سے شیلنگ کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ مذکور واقعے میں متعدد خواتین اور بچے زخمی ہوئے تھے۔
- 23 جولائی، تربت: ایچ آر سی پی کے وفد نے زیارت میں مبینہ پولیس مقابلے میں نو بلوچوں کی ہلاکت کی مذمت کے لیے نکالی گئی احتجاجی ریلی میں شرکت کی۔

اگست

- 30 اگست، ملتان: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کے موقع پر ملتان پریس کلب کے سامنے مظاہرہ۔
- 30 اگست، کراچی: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کی یاد میں جبری گمشدگیوں سے متاثرہ خاندانوں کی خواتین کی حالت زار پر اجلاس۔ وائس آف مسنگ پرسنز، وائس آف بلوچ مسنگ پرسنز، شیعہ مسنگ پرسنز، کراچی بلوچ یکجہتی کمیٹی اور سندھ سُجاگی فورم کے اشتراک سے احتجاجی مظاہرہ۔
- 30 اگست، حیدرآباد: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کے موقع پر حیدرآباد پریس کلب میں بحث اور مظاہرہ۔

ستمبر

- 21 ستمبر، کوئٹہ: عالمی یوم امن کے حوالے سے کوئٹہ پریس کلب کے سامنے ریلی۔
- 26 ستمبر، کراچی: ایچ آر سی پی کے ایک وفد نے ناظم کراچی سے ملاقات کی اور سیلاب زدگان کو درپیش مسائل کے حل کے لیے ایس ایف ای اسکول، سبزی منڈی میں سیلاب بحالی کیمپ کا دورہ کیا۔

اکتوبر

- 2 اکتوبر، تربت: ایک سال قبل سیکیورٹی فورسز کے غیر قانونی آپریشن میں مارے جانے والے رمیز خلیل کی پہلی برسی پر ریلی اور جلسہ۔
- 8 اکتوبر، تربت: ایچ آر سی پی کے ایک وفد نے کئی سیاسی رہنماؤں اور صحافیوں کے ساتھ ایک زمین کے تنازع پر اظہار یکجہتی کے لیے بلوچستان اکیڈمی کا دورہ کیا۔

ضمیمہ - 3

ایچ آر سی پی کے بیانات

سماجی ذرائع ابلاغ

قانون کی حکمرانی

16 اپریل: پنجاب اسمبلی میں آج تشدد کا مظاہرہ جمہوریت، شائستگی کے تقاضوں اور رائے دہندگان کی اپنے منتخب نمائندوں سے وابستہ توقعات کے برخلاف تھا۔ ایچ آر سی پی ان سب کی مذمت کرتا ہے جنہوں نے اسمبلی کے اسپیکر اور دیگر اراکین پر حملہ کیا، اور جنہوں نے تشدد کو ہوا دی۔

25 جولائی: ایچ آر سی پی عدالتِ عظمیٰ سے آرٹیکل 63 الف سے متعلق نظرثانی درخواست کی سماعت کے لیے فل بنچ (کل اراکین کا بنچ) تشکیل دینے کے سپریم کورٹ بار کے مطالبے کی حمایت کرتا ہے۔ پاکستان کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ عدالتیں مکمل غیر جانبدار نظر آئیں۔

قانون کا نفاذ

4 جنوری: ایچ آر سی پی، آئی جی سندھ پولیس کو دی گئی عدالتِ عظمیٰ کی جبری مشقت کرنے والے منو بھیل کے 23 برس پرانے مقدمے کی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کو خوش آئند قرار دیتا ہے۔ منو بھیل کو خاموش کروانے کے لیے ان کے والدین، بیوی اور چار بچوں کو مبینہ طور پر ایک زمین دار نے 1998 میں اغوا کیا تھا۔ منو بھیل کے اہل خانہ کبھی بازیاب نہیں ہو سکے اور ان کا مقدمہ 2015 سے سرد خانے میں پڑا ہوا ہے۔ سنڈل کمیشن، جس کی درخواست پر ہدایت جاری کی گئی، نے اس معاملے پر تفصیلی رپورٹ کے لیے کہا تھا۔

8 جنوری: ایچ آر سی پی 10 بچوں سمیت 22 سیاحوں کی موت پر افسوس کا اظہار کرتا ہے جو پیشگی تنبیہی نظام اور بعد میں حکام کے ٹریفک ضوابط نہ ہونے کی وجہ سے مری میں شدید برفباری میں پھنس گئے تھے۔ انہیں بروقت بحفاظت نکالنے میں حکومتی ناکامی ناقص نظم ونسق کی عکاسی کرتی ہے اور فوری تحقیقات کی متقاضی ہے۔

26 جنوری: ہم راوی ریورفرنٹ اربن ڈیولپمنٹ پراجیکٹ کو حصول اراضی ایکٹ 1893 سے متصادم ہونے کی وجہ سے غیر قانونی قرار دینے کے عدالت عالیہ لاہور کے فیصلے کو خوش آئند قرار دیتے ہیں۔ ایچ آر سی پی کے ہمراہ سول سوسائٹی کے جن کارکنان نے عدالت میں اس منصوبے کو چیلنج کیا تھا، ان کی دلیل یہ تھی کہ منصوبہ مقامی کسانوں کو ان کی زمین اور ذرائع آمدن سے محروم کر دے گا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ فیصلہ عدالتی نظیر بن کر یقینی بنائے گا کہ متنازع ترقیاتی منصوبوں کے مفاد میں عوام کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو۔

29 جنوری: 24 جنوری کو قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں نے شہید ذوالفقار علی بھٹو یونیورسٹی آف لا کراچی کے طالب علم رحمت اللہ پتافی کو اغوا کیا تھا۔ اس کا اتا پتا ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ ایسی افسوسناک اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ اسے ماورائے عدالت ہلاکتوں کے خلاف سوشل میڈیا پر آواز اٹھانے پر غیر قانونی حراست میں رکھا جا رہا ہے۔ محترم پتافی کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

11 فروری: ایچ آر سی پی اوکاڑہ میں ترقی پسند سیاسی رہنما طارق شہزاد پر حملے کی مذمت کرتا ہے، جن کے کئی رشتہ دار حملے میں بری طرح زخمی ہوئے ہیں۔ طارق شہزاد پر حملہ کرنے والوں نے مبینہ طور پر جائیداد کے تنازعے پر انہیں ڈرانے دھمکانے کے لیے کئی جھوٹے مقدموں میں بھی ملوث کیا ہے۔ ہم اوکاڑہ پولیس سے فوری تحقیقات کرنے اور شہزاد اور ان کے اہل خانہ کو تحفظ دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

13 فروری: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر شدید غم و غصہ ہے کہ شہید بینظیر آباد میں جائیداد کے تنازع پر ایک پولیس افسر اور چھ افراد قتل اور کم از کم آٹھ بری طرح زخمی ہوئے جب زرداری قبیلے کے لوگوں نے مبینہ طور پر بھنڈ قبیلے کے لوگوں پر فائرنگ کی۔ معاملہ عدالت میں ہے اور ایسے پرتشدد ہتھکنڈے ناقابل برداشت ہیں۔ سندھ حکومت کو اعلیٰ سطحی تحقیقات کرنا اور مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دینا ہوگی۔

4 مارچ: منتخب ایم این اے محسن داوڑ، وکیل ایمان مزاری حاضر اور متعدد بلوچ طلبا اور حامیوں کے خلاف مبینہ طور پر مجرمانہ سازش، فساد اور بغاوت کی بنیاد پر درج کیے گئے مقدمات مضحکہ خیز عمل ہے۔ اس موقع پر پولیس کی جانب سے متعدد مظاہرین پر تشدد بھی کیا گیا۔ یہ ناقابل فہم ہے کہ ریاست ان لوگوں کو استثنا کے ساتھ اذیت دینے کا فیصلہ کرتی ہے جو جبری گمشدگیوں کے بارے میں سچائی کے علاوہ کچھ نہیں مانگ رہے: یہ ایک تشویش ناک امر ہے کہ ہم پولیس ریاست کے قیام کے قریب پہنچ رہے ہیں۔

4 مارچ: ایچ آر سی پی نے پشاور کی ایک مسجد میں خودکش دھماکے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی ہے۔ دھماکے میں کم از کم 30 افراد ہلاک ہوئے۔ اس حملے کا واضح مقصد شیعہ عبادت گزاروں کو نشانہ بنانا تھا۔ اس سے ان فرقہ وارانہ تنظیموں کے وجود کی نشاندہی ہوتی ہے جنہیں حالیہ برسوں میں غارت گری کی کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔ مذہبی یا فرقہ وارانہ انتہا پسندی کو دی گئی ہر رعایت چاہے وہ سیاسی ہو یا کسی اور شکل میں مجرموں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جن کے لیے مذہب یا عقیدے کی آزادی کا حق تو کیا زندگی کا حق بھی کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ ہم ان تمام لوگوں کے ساتھ اپنی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں جنہوں نے اس حملے میں اپنے اہل خانہ اور دوستوں کو کھویا ہے۔

8 مارچ: ایچ آر سی پی نے پنجاب نیشنل موومنٹ کے کارکن کلیم اللہ چیمہ کی فوری اور بحفاظت بازیابی کا مطالبہ کیا ہے، جنہیں 27 فروری 2022 کو بحریہ ٹاؤن، لاہور سے نامعلوم افراد نے لاپتا کر دیا تھا۔ سیاسی کارکنوں اور مخالفین کی جبری گمشدگیوں کا سلسلہ فوری بند ہونا چاہیے۔

1اپریل: ایچ آر سی پی نے جبری گمشدگیوں پر سی جے، آئی ایچ سی کی آرا کا خیر مقدم کیا ہے۔ صحافی مدثر نارو کے کیس کی سماعت کرتے ہوئے انہوں نے مشاہدہ کیا کہ جبری گمشدگیاں غداری کے مترادف ہیں اور آئین کی پیروی کرنے والے کسی بھی ملک میں قابل قبول نہیں۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ حکام پاکستان بھر سے لاپتا تمام افراد کو فوری بازیاب کرائیں اور اس غیر انسانی اور غیر قانونی عمل کو ختم کریں۔

3اپریل: ایچ آر سی پی وفاقی حکومت کو سختی سے متنبہ کرتا ہے کہ وہ پارلیمان کے اراکین کو اتوار کے قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت سے روکنے کے لیے کسی بھی غیر آئینی اقدام سے باز رہے، جس میں وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کیے جانے کی توقع ہے۔ بالکل اسی طرح، ریاستی اداروں کو پارلیمانی عمل میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ اس طرح کے اقدامات کسی بھی طرح سے پاکستان ایسی نوزائیدہ جمہوریت کے دائمی مسائل حل نہیں کر سکے اور نہ ہی ان میں کوئی کمی لا سکے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ اس پورے عمل کا آزادانہ اور شفاف احوال بتائیں اور تجزیہ کریں۔ ہم ان صحافیوں کو ملنے والی دھمکیوں کی بھی مذمت کرتے ہیں جنہوں نے حالیہ دنوں میں اپنے فرائض کی انجام دہی کرتے ہوئے وزیراعظم عمران خان اور ان کی حکومت کے قابل اعتراض رویے پر تبصرہ کیا تھا۔

7اپریل: ایچ آر سی پی عدالت عظمیٰ کے متفقہ فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہے جس میں قومی اسمبلی کی بحالی اور عدم اعتماد کی ووٹنگ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ عدالت کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ آئین کے احترام اور اس کی تعمیل کے کسی بھی پہلو پر سمجھوتا نہ کرے۔ آئینی جمہوریت کی مضبوطی پر یہ فیصلہ طویل المدتی اثرات مرتب کرے گا۔ اسی طرح، ہم تمام سیاسی عناصر اور خاص طور پر بحال ہونے والی وفاقی حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جمہوری اقدار کے لیے اپنی وابستگی کی تجدید کریں اور عام شہریوں کی ضروریات اور حقوق کو تنگ نظر سیاسی مفادات پر ترجیح دیں۔

15 مئی: ایچ آر سی پی نے پشاور میں دو سکھ افراد کے قتل کی شدید مذمت کی ہے۔ یہ پہلی بار نہیں ہے کہ کے پی میں سکھ برادری کو نشانہ بنایا گیا ہے اور ہم کے پی پولیس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مجرموں کی فوری شناخت کرے اور انہیں گرفتار کرے۔ حکومت کو واضح کرنا چاہیے کہ مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد برداشت نہیں کیا جائے گا۔

21 مئی: ایچ آر سی پی نے پی ٹی آئی کی سینئر رہنما شیریں مزاری کی گرفتاری اور ان کے ساتھ بدتمیزی کی مذمت کی ہے۔ ان کی گرفتاری سے سیاسی انتقام کی بو آ رہی ہے، جو کہ افسوس ناک طرز عمل بن گیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کون سا فریق قصوروار ہے یہ اقدام قابل مذمت تھا۔ ڈاکٹر مزاری باضابطہ قانونی کارروائی کی حقدار ہیں اور واقعے کی فوری تحقیقات ہونی چاہیے۔

24 مئی: ایچ آر سی پی ملک، خاص طور پر پنجاب میں بڑھتے ہوئے سیاسی انتشار سے شدید پریشان ہے۔ آج صبح پی ٹی آئی کے رہنماؤں اور حامیوں کے گھروں پر چھاپے، جس میں ریٹائرڈ جسٹس ناصرہ اقبال کے گھر پر چھاپا بھی شامل ہے، صرف اس لیے کہ ان کا بیٹا پی ٹی آئی کا سینیٹر ہے، افسوسناک ہیں۔ ایچ آر سی پی اسی طرح کی کارروائی کے دوران

لاہور میں پی ٹی آئی کارکن کے گھر پر پولیس کانسٹیبل کے قتل کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اجتماع یا تحریک کی آزادی کے نام پر تشدد پر اکسانا بھی اتنا ہی ناقابل برداشت ہے۔ پاکستانی عوام کو اگر اس مشکل وقت سے نکلنا ہے تو اس وقت پہلے سے کہیں زیادہ سیاسی مذاکرات کی ضرورت ہے، زہریلے بیانیے کی نہیں۔

25 مئی: ایچ آر سی پی کو پی ٹی آئی کے اسلام آباد مارچ کو روکنے کے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ماورائے قانون کارروائیوں پر شدید تشویش ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تمام شہریوں اور سیاسی جماعتوں کو پرامن طریقے سے جمع ہونے اور احتجاج کرنے کا پورا حق ہے۔ ریاست کے حد سے زیادہ ردعمل نے سڑکوں پر تشدد کو روکنے سے کہیں زیادہ اسے ہوا دی ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کی قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سمجھدار، جمہوری ردعمل اپنائیں اور بحران کے خاتمے کے لیے فوری بات چیت شروع کریں۔

4 جون: ایچ آر سی پی کو وزیراعظم کی طرف سے آئی ایس آئی کو سرکاری ملازمین کی بھرتیوں، تقرر اور تعیناتیوں سے پہلے سکریننگ کی ذمہ داری دینے کے فیصلے پر شدید تشویش ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ طریقہ کار پہلے سے موجود تھا بھی یہ جمہوری اصولوں کے خلاف ہے۔ اگر پاکستان کو جمہوریت کے طور پر آگے بڑھنا ہے تو سویلین معاملات میں فوج کے کردار کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔

13 جون: ایچ آر سی پی نے آج نیوز کے نامہ نگار نفیس نعیم کی ناظم آباد میں سادہ لباس میں ملبوس لوگوں کے ہاتھوں جبری گمشدگی کی شدید مذمت کی ہے، اور ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ صحافیوں کو ان کے فرائض کی انجام دہی کے لیے نہ دھمکیاں دی جائیں نہ ہی انھیں نقصان پہنچایا جائے، اور قصورواروں کا محاسبہ ہونا چاہیے۔

20 جون: ایچ آر سی پی نے حالیہ تشدد کی مذمت کی ہے جس میں شمالی وزیرستان میں چھ افراد ہلاک ہوئے۔ ہلاک ہونے والوں میں علاقے میں امن کا پرچار کرنے والی ایک تنظیم کے چار نوجوان کارکن بھی شامل ہیں اور دیگر دو کو جنوبی وزیرستان میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ہم کے پی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مجرموں کو جلد از جلد انصاف کے کٹہرے میں لائے اور نئے ضم شدہ اضلاع میں امن بحال کرے۔

25 جون: ایچ آر سی پی نے کارکن ارسلان خان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا جنہیں مبینہ طور پر کراچی سے رینجرز نے اٹھایا تھا۔ ان کا ٹھکانا فی الحال نامعلوم ہے۔ اس طرح کے غیر قانونی اغوا اور نظر بندیاں قابل مذمت ہیں۔ ریاست جبری گمشدگیوں کا سلسلہ ختم کرے۔ یہ واقعہ کراچی میں ایم کیو ایم پارٹی کے لاپتا کارکنوں کے اہل خانہ جو اپنے پیاروں کی بازیابی کا مطالبہ کر رہے ہیں، کے لیے کارکن کی حمایت کے بعد پیش آیا۔ ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ ریاست لاپتا پارٹی کارکنوں کو رہا کرے اور تمام ذمہ داران کا محاسبہ کرے۔

8 اگست: ایچ آر سی پی خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے واقعات میں اضافے سے پریشان ہے جس میں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور لوگ صدمے میں ہیں۔ ریاست کو دہشت گردی کو روکنے کے لیے اپنی اصل پالیسی کو اپنی بیان کردہ

پالیسی کے ساتھ ہم آہنگ کرنا چاہیے۔حکومت کو تمام شہریوں کی زندگی اور آزادی کے حق کو یقینی بنانے کے لیے فیصلہ کن کارروائی کرنی چاہیے۔

17 اگست: ایچ آر سی پی پی ٹی آئی رہنما شہباز گل کو ایک سیاسی کیس میں جسمانی ریمانڈ پر بھیجنے کے فیصلے پر فکرمند ہے۔ ریمانڈ کے دوران ان کے ساتھ بدسلوکی کے الزامات کی بھی منصفانہ اور شفاف تفتیش ہونی چاہیے۔

8 ستمبر: نارتھ ناظم آباد میں محض مقامی رہائشیوں کے احتجاج میں حصہ لینے پر سندھ پولیس نے ایک شخص اور اس کے نوعمر بیٹے کو بیجا حراست میں لیا اور تشدد کا نشانہ بنایا جو کہ قابل مذمت عمل ہے۔ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ متعلقہ پولیس حکام کو جوابدہ بنایا جائے۔

9 ستمبر: بہاءالدین زکریا یونیورسٹی میں جمعیت کے طلبہ کی طرف سے ایچ آر سی پی کے رکن جودت سید پر مبینہ حملہ قابل مذمت ہے۔ یونیورسٹیوں کو تنقیدی سوچ اور پرامن اختلاف رائے کی جگہ کے طور پر پروان چڑھایا جانا چاہیے۔ہم انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس واقعے کی تحقیقات کی جائے اور قصورواروں کو جوابدہ ٹھہرایا جائے۔

14 ستمبر: ایچ آر سی پی ایم کیو ایم کے تین سیاسی کارکنوں کی لاشوں کی بازیابی سے پریشان ہے۔لاشیں گزشتہ دو دنوں کے دوران سندھ کے مختلف علاقوں سے ملی ہیں۔مبینہ طور پر تینوں کو پانچ سال سے زائد عرصہ قبل جبری طور پر لاپتا کر دیا گیا تھا۔ان کے حق زندگی اور باضابطہ قانونی کارروائی کے تحفظ میں ریاستی ناکامی قابل مذمت ہے۔ پاکستان میں جبری گمشدگی اور ماورائے عدالت قتل فوری طور پر بند ہو اور مجرموں کو سزا دی جائے۔

17 ستمبر: سوات میں عسکریت پسندی کی تازہ لہر شدید تشویش کا باعث ہے۔صرف گزشتہ ہفتے میں ٹی ٹی پی کے ہاتھوں مبینہ طور پر کم از کم 8 افراد ہلاک ہوئے۔سوات کے مکینوں نے بجا طور پر مطالبہ کیا ہے کہ ریاست خطے میں امن کی بحالی کے لیے فوری اقدامات کرے۔قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کو عسکریت پسندوں کے خطرات سے نمٹنے کے لیے مناسب طریقے سے لیس ہونا چاہیے۔اس کے ساتھ ہی، ریاست کو نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کرنا چاہیے کیونکہ کے پی کے رہائشی کافی عرصے سے عسکریت پسندی کا شکار ہیں۔سوات کے مکینوں نے بجا طور پر مطالبہ کیا ہے کہ ریاست خطے میں امن کی بحالی کے لیے فوری اقدامات کرے۔قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کو عسکریت پسندوں کے خطرات سے نمٹنے کے لیے مناسب طریقے سے لیس ہونا چاہیے۔

25 ستمبر: انسانی حقوق کے کارکن پروفیسر ایم اسماعیل اور ان کی اہلیہ کی مسلسل عدالتی ہراسانی انصاف کے ساتھ مذاق ہے۔تین سال سے زائد عرصے سے ان کے گھر پر چھاپے مارے جا رہے ہیں، من گھڑت مقدمات درج کیے جا رہے اور ان کی نقل و حرکت پر پابندیاں لگائی جاتی رہی ہیں اور بزرگ پروفیسر اسماعیل کو خرابی صحت کے باوجود جیل کاٹنا پڑی ہے۔ریاست کو اس ظلم و ستم کو فوری طور پر بند کرنا چاہیے اور ان کے تحفظ اور آئینی آزادیوں کی ضمانت دینی چاہیے۔

30 ستمبر: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ ایم کیو ایم کے سابق ایم پی اے نثار پنہور کو سندھ ہائی کورٹ میں دائر

درخواست کے باوجود (30 اگست کو رینجرز کے انھیں حراست میں لینے کے بعد) اب تک عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ سیکیورٹی ایجنسیوں کے مشکوک ریکارڈ کے پیش نظر ہم حراست میں ان کی حفاظت کے بارے میں فکرمند ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ پنہور صاحب کو مزید تاخیر کے بغیر عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔

10 اکتوبر: ایچ آر سی پی نے سوات میں ایک سکول بس پر دہشت گردانہ حملے کی شدید مذمت کی، جس میں ڈرائیور ہلاک اور ایک نوجوان لڑکی زخمی ہوئی۔ سوات کے رہائشی ریاست کی عملداری نافذ کرنے میں ناکامی کا ذمہ دار سیکورٹی فورسز کو ٹھہرانے میں حق بجانب ہیں۔ مقامی باشندوں کے بڑھتے ہوئے مظاہروں اور سیکورٹی کے مطالبات کے پیش نظر عسکریت پسندوں کی طرف سے خطرے کو اہمیت نہ دینا سردمہرانہ رویے اور کم عقلی کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگرچہ مجرموں کو فوری طور پر قانون کے کٹہرے میں لایا جانا چاہیے، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ریاست انتہا پسندوں کے سامنے پسپائی اختیار نہ کرے- ایک ایسا سبق جو وہ سیکھنے میں مسلسل ناکام رہی ہے جس کا خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

3 نومبر: وزیرآباد میں پی ٹی آئی سربراہ عمران خان پر حملہ جس میں متعدد افراد زخمی بھی ہوئے، کی شدید مذمت کی جانی چاہیے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پرامن اجتماع کریں اور ایسا کرتے وقت ریاست سے تحفظ کی توقع رکھیں۔ واقعے کی فوری اور شفاف تحقیقات کی جانی چاہیے اور قصورواروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جانا چاہیے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اس واقعے کو ایسے وقت میں جمہوری عمل کو پٹڑی سے اتارنے کا جواز نہ بنایا جائے جب ملک کو سیاسی استحکام کی اشد ضرورت ہے۔

3 نومبر: ایچ آر سی پی پی ٹی آئی سربراہ عمران خان پر حملے کے بعد بلوائی تشدد کی ترغیب پر پریشان ہے۔ پی ٹی آئی کے سینئر رہنماؤں کی جانب سے انتقام اور 'جنگ' کی باتیں بے مقصد اور جمہوری عمل اور قانون کی حکمرانی کے منافی ہیں۔ تمام سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کو غصے پر قابو پانا اور عقل مندی کا مظاہرہ کرنا اور قانون کو اپنا راستہ اختیار کرنے کا موقع دینا چاہیے۔

10 نومبر: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ مردان میں سیاسی اختلافات پر پی ٹی آئی کے ایک نوجوان کارکن کو مبینہ طور پر قتل اور اس کے بھائی کو زخمی کر دیا گیا ہے۔ واقعے کے خلاف سیاردرہ کے مکینوں نے احتجاج کرتے ہوئے ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے۔ ایچ آر سی پی اس معاملے کی فوری، غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔

20 نومبر: ایچ آر سی پی گزشتہ کئی دنوں میں کے پی میں دو وکلا پر ٹارگٹ حملوں کی شدید مذمت کرتا ہے۔ ایڈووکیٹ رضا اللہ کو 16 نومبر کو پشاور میں قریب سے گولی مار کر شدید زخمی کر دیا گیا تھا، جبکہ ساجد وسیم خٹک کو عدالت سے واپسی پر چیری جلوزئی میں پولیس چیک پوسٹ کے قریب نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ مجرموں کو جلد از جلد انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ ہم وکلا کے اہل خانہ اور کے پی کی قانونی برادری کے ساتھ تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

30 نومبر: ایچ آر سی پی کوئٹہ میں دھماکے کی شدید مذمت کرتا ہے، جس میں ایک بچے سمیت کم از کم 3 افراد جاں بحق اور 23 زخمی ہوئے۔ غیر ریاستی عناصر کی طرف سے شہریوں اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کو بلا امتیاز نشانہ بنائے جانے کا عمل ناقابل قبول ہے۔ ریاست کو فوری اور ٹھوس اقدام کرنا چاہیے۔

30 نومبر: ایچ آر سی پی یہ جان کر پریشان ہے کہ کے پی اسمبلی کے ایم پی اے سردار حسین بابک کو علاقے میں عسکریت پسندوں کی جانب سے جان سے مارنے کی دھمکیاں موصول ہوئی ہیں۔ ٹی ٹی پی کی جانب سے جنگ بندی کے خاتمے کے اعلان کے بعد، ایچ آر سی پی اب ملک میں امن کے امکانات کے بارے میں فکرمند ہے۔ اس کا خمیازہ عام شہری بھگتیں گے۔ حکومت کو اپنے قانون سازوں کو تحفظ فراہم کرنا چاہیے اور عسکریت پسندی کو دبانے کے لیے اپنی کوششوں کو دوگنا کرنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ یہ عسکریت پسندی غیر قانونی اقدامات کا جواز نہ بنے۔

30 دسمبر: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ حکومت نے 19 دسمبر کو لسبیلہ میں گیس سلنڈر کے دھماکے میں ہلاک ہونے والے 19 افراد کے لواحقین کے لیے ابھی تک معاوضے کا اعلان نہیں کیا حالانکہ زیادہ تر متاثرین مبینہ طور پر بے روزگار نوجوان تھے ان کے خاندانوں کو فوری امداد ملنا انتہائی ضروری ہے۔ مزید برآں، گنجان آباد علاقوں میں گیس سلنڈر کی دکانیں بننے سے روکنے والے قوانین کا نفاذ کیا جائے۔

بنیادی آزادیاں

17 جنوری: ایچ آر سی پی نے آج سندھی قوم پرست رہنما جی ایم سید کے یوم پیدائش ہے کے موقع پر لوگوں کو جمع ہونے سے روکنے کے لیے جامشورو کے علاقے سن میں دفعہ 144 کے نفاذ کی سختی سے مخالفت کی۔ خاص طور پر، حکام نے اس فیصلے کو درست ثابت کرنے کے لیے 'ریاست مخالف' لیبل کا سہارا لیا ہے۔ مزید یہ کہ کووڈ 19 کی روک تھام، اگرچہ اہم ہے، لیکن پرامن اجتماع کی آزادی کو روکنے کے لیے اسے من مانے طریقے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔

19 جنوری: سن، جامشورو میں جی ایم سید کے یوم پیدائش منانے کے لیے جمع ہونے والے 50 سے زائد سندھی قوم پرستوں کے خلاف مقدمات کا اندراج، ایک ایسی ریاست کی علامت ہے جو کسی بھی قسم کے اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتی۔ ایک بار پھر ریاست مخالف کارڈ کھیلا گیا۔ جن پر بغاوت کا الزام عائد کیا گیا ہے ان میں سارنگ جویو بھی شامل ہیں جنہیں 2020 میں زبردستی لاپتا کر دیا گیا تھا۔ ایچ آر سی پی اس اقدام کی مذمت کرتا ہے اور الزامات کو فوری طور پر واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہے۔

24 جنوری: ایچ آر سی پی نے کیپیٹل ٹی وی کے صحافی حسنین شاہ کے قتل کی مذمت کی، جنہیں ڈیوس روڈ، لاہور پر دن دیہاڑے قتل کیا گیا۔ یہ امن عامہ کی خراب صورت حال اور صحافیوں کو درپیش بڑھتے ہوئے خطرے کا ایک اور ثبوت ہے۔ ہم واقعے کی فوری تحقیقات کا مطالبہ اور ذرائع ابلاغ کی برادری کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ ہم شاہ کے خاندان اور دوستوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

4 فروری: پاکستان ہاکی فیڈریشن کی جانب سے اولمپیئن رشید الحسن پر اس بنیاد پر لگائی گئی دس سالہ پابندی کہ انہوں نے وزیراعظم کے خلاف 'بدزبانی' کی تھی، مضحکہ خیز اور غیر منصفانہ ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ انہوں نے صرف ایک واٹس ایپ گروپ پر وزیراعظم پر تنقید کی، مگر کوئی قانون نہیں توڑا۔ پابندی مضحکہ خیز تو ہے ہی، مگر یہ آزادی اظہار اور رائے کے لیے بڑھتی ہوئی عدم برداشت کی علامت بھی ہے۔

7 فروری: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ 4 اور 5 فروری کو ایک مقامی باشندے کی شکایت کے بعد، حافظ آباد پولیس نے پریم کوٹ میں تقریباً 45 احمدیوں کی قبروں کی مبینہ طور پر بے حرمتی کی۔ اس شخص نے برادری کی جانب سے قبروں کے کتبوں پر مقدس آیات کے استعمال پر اعتراض کیا تھا۔ تشویشناک بات یہ ہے کہ ایسی حرکتیں تقریباً معمول بنتی جارہی ہیں، جس سے احمدیہ کمیونٹی کے افراد زندگی کی طرح مرنے کے بعد بھی مظالم کا شکار ہیں۔ قبروں کی بے حرمتی انسانی وقار کی توہین ہے اور اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر حکومت پاکستان شمولیتی معاشرہ بنانے کی اپنی کوشش میں مخلص ہے تو اسے ایسی تمام کارروائیوں کا سدباب کرنا اور ذمہ داران کو سزا دینا ہوگی۔

10 فروری: ایچ آر سی پی پنجاب اسمبلی کے باہر طلبہ کے جاری دھرنے کی تہہ دل سے حمایت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ طلبہ یونینوں پر تاحیات پابندی فوری ختم کی جائے۔ ہر طالب علم کو پرامن سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے اور، اس کے برعکس، طلبہ کو بیان حلفی پر دستخط کرنے کے لیے مجبور کرنا مضحکہ خیز ہونے کے ساتھ ساتھ غیر آئینی بھی ہے۔ ہمیں حالیہ واقعات پر بھی شدید تشویش ہے جن میں متعدد بلوچ اور پشتون طلبا کی جبری گمشدگی شامل ہے۔ ان سب کو فوری طور پر بازیاب کرایا جانا چاہیے اور مجرموں کا محاسبہ کیا جانا چاہیے۔

13 فروری: میاں چنوں کے ہجوم نے جس بے رحمی کے ساتھ اپنے شکار کو تشدد کر کے مار ڈالا ہے جس میں اسے پولیس کی حراست سے چھیننا بھی شامل تھا اس سے یہ اچھی طرح سے واضح ہوتا ہے کہ توہین مذہب کے الزامات امن عامہ کے مسئلے سے کہیں آگے بڑھ چکے ہیں۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ حکومت کی ایسے مجرموں کے خلاف 'صفر برداشت' کی پالیسی ہے جب اس کے اپنے وزیر نے اسی طرح کے ایک واقعے کو 'گرم جذبات' کا رنگ دے کر نظرانداز کر دیا۔ ریاست نے مستقل طور پر ایسے سیاسی اور مذہبی گروہوں کے لیے نرم گوشہ اختیار کیا ہے جنہوں نے مذہبی جنونیت کی حوصلہ افزائی کرنے میں کبھی کوئی عار محسوس نہیں کی۔ ایچ آر سی پی نے مشاہدہ کیا ہے کہ ہجوم کی چوکیداری میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے، اور حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اگر اس نے تمام محاذوں پر جنونیت کے خلاف بھرپور کارروائی نہیں کی تو یہ عام شہری ہی ہیں جو اس کی قیمت ادا کرتے رہیں گے۔

14 فروری: ایچ آر سی پی سندھ سٹوڈنٹس یونین بل کی منظوری کا خیر مقدم کرتا ہے جو تقریباً 40 سال بعد صوبے بھر کے طلبہ کے لیے انجمن کی آزادی کا آئینی حق بحال کرے گا۔ کئی دہائیوں سے اس حق سے محرومی نے طلبہ کی اظہار اور رائے کی آزادی میں رکاوٹ ڈالی ہے اور تنقیدی سوچ کا گلا گھونٹنے والے سخت کنٹرول والے کیمپس کو فروغ دیا ہے۔ ہم سندھ حکومت اور صوبائی اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر ان ہزاروں طلبہ کو جنہوں نے طلبہ یونینوں

کی بحالی کے لیے طویل جدوجہد کی ہے۔ ہم دیگر صوبائی حکومتوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مثال کی تقلید کریں۔

20 فروری: ایچ آر سی پی مجوزہ قوانین کی مذمت کرتا ہے جن کے نتیجے میں شہریوں کی طرف سے ریاست پر آن لائن تنقید کے لیے قید کی سزا دو سال سے بڑھ کر پانچ سال ہو جائے گی اور یہ ایک ناقابل ضمانت جرم تصور ہوگا۔ یہ قانون سازی نہ صرف غیر جمہوری ہے بلکہ اس کا استعمال حکومت اور ریاستی اداروں کے مخالفین اور ناقدین کے خلاف بھی کیا جائے گا۔ تمام سرکاری اور ریاستی عہدیداروں کو یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ بالترتیب منتخب نمائندوں اور عوام کے ملازمین کے طور پر شہریوں کے سامنے جوابدہ ہیں۔ تنقید سننا ان کی ذمہ داری ہے۔ ہتک عزت سے نبٹنے والے دیگر متنازع قوانین کے ساتھ، مجوزہ آرڈیننس کو فوری طور پر واپس لیا جانا چاہیے۔

6 مارچ: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ لاہور شہر کی انتظامیہ نے اس سال کے عورت مارچ کو سیکیورٹی فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ شرکا اور منتظمین دونوں تشدد کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ درحقیقت، خواتین اور خواجہ سراؤں کے خلاف تشدد کو ختم کرنے میں ریاست کی ناکامی خود مارچ کے انعقاد کی بہت سی وجوہات میں سے ایک ہے۔ ریاست مارچ کرنے والوں کے پرامن اجتماع کی آزادی کے حق کے تحفظ و فروغ کی آئینی طور پر پابند ہے۔ انہیں اس قسم کی سیکورٹی فراہم کی جانی چاہئے جس کی انہیں ضرورت ہے۔

17 مارچ: ایچ آر سی پی کو سیاستدان شہباز گل کی جانب سے قومی ٹیلی ویژن پر اپنے ساتھی رمیش کمار کے لیے بے ہودہ الفاظ کے استعمال پر دکھ ہے۔ سیاسی طور پر اہم مسئلے پر ایک مہذب بحث ہونا چاہیے تھی جس نے بدزبانی کی شکل اختیار کر لی۔ اینکر کامران شاہد کو اس بدزبانی کو 'مسٹر گل کا غصہ' کہہ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہیے تھا کیوں کہ یہ کسی بھی طرح سے آزادی اظہار کی نمائندگی نہیں۔ میڈیا پہلے ہی بہت سے محاذوں پر کام کر رہا ہے، ہم مدیر اور اینکر کے دفتر کو سمت نما کی بجائے چارہ بنانے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

30 مارچ: ایچ آر سی پی ڈی آئی خان میں مدرسہ کی 3 طالبات کے ہاتھوں توہین مذہب کے الزام میں ایک خاتون کے بہیمانہ قتل سے خوفزدہ ہے۔ ملزمان کا یہ دعویٰ خوفناک اور ناقابل فہم ہے کہ ان کے الزامات اور اس کے بعد کی کارروائی ایک 13 سالہ کزن کے 'خواب' پر مبنی تھی۔ وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتوں کو مذہب کے نام پر چوکیداری کی بنیاد پر تشدد میں حالیہ اضافے کے ادارک اور اس سے نمٹنے کی ضرورت ہے تاکہ مجرموں کے خلاف سخت لائحہ عمل اختیار کیا جائے اور اپنے اپنے سیاسی اور سماجی بیانیے میں 'عقیدے کو لاحق خطرات' کو شامل کرنے سے گریز کیا جائے۔

6 اپریل: ایچ آر سی پی پنجاب پروفیسرز اینڈ لیکچررز ایسوسی ایشن کے جاری احتجاج کی حمایت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ 2009 میں جاری کردہ نوٹیفکیشن اور اس کے بعد کے عدالتی فیصلوں کے مطابق ان کی تنخواہ اور سروس کی شرائط کو بحال اور تحفظ فراہم کیا جائے۔

13 اپریل: پی ٹی آئی کے ان حامیوں کی گرفتاریوں اور ہراسانی کی حالیہ لہر جو مبینہ طور پر ریاستی اداروں کے خلاف 'مذموم' مہم کا حصہ تھے، کی واضح الفاظ میں مذمت کی جانی چاہیے۔ تمام شہریوں کو، ان کی سیاسی وابستگی سے قطع نظر، اظہار رائے اور رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ نئی حکومت کو پچھلی حکومت کے نقش قدم پر نہیں چلنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ اس بنیادی حق پر عائد پابندیاں ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں۔

19 اپریل: ایچ آر سی پی متنازع پاکستان میڈیا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کو معطل کرنے، ڈیجیٹل میڈیا ونگ کو ختم کرنے اور پیکا کا جائزہ لینے کے حکومتی فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہے۔ جائزہ تمام فریقین کے ساتھ مشاورت کے ساتھ اور آزادی اظہار بشمول خاص طور پر اختلاف رائے اور معلومات کے حق کے تحفظ اور فروغ کے لیے لیا جانا چاہیے۔

25 اپریل: سیاسی بیانیہ لوگوں کے شہری، معاشی اور سماجی حقوق کے تحفظ اور بہتر خدمات کی فراہمی کو یقینی بنانے پر مرکوز ہونا چاہیے۔ ایچ آر سی پی سیاسی گفتگو میں مذہب کو ہتھیار بنانے کی مذمت کرتا ہے۔ انسانی حقوق کی سابق وزیر شیریں مزاری کے تبصرے جس میں مشیر خزانہ مفتاح اسماعیل پر 'بنیادی اسلامی تصورات کی تضحیک کی کوشش' کا الزام لگایا گیا تھا، بدقسمتی سے زمینی حقائق کے پیش نظر، نہ تو مناسب اور نہ ہی تعمیری تھے اور تشدد کو ہوا دینے کے مترادف تھے۔

یکم مئی: پی ٹی آئی کے سینئر رہنماؤں کے خلاف سیکشن 295 الف کے تحت درج مقدمات کو فوری طور پر واپس لیا جائے۔ کوئی بھی حکومت یا سیاسی جماعت اپنے حریفوں کے خلاف توہین مذہب کے الزامات کو ہتھیار بنانے کی اجازت دینے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

18 مئی: اوکاڑہ میں ایک احمدی شخص کا وحشیانہ قتل، جسے مبینہ طور پر ایک مدرسے کے طالب علم نے چاقو کے وار کر کے ہلاک کر دیا تھا، ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ مذہبی اقلیتوں کی زندگیوں کو کتنے زیادہ خطرات لاحق ہیں۔ جب تک مذہبیت کی بڑھتی ہوئی لہر کو روکا نہیں جاتا اور تحفظ کا بہتر طریقہ کار نہیں بنایا جاتا، وہ کم درجے کے شہری ہی رہیں گے۔ یہ ناقابل قبول ہے اور مجرموں کو قانون کے کٹہرے میں لایا جانا چاہیے۔

25 مئی: ایچ آر سی پی گزشتہ ماہ ایک بلوچ خاتون کے خودکش حملے کے بعد، کراچی میں بلوچ طلبا اور کارکنوں بشمول خواتین کی مسلسل ہراسانی پر شدید تشویش کا شکار ہے۔ ہمیں یہ اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں کہ بلوچ طلبا کو غیر قانونی طور پر بغیر کسی الزام کے کئی دنوں تک حراست میں رکھا جاتا ہے، ان کے دوستوں اور اہل خانہ کو ان کا اتا پتا ظاہر نہیں کیا جاتا۔ طلبا نے ریاستی ایجنسیوں کی طرف سے مسلسل ہراساں کیے جانے، ان کی املاک کو ضبط کرنے اور احتجاج کے حق سے انکار کی شکایت کی ہے۔ ایچ آر سی پی سختی سے اعادہ کرتا ہے کہ بلوچ عوام کی جائز شکایات کو انہیں یہ محسوس کروا کے دور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے ہی ملک میں غیر ملکی ہیں۔

31 مئی: ایچ آر سی پی کو اسلام آباد بار ایسوسی ایشن کے ایک بیان پر شدید تشویش ہے جس میں ایسوسی ایشن نے ایمان مزاری ایڈووکیٹ کے خلاف فوج کو 'بدنام کرنے' کی بنیاد پر ایف آئی آر درج ہونے کے بعد خود کو ان سے لاتعلق کر لیا

ہے۔ہم ایف آئی آر کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ محترمہ مزاری حاضر کو سیاسی اختلاف کو دبانے اور طلبا، صحافیوں اور انسانی حقوق کے محافظوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے جبری گمشدگیوں کو بطور آلہ استعمال کرنے میں ریاستی ایجنسیوں کے کردار پر ان کے جرات مندانہ خیالات کی وجہ سے نشانہ بنایا جا رہا ہے۔انسانی حقوق کی وکیل اور کارکن کے طور پر ان کا کام ریاست مخالف 'اشتعال' کے زمرے میں نہیں آتا، یہ محض وہی کام ہے جو انسانی حقوق کے وکیل اور کارکن کرتے ہیں۔محترمہ مزاری حاضر کے خلاف درج ایف آئی آر فوری واپس لی جائے۔

یکم جولائی: ایچ آر سی پی نے سینئر صحافی اور سابق رکن پارلیمان ایاز امیر پر نامعلوم افراد کے حملے کی مذمت کی ہے۔ہم اسے ایک اور بزدلانہ کارروائی کے طور پر دیکھتے ہیں جس کا مقصد آزاد آوازوں کو خاموش کرنا ہے۔ایچ آر سی پی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے اور جو لوگ اس فعل کے ذمہ دار پائے گئے انہیں قانون کے کٹہرے میں لانا چاہیے۔

4 جولائی: ایچ آر سی پی سابق وزیراعظم عمران خان کی جانب سے عوامی فنڈز کے استعمال اور توشہ خانہ کے بارے میں گزشتہ سال تحقیقات کرنے والے صحافی رانا ابرار خالد کے راجن پور میں گھر پر پولیس کے چھاپے کی مذمت کرتا ہے۔ وفاقی اور پنجاب دونوں حکومتوں کو اس واقعہ کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے اور صحافیوں کو اس طرح کے ہتھکنڈوں کے ذریعے ڈرانے دھمکانے سے باز رہنا چاہیے۔

24 جولائی: ایچ آر سی پی بلوائی تشدد میں بظاہر اضافے سے پریشان ہے، حال ہی میں کراچی میں ایک مشتبہ ڈاکو کو ہجوم نے مارا پیٹا اور پھر گولی مار کر ہلاک کر دیا۔اگرچہ یہ معاشرے کی بڑھتی ہوئی بربریت اور آتشیں اسلحے کی آسانی سے دستیابی کی علامت ہے، لیکن اس کی ایک وجہ بڑھتی ہوئی غربت اور قانون کی حکمرانی سے لوگوں کی مایوسی بھی ہے۔ہم صوبائی اور وفاقی حکومتوں اور پولیس پر زور دیتے ہیں کہ وہ تربیت یافتہ اہلکاروں کی سٹریٹجک تعیناتی سمیت خصوصی اقدامات کریں تاکہ اس طرح کے واقعات دوبارہ پیش نہ آئیں۔

29 جولائی: ایچ آر سی پی پاکستان بھر میں بارش اور سیلاب کے متاثرین کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتا ہے، ایک ایسے وقت میں جب غیر محفوظ شہریوں کو اپنے جان و مال سے محروم ہونا پڑ رہا ہے۔قبل از وقت وارننگ سسٹم کی عدم موجودگی، حکام کی بے حسی اور این ڈی ایم اے اور پی ڈی ایم ایز کی استعداد میں کمی لمحہ فکریہ ہے۔متاثرین کی فوری بحالی اور ان کے نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔

1 اگست: ایچ آر سی پی نے پنجاب حکومت کے نکاح نامہ کے فارم II میں تبدیلی کی سختی سے مخالفت کی ہے جس میں شادی کرنے والے جوڑوں کے لیے ختم نبوت پر اپنے عقیدے کے اعلان پر دستخط کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ شناختی دستاویزات حاصل کرتے وقت اس طرح کا اعلان پہلے ہی سے لازمی ہے اور اس مرحلے پر ضروری نہیں ہونا چاہیے۔ ایچ آر سی پی کو تشویش ہے کہ اس طرح کی شق دائیں بازو کو خوش کرنے کے لیے شامل کی جاتی ہے تو اسے مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد بھڑکانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ نکاح نامہ کا عملی مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ دونوں فریق

آزادانہ طور پر شادی کر رہے ہیں اور خواتین کے طلاق کے حق کا تحفظ کر رہے ہیں۔ اس کا مقصد کسی فرد کے مذہبی عقائد کو قائم کرنا نہیں ہے، جو ایک نجی معاملہ ہے اور آئین کے آرٹیکل 20 کے ذریعے محفوظ ہے۔

1 اگست: ایچ آر سی پی پی ایم ایل (ق) کے ایک رہنما کی طرف سے خوشاب سے مقامی احمدیہ برادری کو بے دخل کرنے اور ان کی سیکورٹی اس بنیاد پر واپس لینے کے مطالبے کی شدید مذمت کرتا ہے کہ انہیں چناب نگر تک محدود رکھا جائے۔ طویل عرصے سے ظلم وستم کی شکار برادری کو ایک بستی میں محصور کر کے رکھنے کی پالیسی فوری طور پر بند ہونی چاہیے۔ کسی بھی اتھارٹی کو یہ حکم دینے کا حق نہیں ہے کہ کوئی شہری کہاں رہے گا۔ ریاست کی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ احمدیہ کمیونٹی کے جینے کے حق کی حفاظت کرے، جہاں وہ چاہے وہیں رہیں اور عقیدے پر عمل درآمد کریں۔ مسلم لیگ (ق) کے رہنما کے مطالبے میں تشدد پر اکسانے کا عنصر بھی قابل مذمت ہے۔ وہ فوری طور پر یہ نوٹس واپس لیں۔

9 اگست: ایچ آر سی پی نے اے آر وائی نیوز پر پابندیوں کی سختی سے مخالفت کی ہے۔ پیمرا کو بیجا طور پر چینلز کی نشریات بند کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور تمام میڈیا ہاؤسز کے آزادی اظہار کے حق، جسے ذمہ داری کے ساتھ استعمال کیا گیا ہو، کا تحفظ کرنا چاہیے۔

11 اگست: اقلیتوں کے قومی دن کے موقع پر، ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ ریاست تمام مذہبی اقلیتوں کو انتہا پسندی سے محفوظ رکھے اور عدالت عظمیٰ کے 2014 کے جیلانی فیصلے کا اطلاق کرے۔ بلوائی تشدد، جبری تبدیلی مذہب اور توہین رسالت کے قوانین کا غلط استعمال بدستور جاری ہے۔ ریاست کو مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کی کارروائیوں کا نوٹس لینا اور اب فیصلہ کن کارروائی کرنی چاہیے۔

20 اگست: احمدیہ برادری کو مسلسل نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ربوہ میں ایک شخص کو بس اسٹاپ پر مبینہ طور پر مذہبی نعرہ بازی نہ کرنے پر چاقو کے وار کر کے قتل کر دیا گیا۔ ساہیوال میں ایک اور واقعے میں ایک احمدی شخص پر مبینہ طور پر حملہ کیا گیا کیونکہ اس کے گھر کے باہر اس کے سپاہی والد کی یاد میں لگی تختی پر 'شہید' لکھا ہوا تھا۔ ایچ آر سی پی ان واقعات کی شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ نہ صرف قصورواروں کا احتساب کیا جائے بلکہ یہ بھی کہ ریاست دائیں بازو کی مذہبیت پرستی کو ترک کرے جس نے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اور اس طرح کے تشدد کے لیے ذمہ دار ہے۔ ریاست یہ کام فوری کرے اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔

1 ستمبر: ایچ آر سی پی کوئٹہ میں ہڑتالی اساتذہ اور ان کے مطالبے کی حمایت کرتا ہے کہ ان کی ملازمت کو باضابطہ شکل دینے کے لیے حکومتی نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ ان میں سے کئی گزشتہ 30 دنوں سے پریس کلب کے باہر بھوک ہڑتال پر ہیں۔ متعدد کو اسپتال میں داخل کرایا گیا ہے۔ خاص طور پر ملک میں معاشی بحران اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر ان کے مطالبات کی منصفانہ سماعت کی جانی چاہیے۔

11 ستمبر: ایچ آر سی پی نے بیمار سیاسی قیدی اور موجودہ ایم این اے علی وزیر کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے، جو تقریباً دو

سال سے قید ہیں۔ ہم قومی اسمبلی کے سپیکر راجہ پرویز اشرف سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ یہ یقینی بنانے کے لیے مداخلت کریں کہ وزیر کو بغیر کسی تاخیر کے مناسب طبی علاج فراہم ہو۔

14 ستمبر: سینئر صحافی وقار ستی کے خلاف توہین مذہب اور ہتک عزت کے قوانین کے تحت درج کیے گئے الزامات ان کو ڈرانے اور دوسرے صحافیوں کو خاموش کرنے کا ایک ہتھکنڈا ہیں۔ پنجاب حکومت نے شکایت کنندہ، جو پی ٹی آئی کے وزیر محمد بشارت راجہ سے وابستہ ہے، کو یہ ایف آئی آر درج کرنے کی اجازت دے کر اپنے اختیار کا غلط استعمال کیا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ اس طرح کے الزامات تشدد کو بھڑکا سکتے ہیں۔ یہ خاص طور پر پریشان کن ہے کیونکہ پی ٹی آئی نے حال ہی میں اپنے سیاسی حریفوں پر اپنے لیڈر عمران خان کے خلاف 'مذہب کارڈ' استعمال کرنے کا الزام لگایا ہے۔ ستی کے خلاف درج ایف آئی آر کو واپس لیا جانا چاہیے اور انہیں اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں بحفاظت انجام دینے کی اجازت دی جانا چاہیے۔

30 ستمبر: ایچ آر سی پی ڈان کے صحافی محمد حسین خان کو مسلسل ہراساں کیے جانے کی مذمت کرتا ہے، جنہیں حیدرآباد میں لیاقت یونیورسٹی اسپتال کے انتظامی معاملات میں مبینہ بے ضابطگیوں (جو اس وقت سندھ حکومت کے تحت زیر تفتیش ہیں) کی رپورٹنگ کرنے پر سرعام بدنام کیا گیا تھا۔ صحافیوں کو اپنا کام کرنے پر خاموش کروانے کے لیے ڈرایا نہیں جانا چاہیے۔ ایچ آر سی پی اعادہ کرتا ہے کہ آزادی صحافت کا ہمیشہ احترام کیا جانا چاہیے۔

7 اکتوبر: ایچ آر سی پی نے کل پشاور میں کے پی صوبائی اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والے سرکاری اسکول کے اساتذہ کے خلاف پولیس کی بربریت کی مذمت کی ہے۔ آنسو گیس اور لاٹھی چارج کا نشانہ بننے والے مظاہرین محض پے اسکیل اپ گریڈ اور بہتر پنشن کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس شعبے میں مزدوروں کے حقوق کو بھی اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مظاہرین کے خلاف درج ایف آئی آر کو منسوخ کیا جائے اور ان کے مطالبات کو منصفانہ طور پر سنا جائے۔

24 اکتوبر: صحافیوں کو خاموش کرنے کے لیے پرتشدد ہتھکنڈوں کا ایک طویل، سنگین ریکارڈ یہ بتاتا ہے کہ کس طرح کینیا میں صحافی ارشد شریف کے مبینہ قتل نے صحافی برادری کو بہت بڑے صدمے سے دوچار کیا ہے۔ حکومت کو ان کی موت کے حالات کی فوری، شفاف انکوائری کرنی چاہیے۔ ہم ان کے اہل خانہ، دوستوں اور ساتھیوں سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

25 اکتوبر: ایچ آر سی پی پی ٹی ایم کے سربراہ منظور پشتین اور 20 دیگر نامعلوم افراد کے خلاف بغاوت اور دہشت گردی کے الزام میں ایف آئی آر کے اندراج کی مذمت کرتا ہے۔ ایف آئی آر اُس وقت درج ہوئی جب انہوں نے لاہور میں عاصمہ جہانگیر کانفرنس میں تقریر کے دوران فوج پر تنقید کی۔ اس ایف آئی آر کا وقت بتاتا ہے کہ یہ ریاستی اداروں کو ان کے مظالم کے لیے جوابدہ ٹھہرانے کے خلاف دوسروں کو خبردار کرنے کی کوشش ہے۔ یہ تشویش کا باعث ہے: ایچ آر سی پی کا خیال ہے کہ تمام شہریوں کو اپنی رائے کا اظہار کرنے اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے الزام میں کسی بھی

ادارے یا ایجنسی سے جواب طلب کرنے کا حق ہے۔ ایف آئی آر فوری واپس لی جائے اور اس حربے کا استعمال بند کیا جائے۔

7 نومبر: ایچ آر سی پی نے 2 نومبر کو کراچی میں پروگریسو یوتھ الائنس کے زیر اہتمام ایک ریلی کے بعد، بغاوت پر اکسانے اور بلوائی تشدد کو بھڑکانے کی بنیاد پر طلبا کے حقوق کے چار کارکنوں کے خلاف درج ایف آئی آر کی شدید مذمت کی ہے۔ یہ قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی جانب سے غیر متناسب ردعمل معلوم ہوتا ہے۔ ایف آئی آر فوری واپس لی جائے۔ مزید برآں لوگوں کو پرامن طریقے سے جمع ہونے اور اظہار رائے کی آزادی کے حق کے استعمال سے روکنے کے لیے پی پی سی کی دفعہ 131 اور 153 کا اطلاق من مانے طور پر نہیں کیا جانا چاہیے۔

11 نومبر: ایچ آر سی پی کراچی میں خواتین سمیت احتجاج کرنے والے ہیلتھ ورکرز کے خلاف طاقت کے استعمال کی مذمت کرتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق، خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی گئی اور پولیس نے انہیں حراست میں لیا۔ حراست میں لیے گئے مظاہرین کو فوری طور پر رہا کیا جانا چاہیے اور وزیر صحت کو ہیلتھ رسک الاؤنس کے مطالبے پر توجہ دینا چاہیے۔

13 نومبر: ایچ آر سی پی نے پاکستان میں جوائے لینڈ فلم کی ریلیز سے ایک ہفتہ قبل سرٹیفکیشن واپس لینے کے حکومتی فیصلے کی مذمت کی ہے۔ فلم کے موضوع کے پیش نظر 'شائستگی اور اخلاقیات' کی گھٹیا بنیادوں پر ایسا کرنا نہ صرف خواجہ سراؤں سے شدید نفرت کی عکاسی ہے بلکہ فلم پروڈیوسروں کے آزادی اظہار کے حق کی بھی خلاف ورزی ہے۔ پاکستانی ناظرین کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہے کہ وہ کیا دیکھیں گے۔ اس کا تعین کرنا حکومت کا کام نہیں ہے۔

14 نومبر: ایچ آر سی پی بینک دولت پاکستان کی جانب سے ملازمین، خاص طور پر ایس بی پی آفیسرز ایسوسی ایشن کے ممبران کی ہراسانی کی مذمت کرتا ہے۔ ملازمین کے یونین سازی کے حق کو نقصان پہنچانے کی بظاہر کوشش میں، ایسوسی ایشن کے ممبران کے من مانے طور پر تبادلے، برخاستگی اور شوکاز نوٹس جاری کیے گئے ہیں۔ ایچ آر سی پی اس معاملے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ ایس بی پی کو اپنے ملازمین کے ایسوسی ایشن کی آزادی کے آئینی حق کا احترام کرنا چاہیے اور اسے برقرار رکھنا چاہیے۔

28 نومبر: ایچ آر سی پی نے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ایف آئی اے نے ایم این اے محسن داوڑ کو سلامتی پر مکالمے کے لیے تاجکستان جانے کی اجازت نہیں دی حالاں کہ اکتوبر میں ان کا نام ای سی ایل سے نکال دیا گیا تھا۔ داوڑ ایک شہری اور منتخب رکن پارلیمان ہیں جن کی آزادی کے حق کو من مانے طور پر محدود نہیں کیا جانا چاہیے۔ ایف آئی اے سے جواب طلب کیا جائے اور داوڑ کو بغیر کسی رکاوٹ کے بیرون ملک سفر کرنے کی اجازت دی جائے۔

11 دسمبر: قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی جانب سے گوجرانوالا میں احمدیوں کی ایک عبادت گاہ کی حالیہ بے حرمتی نہ صرف ان کے بنیادی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے بلکہ عدالت عظمیٰ کے 2014 کے تصدق جیلانی فیصلے کی روح

کے بھی خلاف ہے۔ احمدی شہریوں کو ظلم وستم سے بچانے میں ریاست کی ناکامی بھی کم تشویشناک نہیں ہے۔ اس ظلم وستم میں اس کی شرکت اور ملوث ہونا فوری انکوائری کا تقاضہ کرتا ہے جس کے بعد ظلم کا ازالہ کیا جائے۔

محروم افراد کے حقوق

10 فروری: ہم ایک حریف قبیلے کی جانب سے دو نوجوان خواتین (جن میں سے ایک نابالغ ہے) کے مبینہ اغوا اور اجتماعی زیادتی پر سندھ ہائی کورٹ کے میرپورخاص پولیس کو طلب کرنے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن ہم سندھ حکومت کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اس طرح کا تشدد ایک الگ تھلگ واقعہ نہیں بلکہ منظّم منصوبہ بندی سے کیے گئے جرم کی نشاندہی کرتا ہے، اور خواتین کی سلامتی پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ یہ واقعہ مبینہ طور پر قبائلی جھگڑے کی وجہ سے پیش آیا تھا اور مجرموں میں کم از کم 20 مرد شامل تھے، یہ ایک واضح یاد دہانی ہے کہ خواتین اجتماعی انتقام کا آسان ہدف ہیں۔

15 مارچ: ایچ آر سی پی مانسہرہ میں پانچ خواجہ سراؤں پر ظالمانہ حملے کی شدید مذمت کرتا ہے، جن میں سے چار شدید زخمی ہیں۔ اگرچہ ان پر فائرنگ کرنے والے حملہ آور کو گرفتار کرلیا گیا ہے، لیکن ہمیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہے جیسا کہ خواجہ سراؤں کے ایک نمائندے نے کہا کہ ایسا کیوں ہے کہ کے پی خواجہ سراؤں کے لیے 'ممنوعہ علاقہ' بن گیا ہے۔ کے پی حکومت کی حال ہی میں اعلان کردہ خواجہ سرا حقوق پالیسی کی ابتدا برادری کے زندگی اور تحفظ کے حق کی حفاظت سے ہونی چاہیے۔

21 مئی: پی ٹی آئی کے ملتان جلسے میں مریم نواز شریف کے بارے میں عمران خان کی نازیبا آرا نے عورت سے نفرت کے ان کی شدید جذبات کو عیاں کیا ہے۔ سیاسی بیانیہ میں واضح عدم برداشت اور جنسی ہراسانی کی شمولیت بالکل قابل قبول نہیں۔ خان قومی رہنما ہیں۔ انہیں اپنے سیاسی حریفوں کے ساتھ قومی بات چیت کرنا سیکھنا چاہیے۔ انہیں نہ صرف خاتون رہنما بلکہ تمام خواتین سے معافی مانگنی چاہیے۔

31 مئی: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ کے پی پولیس نے فارنرز ایکٹ 1946 کے تحت چار افغان شہریوں کو گرفتار کیا ہے۔ عدالت نے انہیں ملک بدر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہمارے پاس یہ یقین کرنے کی وجہ ہے کہ ان چاروں فنکاروں کو کابل میں طالبان حکومت کی طرف سے شدید خطرات کا سامنا ہے۔ ہم دفتر خارجہ اور یو این ایچ سی آر پر زور دیتے ہیں کہ وہ ان کا معاملہ اٹھائیں اور انہیں پاکستان میں رہنے کے لیے درکار دستاویزات جاری کریں۔

25 جون: ایچ آر سی پی رمنا پولیس اسٹیشن کے افسران کی طرف سے خواجہ سرا کارکن نایاب علی کے ساتھ ناروا سلوک کے بارے میں جان کر پریشان ہے۔ ایچ آر سی پی نے ریاست پر زور دیا ہے کہ وہ نایاب کو تحفظ فراہم کرے، جو اس سے پہلے بھی اپنی جان پر حملے کا سامنا کر چکی ہیں، اور قصورواروں کو جوابدہ ٹھہرایا جائے۔

8 جولائی: جھمبیر ٹھٹھہ میں کم از کم آٹھ کان کنوں کی حالیہ اموات، جو کہ بارش کے نتیجے میں اس جگہ آنے والے سیلاب

کے نتیجے میں ہلاک ہو گئے تھے، اس شعبہ میں مزدوروں کو درپیش خطرات کی سنگین یاد دہانی ہے۔ افسوسناک طور پر، ایسا لگتا ہے کہ ان ہلاکتوں کو روکا جا سکتا تھا۔ سندھ حکومت کے ساتھ ساتھ کان کے مالک اور ٹھیکیدار کو قانون کے مطابق پیشہ ورانہ صحت اور حفاظت کے معیارات پر عمل درآمد نہ کرنے پر جوابدہ ہونا چاہیے۔

16 جولائی: باجوڑ کے علاقے سلارزئی میں ایک جرگے نے خواتین کو سیاحتی مقامات پر جانے اور عام طور پر مردوں کے ساتھ گھلنے ملنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس نے انتظامیہ کو متنبہ بھی کیا ہے کہ اگر اس نے پابندی پر عمل درآمد نہ کیا تو اس کا اطلاق جرگہ کرے گا۔ ہم اس فیصلے کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف خواتین کے نقل و حرکت کی آزادی کے آئینی حق کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے بہت سے حصوں میں خواتین کی زندگی کے ہر پہلو پر مرد پر مشتمل جرگوں کا کنٹرول جاری ہے۔ ضلعی انتظامیہ اپنی عملداری قائم کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ خواتین کی نقل و حرکت کو محدود کرنے کی کوشش کرنے والوں کو پکڑا جائے۔

3 دسمبر: معذوری کے ساتھ جیتے افراد (پی ایل ڈبلیو ڈیز) کے بین الاقوامی دن پر، ایچ آر سی پی ریاست سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انہیں مرکزی دھارے کی آبادی کے ساتھ ضم کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات کرے۔ اس میں پی ایل ڈبلیو ڈیز کی ملک بھر میں مردم شماری، ان کی فلاح و بہبود کے لیے بہتر بجٹ کی تخصیص، قانون سازی اور پالیسی سازاداروں میں مناسب نمائندگی، قابل رسائی عمارتیں اور ڈیجیٹل معلومات تک رسائی شامل ہے۔

27 دسمبر: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہوئی کہ عدالت عالیہ پشاور کے بنچ نے ایک شخص کو بری کر دیا ہے جسے قوت گویائی وسماعت سے محروم خاتون کے ساتھ زیادتی کے جرم میں عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ دونوں کے درمیان 'سمجھوتا' شادی کی بنیاد پر مجرم کو گزشتہ ہفتے بری کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ عصمت دری ایک ناقابلِ مصالحت جرم ہے جسے کسی بھی کمزور سمجھوتا کے ذریعے حل نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ فیصلہ قانون کی کھلی خلاف ورزی اور انصاف کی پامالی ہے۔ ایچ آر سی پی نے ریاست پر زور دیا کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپیل کرے اور خواتین کے حقوق کے لیے اپنے اخلاص کو برقرار رکھے۔

سماجی و معاشی حقوق

12 مئی: ایچ آر سی پی نے چولستان، سکھر اور پیر کوہ، ڈیرہ بگٹی میں پانی کے بڑھتے ہوئے بحران پر شدید تشویش کا اظہار کیا، جہاں پینے کے پانی کی کمی نے ہزاروں زندگیوں اور ذرائع معاش کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ اگرچہ حکومت کو ان علاقوں میں فوری ریلیف فراہم کرنا چاہیے، مگر اب یہ انتہائی اہم ہے کہ حکومت اور معاشرے کی ہر سطح پر ہنگامی موسمیاتی صورتحال سے نمٹنے کے لیے صاف پانی کے حق کو تسلیم کیا جائے اور اس کا تحفظ کیا جائے۔

9 جولائی: ایچ آر سی پی نے فریدہ شہید کو تعلیم کے حق پر اقوام متحدہ کی خصوصی نمائندہ مقرر ہونے پر مبارکباد دی ہے۔ ریاستوں کی طرف سے سخت نظر انداز کیے جانے والے علاقے میں، خاص طور پر گلوبل ساؤتھ میں، وہ کئی دہائیوں کے

تجربے اور بصیرت سے اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

1 اکتوبر: ایچ آر سی پی اظہار یک جہتی کے طور پر کسانوں کے ساتھ کھڑا ہے اور فصل ربیع کے موسم میں بجلی اور کھاد، بیج وغیرہ کی قیمتوں میں کمی کے ان کے مطالبے کی حمایت کرتا ہے۔ تباہ کن سیلاب کے بعد پاکستان خوراک کے بہت بڑے بحران کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے کسانوں کی مدد اور حوصلہ افزائی نہ کی گئی تو حالات مزید خراب ہوں گے۔

18 اکتوبر: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ جامعہ پنجاب میں بلوچ اور پشتون طالب علموں کو مسلسل ہراساں کیا جا رہا ہے۔ پی سی ڈی ایم کے سربراہ ریاض خان جنہیں بے جا طور پر حراست میں لیا گیا (اطلاعات کے مطابق، ایک پشتون ثقافتی تقریب منعقد کرنے کی کوشش پر) کو فی الفور رہا کیا جائے۔ نہ صرف یہ کہ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں اور ریاست لسانیت کی بنیاد پر طالبعلموں کے خلاف کارروائیاں بند کر دیں بلکہ یونیورسٹی کے حکام جو اپنے طلبا کی دیکھ بھال کے ذمہ دار ہیں، طلبا تنظیم کی مدد کریں اور ان کے تعلیم کے حق کی حفاظت کریں، اور اس مقصد کے لیے انہیں اس طرح کا محفوظ ماحول فراہم کریں جو تعلیم کے حصول اور تکثیریت کے فروغ کے لیے سازگار ہو۔

20 اکتوبر: ایچ آر سی پی نے تشویش کے ساتھ مشاہدہ کیا کہ بعض تعلیمی ادارے اپنے طلبا کو اپنی مادری زبان میں بولنے سے روکتے رہتے ہیں۔ ان میں اکوڑہ خٹک کا ایک اسکول بھی ہے جس نے حال ہی میں اپنے طلبا کو پشتو بولنے سے منع کیا ہے۔ زبان کے ساتھ یہ رویہ ایک نوآبادیاتی باقیات سے وابستگی کی علامت ہے اور یو ڈی ایچ آر کے آرٹیکل 27 کے تحت لوگوں کے اپنی کمیونٹی کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ طور پر حصہ لینے کے حق کی خلاف ورزی ہے۔ ایچ آر سی پی مادری زبانوں کو قومی زبانوں کے طور پر قبول کرنے اور انہیں اسکولوں میں تعلیم کے ذرائع کے طور پر استعمال کرنے کے حق میں ہے۔

10 نومبر: دیامر میں لڑکیوں کے اسکول پر حالیہ آتش زنی حملے پر ایچ آر سی پی صدمے سے دوچار ہے۔ یہ بتاتے ہوئے کہ یہ حربہ انتہا پسند عناصر پہلے بھی استعمال کر چکے ہیں، ہم وفاقی اور گلگت بلتستان حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ یقینی بنائیں کہ ہر بچے کے تعلیم کے حق کو تحفظ ملے۔ جہاں ضرورت ہو مختصر مدت میں، سکول کے احاطے، سہولیات اور تربیت یافتہ اساتذہ کے لیے وسائل صرف کیے جائیں اور انتہا پسند عناصر پر قابو پانے کے لیے تمام اقدامات کیے جائیں جو نہ صرف لڑکیوں کی تعلیم بلکہ خواتین کی آزادی اظہار اور اجتماع کو بھی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

انسانی حقوق کے دفاع کاروں کی رحلت کا دکھ

11 فروری: اپنی شریک بانی عاصمہ جہانگیر کی چوتھی برسی کے موقع پر، ہم انہیں نہ صرف انسانی حقوق کی انتھک محافظ کے طور پر ان کی ہمت اور جانفشانی کے لیے بلکہ ان کے ناقابل تسخیر جذبے، ان کی خوش گفتاری اور ان کی بے پناہ ہمدردی کے لیے بھی یاد کر رہے ہیں۔ ہم ان کی وراثت کو آگے بڑھانے کے اپنے عزم کی تجدید کرتے ہیں اور شہری، خواتین،

طلبا، کسانوں، مزدوروں اور تمام کمزور افراد کو ان کا کھویا ہوا مقام واپس دلوانے کے لیے کوشش کرتے رہیں گے۔

17 مارچ: ایچ آر سی پی کو یہ جان کر دکھ ہوا کہ سابق اے جی پی قاضی محمد جمیل، جو کے پی میں ہمارے دوسرے وائس چیئر کے طور پر بھی خدمات انجام دیتے تھے، منگل کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ وہ ایک راست باز جج اور عمدہ وکیل تھے اور ان کے وقار، ذہانت اور حسن کردار کی کمی محسوس کی جائے گی۔

15 اپریل: بلقیس ایدھی کے نقصان کو پاکستان کے وہ تمام لوگ شدت سے محسوس کریں گے جو طبقات، جنس اور عقیدے کے فرق سے زیادہ ہمدردی اور انسانیت کو اہمیت دیتے ہیں۔ ان کی خدمات نے پاکستان میں سب سے زیادہ کمزور خواتین اور بچوں کو وہ کچھ دیا جو ریاست اور معاشرہ انہیں نہیں دے سکا تھا۔

25 مئی: ایچ آر سی پی کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا کہ سینئر صحافی طلعت اسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہ اپنی ذہانت، جذبے اور نوجوان صحافیوں کی رہنمائی کے لیے یاد رہیں گے۔ ان کے خاندان، دوستوں اور دی نیوز انٹرنیشنل کے ساتھیوں سے ہماری دلی تعزیت۔

23 جون: ایچ آر سی پی نے اپنی سابق کونسل رکن، انسانی حقوق کی سرکردہ کارکن اور وکیل نور ناز آغا کے انتقال پر دکھ کا اظہار کیا ہے۔ ان کا انتقال حقوق کی تحریک کا ایک اور نقصان ہے، خاص طور پر سندھ میں۔ ہم ان کے خاندان اور دوستوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

25 جولائی: ایچ آر سی پی نے سیاسی کارکن طاہر خان ہزارہ کے انتقال پر سوگ کا اظہار کیا ہے۔ ہزارہ اور دیگر پسماندہ برادریوں کی ترقی کے لیے ان کی انتھک کوششیں، اور اقتدار سے سچ بولنے کی ان کی میراث کارکنوں کی نسلوں کو متاثر کرتی رہے گی۔

31 جولائی: ایچ آر سی پی آج اپنے کونسل ممبر اختر بلوچ کے کھو جانے پر بہت غمزدہ ہے۔ وہ ایک انتہائی معزز صحافی اور مصنف تھے اور کراچی کی سیاسی حرکیات اور ثقافتی ورثے پر سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ طویل عرصے سے سرگرم، بلوچ ایچ آر سی پی کے سندھ میں انسانی حقوق کے بنیادی محافظوں کے نیٹ ورک کے کوآرڈینیٹر تھے۔ ہم ان کے اہل خانہ اور دوستوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

29 ستمبر: اے ڈبلیو پی کے صدر یوسف مستی خان کے انتقال سے ملک نے نہ صرف ایک تجربہ کار سیاسی رہنما بلکہ انسانی حقوق کے ایک پرعزم محافظ کو بھی کھو دیا ہے جو ریاست کو اس کی زیادتیوں پر جوابدہ ٹھہرانے سے نہیں ڈرتا تھا، خاص طور پر بلوچستان میں۔ خان، جو کہ ایچ آر سی پی کے ایک سرگرم رضا کار بھی تھے، بائیں بازو کی قومی سیاست کا ایک اہم حصہ تھے اور انہوں نے اس پلیٹ فارم کو لوگوں کے شہری، سیاسی اور اقتصادی حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کرنے کے لیے استعمال کیا، جیسا کہ گزشتہ سال گوادر میں ہونے والے عوامی احتجاج کے دوران بھی۔

عالمی امن اور انسانی حقوق

10 مئی: ایچ آر سی پی نے عالمی وفاق برائے انسانی حقوق (ایف آئی ڈی ایچ) کو اس کی سویں سالگرہ پر تپاک مبارکباد پیش کی۔ ایک دیرینہ رکن کے طور پر، ہمیں پاکستان میں فیکٹ فائنڈنگ مشن، تحقیق اور وکالت کے لیے ایف آئی ڈی ایچ کے ساتھ شراکت داری پر فخر ہے۔ ہم نے تنظیم کے وفاقی ماڈل کے ذریعے پورے ایشیا میں انسانی حقوق کے میدان میں قیمتی روابط قائم کیے ہیں اور تمام افراد کے لیے وقار، آزادی اور انصاف کے حصول کے لیے پرعزم ہیں۔

29 مئی: ایچ آر سی پی نے این سی ایچ آر اور وزارت خارجہ پر زور دیا کہ وہ ایک پاکستانی شہری محمد وارث کے کیس کی پیروی کریں، جو 19 سال ہندوستانی جیل میں گزارنے کے بعد، ایک الزام کے علاوہ باقی تمام الزامات سے بری ہو گئے، اور باضابطہ طور پر رہا کر دیے گئے تھے۔ تاہم، انہوں نے وطن واپسی کے انتظار میں مزید تین سال پولیس کی حوالات میں گزارے ہیں، اور اب انہیں ایک نئے مقدمے کا سامنا ہے۔ یہ انصاف کے ساتھ مذاق ہے۔ وارث ایک غیر ملکی شہری کے طور پر خاص طور پر غیر محفوظ ہیں اور وطن واپسی کے معیار پر پورا کرتے ہیں۔ انہیں فوری رہا کیا جائے اور پاکستان واپس بھیجا جائے۔ ایچ آر سی پی ہندوستانی اور پاکستانی دونوں حکومتوں پر زور دیتا ہے کہ وہ 2008 کے معاہدے کے مطابق سرحد پار قیدیوں کو فوری قونصلر خدمات کی فراہمی اور وطن واپسی کے لیے ایک منصفانہ نظام وضع کرنے کے لیے کام کریں۔

19 اگست: ایچ آر سی پی الحق اور دیگر پانچ فلسطینی حقوق کے گروپوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتا ہے جن کے رملہ میں دفاتر پر کل اسرائیلی فورسز نے حملہ کیا تھا۔ یہ ان خطوں میں آزاد آوازوں کو دبانے کی ایک کھلی کوشش ہے جہاں ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہم اس ظلم کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

پریس ریلیزیں

قانون کی حکمرانی

آرٹیکل **A-63** سے متعلق حکومتی ریفرنس کا مقصد آئینی عمل میں رکاوٹ ڈالنا ہے۔

25 مارچ 2022: ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) کو اس صورتحال پر شدید تشویش ہے جو حزبِ اختلاف کی جماعتوں کی طرف سے وزیرِ اعظم کے خلاف پیش کی گئی تحریک عدمِ اعتماد کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ یہ امر افسوسناک ہے کہ ایک ایسے عمل کو متنازعہ بنا دیا گیا ہے جو آئین کے دائرے میں ہے اور اس میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، اور ملک میں آئینی بحران کو جنم دینے کی کوشش میں سیاسی انتشار کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

ایچ آر سی پی آئینی و پارلیمانی امور کی انجام دہی کے دوران دستور پسندی اور پارلیمان کی فوقیت پر یقین رکھتا ہے۔

پارلیمانی امور کی انجام دہی اور آئینی عمل کے سازگار اختتام میں رکاوٹ ڈالنا جمہوری عمل کو پٹڑی سے اتارنے اور لوگوں کو ان کے نمائندہ حکومت کے حق سے محروم کرنے کی کوششوں کے مترادف ہے۔ حکومت اور حزبِ اختلاف دونوں آئین میں درج قانون کی حکمرانی کی پاسداری کرنے کے پابند ہیں۔

نہ تو ایسے معاملات سڑکوں پر لانا جو پارلیمان میں طے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی پارلیمان کے دائرہ اختیار میں آنے والے معاملے کے مقدر کے فیصلے کے لیے دیگر اداروں کی مداخلت طلب کرنا عوام کے مفاد میں ہے۔ یہ یقینی طور پر احترام کے اظہار کا کوئی طریقہ نہیں ہے جس کی پارلیمان جمہوری نظام میں مستحق ہوتی ہے۔ آئین کی رو سے جائز پارلیمانی عمل کے لیے ظاہر کی گئی حقارت بذاتِ خود بتا رہی ہے کہ چیف ایگزیکٹو جمہوریت کی بالادستی کے لیے کس حد تک مخلص ہیں۔

حکمران جماعت کے کسی رکن کا قومی اسمبلی میں اپنی جماعتی وابستگی سے انحراف کا نتیجہ آئین کے آرٹیکل 63 الف میں واضح طور پر بیان ہے۔ اِس کے باوجود، حکومت نے عدالتِ عظمیٰ میں ریفرنس دائر کر کے اس آرٹیکل کی وضاحت طلب کی ہے۔ اِس معاملے پر زیادہ تر قانونی ماہرین کے مؤقف کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایچ آر سی پی کی رائے ہے کہ آرٹیکل 63 الف شامل کرنے کے پیچھے پارلیمان کا ارادہ یہ تھا کہ انحراف کی صورت میں منحرف رکن پارلیمان اپنی نشست کھو دے گا/گی، نہ کہ وہ زندگی بھر کے لیے نااہل ہوگا/گی، اور نہ ہی انحراف کا کوئی اور نتیجہ نکلے گا جس سے آئین کے احترام، پارلیمان کی بالادستی اور ایوان کے منتخب اراکین کے طور پر اراکین پارلیمان کے بنیادی حقوق خطرے میں پڑ سکتے ہوں۔ آرٹیکل 63 الف کے تناظر میں، اپنی جماعت سے انحراف کے نتیجے کے حوالے سے کچھ اور اخذ کرنے کا مطلب آئینی شق کو از سرِ نو تحریر کرنے سے کم نہیں ہوگا۔

ایچ آر سی پی آئینی دفعات کی تشریح کے عدالتِ عظمیٰ کے اختیار کو تسلیم کرتا ہے اور اس کا مکمل احترام کرتا ہے۔ اسے یہ بھی یقین ہے کہ عدالت اس قابل ہے کہ وہ کسی فرد کی عدالتی عمل کے ناجائز استعمال کی کوششوں کو بھانپ سکے اور ایسے کسی بھی اقدام کو شکست دے سکے جس کا مقصد آئینی عمل میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے عدالت کو سیاسی تنازعات میں ملوث کرنا ہے۔

سول سوسائٹی جمہوری نظام کے لئے ناگزیر ہے . یہ ایسے واقعات پر خاموش تماشائی نہیں رہ سکتی جو بدقسمتی سے طویل مدتی منفی آئینی اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ لہذا، ایچ آر ایس سی پی کا فریضہ ہے کہ وہ عوام کی توجہ ابھرتے ہوئے بحران سے جنم لینے والے خدشات کی طرف دلائے جو ملک میں جمہوریت، قانون کی حکمرانی اور پرامن سیاسی ماحول کے لیے خطرے کا موجب ہیں، یہاں تک کہ تحریک عدمِ اعتماد کی کامیابی حکمران جماعت کے اراکین کے انحراف پر منحصر ہے۔

08 جون 2022: گلگت بلتستان (جی بی) کے لیے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کا اعلیٰ سطحی فیکٹ فائنڈنگ مشن اپنے اختتام کو پہنچا۔ مشن میں کونسل کے اراکین سلیمہ ہاشمی اور مظفر حسین، سینئر صحافی غازی صلاح الدین، اور ایچ آر سی پی کے ریجنل کوآرڈینیٹر اسرار الدین شامل تھے۔

جی بی کے اپنے پانچ روزہ دورے کے دوران، مشن کو معلوم ہوا کہ خطے میں انسانی حقوق کی صورتحال ابتر ہے، سیاسی کارکنوں، انسانی حقوق کے دفاع کاروں، قانونی برادری اور مذہبی قیادت نے وفاق کی جانب سے جی بی کو ملک کا حصّہ بنانے میں وفاق کی ناکامی پر مایوسی کا اظہار کیا۔ مشن نے جن حلقوں سے گفتگو کی ان کا خیال تھا کہ جی بی کو کم از کم عارضی صوبے کا درجہ ضرور دیا جائے یا آخری چارے کے طور پر آزاد جموں و کشمیر جیسا نظامِ حکومت دیا جائے۔

مشن سے ملنے والی سیاسی قیادت نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ کو اِس خطے میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ وفاق میں شروع ہونے والے انتخابی اصلاحات کے عمل میں جی بی کو بھی شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ، یہ حقیقت کہ اعلیٰ عدلیہ میں تقرریاں وزیرِاعظم کی طرف سے کی جاتی ہیں، گلگت بلتستان کی عدلیہ کی آزادی، وقار اور غیر جانبداری پر سوالیہ نشان ہے، اور اِس سے ادارے پر عوام کا اعتماد باقی نہیں رہتا۔

یہ انتہائی تشویشناک بات ہے کہ جی بی میں آزادیِ اظہار اور پرامن اجتماع کو بدستور خطرہ لاحق ہے: انسانی حقوق کے دفاع کاروں، سیاسی کارکنان اور طلباء پر انسدادِ دہشت گردی اور سائبر کرائم قوانین، خاص طور پر چوتھے شیڈول کے تحت مقدمات کے اندراج کا سلسلہ جاری ہے۔

موصول شدہ شواہد کی بنیاد پر، مشن کا خیال ہے کہ اسٹیٹ سبجیکٹ رُول (State Subject Rule) کے خاتمے نے ملک کے دیگر علاقوں کی نجی کارپوریشنوں اور غیر مقامی باشندوں کے ہاتھوں مقامی قدرتی وسائل کے استحصال کی راہ ہموار کی ہے۔ اس کی وجہ سے خطے کی آبادی میں ردّوبدل ہو رہا ہے جس سے مقامی باشندوں کی پریشانی میں اضافہ ہوا ہے، جو یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ جی بی کو ترقیاتی منصوبوں سے باہر رکھا جا رہا ہے، بنیادی طور پر ان منصوبوں سے جو چین۔ پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) کے تحت شروع کیے جا رہے ہیں۔

مشن خاص طور پر جی بی کے مختلف حصوں بالخصوص ضلع غذر میں خودکشی کے واقعات میں شدید اضافے سے پریشان ہے۔ اِن متاثرین کی بڑی تعداد خواتین پر مشتمل ہے، اور مشن کے پاس یہ ماننے کے لیے شواہد موجود ہیں کہ غیرت کے نام پر قتل کے کچھ واقعات کو خودکشی کا رنگ دے کر دبا دیا گیا۔

مشن کو یہ جان کر سخت تشویش ہوئی کہ 2010 کی عطا آباد جھیل کے حادثے کے متاثرین کو ابھی تک معاوضہ نہیں ملا اور نہ ہی ان کی بحالیِ نو کی گئی۔ شیشپر گلیشیئر کے پگھلنے سے آنے والے سیلاب نے بھی ایک درجن سے زائد خاندانوں کو بے گھر کیا اور اس حوالے سے ایک تشویشناک الزام یہ سامنے آیا ہے کہ ایک سرکاری ادارے نے اپنی آرام گاہ کو بچانے کے لیے پانی کے بہاؤ کا رخ گاؤں کی طرف موڑ دیا۔

کارگل جنگ سے متاثر ہونے والے لوگوں سے ملاقات کے دوران، مشن کو معلوم ہوا کہ انہیں ابھی تک ان کے گھروں اور ذرائع معاش کے نقصانات کا معاوضہ نہیں دیا گیا۔ متاثرین نے الزام لگایا کہ سویلین اور فوجی حکام متاثرین کی شکایات کے ازالے کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ متاثرین نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ سیکیورٹی فورسز

نے ان کے علاقے میں بارودی سرنگیں بچھادی تھیں، جس کی وجہ سے وہ اپنے آبائی گھروں میں واپس نہیں جاسکتے۔
مشن کے نتائج اور سفارشات پر مشتمل ایک تفصیلی رپورٹ جلد از جلد جاری کی جائے گی۔

25 جون 2022: ایذا رسانی کے متاثرین کے ساتھ یکجہتی کے عالمی دن کے موقع پر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اپنے مطالبے کا اعادہ کیا ہے کہ ریاست ایذا رسانی کو جرم قرار دے جو کہ 2010 میں ایذا رسانی کے معاہدے کی توثیق کے بعد پاکستان کی ذمہ داری ہے۔ نہ حالتِ جنگ، نہ سیاسی عدم استحکام اور نہ ہی کسی اعلیٰ اتھارٹی کا حکم ایذا رسانی کو جائز قرار دے سکتا ہے جو کہ قانون کی حکمرانی کے بنیادی اصول کے منافی فعل ہے۔

اگرچہ سینٹ نے 2021 میں ایذا رسانی اور حراستی موت (روک تھام اور خاتمہ) بل کی منظوری دی تھی، مگر ایچ آر سی پی کو افسوس ہے کہ قومی اسمبلی نے ابھی تک بل منظور نہیں کیا۔ اس بل کو قانون کا درجہ دینے میں اتنی زیادہ تاخیر ہمیں پیچھے کی طرف لے جائے گی کیونکہ بل نہ صرف ایذا رسانی کی جامع تعریف فراہم کرتا ہے جو کہ ضابطہ فوجداری پاکستان میں دستیاب نہیں بلکہ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کو ایذا رسانی کے واقعات کی تحقیقات کا اختیار بھی تفویض کرتا ہے۔

ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے عدالتِ عظمیٰ حراستی مراکز کے خلاف پٹیشن جو کہ 2019 سے زیرِ التوا ہے کی ترجیحی بنیادوں پر سماعت کرے، اور ایذا رسانی کی حوصلہ افزائی کرنے والے قانونی نظاموں کو منسوخ و متروک قرار دیا جائے۔ حراستی ہلاکتوں، حراستی مراکز اور پولیس کی حوالاتوں میں ایذا رسانی کے الزامات عام ہیں، اِس کے باجود، اِس موضوع پر ہونے والی کئی مستند تحقیقوں سے ثابت ہوا ہے کہ، بدقسمتی سے، ایذا رسانی کے بہت سے واقعات نہ صرف رپورٹ نہیں ہوتے بلکہ طبی رپورٹس کے ذریعے انہیں ثابت کرنا مشکل کام ہے۔

ایذا رسانی متاثرین، اِس کی اجازت دینے والے نظام اور بالآخر ریاست کے خاتمے کا سبب بنتی ہے۔ ایچ آر سی پی ایذا رسانی کے متاثرین کے ساتھ کھڑا ہے، اور مطالبہ کرتا ہے کہ ریاست متاثرین کی تلافی کرے اور اس میں ملوث مجرموں کا محاسبہ کرے تاکہ ایذا رسانی کا کلچر ختم ہو اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں اور شہریوں کے درمیان اعتماد کا رشتہ استوار ہو۔

30 اگست 2022: جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن کے موقع پر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ سینٹ میں فوجداری قانون (ترمیمی) بل 2022 پر غور و فکر کے دوران سول سوسائٹی کے تمام متعلقہ حلقے خصوصاً بلوچستان، سندھ، جنوبی پنجاب اور خیبر پختونخوا سے تعلق رکھنے والوں سے مشاورت کی جائے۔ ایسے تمام ابہام دور کیے جائیں جو متاثرین کے خاندانوں کو جبری گمشدگی کے واقعات رپورٹ کرنے سے خوفزدہ کرتے ہیں، جن میں یہ شق بھی شامل ہے کہ 'من گھڑت' درخواستیں دائر کرنے والے افراد کو پانچ سال تک قید کی سزا ہوگی۔

مزید برآں، ایسی ریاستی ایجنسیوں کی سویلین نگرانی کا مستحکم بندوبست متعارف کیا جائے جو جبری گمشدگی کے معاملات میں باقاعدگی سے ملوث ہیں۔ اسلام آباد ہائی کورٹ جون 2022 میں پہلے ہی کہہ چکی ہے کہ جب ٹھوس شواہد سے نظر آرہا ہو کہ جبری گمشدگی کا واقعہ پیش آیا ہے تو ریاست لاپتہ افراد کا سراغ لگانے کی پابند ہے۔ عدالت نے یہ بھی کہا ہے کہ لاپتہ افراد کی حفاظت اور ان کا سراغ لگانے کے ذمہ دار ریاستی عہدیدار اس فرض کی ادائیگی میں ناکام ثابت ہوں تو ان کا محاسبہ ہونا چاہیے۔

اس سے یہ بھی واضح ہو جانا چاہیے کہ صورت حال کتنی سنگین ہے اور پاکستان نے ایک ایسے مسئلے کے حل کے لیے تکلیف دہ حد تک سست پیش رفت کا مظاہرہ کیا ہے جسے بین الاقوامی سطح پر انسانیت کے خلاف جرم سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا، پاکستان کو جبری گمشدگیوں سے تمام افراد کے تحفظ کے کنونشن کی توثیق کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ جبری گمشدگیوں کے خاتمے کے لیے پرعزم ہے۔

ابھی حال ہی میں، کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک پبلشر اور مصنف فہیم بلوچ کو وردی پوش پولیس کے ہمراہ 'نامعلوم' افراد نے مبینہ طور پر حراست میں لیا ہے۔ ان کے اہل خانہ کا دعویٰ ہے کہ ان کا ٹھکانہ ابھی تک نامعلوم ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ انہیں فوری طور پر رہا کیا جائے اور ان کے باضابطہ قانونی کارروائی کے حق کا تحفظ کیا جائے۔

10 اکتوبر 2022: اس برس سزائے موت کے خلاف عالمی دن کے موقع پر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے سزائے موت کے خلاف اپنے مؤقف کا اعادہ کیا ہے، نا صرف اِن وجوہ کی بناء پر کہ ریاست حقِ زندگی کو محفوظ کرنے کی پابند ہے بلکہ اِس بنیاد پر بھی کہ سزائے موت پاکستان کے اُس عالمی عہد کے منافی ہے جو اِس نے تشدد، اور ظالمانہ، غیر انسانی یا اہانت آمیز سزا کی روک تھام کے ضمن میں عالمی برادری سے کر رکھا ہے۔

عالمی وفاق برائے انسانی حقوق کے اشتراک سے مرتّب کیے گئے ایک مختصر بیان میں ایچ آر سی پی نے کہا ہے کہ سزائے موت کے تمام مراحل: سنگین جرائم کے لیے مورِدِالزام ٹھہرائے جانے والے افراد پر حراست کے دوران اعترافِ جرم کے لیے تشدد سے لے کر، سزائے موت کی کال کوٹھڑی میں بدترین حالات بشمول وہ ذہنی تکلیف جو فرد کو موت کا تصور کرنے سے ہوتی ہے اور پھانسی کے ذریعے سزائے موت کے عملی اطلاق تک تشدد کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے۔ ایچ آر سی پی نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہے کہ پاکستان میں قاعدے، قانون سے ہٹ کر دی جانے والی پھانسیوں سے متعلق سرکاری اعداد و شمار دستیاب نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے کسی کا محاسبہ بھی نہیں ہوتا۔ اس سے فوجداری نظامِ انصاف میں سنگین سقم کی نشاندہی ہوتی ہے۔

2021 کے بعد سے پھانسیوں اور سزائے موت کی تعداد میں خوش آئند کمی کے باوجود، یہ افسوس ناک حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ تختہ دار پر لٹکنے والوں کی غالب اکثریت غریب اور پس ماندہ قیدیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ ریاست پھانسیوں پر فی الفور سرکاری پابندی عائد کرے اور ایسے سرکاری اہلکاروں کا محاسبہ یقینی بنائے جو شہادت اکٹھی کرنے کے لیے تشدد کا سہارا لیتے ہیں۔ بڑے جرائم کے الزام میں دھر لیے گئے لوگوں کے منصفانہ سماعت کا حق مقدم سمجھا جائے، جبکہ جیل میں سزائے موت کے قیدیوں، خاص کر توہینِ رسالت کے ملزمان کے لیے حالات بہتر کیے جائے۔ ایچ آر سی پی حکومت سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ وہ سزائے موت کے مکمل خاتمے کی غرض سے شہریتی وسیاسی حقوق کے عالمی میثاق کے دوسرے پروٹوکول کی توثیق بھی کرے۔

24 اکتوبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے حال ہی میں منظور ہونے والے فوجداری قوانین (ترمیمی) بل 2022 پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ اگرچہ یہ ترمیم جبری گمشدگی کے جرم کو تسلیم کرتی ہے اور اسے ایک ایسا عمل قرار دیتی ہے جس کے ذریعے ریاست کا کوئی کارندہ (کسی فرد/افراد کو اُن کی) آزادی سے غیر قانونی طور پر محروم کردے مگر یہ ترمیم اِن ریاستی کارندوں پر سویلین نگرانی کی پہنچ میں لانے کے لیے نئے قانونی ڈھانچے کی ضرورت پوری نہیں کرتی۔ جبری گمشدگیوں پر قابو پانے کے لیے مؤثر قانون میں اِس طرح کی دفعہ کا ہونا ضروری ہے، خاص طور پر ایسے ہزاروں الزامات اور شہادتوں کے تناظر میں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس عمل کی ذمہ داری ریاستی ایجنسیوں پر عائد ہوتی ہے

ریاستی ایجنسیوں جیسے کہ آئی ایس آئی کے دائرہ اختیار کے تعین کے لیے بھی قانون سازی ضروری ہے۔ اس حقیقت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کہ اِس ایجنسی نے اعلیٰ عدالتوں میں دعویٰ کیا تھا کہ اسے 'ریاست مخالف سرگرمیوں' میں ملوث لوگوں کو گرفتار کرنے کا 'قانونی' اختیار ہے۔ اس کے علاوہ، مسودہ قانون متاثرین اور اُن کے اہلِ خانہ کو معاوضے کی ادائیگی کے معاملے کا احاطہ نہیں کرتا اور نہ ہی یہ مجرموں کی جوابدہی کے مسئلے کا حل پیش کرتا ہے۔

جبری گمشدگیوں کو ایک الگ قانون کے طور پر لیا جائے۔ اس رجحان کی روک تھام کے لیے ہونے والی قانون سازی میں یہ ضمانت دی جائے کہ جس کسی کو بھی ان کی آزادی سے محروم کیا جائے گا انہیں قانونی طور پر قائم حراستی مرکز میں رکھا جائے گا اور متاثرین، ان کے اہلِ خانہ اور گواہان کو انتقامی کاروائیوں سے تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ پاکستان کو جبری گمشدگیوں سے تمام افراد کی حفاظت کے عالمی میثاق پر دستخط اور توثیق بھی کرنا ہوگی۔

ایچ آر سی پی یہ بھی سمجھتا ہے کہ ایسے قوانین تبدیل کیے جائیں جو فوج کو سویلین افراد کی تحقیقات اور ٹرائل کرنے کا اختیار تفویض کرتے ہیں۔ انسانی حقوق کے دفاع کار ادریس خٹک جنہیں آٹھ ماہ تک لاپتہ رکھا گیا اور پھر سیکیورٹی ایجنسیوں نے اُن کی حراست تسلیم کی، کو آرمی ایکٹ 1952 کے تحت سزا ملنا محض اتفاق نہیں ہے۔

23 نومبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے (ایچ آر سی پی) نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن (ایف این ایف) کے اشتراک سے ایک قومی کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ مقامی حکومتوں کی ساخت اور مدت کو تحفظ دینے کے لیے دستور میں ترمیم کی جائے تاکہ مقامی ادارے مالیاتی عدم مرکزیت کی بدولت مؤثر طریقے سے اپنے

فرائض نبھا سکیں۔

کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے، پاکستان میں ایف ایف ایف کی سربراہ بریگیڈ لم نے کہا کہ مقامی حکومتیں 'جمہوریت کی نرسریاں' ہوتی ہیں۔ ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل حارث خلیق نے کہا کہ مؤثر اور مالی لحاظ سے خودمختار مقامی حکومتوں کے بغیر مستحکم جمہوریت کا قیام ممکن نہیں۔

لمز میں سیاست وعمرانیات کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر عمیر جاوید نے پہلے سیشن کے دوران واضح کیا کہ آرٹیکل 140-الف مقامی حکومتوں کے لیے مؤثر تحفظ نہیں ہے، اور مزید کہا کہ صوبائی حکومتوں کے بلدیاتی اور قانون سازی سے متعلق ذمہ داریوں میں واضح لکیر کھینچنے کی ضرورت ہے۔ حامد خان ایڈووکیٹ نے کہا کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز مقامی حکومتوں کے 'غیر ضروری' حریف بن گئے ہیں اور تجویز دی کہ ترقیاتی فنڈز صرف مقامی حکومت کے اداروں کو دیے جائیں۔

پنجاب کمیشن برائے حقوقِ نسواں کی سابق چیئرپرسن فوزیہ وقار نے زور دے کر کہا کہ مقامی حکومتوں میں عورتوں کی شمولیت محض خانہ پُری کے لیے نہیں ہونی چاہیے۔ بلوچستان یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی انجینئرنگ اینڈ مینجمنٹ سائنسز میں شعبہ معیشت کے پروفیسر ڈاکٹر عزیز احمد نے سیاسی و مالیاتی عدم مرکزیت کے بیچ 'بے ہنگم تعلق' کی نشاندہی کی اور کہا کہ مؤخر الذکر صنفی اور معاشی عدم برابری کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

دوسرے سیشن کے دوران، آئیڈیاز فار وژن 2047 کے چیف ایگزیکٹو ظفر اللہ خان نے کہا کہ مقامی حکومتوں کو اپنے امور چلانے کے لیے قواعد وضوابط بنانے کا اختیار ملنا چاہیے۔ ایچ آر سی پی سندھ چیپٹر کے وائس چیئر قاضی خضر نے کہا کہ اگرچہ قانون نے خواجہ سراؤں اور مذہبی اقلیتوں جیسے پسے ہوئے طبقوں کے لیے مخصوص نشستوں کا بندوبست کیا ہوا ہے، مگر اِس کے باوجود اُنہیں مقامی حکومتوں میں براہ راست انتخابات کے ذریعے نمائندگی سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔

کے پی اسمبلی میں پی پی پی کے رُکن اسمبلی احمد کندی نے تجویز دی کہ دستوری عدالتوں کے قیام سے مقامی حکومتوں کو تحفظ دیا جاسکتا ہے۔ عدالتِ عظمیٰ کے وکیل مبین الدین قاضی نے اُن کے تسلسل کو دوام بخشنے کے لیے آئینی ڈھانچے کی ضرورت اجاگر کی جبکہ سنٹر فار پیس اینڈ ڈیویلپمنٹ کے چیف ایگزیکٹو نصر اللہ خان کا کہنا تھا کہ مقامی حکومتوں کی مالیاتی جوابدہی پر نظر رکھنے اور مقامی نمائندوں کی صلاحیت میں بہتری لانے کے لیے کوئی مؤثر نظام متعارف کروایا جائے۔

وزیرِاعظم کے معاون خصوصی عطا اللہ تارڑ نے تیسرے سیشن میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ مقامی حکومتوں کے تمام قوانین کے لیے صوبائی حکومت میں دوتہائی اکثریت لازمی قرار دینے کے لیے قانون سازی کی جائے تاکہ مقامی حکومت کے اداروں کو باآسانی معطل نہ کیا جاسکے۔ کے پی اسمبلی میں اے این پی کی رُکن ثمر ہارون بلور نے تجویز دی کہ مقامی حکومتوں کے انتخابات جماعتی بنیادوں پر کیے جائیں تاکہ ووٹروں کو علم ہو کہ اُن کے حمایت یافتہ نمائندوں کی سیاسی اقدار کیا ہیں۔

پی پی پی سنٹرل سیکرٹریٹ کے انچارج سبط الحید ربخاری کا کہنا تھا کہ درست ووٹرلسٹ ضروری ہے۔ ایم کیو ایم سندھ اسمبلی کے رکن خورشید نے اتفاق کیا کہ مردم شماری میں تصحیح کی ضرورت ہے تاکہ ووٹرلسٹیں اور حلقہ بندیوں کو مزید بہتر کیا جاسکے۔ پی ٹی آئی کی پارٹی الیکشن کمیٹی کی رکن فاطمہ حیدر کا کہنا تھا مقامی حکومتوں کے امور میں صوبائی اسمبلیوں کی مداخلت روکنے کے لیے آئینی ترمیم کی ضرورت ہے۔

02 فروری 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو یہ جان کر تشویش ہے کہ 20 جنوری کو انارکلی لاہور میں بم دھماکے کے بعد کم از کم چار پشتونوں کو جبری طور پر لاپتہ کر دیا گیا ہے۔ ایچ آر سی پی کے ذرائع کے بعد، 22 جنوری کو لاہور ریلوے اسٹیشن کے قریب سے دو افراد کو اٹھا کر لاپتہ کیا گیا۔ ان کے عزیز و اقارب کو واقعے کی ایف آئی آر درج کروانے میں لگ بھگ دس روز لگے۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس افراد نے 26 جنوری کی علی الصبح ایک اور پشتون کے فلیٹ پر چھاپہ مار کر اسے اٹھا کر لاپتہ کر دیا۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس کچھ لوگوں نے ہی رکشہ میں سوار ایک پشتون کو رکشہ سے اتار کر لاپتہ کر دیا۔ اٹھائے جانے والے لوگوں کی گرفتاری کے پروانے جاری نہیں ہوئے تھے اور ان کے دوست اور رشتہ داران کا اتا پتا معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ بعد میں پیش آنے والے دونوں واقعات میں، پولیس نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اِسی طرح کی ایک تشویش ناک صورتحال میں انارکلی بم دھماکے کے تناظر میں 22 جنوری کو چھاپے مار کر چار بلوچ طلباء کو حراست میں لیا گیا اور پھر رہا کر دیا گیا تھا۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام چاروں افراد کا سراغ لگایا جائے اور ان کے جسمانی وقار اور عظمت کے حق کی ضمانت دی جائے، اگر انہیں یا کسی کو بھی حراست میں لینا درکار ہو تو پھر قانون نافذ کرنے والے اہلکار باضابطہ طریقہ کار کی پیروی کرنے اور واضح طور پر یہ بتانے کے پابند ہیں کہ ان لوگوں کن الزامات کی وجہ سے حراست میں لیا گیا اور کہاں رکھا جا رہا ہے۔

17 فروری 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو بلوچستان اور ملک کے باقی حصوں میں جبری گمشدگیوں کی تازہ لہر کی اطلاعات پر تشویش ہے۔ ان میں حال ہی میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں پوسٹ گریجوایٹ کے طالبعلم حفیظ بلوچ کی جبری گمشدگی بھی شامل ہے۔ مسٹر بلوچ کو مبینہ طور پر خضدار میں لاپتہ کیا گیا تھا، جہاں وہ ایک مقامی اسکول میں رضاکارانہ طور پر کام کرتے تھے۔ اطلاعات سے پتا چلا ہے کہ اُنہیں اُن کے شاگردوں کے سامنے اغوا کیا گیا۔ اِس شرمناک اقدام سے ظاہر ہوتا کہ کہ مجرموں کو سزا سے کس حد تک استثنیٰ حاصل ہے۔ مسٹر بلوچ کو فوری طور پر بازیاب کرایا جائے اور مجرموں کی نشاندہی کر کے اُن کا محاسبہ کیا جائے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دینے کا حکومت کا کیا گیا وعدہ بدستور کھوکھلا نظر آ رہا ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی کے دو طالب علموں کو گزشتہ نومبر میں مبینہ طور پر لاپتہ کر دیا گیا تھا، لیکن یونیورسٹی میں طلبا کے طویل دھرنے کے بعد اُنہیں بازیاب کرائے جانے کی مبہم یقین دہانیوں سے بڑھ کر کوئی پیش رفت سامنے

نہیں آئی۔

ایچ آر سی پی صوبے میں جبری گمشدگیوں پر پائی جانے والی خاموشی کے تسلسل پر خاص طور پر فکرمند ہے، جسے مرکزی دھارے کے ذرائع ابلاغ دیدہ دانستہ نظرانداز کررہے ہیں۔ ریاست کو سمجھنا چاہیے کہ وہ بلوچ عوام کی جائز شکایات کے حل کی توقع نہیں رکھ سکتی اگر وہ ان شکایات کو عوام کی نظروں میں آنے کی اجازت نہیں دے گی۔

14 اپریل 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے عدم ثبوت کی بنیاد پر ناظم جوکھیو کے قتل کے ملزموں کی فہرست سے پی پی پی کے دو موجودہ قانون سازوں کو خارج کرنے کے فیصلے پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ایچ آر سی پی کا مشاہدہ ہے کہ یہ پیش رفت اس دباؤ اور تنہائی کی نشاندہی کرتی ہے جسے شیریں جوکھیو نے گزشتہ نومبر میں اپنے شوہر پر وحشیانہ تشدد اور قتل کرنے کے الزام میں 'معاف' کرنے کی اپنی وجوہات کے طور پر بیان کیا ہے۔ محترمہ جوکھیو کا مذکورہ بیان اور ملزمان کی فہرست سے پی پی پی کے ان قانون سازوں کے اخراج کے فیصلے کی کڑیاں ایک دوسرے سے ملتی نظر آتی ہیں۔

ایچ آر سی پی کا خیال ہے کہ محترمہ جوکھیو کا فیصلہ یقینی طور پر رضا کارانہ نہیں اور اسے قانونی طور پر قابل قبول نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ موجودہ سیاسی صورتحال میں سندھ حکومت کے لیے یہ دکھانے کے لیے موجودہ مقدمہ ایک آزمائش ہے کہ اسے انسانی حقوق اور انصاف قلیل مدتی سیاسی مفادات سے زیادہ عزیز ہیں۔ ایچ آر سی پی جوجوکھیو کیس پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے، ناظم جوکھیو کو انسانی حقوق کا دفاع کار تسلیم کرتا ہے اور اس بات پر اصرار کرتا ہے دفاع کار کو نقصان پہنچانے والوں کو کسی بھی حالت میں قانونی کارروائی سے استثنیٰ نہیں ملنا چاہیے۔

16 اپریل 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو یہ جان کر تشویش ہے کہ پاک – افغان سرحد کے قریب سیکیورٹی فورسز نے مبینہ طور پر ایک ڈرائیور کو اُس وقت قتل کر دیا جب اسے رکنے کے لیے کہا گیا مگر اُس نے گاڑی کی رفتار تیز کر لی تھی۔ ماورائے عدالت قتل کو کسی بھی قسم کے حالات میں قبول نہیں کیا جاسکتا اور مجرموں کی نشاندہی کر کے ان کا محاسبہ کیا جائے۔

مزید برآں، اطلاعات کے مطابق سرحد پر سیکیورٹی فورسز نے درجنوں ڈرائیورز سے گاڑیاں لے لیں اور صحرا میں اُنہیں بے یارومددگار چھوڑ دیا جن میں سے کئی کا ابھی تک سراغ نہیں مل رہا۔ یہ واقعہ انسانیت اور حقِ زندگی سے انتہائی نفرت کی عکاسی کرتا ہے۔

ایسے صوبے میں جسے عشروں سے نظرانداز کیا جارہا ہے، مقامی لوگوں کے ساتھ سیکیورٹی فورسز کا ظالمانہ سلوک بلا روک ٹوک جاری وساری ہے۔ ہم صوبائی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وقوعے کی تحقیقات کی جائیں اور مستقل میں

ایسے واقعات کی روک تھام یقینی بنائی جائے۔

31 مئی 2022: ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) عدالتِ عالیہ اسلام آباد کے فیصلے کو خوش آئند قرار دیتا ہے جس میں عدالت نے 'جبری گمشدگیوں سے متعلق پالیسی کی خاموش منظوری' کے لیے سابقہ اور موجودہ چیف ایگزیکٹوز کو جوابدہ ٹھہرانے کا حکم صادر کیا ہے۔

سیاسی اختلافِ رائے کو دبانے، عام شہریوں کو باضابطہ قانونی کارروائی کے حق سے محروم کرنے، اور عام طور پر 'قومی سلامتی' کے نام پر خوف کی فضا پیدا کرنے کے حوالے سے سیکورٹی ایجنسیوں کے کردار جس کے لیے ٹھوس شواہد موجود ہیں، کی واضح جانچ پرکھ کے لیے یہ فیصلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ 'عدالت کا حکم، اگر صحیح معنوں میں لاگو ہوتا ہے، تو اِس سے مجرموں کو جوابدہ ٹھہرانے میں کمیشن برائے جبری گمشدگان (سی او آئی ای ڈی) کی ناکامی کی کافی حد تک تلافی ہوسکتی ہے۔

اگرچہ حکومت کی جانب سے جبری گمشدگیوں سے متعلق پالیسی پر غور کرنے کے لیے سات رکنی کمیٹی کی تشکیل بھی ایک مثبت قدم ہے، لیکن ایسی کسی بھی پالیسی کو متاثرین اور ان کے اہلِ خانہ کے لیے تحفظ اور معاوضے کا طریقہ کار ضرور متعارف کروانا چاہیے۔ اسے سیکیورٹی ایجنسیوں کے دائرہ اختیار کو بھی واضح کرنا چاہیے، حراستی مراکز کو بند کرنا چاہیے، اور کے پی ایکشن (اِن ایڈ آف سول پاورز) آرڈیننس 2019 کے تحت ریاستی اداروں کو دستیاب من مانے اختیارات کو منسوخ کرنے کا عہد کرنا چاہیے۔

جبری گمشدگیوں سے متعلق 'گمشدہ' مسودہ قانون میں نئی روح پھونکی جائے اور اس پر مزید غور وخوض کیا جانا چاہیے، اور سی او آئی ای ڈی کی جگہ ایک موثر اور باوقار عدالتی کمیشن قائم کیا جائے۔ کمیٹی کو پاکستان کو تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ کی فراہمی کے بین الاقوامی میثاق کا فریق بنانے کے لیے بھرپور جدوجہد بھی کرنی چاہیے۔

14 جون 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے کراچی یونیورسٹی کے بلوچ طلباء کے اغوا اور ان کے ساتھ واقعے کے حالیہ سلسلے کی شدید مذمت کی ہے۔ ان طالب علموں کو مبینہ طور پر قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں نے اٹھایا، اور جن لوگوں نے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا انہیں بدسلوکی کا نشانہ بنایا گیا اور گرفتار کیا گیا۔ دو طالب علموں کے حوالے سے جنہیں ان کے رشتہ داروں اور سول سوسائٹی کے دباؤ کے بعد رہا کیا گیا ہے، یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان کی رہائی کے وقت تک ان کا ٹھکانہ معلوم نہیں تھا۔ اس طرح کی جبری گمشدگیاں نہ صرف غیر قانونی بلکہ غیر انسانی ہیں۔

ایچ آر سی پی نے 13 جون کو سندھ پولیس کی جانب سے لاپتہ ہونے والے طلباء کے رشتہ داروں، کارکنوں اور دوستوں کے خلاف بہت زیادہ طاقت کے استعمال پر بھی گہری تشویش کا اظہار کیا۔ یہ پرامن مظاہرین، جن میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے، سندھ اسمبلی کے باہر اپنے پیاروں کی بحفاظت بازیابی کا مطالبہ کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے، لیکن پولیس نے انہیں تشدد کا نشانہ بنایا اور زبردستی منتشر کیا۔

ہم اپنے مطالبے کا اعادہ کرتے ہیں کہ جبری گمشدگیوں کو جبری گمشدگی سے تمام افراد کے تحفظ کے بین الاقوامی کنونشن کی مطابقت میں جرم قرار دیا جائے۔ نہ صرف اس گھناؤنے عمل کو ایک الگ، خودمختار جرم کے طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے اور مجرموں کا سخت محاسبہ ہونا چاہیے، بلکہ متاثرین اور ان کے خاندانوں کو تمام نقصانات کا معاوضہ ملنا چاہیے۔

08 جولائی 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے انکوائری کمیشن برائے جبری گمشدگان کے چیئرمین اور قومی احتساب بیورو (نیب) کے سابق چیئرمین جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال اور نیب کے دیگر حکام پر جنسی ہراسانی کے کے الزام کا سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے۔

ایچ آر سی پی کے لیے یہ بات انتہائی تشویشناک ہے کہ یہ الزامات ایک خاتون کی طرف سے لگائے گئے جس نے جسٹس (ریٹائرڈ) اقبال سے ان کے بطورِ چیئرمین سی او آئی ڈی رابطہ کیا تھا- چیئرمین سی او آئی ڈی ایک ایسا عہدہ ہے جس میں وہ محترمہ گل کی گواہی کے تحفظ اور ایک لاپتہ رشتہ دار کے ضمن میں انہیں انصاف کی فراہمی یقینی بنانے کے ذمہ دار تھے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) اقبال نے نہ صرف مبینہ طور پر دو حیثیتوں سے اپنے عہدے کا غلط استعمال کیا ہے بلکہ وہ ان الزامات کا جواب دینے کے لیے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے پیش ہونے میں بھی ناکام رہے ہیں۔ ان کے اور دیگر سرکاری اہلکاروں کے خلاف الزامات کی شفاف اور آزادانہ تحقیقات ہونی چاہیے اور اگر یہ الزامات ثابت ہو جائیں تو انھیں عہدے سے ہٹایا جائے۔ ایچ آر سی پی تحقیقات کے اس مطالبے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں ہونے والی کارروائی پر نظر رکھے گا۔

15 جولائی 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو حیدرآباد کے ایک ہوٹل میں جھگڑے کے دوران ایک شخص کی ہلاکت کے بعد سندھ میں لسانی اور سیاسی تناؤ میں اضافے پر سخت تشویش ہے۔

ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ واقعے کی غیر جانبدارانہ اور شفاف تحقیقات کی جائے اور سندھ حکومت صوبے میں جرائم اور تشدد پر قابو پانے کے لیے اقدامات کرے۔ عین اسی وقت، حکام کے علاوہ پاکستان کی تمام ترقی پسند آوازوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ باعثِ تفریق یا نسل پرستانہ بیانات سے احتراز کریں۔

ایچ آر سی پی بلال کاکا کے قتل اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے لسانی تناؤ کے حقائق معلوم کرنے کے لیے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

08 ستمبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کوئٹہ میں جبری طور پر لاپتہ افراد کے اہلِ خانہ اور وزیرِ داخلہ رانا ثناء اللہ، وزیرِ قانون اعظم نذیر تارڑ اور غربت کے خاتمے کی وزیر شازیہ مری کے درمیان حالیہ ملاقات کا خیر مقدم کرتا ہے۔

یہ ملاقات اگرچہ ایک مثبت پیش رفت تھی، تاہم ایچ آر سی پی سمجھتا ہے کہ جبری گمشدگیوں کے متاثرین کی بحفاظت بازیابی کے لیے صرف یکجہتی کا اظہار کافی نہیں بلکہ اِس مقصد کے لیے ٹھوس اقدام کرنا ہوگا۔ اِس طرح کی کارروائی، بدلے میں، یہ تقاضا کرتی ہے کہ ایک شفاف اور مؤثر طریقہ کار کے ذریعے مجرموں کی نشاندہی کی جائے اور اُن کا محاسبہ کیا جائے۔

جبری گمشدگیوں کے معاملے پر قائم انکوائری کمیشن تکلیف دہ حد غیر مؤثر ادارہ ہے جو کہ متاثرین کو انصاف کی فراہمی یقینی بنانے کا اہل نہیں۔ بری کارکردگی اور تنازعات جن کا سامنا کمیشن کے موجودہ چیئرمین کو کرنا پڑ رہا ہے، کے پیشِ نظر، ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ اُنہیں عہدے سے ہٹایا جائے اور کمیشن کی خودمختاری اور سالمیت کو یقینی بنانے کے لیے اسے ایک بااختیار ادارے کی شکل دی جائے۔

لاپتہ افراد سے متعلق کابینہ کی ذیلی کمیٹی کو اپنے وعدوں پر پورا اترنا ہوگا اور جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دے کر بین الاقوامی سطح پر انسانیت کے خلاف جرم تصور ہونے والے اس عمل کے فوری خاتمے کے لیے پہلے قدم کے طور پر اِسے باقاعدہ جرم قرار دینا ہوگا۔

21 نومبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اورنگی پائلٹ پراجیکٹ (او پی پی) کی ڈائریکٹر پروین رحمان کے قتل کے تمام پانچوں ملزمان کی بریت پر عدمِ اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ جرم کی سنگینی اور ریکارڈ پر موجود ٹھوس شہادت بشمول مرکزی ملزم کے قابلِ قبول اعترافِ جرم کے پیشِ نظر ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اِس مقدمے میں انصاف نہیں ہوا۔

ایچ آر سی پی کو یہ سوچ کر بھی تشویش ہے کہ ملزم بری ہونے کے بعد محترمہ رحمان کے اہلِ خانہ اور او پی پی میں اُن کے ساتھی ملازمین کے لیے فوری طور پر بہت بڑے خطرے کا باعث بنیں گے۔ ہمارا سندھ حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ ملزموں کو متعلقہ قوانین کے تحت حراست میں رکھے اور مقتولہ کے خاندان، اُن کے ادارے میں کام کرنے والے اُن کے ساتھیوں اور قانونی ٹیم کو مناسب تحفظ فراہم کرے۔

محترمہ رحمان کا قتل ایسے نظام کی پیداوار ہے جہاں قانون کی حکمرانی کو آسانی سے روندا جاتا ہے اور انسانی حقوق کے محافظین کو محض اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی وجہ سے اپنی زندگی خطرات میں ڈالنا پڑتی ہے۔ اُن کے خاندان نے انصاف پانے کے لیے نو برس انتظار کیا۔ سندھ حکومت کو فاضل عدالت کے فیصلے کے خلاف فی الفور اپیل دائر کرنی چاہیے، جبکہ مجموعی طور پر پوری ریاست کو تشدد کے متاثرین کو انصاف فراہم کرنے کی اپنی صلاحیت پر غور و فکر کرنا ہوگا۔

ایچ آر سی پی محترمہ رحمان کے خاندان کے ساتھ یک جہتی کا بندھن قائم رکھنے کے لیے پُرعزم ہے اور فیصلے کے خلاف عدالتِ عظمیٰ پاکستان میں اپیل دائر کرنے کے اُن کے فیصلے میں اُن کے ساتھ کھڑا ہے۔

31 اگست 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم

(ایف این ایف) کے اشتراک سے ایک قومی کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ایسی بامعنی انتخابی اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا گیا جو کمزور اور پس ماندہ طبقوں کے مفادات کی حفاظت کے ساتھ ساتھ قابل اعتماد و شفاف انتخابات کو یقینی بنا سکیں۔ ایف این ایف پاکستان چیپٹر کی سربراہ برجٹ لیم نے کہا کہ شہریوں کو ان کے انتخابی حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جانا ضروری ہے، جبکہ ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل حارث خلیق کا کہنا تھا کہ 'وفاقیت اور مساوی شہریت جمہوری عمل کے کلیدی حصّے ہیں۔'

پیپلز پارٹی کے سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر نے محسوس کیا کہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کے کردار کی وجہ سے انتخابات کی ساکھ ہمیشہ مشکوک رہی ہے، جنہیں' قانون کے دائرے میں لانا اور سیاسی مداخلت کے لیے جوابدہ ٹھہرانا ہوگا۔' پی ٹی آئی کے سابق سیکریٹری جنرل ارشد داد نے کہا کہ 'انتخابی سیاست میں پیسے اور برادری کے اثر و رسوخ سے بالاتر ہونا ضروری ہے۔' ان کے اس تبصرہ کے جواب میں کہ جمہوری عمل کو زیادہ موثر بنانے کے لیے ووٹرز کو 'تعلیم یافتہ' ہونا چاہیے، این ڈی ایم کے چیئرمین محسن داوڑ نے کہا کہ 'ناخواندہ ووٹرز اکثر پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھنے والوں سے زیادہ سیاسی بصیرت رکھتے ہیں۔'

پولنگ کے طریقہ کار اور ووٹروں کے حق رائے دہی پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے، نادرا کے چیئرپرسن طارق ملک نے کہا کہ، اگرچہ نادرا نے 96 فیصد سے زیادہ رجسٹریشن کر لی ہے، مگر ان تمام ووٹرز کا اندراج ہونا بھی ضروری ہے جن کے نام ابھی تک درج نہیں ہو سکے۔ پیپلز پارٹی کے رہنما تاج حیدر نے تجویز دی کہ نتائج کی شفافیت بڑھانے کے لیے ریٹرننگ افسران کو چاہیے کہ وہ فارم 45 کی تصاویر ای سی پی کی ویب سائٹ پر آویزاں کریں۔

این سی ایس ڈبلیو کی سابق چیئرپرسن خاور ممتاز نے کہا کہ خواتین ووٹروں کا ٹرن آؤٹ کم از کم 20 فیصد کیا جائے تاکہ جماعتیں خواتین کی رجسٹریشن بڑھانے پر مجبور ہوں۔ فافن کے رشید چوہدری نے کہا کہ پولنگ سٹیشن ووٹرز کی رہائش گاہ سے ایک کلومیٹر سے زیادہ کے فاصلے پر نہیں ہونے چاہییں۔ ایچ آر سی پی کی کونسل کے رکن حسین نقی کا کہنا تھا کہ درست مردم شماری کے بغیر منصفانہ الیکشن کا انعقاد ناممکن ہے۔

پسے ہوئے طبقوں کے لیے کوٹہ کے نظام کا جائزہ لیتے ہوئے، پی سی ایس ڈبلیو کی سابق چیئرپرسن فوزیہ وقار نے کہا کہ 'پس ماندہ طبقوں کو مرکزی دھارے کی سیاست میں شامل کے لیے ٹھوس مثبت اقدامات کیے جائیں۔' فاؤنڈیشن برائے امن و ترقی سے وابستہ رومانہ بشیر نے اس امر پر اتفاق کا اظہار کیا کہ جماعتوں کی کور کمیٹیوں میں مذہبی اقلیتوں کو مؤثر نمائندگی دی جائے۔ انفارمیشن کمشنر زاہد عبداللہ نے افراد باہم معذوری کی انتخابی شمولیت کو مرکزی دھارے میں لانے کے لیے 'نامیاتی تحریک' کی ضرورت پر زور دیا۔

'جعلی خبروں' کے تناظر میں انتخابی عمل پر بات کرتے ہوئے سینئر صحافی سہیل وڑائچ نے اس بات پر زور دیا کہ رپورٹنگ کو تعصب سے پاک رہنا چاہیے، جبکہ پی ایف یو جے کے سابق صدر شہزادہ ذوالفقار نے کہا کہ بریکنگ نیوز کی دوڑ میں

ایڈیٹر کا کردار بہت کم ہو گیا ہے۔ ڈیجیٹل حقوق کے کارکن اسامہ خلجی نے کہا کہ غلط معلومات کا مقابلہ کرنے کے لیے زیادہ ڈیجیٹل خواندگی، میڈیا ہاؤسز میں حقائق کی جانچ کے کلچر، اور سیاسی جماعتوں کے لیے سوشل میڈیا کے اصول و ضوابط کی اشد ضرورت ہے۔

ایچ آر سی پی کی چیئر پرسن حنا جیلانی نے کانفرنس کا اختتام ان الفاظ کے ساتھ کیا؛ سیاسی عمل کے ہر ایک مرحلے میں شمولیت کے حق کو انتخابی اصلاحات کی اساس قرار دیا جائے۔ تاہم، شمولیت بذات خود کوئی مقصد نہیں بلکہ خودمختاری کے حصول کا ذریعہ ہے۔

31 جنوری 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے پادری ولیم سراج کے قتل کی شدید مذمت کی ہے جنہیں پشاور میں اس وقت قتل کیا گیا جب وہ گرجا سے اپنے گھر جا رہے تھے۔ محترم پیٹرک نعیم بھی حملے میں زخمی ہوئے تھے۔

ایچ آر سی پی کے خیال میں یہ نہ صرف پاکستان کی مسیحی برادری بلکہ تمام مذہبی اقلیتوں پر بہیمانہ حملہ ہے جن کا حقِ زندگی و سلامتی مسلسل خطرات کی زد میں ہے۔ ہم خاص طور پر فکرمند ہیں کہ ملک بھر میں بنیاد پرستی کے بڑھتے رجحانات کے دوران مذہبی اقلیتیں اور زیادہ غیر محفوظ ہو جائیں گے اور ان کے خلاف تشدد بلا روک ٹوک جاری رہنے کا خدشہ ہے۔

عدالتِ عظمیٰ کے تصدق جیلانی فیصلے کو صادر ہوئے آٹھ برس گزر چکے ہیں جس میں ریاست سے مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ریاست کو ٹھوس اقدامات تجویز کیے گئے تھے۔ اگر پاکستان کو انتہائی دائیں بازو کے پہنچائے گئے نقصان کا مداوا کرنا ہے تو اِس وقت اِس چیز کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے کہ ریاست کے تمام ادارے اِس فیصلے کے بنیادی اصولوں کو سمجھیں اور ان کے اطلاق کو یقینی بنائیں۔ عدالتِ عظمیٰ کے تصدق جیلانی فیصلے کا تقاضا ہے کہ مذہبی اقلیتوں پر تشدد کے واقعات کی فی الفور تحقیقات کی جائے اور مجرموں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

07 مارچ 2022:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو اپنی رپورٹ، سچ کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے: سنسر شپ اور آزاد ذرائع ابلاغ کی جنگ جاری کرنے پر فخر ہے۔ ممتاز آئی اے رحمان ریسرچ گرانٹ کے سلسلے کے ایک جُز کی حیثیت سے جاری ہونے والی یہ رپورٹ سینیئر صحافی رزشتہ سیٹھنا نے تحریر کی ہے اور اس میں 2018 کے انتخابات کے بعد پاکستان میں ذرائع ابلاغ کے لیے سکڑتی ہوئی فضا کو رقم کیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں بقول مصنفہ کے صحافی اور مدیران کو اپنے کام کے باعث پہلے سے کہیں زیادہ خطرات کا سامنا ہے۔

پرنٹ، الیکٹرانک اور ڈیجیٹل ذرائع سے وابستہ افراد کے بیانات پر مشتمل رپورٹ میں صحافیوں پر حملوں کے تواتر اور اقسام کو رقم کیا گیا ہے اور سوال اٹھایا گیا ہے کہ کیا ان حملوں نے اپنی شکل تبدیل کر لی ہے کیونکہ صحافیوں میں اربابِ

طاقت کے محاسبے کے لیے آن لائن پلیٹ فارموں کے استعمال میں اضافہ ہو رہا ہے۔

سیٹھنا کے بقول، ناقدانہ خبروں کا گلا گھونٹنے کے حوالے سے، موجودہ حکومت نے کسی بھی سابق حکومت کی نسبت ریاست کے مفادات کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ ان کی دلیل تھی کہ حکومت اور سلامتی کے اداروں نے اظہار کی آزادی اور عوامی معلومات تک رسائی کو سبوتاژ کیا ہے جس کی بدولت صحافت کی سنسر شپ، ذرائع ابلاغ کو قابو کرنے والے انضباطی طریقوں اور خوف پھیلانے والے ہتھکنڈوں میں شدت پیدا ہوئی ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ذرائع ابلاغ کس طرح استبدادی ہتھکنڈوں کے نرغے میں رہے ہیں اور خاص طور پر خواتین صحافیوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران بڑھتی ہوئے خطرات اور ہراسانی کا سامنا رہا ہے۔ اس میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ ریاست اور حکومت دونوں نے کس طرح ذرائع ابلاغ کو دیوار کے ساتھ لگایا ہے، مالکان اور مدیران کو بعض ہدایات کی پیروی کرنے یا نتائج بھگتنے پر مجبور کرتے ہوئے۔ آخر میں، رپورٹ نے بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں ذرائع ابلاغ کی صورتحال پر خصوصی توجہ دی ہے، جہاں صحافیوں کو درپیش خطرات اور ذرائع ابلاغ کی بندش نے معلومات تک عوام کی رسائی کو شدید متاثر کیا ہے۔

رپورٹ http://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2022-Truth-comes-at-a-price.pdf پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

17 مارچ 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے عالمی وفاق برائے انسانی حقوق (ایف آئی ڈی ایچ) کے اشتراک سے پاکستان میں پر اجتماع کی آزادی: قانون سازی کا جائزہ کے عنوان سے ایک تحقیقی رپورٹ جاری کی ہے۔ یہ تحقیق اُن قوانین اور طریقہ کار کی نشاندہی کرتی ہے جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر پرامن اجتماع کی آزادی کے آئینی حق کو محدود کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں ضابطہ تعزیرات پاکستان، مجموعہ ضابطہ فوجداری، امن عامہ کا اطلاق، پولیس آرڈر، انسداد دہشت گردی قانون، الیکٹرانک کرائمز ایکٹ اور دیگر ذیلی قوانین کی دفعات شامل ہیں۔

اِس کے علاوہ، تحقیق میں ان حالات اور صوبوں/علاقوں کا جائزہ بھی لیا گیا ہے جن میں 2010 سے 2020 تک ایسے قوانین اور ضوابط کو اس حق کو محدود کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اس دورانیے میں منعقد ہونے والے 858 اجتماعات میں سے، تحقیق کے مشاہدے کے مطابق، کم از کم 392 اجتماعات ایسے تھے جہاں اجتماع کی آزادی کے حق پر پابندیاں غیر متناسب اور غیر ضروری تھیں، جن میں طاقت کا بے تحاشہ استعمال کیا گیا، من مانی گرفتاریاں یا نظر بندیاں کی گئیں، شرکا کے خلاف فوجداری اور دہشت گردی کے الزامات کے تحت مقدمے درج ہوئے، مکمل پابندیاں عائد ہوئیں، اور اجتماعات میں رکاوٹ ڈالنے کی دیگر کوششیں کی گئیں۔

مزید برآں، رپورٹ میں یہ نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ اجتماع کی آزادی سے متعلق ملکی قانون اور انسانی حقوق کے

بین الاقوامی معیارات کے درمیان تعلق کا شدید فقدان ہے، باوجود اس کے کہ پاکستان نے شہری وسیاسی حقوق کے بین الاقوامی معاہدے (آئی سی سی پی آر) اور معاشی، سماج وثقافتی حقوق کے عالمی معاہدے (آئی سی ای ایس سی آر) کی توثیق کر کے اس لاتعلقی کو ختم کرنے کا قانونی عہد کیا تھا۔

رپورٹ میں موجودہ قانون سازی کے نظام کا ازسرِنو جائزہ لینے کی سفارش کی گئی ہے، جس کی جڑیں اب بھی نوآبادیاتی دور کی پولیسنگ کی حکمت عملیوں میں پیوست ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے بہتر قواعد وضوابط وضع کیے جائیں، جن میں انسانی حقوق کی تربیت اور ہجوم کو کنٹرول کرنے کے طریق ہائے کار شامل ہوں، اور طاقت کے انتہائی کم استعمال پر زور دیا جائے؛ میڈیا اور ڈیجیٹل کو اجتماعات تک غیر محدود رسائی دی جائے؛ اور مواد سے متعلق پابندیاں عائد کرنے یا راستوں کو بند کرنے کی بجائے تقریر کی آزادی اور تمام اجتماعات کی نقل وحرکت کی آزادی کے لیے سہولتیں پیدا کی جائیں۔

بشرطیکہ وہ اپنے قول وفعل میں غیر متشدد ہوں، بنیادی حقوق کے حصول اور تبدیلی کی وکالت کرنے والے اجتماعات حقیقی جمہوری معاشرے کے لیے ضروری ہیں۔ عوام کے اجتماع کے بنیادی حقوق کا مؤثر طور پر تحفظ کیا جانا چاہیے۔

29 اپریل 2022: اپنی سالانہ رپورٹ، 2021 میں انسانی حقوق کی صورت حال میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 2021 کے دوران ملک میں اظہار رائے کی آزادی کی حالت پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ کم از کم نو واقعات میں صحافیوں کو ڈرایا دھمکایا گیا یا بالکل خاموش کیا گیا، اور اِس مقصد کے لیے حملوں، جبری گمشدگی، قتل یا کھلی سنسر شپ جیسے حربے استعمال کیے گئے۔ مزید برآں، پچھلی حکومت کو صحافت پر ظالمانہ پاکستان میڈیا ڈیولپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس مسلط کرنے کی کوشش کے لیے یاد رکھا جائے گا۔ یہ بنیادی حق خطرات سے دوچار رہا اور اِس کے ساتھ ساتھ دیگر تمام حقوق بھی پابندیوں کی زد میں رہے۔

آئین کے آرٹیکل 19 کے تحت اظہارِ رائے کی آزادی پر پابندیوں کے دائرہ کار کو بڑھانے کی ریاست کی کوششوں سے غیر ریاستی عناصر کو شہہ ملی ہے کہ وہ ایسے لوگوں پر اپنی خواہشات مسلط کریں جو ان سے اتفاق نہیں کرتے اور وہ اِس کے لیے اکثر پرتشدد طریقے استعمال کرتے ہیں۔ سیالکوٹ میں سری لنکا کے ایک فیکٹری مینیجر کا توہینِ مذہب کے الزام میں ہجوم کے ہاتھوں وحشیانہ قتل اور پی پی پی کے قانون سازوں کی طرف سے مبینہ طور پر انسانی حقوق کے دفاع کار ناظم جوکھیو کا وحشیانہ قتل، دونوں واقعات اِس کا واضح ثبوت ہیں۔

رپورٹ میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ پچھلی وفاقی حکومت کے جاری کردہ صدارتی آرڈیننس کی تعداد ظاہر کرتی ہے کہ ملک میں سیاسی اتفاقِ رائے نہ ہونے کے برابر تھا۔ حکومت نے 2021 کے دوران ریکارڈ 32 صدارتی آرڈیننس جاری کیے۔ جبری گمشدگی کو باقاعدہ ایک الگ جرم قرار دینے کے لیے جس قانون کا طویل عرصے تک انتظار کیا جا رہا تھا وہ دسمبر 2021 کے اختتام تک منظور نہیں ہو سکا تھا۔ 2021 میں جبری گمشدگیوں کے انکوائری کمیشن کو جبری گمشدگیوں

کے سب سے زیادہ واقعات بلوچستان سے رپورٹ ہوئے۔ اِن کی تعداد 1,108 تھی۔

ملک میں بڑھتی ہوئی مذہبی بنیاد پرستی شدید تشویش کا باعث بنی رہی، خاص طور پر عورتوں اور مذہبی اقلیتوں پر اپنے منفی اثرات کی وجہ سے۔ یہ حقیقت گھریلو تشدد کی روک تھام اور تحفظ بل 2020 اور جبری تبدیلی کی ممانعت بل 2021 پر اسلامی نظریاتی کونسل کے اعتراضات سے واضح ہو جانی چاہیے۔ اِس کے باوجود، ملک میں جنسی زیادتی کے 5,279 اور غیرت کے نام پر 478 قتل اور اسلام آباد میں نور مقدم کے بہیمانہ قتل جیسی صورتحال میں 2021 میں خواتین کے حقوق کے کارکنان نے بجا طور پر کہا کہ پاکستان میں صنف کی بنیاد پر عورتوں کو کچلنے کی منظّم مہم جاری ہے اور اِس کے تدارک کے لیے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کیے جائیں۔

2021 میں کمپنیوں نے اپنے ملازمین کو ملازمتوں سے فارغ کیا تو اس کے نتیجے میں بیروزگار افراد کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ ہوا۔ مزدوروں اور کسانوں کے حالات خاص طور پر خراب ہوئے۔ اِس کی دو خاص وجوہ ہیں: ایک تو یہ کہ پنجاب میں کم از کم تنخواہ میں محض 2,000 روپے کا اضافہ ہوا اور دوسری یہ کہ حکومتِ سندھ نے کم از کم ماہانہ تنخواہ 25,000 روپے کرنے کا فیصلہ کیا تو عدالتِ عظمیٰ نے اس فیصلے پر عملدرآمد روکنے کا حکم صادر کر دیا۔

گذشتہ حکومت کا دعویٰ تھا کہ قومی یکساں نصاب سے تعلیمی تفاوت میں کمی آئے گی مگر یہ اپنے اندر جمہوری رویوں کی کمی اور ناقص طریقہ تدریس کی بدولت ماہرینِ تعلیم اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں کی شدید تنقید کا نشانہ بنا۔

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق اور قومی کمیشن برائے حقوقِ نسواں، دونوں کو فعال کیا گیا اور نئے چیئرپرسنز کا تقرر کیا گیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ قومی کمیشن برائے حقوق نسواں کی چیئرپرسن کی تقرری سیاسی تنازع کی وجہ سے متاثر ہوئی۔ عدالتوں کی جانب سے موت کی سزا کے فیصلوں میں نمایاں کمی ہوئی۔ 2020 میں کم از کم 177 افراد کو سزائے موت سنائی گئی تھی جبکہ 2021 میں یہ تعداد 125 تھی۔ کسی بھی قیدی کو پھانسی لگنے کی اطلاع موصول نہیں ہوئی جبکہ عدالتِ عظمیٰ نے اپنے ایک تاریخ ساز فیصلے میں ذہنی طور پر بیمار تین قیدیوں کی سزائے موت ختم کی۔

موجودہ حکومت کو اپنے دور میں انسانی حقوق کے مسائل کو ہلکا لینے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے۔ اسے آزادیِ اظہار اور تمام کمزور اور نظر انداز شدہ گروہوں کے حقوق کے تحفظ کا عہد کرنا چاہیے۔ اِس کے ساتھ ساتھ، اِسے ٹی ایل پی جیسے انتہائی دائیں بازو کے گروہوں کے آگے گھٹنے ٹیکنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے، جنہوں نے 2021 میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے تشدد کا سہارا لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کی تھی؛ اور نہ حکومت کو شہریوں کی آوازوں کو نظر انداز کرنا چاہیے، خواہ وہ گوادر کے لوگ ہوں جو خطے کی معاشی ترقی میں اپنے حصے کا مطالبہ کرتے ہیں یا خیبر پختونخواہ کے قبائلی ہوں جو بڑھتی ہوئی عسکریت پسندی کے تناظر میں قانون و امن عامہ کی پاسداری کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

ایچ آر سی پی واحد تنظیم ہے جو 30 برسوں سے ملک کی انسانی حقوق کی صورت حال کو مستقل طور پر دستاویزی شکل دے رہی ہے، اور انسانی حقوق اور جمہوریت کی اصل تصویر سامنے لاتی ہے۔ ہمیں پوری امید ہے کہ، اِس بار، ریاست توجہ دے گی۔

20 جون 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے پاکستان میں پرامن اجتماع کی آزادی: قانون سازی کا جائزہ کے عنوان سے اپنی تحقیقی رپورٹ جاری کی ہے۔

تحقیق میں نوآبادیاتی دور کے فرسودہ قوانین پر نظرثانی کرنے اور متعدد کو منسوخ کرنے اور پولیسنگ کے قدیم طریق ہائے کار ترک کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس میں مقنّنہ، انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو بڑی مفصّل سفارشات پیش کی گئی ہیں تاکہ وہ انسانی حقوق کے عالمی معیارات کے مطابق پرامن اجتماع کے حق کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ حنا جیلانی، فرحت اللہ بابر، حبیب طاہر، ریما عمر اور سروپ اعجاز پر مشتمل ایک اعلیٰ سطحی ورکنگ گروپ نے ایچ آر سی پی کی مدد کی جبکہ تحقیقی کام کا بیڑہ اسفندیار وڑائچ نے اٹھایا۔

پرامن اجتماع کا حق کسی بھی جمہوری معاشرے کی اساس ہوتی ہے۔ تحقیق میں پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 16 میں درج اِس حق کا تجزیہ کیا گیا ہے، نیز اس پر اثرانداز ہونے والی قانونی دفعات اور قواعد وضوابط کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، اس تحقیق کے ذریعے ایچ آر سی پی 2010 سے 2020 کے درمیان ہونے والے اجتماعات کا خاکہ کھینچنے کے قابل ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ 858 اجتماعات میں سے کم از کم 392 پر ناجائز قدغنیں لگائی گئیں: اِن میں طاقت کا ضرورت سے زائد استعمال، من مانی اور سیاسی بنیادوں پر کی گئی گرفتاریاں اور نظربندیاں، فوجداری یا دہشت گردی کے الزامات کے تحت مقدمات کا اندراج، اور بغیر کسی معقول وجہ کے طویل مدت کے لیے اجتماعات پر پابندیاں شامل ہیں۔

تحقیقی مطالعے نے تجویز کیا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے کام کے طریقوں میں بہتری لائی جائے اور اِس ضمن میں انہیں انسانی حقوق اور ہجوم کو کنٹرول کرنے کے بہتر طریقوں کے بارے میں تربیت دی جائے جس میں انہیں باور کرایا جائے کہ وہ طاقت کا کم سے کم استعمال کیا کریں؛ اجتماعات تک مرکزی اور ڈیجیٹل میڈیا کی آزادانہ رسائی کو یقینی بنایا جائے؛ اور راستے بند کرنے یا مواد سے متعلق پابندیاں لگانے کی بجائے تقریر کی آزادی اور تمام اجتماعات کی آزادانہ نقل وحرکت کو یقینی بنایا جائے۔

رپورٹ درج ذیل لنک پر دستیاب ہے:

https://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2020/09/2022-Freedom-of-peaceful-assembly-in-Pakistan.pdf

07 جنوری 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے عدالتِ عظمیٰ میں جسٹس عائشہ ملک کی بطورِ جج تعیناتی کو خوش آئند پیش رفت قرار دیا ہے۔ ملکی عدلیہ کی تاریخ میں عدالتِ عظمیٰ میں پہلی خاتون جج کی تعیناتی، عدلیہ میں صنفی تنوع کو فروغ دینے کے حوالے سے ایک اہم قدم ہے، خاص طور ایسی عدلیہ میں جہاں اطلاعات کے مطابق، مجموعی طور پر خواتین ججوں کی تعداد صرف 17 فیصد ہے اور اعلیٰ عدلیہ میں ان کی شمولیت 4.4 فیصد سے کم ہے۔ اس کے باوجود، بنچ اور بار میں پاکستان کی صنفی تفاوت کا ازالہ، اور طبقے، نسل یا مذہب کی بنیاد پر دیگر طرح کی تفاوت کے خاتمے کے لیے زیادہ سرگرم اور طویل المدت لائحہ عمل کی ضرورت ہے جو قانونی برادری میں ڈھانچہ جاتی امتیازی

سلوک اور جنسی اعتبار سے ناروا رویے پر قابو پائے۔ اس مقصد کے لیے جوڈیشل کمیشن آف پاکستان جیسے فیصلہ ساز اداروں میں ہونہار عورتوں جن کی یقیناً کمی نہیں ہے، کی تعیناتی اور زیادہ وسائل صرف کرنے کی ضرورت ہے تاکہ شعبہ قانون میں تعلیم، تربیت اور پیشہ ورانہ تربیت سمیت دیگر مواقع تک تمام طبقوں اور علاقوں کی عورتوں کی رسائی آسان ہو سکے۔ اس کے علاوہ، نامزدگی اور تعیناتی کا طریقہ کار اور زیادہ شفاف اور جمہوری بنانے کی ضرورت ہے تاکہ تنازعات سے بچا جا سکے۔

صنفی اعتبار سے زیادہ متنوع عدلیہ انصاف اور معیاری انصاف تک عوام کی رسائی کے لیے بہت زیادہ مفید ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لیے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ بنچ میں اگر عورتوں کی شمولیت زیادہ ہوگی تو عدالتیں پس ماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والے فریقین مقدمہ اور متاثرین کے لیے زیادہ قابل رسائی بنیں گی اور نتیجتاً عدلیہ پر عوام کا اعتماد بڑھے گا۔

12 فروری 2022: خواتین کے قومی دن کو مناتے ہوئے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو خواتین کی تحریک کا حصہ بننے اور اُن ہزاروں خواتین کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہونے پر فخر ہے جو گھر کے اندر اور عوامی مقامات پر اپنے حقوق لینے کے لیے رُجعتی قوانین اور جابرانہ نظاموں کے خلاف مزاحم ہوئی ہیں۔

یہ اُن کی ثابت قدمی اور جذبے کا ثبوت ہے کہ پاکستان میں خواتین کی تحریک اب نسل، عقیدے، عمر، صنفی شناخت، معذوری اور طبقے کی حدود سے بالاتر ہے۔ اگرچہ حالیہ برسوں میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات اور دائرہ کار میں اضافہ ہوا ہے جس کی مثالیں ہمیں اسلام آباد میں نور مقدم کے بہیمانہ قتل سے لے کر بلوچستان میں خواتین کی جبری گمشدگی اور ماورائے عدالت قتل سے ملتی ہیں تو اُن میں انصاف ہوتا ہوا دیکھنے کی صلاحیت بھی بڑھی ہے۔

یہ عورتوں اور اُن کے ساتھیوں کی انتھک وکالت کی بدولت ہی ممکن ہوا ہے کہ آج عورتوں کو تشدد، ہراسانی اور بدسلوکی سے ماضی کی نسبت بہتر تحفظ حاصل ہے، کم از کم قانون کی حد تک۔ اِس کے باوجود، ایچ آر سی پی مستقبل میں اِس سے بھی سخت لڑائیاں دیکھ رہا ہے جن کے مقابلے کے لیے ہمیں یقین ہے کہ حقوق کی دفاع کار عورتوں کی نئی نسل پوری طرح تیار ہے۔

08 مارچ 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے جنوبی پنجاب کے لیے ایک اعلیٰ سطحی فیکٹ فائنڈنگ مشن مکمل کیا۔ مشن چیئر پرسن حنا جیلانی، وائس چیئر پنجاب راجہ محمد اشرف، کونسل ممبر نذیر احمد، اور ریجنل کوآرڈینیٹر فیصل تنگوانی پر مشتمل تھا۔

ٹیم کے مشاہدے میں آیا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے قبائلی علاقوں میں خواتین اب بھی نقصان دہ رسم و رواج کا شکار ہیں۔ کاروکاری اور ونی کی رسمیں اب بھی سماج میں پیوست ہیں- اس حد تک کہ بارڈر ملٹری پولیس بھی وہ تحفظ فراہم نہیں کرتی جس کے متاثرین مستحق ہیں۔ مزید برآں، بہت سی خواتین کو ان کے خاندان کے مرد افراد شہریتی دستاویزات کے حق سے محروم کر دیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ان کی کوئی سیاسی آواز نہیں ہوتی۔

صوبے میں مذہبی اقلیتوں کی صورت حال خاص طور پر تشویشناک ہے: توہین مذہب کے قوانین کو عام طور پر ہندو اور مسیحی خاندانوں کو زمینوں پر قبضے کے مقاصد کے لیے ڈرانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جبری تبدیلی مذہب عام ہے: ٹیم کی توجہ میں لائے جانے والے ایک واقعے میں، ایک زمیندار نے ایک ہندو مزارع کی بیٹی سے زبردستی شادی کر لی۔ ایچ آر سی پی کو یہ جان کر تشویش ہے کہ ضلعی نگران کمیٹیاں جو جبری مزدوری کے استعمال کی نگرانی اور رپورٹ کرنے کے لیے قائم کی گئی تھیں، غیر فعال ہیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے پیشگی نظام کی بحالی، پنجاب بانڈڈ لیبر سسٹم (ابولیشن) ایکٹ 1992 میں ترمیم افسوسناک ہے اور اسے فوری طور پر واپس لیا جانا چاہیے۔ یہ بات بھی انتہائی تشویشناک ہے کہ، ایچ آر سی پی نے جن جبری مزدوروں سے بات کی ہے، ان کے مطابق، انہیں یومیہ 800 روپے اجرت ملتی ہے جبکہ کم از کم اجرت روپے 1,300 ہے۔ مزید برآں، پاور لوم انڈسٹری میں مزدوروں کا دعویٰ ہے کہ وہ 16 گھنٹے کام کرنے پر مجبور ہیں اور حادثاتی موت یا چوٹ کی صورت میں انہیں سماجی تحفظ یا معاوضے کی کوئی سہولت میسر نہیں۔

چولستان کے رہائشیوں کا ایک سنگین الزام یہ ہے کہ ان کی زمین کی الاٹمنٹ کی درخواستیں جن پر وہ صدیوں سے آباد ہیں، ابھی تک زیرِ التوا ہیں، ان اطلاعات کے ساتھ کہ فوج نے اس زمین کے بڑے حصے پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ پانی کی شدید قلت اور مکینوں کے لیے اسکولوں کی کمی کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

ٹیم کے مشاہدے میں یہ بھی آیا کہ لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنے کام کے دوران مناسب سیکیورٹی کے بغیر جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے، اکثر ڈیوٹی کے دوران اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالتی ہیں اور انہیں دستیاب فوائد نہ ہونے کے برابر ہیں۔

ایچ آر سی پی کو یہ جان کر بھی بہت تشویش ہے کہ ملتان میں قابل کاشت اراضی ڈیفنس ہاؤسنگ ایسوسی ایشنز کے لیے مختص کی جا رہی ہے، اور اطلاعات ہیں کہ جن مقامی باشندوں نے اپنی اراضی فروخت کرنے سے انکار کیا انہیں ہراساں کیا جا رہا ہے۔

ایچ آر سی پی پنجاب حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ جنوبی پنجاب میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے ٹھوس اور شفاف اقدامات کرے۔

09 مارچ 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 'جدید غلامی: پاکستان میں خواتین اور لڑکیوں کی اسمگلنگ' کے عنوان سے ایک تحقیقی رپورٹ جاری کی ہے، جس کے مطابق پاکستان انسانی اسمگلنگ کے لیے ایک ذریعہ، راہداری اور منزل کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اگرچہ قابل اعتماد اعداد و شمار کی کمی کے پیشِ نظر جرم کی شدت کا تعین کرنا مشکل ہے، ایچ آر سی پی خاص طور پر اندرون ملک اسمگلنگ کے نیٹ ورک سے فکرمند ہے، جس کا دائرہ جنسی اسمگلنگ، بچوں کی جبری مشقت، جبری مزدوری، جبری بھیک اور جبری شادی کے معاملات تک پھیلا ہوا ہے۔ معاشی

طور پر کمزور خواتین اور کم عمر لڑکیوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا جاتا ہے۔

تحقیق میں اِس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ انسانی حقوق کی دیگر خلاف ورزیوں کے مقابلے میں اسمگلنگ سے نمٹنا کیوں مشکل ہے۔ اس مشکل کے اسباب اسمگلنگ سے متعلق قابلِ اعتماد کوائف کی کمی اور اس مسئلے کی رپورٹنگ کے فقدان سے لے کر انسدادِ اسمگلنگ کے موجودہ قانون پر عمل درآمد نہ ہونے تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مزید برآں، اسمگلنگ کی مختلف جہتوں کے بارے میں آگاہی کا فقدان اور متعلقہ فریقین جیسے کہ ایف آئی اے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان دیگر وجوہات ہیں۔

رپورٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ انسانی اسمگلنگ کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کوائف اکٹھا کرنے، مرتب کرنے اور رپورٹ کرنے کا ایک موثر نظام ترجیحی بنیادوں پر وضع کیا جائے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی اسمگلنگ کی نشاندہی کرنے اور اطلاع دینے کی صلاحیت کو بھی انتہائی مضبوط کیا جانا چاہیے۔ آخر میں، حکومت کو انسدادِ اسمگلنگ کے قوانین کو لاگو کرنے کے لیے مناسب وسائل مختص کرنے چاہئیں، متعلقہ فریقین کے درمیان بہتر ہم آہنگی کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے، خاص طور پر اسمگلنگ کے خطرے سے دوچار گروہوں کے لیے مخصوص ٹھوس اقدامات کے ساتھ۔

16 اکتوبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن نے 11 ستمبر 2022 کو پشاور میں چار خواجہ سراؤں پر ہونے والے حملے کی تحقیقات کیں اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ حملے کی وجہ ذاتی تنازعہ تھا۔ حملے کا پس منظر یہ تھا کہ متاثرین میں سے ایک نے ملزم کو اپنی ٹیم کے ایک جونیئر رکن کے ساتھ جسمانی تعلق استوار کرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا تھا۔

11 ستمبر کو چار خواجہ سراؤں اور ایک شخص اُس وقت شدید زخمی ہوئے تھے جب ملزم نے اُن کی گاڑی کو فائرنگ کا نشانہ بنایا تھا- وہ ایک شادی کی تقریب سے واپس آ رہے تھے جہاں اُنہوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کرنا تھا۔ ایچ آر سی پی نے کہا ہے کہ خیبر پختونخوا (کے پی) میں خواجہ سراؤں کے خلاف تشدد کے تناظر میں وقوعے کی تحقیقات لازم ہے۔

پولیس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کرے اور قانون کے مطابق کارروائی کرے۔ البتہ عام طور پر خواجہ سرا برادری کے خلاف پولیس کے متعصّبانہ رویے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ پولیس اہلکاروں کو صنفی حساسیت کی فوری اور مؤثر تربیت دی جائے۔ اس کے علاوہ خواجہ سراؤں سے بھتہ وصول کرنے والے پولیس اہلکاروں کو اُن کے کیے کی سزا دی جائے۔

ایچ آر سی پی یہ سفارش بھی کرتا ہے کہ کے پی کی صوبائی کابینہ خواجہ سراؤں کی فلاح و بہبود کے لیے قانون منظور کرے، خاص طور پر خواجہ سراء (حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2018 کے خلاف مذہبی، سیاسی جماعتوں کی مذموم گمراہ کن مہم کے تناظر میں اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

مزید براں، کے پی میں بچوں کے تحفظ و بہبود کے کمیشن کو چاہیے کہ وہ 18 برس سے کم عمر خواجہ سراء افراد کے اندراج کا عمل شروع کرے۔

03 دسمبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اور پوٹھوہار مینٹل ہیلتھ ایسوسی ایشن کے ایک پالیسی ڈائیلاگ میں انسانی حقوق کے دفاع کاروں نے مطالبہ کیا کہ افراد باہم معذوری (پی ایل ڈبلیوڈیز) کی ترقی کے لیے ٹھوس قانون وانتظامی اقدامات کیے جائے۔

شرکاء نے حکومت سے پی ایل ڈبلیوڈیز کا ملک گیر مردم شماری کرنے کا مطالبہ کیا تا کہ ان کی ترقی کے لیے مالی وسائل کا بہتر استعمال ہو سکے۔ انہوں نے مجالس قانون ساز اور پالیسی ساز اداروں میں پی ایل ڈبلیوڈیز کی مؤثر نمائندگی نہ ہونے پر، خاص طور پر کے پی اور بلوچستان میں، بھی افسوس کا اظہار کیا۔

مقررین نے ریاست وسماج دونوں سے مطالبہ کیا کہ پی ایل ڈبلیوڈیز کو 'معذور' کی بجائے مختلف انداز سے قابل افراد کے طور پر دیکھا جائے، اور انسانی حقوق کے تمام دفاع کاروں سے مطالبہ کیا کہ وہ ایک منظّم تحریک چلائیں تا کہ ریاست پی ایل ڈبلیوڈیز کی فلاح و بہبود کرنے کے لیے مجبور ہو اور ایسا مؤثر نظام وضع کرے جس سے پی ایل ڈبلیوڈیز کو گھر، تعلیمی اداروں، اسپتال، بینک اور صنعتوں سمیت تمام جگہوں پر مرکزی دھارے کی آبادی کے ساتھ گھل مِل کر رہنے میں مدد مل سکے۔ اس کے علاوہ، سرکاری ونجی شعبوں کی عمارتوں کو بطورِ پالیسی پی ایل ڈبلیوڈیز کے لیے قابل رسائی بنایا جائے۔

کئی مقررین نے نشاندہی کی کہ معذوریوں کی بروقت تشخیص سے بروقت علاج ممکن ہو جاتا ہے اور نتیجتاً کئی معذوریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ معذوریوں سے متاثر عورتیں صنف اور معذوری کا دہرا بوجھ اٹھاتی ہیں۔

اپنے اختتامی کلمات میں، سابق سینیٹر اور ایچ آر سی پی کے کونسل رکن فرحت اللہ بابر نے کہا کہ پی ایل ڈبلیوڈیز کے لیے توہین آمیز الفاظ کے استعمال کے وسیع تر رجحان کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ کہ جب تک ریاست اور سماج حساس نہیں ہوتے، صرف قانونی اور انتظامی اقدامات ناکافی رہیں گے۔ ان کا کہنا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ تمام سیاسی جماعتیں پی ایل ڈبلیوڈیز کی ترقی کو اپنے دساتیر کا حصہ بنائیں۔

24 جنوری 2022: ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی منعقد کردہ آن لائن کانفرنس کے دوران، تمام مقررین کی متفقہ رائے تھی کہ پس ماندہ گروپس جیسے کہ غیر رسمی موسمی مزدوروں اور خانہ بدوش برادریوں کو شہریتی دستاویزات تک رسائی دینے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ ایچ آر سی پی کو معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ زیادہ تر صحت کی سہولیات، اپنے بچوں کی تعلیم، سماجی تحفظ کی اسکیموں اور کووڈ 19 ویکسینیشن تک رسائی سے محروم ہیں جبکہ کئی شہریتی دستاویزات کے فوائد سے مکمل طور پر بے خبر ہیں۔

چیئرمین نادرا محمد طارق ملک کا کہنا تھا کہ ریاست اور اس کے شہریوں کے درمیان سماجی معاہدہ صرف اس وقت ممکن ہے جب تمام شہریوں کے پاس قانونی شناخت ہوگی۔ انہوں نے واضح کیا کہ 'اگر ریاست آپ کا شمار نہیں کر سکتی تو پھر آپ ریاست کا لحاظ بھی نہیں کر سکتے۔' انہوں نے کہا کہ نادرا نے اس مقصد کے لیے 'شمولیتی اندراج مہم' شروع کی ہے، اور مزید کہا کہ موسمی مزدوروں جیسے پس ماندہ طبقوں جن کے پاس سی این آئی سی کے لیے درکار دستاویزات نہیں ہوتیں انہیں شہریت کی متبادل دستاویزات جاری کی جائیں۔

ایچ آر سی پی کی چیئرپرسن حنا جیلانی نے کہا کہ اگرچہ سی این آئی سی تک رسائی 'سلامتی کی وجوہ' کے سبب جانچ پڑتال کے تابع ہوسکتی ہے، مگر ریاست پر 'سلامتی کا خبط' طاری ہوگیا ہے جس کے باعث لوگوں کے شہریت کے حق کی پامالی ہو رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ نادرا کو اپنی پہنچ کا دائرہ بڑھانے کے لیے سماج کی نچلی سطح کی تنظیموں کے ساتھ شراکت پیدا کرنا ہوگی جبکہ حکومت کو غیر سرکاری تنظیموں کو نشانہ بنانے کے بجائے ان کے کام کی قدر کرنا ہوگی۔

سابق سینیٹر اور ایچ آر سی پی کے کونسل رکن فرحت اللہ بابر نے تجویز دی کہ غیر رسمی مزدوروں اور بے وطن افراد کی حیثیت کے معاملے کے حل کے لیے سینٹ کی کل اراکین کی کمیٹی تشکیل دی جائے، اور مزید کہا کہ پاکستان میں مقیم تمام افراد کو کچھ دستاویزات ضرور فراہم کی جائیں تاکہ انہیں کم از کم کچھ فوائد، بنیادی طور پر صحت کی نگہداشت تک رسائی حاصل ہو جائے۔

رکن پنجاب اسمبلی بشرا بٹ، رکن کے پی اسمبلی افتخار ولی خان، اور رکن سندھ اسمبلی رانا انصر کی متفقہ رائے تھی کہ لوگوں کو شہریتی دستاویزات تک رسائی دینے کی غرض سے سفارشات مرتب کرنے کے لیے تمام صوبوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی ریحانہ لغاری نے نشاندہی کی کہ طریقہ کار خاص طور پر یتیموں، شادی کے بغیر جنم لینے والے بچوں، اور محدود نقل وحرکت رکھنے والی دیہی عورتوں کے لیے بہت مشکل ہے۔ امکان ویلفیئر آرگنائزیشن کی ڈائریکٹر طاہرہ حسن نے نشاندہی کی کہ صفِ اوّل پر کام کرنے والے مزدور نادرا کی پالیسی میں ہونے والے ردّوبدل سے اکثر بے خبر تھے، مثال کے طور پر جب دستاویز سازی کی شرائط کو سادہ کیا گیا تھا۔ سماجی کارکن عثمان غنی نے کہا کہ لسانی اقلیتوں مثال کے طور پر کراچی میں بنگالی برادری کے لیے اگر سی این آئی سی لینا ممکن ہو بھی تو انہیں یہ حاصل کرنے میں دو برس لگ جاتے ہیں۔ سینئر صحافی طلعت حسین نے کہا کہ جو لوگ 'متعلقہ' نہیں سمجھے جاتے وہ شہریت تک رسائی کی بحث سے خارج کر دیے جاتے ہیں۔

18 جون 2022: اپنے ششماہی اجلاس کے اختتام پر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی انتظامی کونسل نے ملک میں جاری سیاسی انتشار پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ رجحان جمہوریت، پارلیمان کی بالادستی اور دستور پسندی کے لیے مہلک ہے۔ بالکل اسی طرح، کمیشن نے اُبھرتے ہوئے معاشی عدم استحکام، آسمان کو چھوتی مہنگائی اور خوراک کے عدم تحفظ جو کہ مزدور اور متوسط طبقے پر شدید اثر انداز ہو رہا ہے، پر بھی فکرمندی کا اظہار کیا ہے۔

ملک کا سب سے بڑا صوبہ پنجاب سیاسی بے یقینی کا شکار ہے۔ ایچ آر سی پی نے ملک کو درپیش اہم مسائل پر غیر جانبدارانہ اتفاق رائے کا مطالبہ کیا ہے۔

کونسل نے آبادی کو درپیش انسانی حقوق کے متعدد سنگین مسائل اجاگر کیے جن میں گلگت بلتستان میں موسمیاتی تبدیلی کے اثرات جن کا مشاہدہ حال ہی میں گلیشئر کے پگھلنے سے آنے والے سیلاب سے ہوا، پنجاب میں شدید گرمی کی حالیہ لہر، سندھ اور بلوچستان میں پانی کی شدید قلت، جس کے نتیجے میں صوبائی تنازعات جنم لے رہے ہیں، نقل مکانی اور ذرائع معاش کا نقصان شامل ہیں۔

کونسل کے مشاہدے میں آیا ہے کہ پاکستان بھر میں پرامن مظاہرین کے خلاف پولیس کی بربریت کے واقعات شدت اختیار کرتے جارہے ہیں اور ریاست مخالف الزامات پر کارکنوں اور سیاسی کارکنوں کی گرفتاریاں معمول کی کارروائی بن گئی ہیں۔ آزادیِ صحافت مسلسل دباؤ میں ہے اور صحافیوں کو مسلسل نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ریاست کو بلا جواز تشدد سے رجوع کرنے کے بجائے اظہارِ رائے کی آزادی، انجمن اور پرامن اجتماع کے حقوق کا احترام کرنا چاہیے۔

ایچ آر سی پی حکومت کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہے کہ جبری گمشدگیوں کے واقعات میں کوئی کمی نہیں آئی، خاص کر بلوچستان، سندھ اور کے پی میں جو بات زیادہ تشویش کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ بلوچ اور پشتون طلبا کی جبری گمشدگی کے واقعات بڑھ گئے ہیں۔ ایچ آر سی پی اپنے اس مطالبے کا اعادہ کرتا ہے کہ جبری گمشدگیوں کو جرم قرار دیا جائے اور ریاست تمام افراد کو جبری گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے کنونشن کی توثیق کرے۔

خواتین اور خواجہ سرا افراد کے خلاف تشدد میں کمی کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیے۔ مذہبی اور فرقہ ورانہ اقلیتیں اب بھی غیر محفوظ ہیں اور سیالکوٹ اور میاں چنوں میں ہجوم کے ہاتھوں ہلاکتوں، پشاور میں شیعہ عبادت گزاروں پر حملہ اور احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی جیسے واقعات میں اضافہ ہورہا ہے۔ ایچ آر سی پی ریاست سے مطالبہ کرتا ہے کہ مذہبی انتہا پسندی کی بڑھتی لہر پر قابو پایا جائے اور سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ تصدق جیلانی کے 2014 کے فیصلے کی روشنی میں اقلیتوں کے قومی کمیشن کو آئینی درجہ دیا جائے تاکہ یہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرسکے۔

ایچ آر سی پی سندھ سٹوڈنٹس یونینز بل کی منظوری، اور پی ڈی ایم ایز کے قیام کی منسوخی اور پیکا پر نظرثانی کے فیصلوں کا خیر مقدم کرتا ہے۔ تاہم تحریکِ عدم اعتماد کی منظوری کے بعد سے مختلف پارلیمانی کمیٹیوں کی نشستیں اب بھی خالی ہیں جبکہ این سی ایچ آر اور این سی ایس ڈبلیو وسائل کی کمی کا شکار ہیں اور اسی وجہ سے مکمل طور پر فعال نہیں ہیں۔ ایچ آر سی پی اسلامی نظریاتی کونسل کے ان بیانات پر بھی سوال اٹھاتا ہے جس میں اس نے کم عمری کی شادیوں پر اسلام آباد ہائی کورٹ کے بیانات پر تنقید کی تھی۔

گلگت۔بلتستان کو صوبہ بنانے کا وعدہ پورا کیا جائے۔ کونسل نے پارلیمان کو اعتماد میں لیے بغیر افغانستان میں جنگجو گروہوں کے ساتھ 'خفیہ مذاکرات' پر تنقید کی۔ ایچ آر سی پی یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ریاست 1951 کے مہاجر کنونشن

اوراس کے 1967 کے پروٹوکول کی منظوری دے اور مہاجرین کے حقوق کے لیے قانون سازی کرے۔

22 اگست 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ملک بھر خصوصاً بلوچستان، سندھ اور جنوبی پنجاب میں سیلاب سے ہونے والے جانی و مالی نقصان پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ وفاقی وصوبائی حکومتوں اور حزب اختلاف کی بے حسی اُن کی نااہلی سے عیاں ہے۔ یہاں تک کہ بڑھتی ہوئی اموات کے باوجود بھی وہ انسانی زندگی پر محاذ آرائی کی سیاست، مجلاتی سازشوں اور خطرناک بیان بازی کو ترجیح دے رہے ہیں۔

تباہی کی شدّت کا فوری طور پر جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور متاثرہ افراد کو فوری طور پر پینے کے صاف پانی کے ساتھ ساتھ بنیادی خوراک اور طبی سامان تک رسائی فراہم کی جائے۔ ریاست کو اس حوالے سے سب سے زیادہ کمزور گھرانوں اور طبقوں کو ترجیح دینی چاہیے، جن میں خواتین، زیر کفالت بچے، معذوریوں سے متاثر افراد، بیمار اور بوڑھے شامل ہیں۔

حکومت اور منتخب نمائندوں، دونوں کو سیلاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غذائی قلّت، بیماری، نقل مکانی، اور ذرائع معاش کے نقصانات سے نمٹنے کے لیے فوری طور پر مناسب منصوبہ بندی پر مبنی عملی اقدامات کرنا ہوں گے۔ تاہم، اس سال کے موسمی رجحانات ریاست کو یہ اہم پیغام دے رہے ہیں کہ اگر ریاست اپنے عوام کو موسمیاتی انصاف کی فراہمی کا عمل شروع کرنے کی اہلیت رکھتی ہے تو تب ہی پاکستان طویل مدت کے لیے قائم ودائم رہ سکتا ہے۔

27 اگست 2022: ایچ آر سی پی سیلاب زدہ علاقوں کے متاثرین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہے۔ ہم اس بات سے آگاہ ہیں کہ یہ ایسی آفت ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ عین اسی وقت، یہ بھی واضح ہے کہ متاثرین کی امداد اور تحفظ میں حکومت اور مقامی انتظامیہ کا کردار مایوس کن ہے۔ یہ امر باعث تشویش ہے کہ ایسے رضا کار اور این جی اوز جو سیلاب زدہ علاقوں میں امداد فراہم کرنے کے خواہاں ہیں، مقامی انتظامیہ ان کی کاوشوں کی حمایت کرنے کی بجائے ان کا راستہ روک رہی ہے۔ موجودہ صورتحال اس محرومی کی عکاس ہے جس کا سرائیکی وسیب کو ایک طویل عرصے سے سامنا ہے۔ ایچ آر سی پی نے اپنی فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ میں نظرانداز کیے گئے ان شعبوں کی نشاندہی کی ہے جو سرائیکی عوام کے سیاسی، معاشی اور سماجی حقوق کی پامالی کے ذمہ دار ہیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے آج ملتان میں اپنی فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ 'جنوبی پنجاب: استحصال، محرومیوں کا گڑھ' میں نقصان دہ سماجی روایات کے ہاتھوں خواتین کے استحصال، مقامی ہندوؤں میں مذہب کی جبری تبدیلی کے واقعات، صنعتی و جبری مزدوروں کے کام کار کے برے حالات، اور چولستان میں مقامی لوگوں کی اراضی کی غیر منصفانہ الاٹمنٹ کے الزامات کو اجاگر کیا ہے۔ یہ الزام بھی سامنے آیا کہ مقامی زمینوں کی غیر شفاف الاٹمنٹ سے مستفید ہونے والوں میں فوج بھی شامل ہے۔ زمینوں کی الاٹمنٹ کی اس غیر منصفانہ پالیسی کا

خمیازہ مقامی برادریوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

جنوبی پنجاب کے مختلف علاقوں کے دوروں اور سرکاری حکام وسول سوسائٹی کے ساتھ مشاورت کو مدِ نظر رکھ کر رپورٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ وفاقی اور صوبائی سطح پر تمام متعلقہ فریقین سرائیکی شناخت کو تسلیم کرنے اور امنِ عامہ کو بہتر بنانے کے لیے پولیس کے باضابطہ اور موثر نظام تک رسائی کو یقینی بنانے کے لیے سیاسی مکالمے کا آغاز کریں۔ ریاست کو صنف پر مبنی تشدد اور امتیازی سلوک، جیسے کہ مذہب کی جبری تبدیلی اور جبری شادیوں کی روک تھام اور جنوبی پنجاب میں خواجہ سراؤں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے بھی حکمت عملی تشکیل دینا ہوگی۔

مذہبی اقلیتوں کو انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں، زمینوں پر قبضے اور توہین رسالت کے قوانین کے ظالمانہ استعمال سے بچایا جائے، مزدوروں کی مناسب اجرت اور سماجی تحفظ کے حقوق کو یقینی بنایا جائے، ضلعی نگران کمیٹیوں کو فعال کیا جائے تاکہ وہ جبری مشقت کے واقعات پر نظر رکھیں اور انہیں رپورٹ کریں۔ کسانوں کی شکایات کے ازالے کے لیے بھی ضلعی سطح کی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ملک کے بااثر ایوانوں میں چولستان کے لوگوں کی آواز ونمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے، اس علاقے پر خصوصی توجہ دی جائے، جبکہ علاقے کی زمین صرف مقامی چولستانیوں کو دی جائے اور اس میں کسی قسم کا مذہبی امتیاز نہ برتا جائے۔

انسانی حقوق کے قومی اداروں جیسے کہ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق اور قومی کمیشن برائے حقوقِ نسواں کو ان حقوق کی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کے تمام مراحل میں شامل کیا جائے۔ ایچ آر سی پی نے ایک بار پھر مطالبہ کیا ہے کہ قانون سازی کر کے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا قومی کمیشن قائم کیا جائے۔ ریاست کو خطے میں صحت وتعلیم کے نظام اور انتظامی ڈھانچے کو مزید مستحکم کرنا چاہیے، اور اس مقصد کے لیے خاص طور پر چولستان جیسے انتہائی محروم علاقوں کے لیے مناسب مالیاتی وسائل مختص کیے جائیں۔ حالیہ سیلاب سے ہونے والی تباہی نے پائیدار ڈھانچے کی ضرورت کو خاص طور پر اجاگر کیا ہے۔

ایچ آر سی پی تمام متعلقہ فریقین پر زور دیتا ہے کہ وہ مل کر کام کریں اور لوگوں کے تحفظات دور کرنے کے لیے فوری اقدامات کریں۔ جنوبی پنجاب میں درماندہ برادریوں کو نظر انداز کرنے کا سلسلہ جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

02 ستمبر 2022: ایک ایسے وقت میں کہ جب پاکستان سیاسی، اقتصادی اور موسمیاتی بحرانوں میں گھرا ہوا ہے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جانب سے منعقدہ ایک عوامی اجلاس سول سوسائٹی کے تحفظات اور مطالبات کا مسودہ سامنے لایا ہے۔

اس وقت سب سے بڑی تشویش حالیہ سیلاب کی وجہ سے ہونے والی تباہی ہے جو نہ صرف موسمیاتی بحران، بلکہ پاکستانی ریاست کی پائیدار، غریب نواز، اور عوام دوست ترقی کو یقینی بنانے میں ناکامی کا بھی نتیجہ ہے۔ مزید برآں، مسلسل سیاسی محاذ آرائی جمہوری اقدار کو کمزور کر رہی ہے جس کا خمیازہ عام شہریوں کو معاشی مشکلات کی صورت میں بھگتنا پڑ رہا ہے، جبکہ اشرافیہ کی کئی دہائیوں کی گرفت، سلامتی کے خبط اور ناقص معاشی منصوبہ بندی نے دہاڑی دار مزدوروں اور مقررہ آمدنی والے محنت کشوں کے لیے جینا دوبھر کر دیا ہے۔

سول سوسائٹی مطالبہ کرتی ہے کہ سیلاب سے متاثرہ تمام افراد کو ریسکیو اور ریلیف فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی اور معاش کی بحالی کے لیے وفاقی اور صوبائی حکومتیں مشترکہ طور پر ایک نیشنل ایکشن پلان بنایا جائے اور اس پر عمل درآمد کیا جائے۔ اس سلسلے میں مقامی حکومتوں کا کردار کلیدی ہے: انہیں مضبوط کیا جانا چاہیے اور تکنیکی اور مالی وسائل اور خودمختاری دی جانی چاہیے جو امدادی کاموں، موسمیاتی تبدیلی کا مقابلہ کرنے والی تعمیرات اور آفات سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، ریاست کو سول سوسائٹی سے متعلق اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنی چاہیے: بین الاقوامی این جی اوز کی بے دخلی نے موجودہ بحران کو اور زیادہ سنگین کر دیا ہے۔

پاکستان کا موسمیاتی بحران ایک سیاسی بحران بھی ہے۔ سول سوسائٹی سمجھتی ہے کہ اگر ریاست موسمیاتی ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے متحدہ محاذ بنانے کی توقع رکھتی ہے تو اسے تمام صوبوں پر منصفانہ توجہ دینا ہوگی اور تمام لسانی گروہوں کی جائز شکایات کا ازالہ کرنا ہوگا، خاص طور پر ان کی شکایات کا جو بلوچستان، سندھ، سابق فاٹا اور سرائیکی وسیب میں آباد ہیں۔ یہ بھی اتنا ہی اہم ہے کہ خواتین کو تمام اداروں اور حکومتی سطحوں پر یکساں نمائندگی دی جائے۔ قومی انتخابات کا انعقاد آزادانہ و منصفانہ انداز میں ہونا چاہیے تاکہ ایسی نمائندہ حکومت کے قیام کو یقینی بنایا جا سکے جو سیاسی لحاظ سے محنت کش طبقوں اور پس ماندہ گروہوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے پرعزم ہو۔

سینئر صحافی امتیاز عالم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سول سوسائٹی کو تمام بنیادی حقوق کے تحفظ پر مشتمل چارٹر آف ڈیمانڈز تیار کرنا ہوگا۔ انسانی حقوق کی دفاع کار تنویر جہاں نے کہا کہ آفات سے نمٹنے کی تیاری کی حکمت عملیوں میں موبائل میڈیکل یونٹس اور ایسے خاندانوں کا سراغ لگانے کے نظام شامل ہونے چاہئیں جو آفات سے تقسیم ہو گئے تھے۔

ماہر سیاسی معیشت ڈاکٹر فہد علی نے کہا کہ آئی ایم ایف کے معاہدے پر دوبارہ بات چیت ہونی چاہیے کیونکہ پاکستان کو اب بحالی نو اور تعمیر نو کے لیے مالیاتی استحکام کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دفاعی اخراجات جو کہ 'کمرے میں پڑے ہاتھی' کے مترادف ہیں، پر کھل کر بحث ہونی چاہیے۔ سینئر ایڈووکیٹ عابد ساقی نے کہا کہ حالیہ بحرانوں کو حل کرنے کے لیے ایسی بامعنی سیاسی تحریک کی ضرورت ہے جس میں مزدور، خواتین اور طلبہ شامل ہوں۔

ایچ آر سی پی کی چیئر پرسن حنا جیلانی نے کہا کہ سول سوسائٹی کے لیے مقبول ہوتے سیاسی بیانیے کے خلاف متحد ہو کر کام

کرنا بہت اہم ہے جو اصول پر مبنی نظم پر یقین نہیں رکھتا اور جذباتی لفاظی اور عوامیت پسندی کو اہمیت دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایچ آر سی پی سول سوسائٹی کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لیے اپنی اجتماع سازی کی طاقت کا استعمال کرے گا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ سول سوسائٹی کو نہ صرف یہ باور کرانا ہے کہ وہ ایک اہم طاقت ہے بلکہ اس کے لیے موجودہ بحران میں اپنے وجود کو ناگزیر ثابت کرنا بھی ضروری ہے۔

06 ستمبر 2022: کم از کم تین کروڑ افراد کو متاثر کرنے والے تباہ کن سیلاب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اِس مطالبے کا پرزور حامی ہے کہ عالمی برادری پاکستان کو فوری طور پر ہرجانہ ادا کرے، خاص طور پر وہ ممالک جو زیادہ گرین ہاؤس گیسیں خارج کرتے ہیں کیونکہ وہ اس ماحولیاتی بحران کے براہ راست ذمہ دار ہیں۔

مہنگائی کی ریکارڈ بلند شرحوں اور معاشی بحرانوں کی بدولت پہلے ہی نقدی کی قلّت کے شکار، پاکستان میں کم آمدنی والے طبقے پورے ملک میں آنے والے غیر معمولی سیلاب کے باعث تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں- 1,000 سے زیادہ جانیں ضائع ہوئیں، اور گھر اور ذرائع معاش تباہ ہوگئے۔ سڑکیں اور صحت کا بنیادی ڈھانچہ بشمول صحت کے بنیادی مراکز اور ضلعی اسپتال بھی زیرِ آب آگئے ہیں جس سے وہ لوگ شدید خطرے سے دوچار ہیں جنہیں فوری فوری طبی امداد کی ضرورت ہے جیسے کہ حاملہ خواتین، بچے اور عمر رسیدہ لوگ۔

اگرچہ سیلاب سے متاثرہ افراد کے لیے حکومت کے امدادی و بحالیِ نو کے منصوبے میں بہتری کی بہت زیادہ گنجائش موجود ہے، لیکن یہ واضح ہے کہ پاکستان ایک ایسی آفت کی لپیٹ میں ہے جس سے بچاؤ ممکن تھا اور اِس سے بھی اہم بات کہ جس میں اِس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔۔ عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے مطابق، تاریخی طور پر گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں پاکستان کا حصہ صرف 0.4 فیصد رہا ہے۔ اِس کے باوجود، یہ دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جو ماحولیاتی تبدیلی کے اعتبار سے سب سے زیادہ خطرے سے دوچار ہیں۔ یہ عدمِ توازن اِس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تمام ممالک کو یکجا ہونا چاہیے اور نہ صرف موسمیاتی تبدیلی کے مسئلے کا حل طے کرنا چاہیے، بلکہ ماحولیاتی انصاف کے حوالے سے ایسے اقدامات بھی کرنا ہوں گے جو مساوات اور جوابدہی کے اصولوں کو سرِ فہرست رکھیں۔

اِس وقت پاکستان کے وسائل عوام کی بحالیِ نو اور ڈھانچے کی تعمیرِ نو کے لیے استعمال ہونے چاہئیں نہ کہ بیرونی قرضوں کی ادائیگی پر۔ موسمیاتی تبدیلیوں کی مد میں ہرجانے کی ادائیگی سب سے بنیادی مطالبہ ہے، جس کے لیے عالمی رہنماؤں کو ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہیے۔

15 جولائی 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو حیدرآباد کے ایک ہوٹل میں جھگڑے کے دوران ایک شخص کی ہلاکت کے بعد سندھ میں لسانی اور سیاسی تناؤ میں اضافے پر سخت تشویش ہے۔

ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ واقعے کی غیر جانبدارانہ اور شفاف تحقیقات کی جائے اور سندھ حکومت صوبے میں جرائم

اور تشدد پر قابو پانے کے لیے اقدامات کرے۔ عین اسی وقت، حکام کے علاوہ پاکستان کی تمام ترقی پسند آوازوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ باعثِ تفریق یا نسل پرستانہ بیانات سے احتراز کریں۔

ایچ آر سی پی بلال کاکا کے قتل اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے لسانی تناؤ کے حقائق معلوم کرنے کے لیے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

30 اکتوبر 2022: اپنے چھتیسویں سالانہ عمومی اجلاس (اے جی ایم) کے اختتام پر، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جنرل باڈی نے وفاقی وصوبائی حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ حالیہ سیلاب میں اپنے گھروں اور ذرائع روزگار سے محروم ہونے والے لاکھوں افراد کی آبادکاری کے لیے اپنی کوششوں میں تیزی لائیں۔ بلاشبہ، تباہی کا پیمانہ غیر معمولی ہے، لیکن اب ضرورت اس بات کی ہے کہ بے گھر ہونے والوں کے لیے اِس قسم کے گھروں کی تعمیرات پر فوری توجہ دی جائے جو موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کا مقابلہ کرسکیں۔

ایچ آر سی پی نے زرعی اصلاحات کے مطالبے کا اعادہ کیا ہے کیونکہ یہ اصلاحات نہ صرف غربت میں کمی لانے اور خوراک و مکان تک مساوی رسائی جیسے حقوق کے حصول کے لیے ضروری ہیں، بلکہ سیلاب سے متاثر لوگوں کی دوبارہ آبادکاری کے لیے بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ پاکستان کو موسمیاتی ہرجانے طلب کرنے کا پورا حق حاصل ہے، مگر اسے اپنی داخلی پالیسیوں پر بھی نظر دوڑانا ہوگی اور ایک ایسی حکمتِ عملی وضع کرنا ہوگی جس سے ملک کے انتہائی غیر محفوظ طبقے موسمیاتی انصاف پاسکیں اور معاشی بحران کے دوران تمام لوگوں کے حقِ خوراک، مکان اور صحت کی حفاظت یقینی ہوسکے۔

ایچ آر سی پی نے ملک میں جاری سیاسی کشیدگی پر بھی تشویش کا اظہار کیا اور سرکار و حزبِ اختلاف، دونوں کو باور کرایا ہے کہ یہ طرزِ عمل نہ صرف پاکستان کی جمہوریت کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ لوگوں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں پر بھی اثر انداز ہورہا ہے۔

جبری گمشدگیوں اور ماورائے عدالت ہلاکتوں میں ملوث مجرموں کا محاسبہ نہ ہونا تشویش کا باعث ہے۔ ایچ آر سی پی نے یاددہانی کرواتے ہوئے کہا کہ اِس کے اپنے ایک رکن، لالہ فہیم بلوچ کو کراچی سے لاپتہ ہوئے دو ماہ بیت چکے ہیں، اور اُن کی بحفاظت بازیابی کا مطالبہ کیا۔

ایچ آر سی پی کو بلوائی تشدد میں اضافے پر تشویش ہے۔ حال ہی میں مشتعل ہجوم نے کراچی میں دو فراد کو مار مار کر ہلاک کر دیا محض اِس بے بنیاد شبہ پر کہ وہ اغواء کار تھے۔ اگرچہ یہ وقوعہ سماج میں بڑھتی ہوئی بربریت کی نشاندہی کرتا ہے، مگر اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انصاف کی فراہمی کے حوالے سے لوگوں کا ریاست پر اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ ریاست کو سوات کے باشندوں کے مطالبات پر بھی کان دھرنا ہوں گے، جو طویل عرصہ سے شدت پسندی میں اضافے سے خبردار کر رہے ہیں، اور اُنہیں انتہا پسندی سے پھوٹنے والے تشدد کے رحم کرم پر بے یارومددگار نہیں چھوڑا جاسکتا۔

احمدیہ برادری پر دانستہ اور بتدریج بہیمانہ ظلم وستم، جس کی حالیہ مثال نکاح نامے میں عقیدے کا لازمی اظہار ہے، باعثِ تشویش ہے۔ ایچ آر سی پی کا ریاست سے یہ مطالبہ بھی ہے کہ سندھ میں شیڈول ذاتوں کو حکومت میں مناسب نمائندگی دی جائے اور اُنہیں ہر قسم کے امتیازی سلوک سے تحفظ فراہم کیا جائے۔ خواجہ سراء افراد (حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2018 کے خلاف مذموم مہم ختم ہونی چاہیے اور صوبائی حکومتوں کو بھی خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون سازی کرنا ہوگی۔

افغان مہاجرین کے حوالے سے ریاست ایسی حکمت عملی اختیار کرے جو پاکستان میں اُن کے پناہ لینے اور ملک میں بطورِ مہاجرین باعزت زندگی بسر کرنے کا حق تسلیم کرے، جبکہ اِس کے ساتھ ساتھ میزبان برادریوں کے سیاسی و معاشی حقوق کی حفاظت بھی کرے۔ اس کے علاوہ، ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ معذوریوں سے متاثر افراد کو تمام سرکاری اداروں تک رسائی دی جائے۔ ایچ آر سی پی یہ بھی ضروری سمجھتا ہے کہ تمام عدالتی تقرریاں لسانیت، عقیدے یا صنف کے امتیاز سے بالاتر ہو کر میرٹ کی بنیاد پر کی جائیں۔

جمہوری نظام کے استحکام کے لیے تمام افراد کے اظہار، اجتماع اور انجمن سازی کے حق کو تحفظ دینا ناگزیر ہے۔ ایچ آر سی پی عاصمہ جہانگیر کانفرنس کے دوران تقریر پر منظور پشتین کے خلاف مقدمے کے اندراج کی ایک مرتبہ پھر مذمت کرتا ہے۔ کمیشن کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ تمام شہریوں کے پرامن احتجاج کے حق کی حفاظت یقینی بنائے۔ اس کے علاوہ، ایچ آر سی پی کے لیے یہ امر باعث تشویش ہے کہ ریاست قواعد وضوابط کی آڑ میں این جی اوز اور سول سوسائٹی تنظیموں کی سرگرمیوں میں غیر ضروری مداخلتوں کا مظاہرہ کر رہی ہے، اور یہ حقیقت ملحوظِ خاطر رہے کہ اِن میں سے بیشتر تنظیمیں ایسے شعبوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں جنہیں ریاست نے نظرانداز کر رکھا ہے۔

24 نومبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے آج کوئٹہ میں 'آنکھوں سے اوجھل: بلوچستان کی کوئلے کی کانوں میں حقوق کی خلاف ورزیاں' کے عنوان سے ایک فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ کا اجراء کیا ہے جس میں اِس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ صوبے کی کانوں میں حادثات کا تسلسل جاری ہے جس کے سبب بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوگئیں جبکہ کئی کان کنوں کی ایک بڑی تعداد زخمی ہو چکی ہے۔

کانوں کے دورے، کان کنوں، مزدور رہنماؤں اور سرکاری محکموں کے ساتھ مشاورتوں کی بنیاد پر، رپورٹ میں سفارشات پیش کی گئی ہیں کہ تربیت یافتہ سرکاری سیفٹی انسپکٹرز کی تعداد بڑھائی جائے، اُن کے انسپکشن دوروں میں اضافہ کیا جائے تاکہ حفاظتی معیارات کی پاسداری یقینی ہو سکے اور کانوں کے حادثات کم ہو سکیں۔ کان مالکان اور ٹھیکیدار بھی فعال ایمبولینس سروس یقینی بنائیں، مزدوروں کو ہنگامی طبی امداد کا بندوبست کریں اور ہر ایک کان پر مستقل اندرونی سیفٹی انسپکشن کا نظام متعارف کروائیں۔ کانوں کی سرنگیں قانون کی مطابقت میں تعمیر کی جائیں اور ہوادار رکھی جائیں تاکہ تازہ ہوا داخل ہو سکے اور زہریلی گیسیں جمع نہ ہوں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وفاقی حکومت آئی ایل او کنونشن سی—

176 کی توثیق کرے تاکہ پیشہ ورانہ تحفظ وصحت کے مقرر کردہ کم از کم معیارات طے ہوسکیں اور ان کی پاسداری ہو سکے۔

کان کنوں کے اندراج کو یقینی بنایا جائے اور اُنہیں ای او بی آئی، سوشل سیکیورٹی اور ورکرز ویلفیئر فنڈ کے فوائد کا مستحق قرار دیا جائے۔ مہاجر کان کنوں کا اندراج بھی کیا جائے تاکہ اُن کے ساتھ ہونے والا امتیازی سلوک ختم ہو، اُنہیں مناسب معاوضہ مل سکے اور صحت کی سہولیات اور شہریتی حقوق میسر ہوسکیں۔

ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ حکومت کان کنی کے شعبے کو صنعت کا درجہ دے تاکہ مناسب حفاظتی اقدامات نہ کرنے والے کانوں کے مالکان اور ٹھیکیداروں کو مائنز ایکٹ 1923 کے تحت جوابدہ ٹھہرایا جاسکے۔ حکومت کو کان کنی میں ٹیکنالوجی میں ترقیاتی رجحانات پر بھی خصوصی توجہ دینا ہوگی تاکہ کانوں کے انتظامات چلانے والوں اور مالکان کو ترغیب دی جاسکے کہ وہ کان کنی کے متروک اور خطرناک طریقے ترک کرکے جدید طریقے اختیار کریں۔

07 دسمبر 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے موسمیاتی انصاف پر ایک قومی گول میز کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں کہا گیا کہ سیلاب 2022 کے تباہ کن اثرات کے تناظر میں ایک ایسے نئے سماجی معاہدے کی ضرورت ہے جس کی بنیاد موسمیاتی انصاف پر ہو۔ جس سے مراد یہ ہے کہ موسمیاتی تبدیلی محض ماحولیاتی معاملہ ہی نہیں بلکہ ایک اخلاقی، قانونی اور سیاسی معاملہ ہے۔

گول میز کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے، ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل حارث خلیق نے حالیہ سیلاب کا حوالہ دیتے ہوئے موسمیاتی تبدیلی سے لوگوں کی زندگیوں اور ذرائع معاش پر پڑنے والے منفی اثرات کا ذکر کیا۔ انہوں نے ماحولیاتی حقوق کو انسانی حقوق کی فہرست کا لازمی جُز بنانے کی ضرورت اُجاگر کی اور کہا کہ موسمیاتی انصاف کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے قلیل مدتی اور طویل مدتی، دونوں طرح کے حل تلاش کرنا ہوں گے۔

کانفرنس کے شرکاء کا کہنا تھا کہ حقِ زندگی، ذریعہ معاش، مکان، صفائی، صحت، خوراک، پانی اور صاف ہوا جیسے بنیادی حقوق سے حقیقی معنوں میں مستفید ہونے کے لیے ماحولیاتی حقوق کا تحفظ ناگزیر ہے۔ نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کے سابق سربراہ، اور ایشین ڈیزاسٹر پریپیئر ڈنیس سنٹر کے قومی مشیر جنرل (ریٹائرڈ) ندیم احمد نے زور دے کر کہا کہ ہنگامی ردِعمل کے دوران خوراک، رہائش، صفائی کے لیے پانی اور صحت کی نگہداشت کو ترجیح دینی چاہیے۔ موسمیاتی تبدیلی پر سینٹ کی قائمہ کمیٹی کی چیئرپرسن سیمی ایزدی کا کہنا تھا کہ نچلی سطح پر تبدیلی لانے کے لیے مقامی حکومت کا ہونا ضروری ہے۔ انڈس ارتھ ٹرسٹ کے سی ای او شاہد سعید نے متاثرہ افراد کے نفسیاتی صدمے کو کم کرنے کے لیے قلیل مدتی اقدامات کی ضرورت پر زور دیا۔ ماہرِ تعلیم بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ نے کہا کہ موسمیاتی تبدیلی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے ہر سطح پر حکمتِ عملیاں وضع کرنے کی ضرورت ہے، اور اِس مقصد کے لیے این ڈی ایم اے، وزارتِ موسمیاتی تبدیلی اور وزارتِ منصوبہ بندی کے مابین قریبی رابطہ انتہائی ضروری ہے۔

ماحولیاتی امور پر نگاہ رکھنے والی صحافی عافیہ سلام نے 2022 کے حالیہ سیلاب کے وقت ریاست کی عدم تیاری کی حقیقت بے نقاب کی اور مطالبہ کیا کہ ریاست کو نہ صرف قدرتی آفت سے نمٹنے کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے بلکہ آفت کے امکانات میں کمی لانے کے لیے بھی سرگرم ہونا ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ریاست انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے خطرات اور خامیوں کا جائزہ لے اور آفت سے نمٹنے کی کوششوں کے دوران صنفی تفریق پر قابو پانے اور نوجوانوں کو بہتر ذرائع میسر کرنے پر توجہ دے۔ ماہرِ تعلیم ضیغم عباس نے نشاندہی کی کہ موسمیاتی تبدیلیوں کا کامیابی کے ساتھ سامنا کرنے کے لیے سماج کی نچلی سطحوں پر روایتی علوم کا نظام موجود ہے جسے بروئے کار لانے کی ضرورت ہے، جبکہ جناح انسٹی ٹیوٹ سے تعلق رکھنے والے سیف جمالی نے آفات پر ردِعمل کے لیے معاشرتی دانش سے مستفید ہونے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ سماج میں صدیوں سے پروان چڑھنے والے علم وحکمت کو نمایاں حیثیت حاصل رہے۔

کانفرنس کی بحث کو سمیٹتے ہوئے وفاقی وزیر برائے موسمیاتی تبدیلی شیری رحمان نے یہ حقیقت سامنے لائی کہ ہر بحران سب سے زیادہ پسے ہوئے طبقوں کو متاثر کرتا ہے، جیسے کہ حالیہ سیلابوں نے عورتوں اور بچوں کو متاثر کیا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ سائنسی مہارتوں کو ترجیح دینا ہوگی، ایسی پالیسیاں اپنانا ہوں گی جو معروضی حقائق سے جُڑی ہوئی ہوں، اور موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے ملکی سطح کا منصوبہ وضع کرنا ہوگا۔

23 فروری 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اپنے سابق چیئرپرسن اور موجودہ کونسل کے رکن ڈاکٹر مہدی حسن کے انتقال پر غم سے نڈھال ہے۔ ایک تجربہ کار صحافی، عوامی دانشور اور پاکستان کے نامور میڈیا تاریخ دانوں میں سے ایک، ڈاکٹر حسن دو بار ایچ آر سی پی کے چیئرپرسن اور پانچ بار پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کے عہدے دار کے طور پر منتخب ہوئے۔

پنجاب یونیورسٹی اور بعد ازاں بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی میں شعبہ صحافت کے اُستاد کی حیثیت سے، اُنہوں نے رپورٹرز اور کالم نگاروں کی کئی نسلوں کی پرورش کی، اور ہمیشہ حقائق اور شواہد کی دیانت پر زور دیا۔ ان کے نرم خو لہجے کی بنیاد اُن کی سیاسی لیاقت تھی جس کا دعویٰ بہت کم لوگ کر سکتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر حسن ہی تھے جن سے بہت سے سرکردہ سیاست دان جو اُن کے سابق طلباء تھے، مشورے کے لیے رجوع کرتے تھے اور وہ بغیر کسی خوف وطمع کے مشورہ دیا کرتے تھے۔

بڑے فخر کے ساتھ اپنی شناخت ایک سیکولر فرد کے طور پر کروانے والے ڈاکٹر حسن حوصلے وہمت کے ساتھ اپنے اصولوں پر قائم رہے اور طویل عرصے سے متنبہ کر رہے تھے کہ پاکستان اُس وقت تک حقیقی جمہوریت بننے کی اُمید نہیں کر سکتا جب تک یہ مذہبی قوم پرستی کی طرف مائل رہے گا۔ مذہب، اظہار اور رائے کی آزادی کے ساتھ اُن کی غیر متزلزل وابستگی نے پاکستان بھر میں انسانی حقوق کے دفاع کاروں اور ترقی پسند صحافیوں کو رہنمائی فراہم کی، جن میں سے بہت سے شاعری اور سیاسی کہانیوں کی مشترکہ محبت کی وجہ سے لاہور میں اُن کے گھر پر اکٹھے ہوں گے۔

ڈاکٹر حسن کی کمی بہت زیادہ محسوس ہوگی اور ہم اُن کے اہلِ خانہ اور دوستوں کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے تعزیت کا

اظہار کرتے ہیں۔

12 اپریل 2022: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے تنظیم کے سابق اعزازی ترجمان اور سیکرٹری جنرل آئی اے رحمان کو ان کی پہلی برسی کے موقع پر یاد کیا ہے۔

محترم رحمان کی مستحکم قیادت میں، جو 25 سال تک جاری رہی، ایچ آر سی پی بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کی قابلِ اعتبار تنظیم بن گئی اور اس نے اپنی آزادی اور غیر جانبداری کو برقرار رکھا۔ اس وقت میں، محترم رحمان نے ملک بھر میں انسانی حقوق کے متعدد نوجوان دفاع کاروں کی رہنمائی کی، جو سبھی ان کی گرمجوشی، بصیرت اور غیر متزلزل سلیمت کو یاد کرتے ہیں۔

محترم رحمان زندگی بھر انسانی حقوق کے لیے کام کرتے رہے۔ بطور ایک ممتاز صحافی، انہوں نے آئین پرستی، اظہار رائے کی آزادی اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کا دفاع کرتے ہوئے جبری گمشدگیوں اور سزائے موت کے خاتمے کی وکالت کے لیے غیر معمولی وضاحت کے ساتھ لکھا۔ وہ خواتین کی تحریک اور مزدوروں کے حقوق کی تحریک کا ایک اٹوٹ حصہ تھے، جب کہ بلوچستان کے لیے ان کی خاص محبت اور فکر کی وجہ سے انہوں نے برسوں تک صوبے کی نبض پر انگلی رکھے رکھی۔

محترم رحمان کا ایکٹوازم سرحدوں سے ماورا تھا اور انہوں نے جنوبی ایشیا میں امن اور تنوع کی وکالت کی کوششوں کو قوّت بخشی۔ درحقیقت، اُن کا وسیع علم ایسا تھا کہ نوبل انعام یافتہ امرتیہ سین نے گزشتہ سال ایک ریفرنس میں کہا تھا کہ ان کی خواہش ہے کہ انہیں مسٹر رحمان کے ساتھ اور زیادہ گفتگو کرنے کا موقع ملتا۔

اپنے وطن میں سیاسی رہنماؤں، طلباء، کسانوں اور ٹریڈ یونینوں کے درمیان یکساں طور پر، مسٹر رحمان بہت سے لوگوں کے لیے اخلاقیات کا پیکر رہے۔ ایچ آر سی پی میں، ہم اُن کی زندگی کا جشن مناتے ہیں یہاں تک کہ ہم ان کے مقروض ہیں۔

تصاویر کے ذرائع

Cover image credit: https://www.independent.co.uk/Rana Sajid Hussain/Pacifi/SIPA/ReX

- https://tribune.com.pk/story/2391497/ pakistan-and-ajk-worst-victims-of-climate-change-ajk-president
- https://www.dawn.com/news/1713359
- https://dailytimes.com.pk/936373/fire-destroys-70-percent-of-azad-kashmirs-kotli-forest/
- https://www.aajenglish.tv/news/30300575
- https://tribune.com.pk/story/1191016/sectarain-harmony-sunni-volunteers-protect-shia-mourners-gilgit-baltistan
- https://www.dawn.com/news/1465300
- https://www.dawn.com/news/1601962
- https://www.geo.tv/ drinking-water#latest/359516-balochistan-sees-sharp-rise-in-hepatitis-cases-due-to-lack-of-clean
- https://www.dawn.com/news/1715165
- https://www.geo.tv/latest/451087-why-is-pakistan-a-dangerous-country-for-journalists
- https://www.dawn.com/news/1688563
- https://www.dawn.com/news/1101541
- https://www.dawn.com/news/1691370
- https://tribune.com.pk/story/2381012/huge-protests-in-swat-against-militancy
- https://www.thenews.com.pk/ umrah-kp-resolution#latest/750162-transgender-individuals-should-be-allowed-to-perform-hajj
- https://tribune.com.pk/story/2373420/k-p-overwhelmed-by-deluge
- https://www.thenews.com.pk/latest/950755-punjab-to-get-new-chief-minister-today
- not used
- https://www.dawn.com/news/1203669
- https://www.thenews.com.pk/ #latest/962594-azadi-march-pti-writes-to-un-demanding-probe-into-state excesses-human-rights-violations
- https://www.thenews.com.pk/ latest/935224-qandeel-baloch-murder-case-accused-waseem-is-a-free-man-now
- https://www.samaaenglish.tv/news/2362839
- https://tribune.com.pk/story/2040769/flood-wreaks-havoc-rajanpur-vehari
- https://archive.pakistantoday.com.pk/2018/02/27/ facilities/#as-many-as-403-katchi-abadis-in-sindh-still-lack-lease-rights-other-basic
- https://www.geo.tv/ memon#latest/461868-afghan-illegal-immigrants-jailed-minors-not-under-arrest-sharjeel
- https://arynews.tv/dua-zehra-sindh-govt-to-fight-legal-battle-now/
- https://tribune.com.pk/story/1588755/ several-injured-police-baton-charge-protesting-teachers-karachi
- https://www.dawn.com/news/1689486
- https://edition.cnn.com/2022/04/27/asia/pakistan-karachi-blast-chinese-nationals-killed-intl-hnk/index.html

1986 میں تشکیل پانے اور 1987 میں رجسٹر ہونے والا پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) ملک میں انسانی حقوق کا نامور خودمختار ادارہ ہے۔ رکنیت کے اصول پر مبنی ادارہ، ایچ آر سی پی ملک کے تمام شہریوں اور باشندوں کے ہر قسم کے حقوق — شہری، سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق — کے تحفظ کے لیے کوشاں ہے۔ ایچ آر سی پی دستور پاکستان میں دی گئی بنیادی آزادیوں اور انسانی حقوق کے عالمی معاہدات جن میں سے بعض کا پاکستان فریق ہے، میں دیا گیا طریقہ کار بروئے کار لاتا ہے۔

2020-2023 کے عرصہ کے لیے ایچ آر سی پی کے درج ذیل عہدیداران ہیں: حنا جیلانی (چیئر پرسن)، اسد اقبال بٹ (شریک چیئر پرسن)، حسین نقی (خزانچی)، حبیب طاہر (وائس چیئر، بلوچستان)، اکبر خان (وائس چیئر، خیبر پختونخوا)، راجہ اشرف (وائس چیئر، پنجاب)، اور قاضی خضر (وائس چیئر سندھ)۔

ایچ آر سی پی سیکریٹریٹ کی نمائندگی سیکرٹری جنرل حارث خلیق کرتے ہیں۔ ادارے کے روزمرہ کے امور کی نگرانی ڈائریکٹر فرح ضیاء کرتی ہیں۔ ملک بھر میں انسانی حقوق کے دفاع کار ایچ آر سی پی کے کام کی اعانت کرتے ہیں۔

ہیڈ آفس / پنجاب چیپٹر

ایوان جمہور۔107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600

فون: 5969 3586 8341, 3583 4994, 3586 42 92+

ای۔میل: hrcp@hrcp-web.org

موبائل (شکایات سیل) 4884 341 321 / 6800 200 333 92+

ای میل: complaints@hrcp-web.org

ویب سائیٹ: www.hrcp-web.org

اسلام آباد آفس / مرکز برائے فروغ جمہوریت

آفس B-1، فلور 2، بلاک ڈی-12، جی 8، مرکز، اسلام آباد

فون: 1127 835 51 92+

موبائل (شکایات سیل): 4773 569 333 92+

ای میل: islamabad@hrcp-web.org

کوئٹہ ریجنل آفس

فلیٹ نمبر C-6، کبیر بلڈنگ

ایم۔اے جناح روڈ، کوئٹہ

فون: 7869 282 81 92+،

فیکس: 0117 282 81 92+

شکایات سیل (موبائل) 6125 294 306 92+

ای میل: quetta@hrcp-web.org

تربت / کمران ریجنل آفس

پرواز ہاؤس، بالمقابل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

پسنی روڈ، تربت، کیچ

فون: 365 413 852 92+

موبائل: 2406 234 323 92+

ای میل: turbat@hrcp-web.org

ملتان ریجنل آفس

مکان نمبر A-24، ابدالی کالونی

گلی مسجد ٹینا والی، ڈیرہ اڈا، ملتان

فون: 7217 451 61 92+

شکایات سیل (موبائل): 5529 331 665 92+

ای میل: multan@hrcp-web.org

کراچی ریجنل آفس

یونٹ نمبر 08، فلور 1

سٹیٹ لائف بلڈنگ نمبر 5 (الاکو ہاؤس)

عبداللہ ہارون روڈ

صدر، کراچی۔74400

فون: 7132 3563 7131, 3563 21 92+

فیکس: 7133 3563 21 92+

(شکایات سیل): 6287 111 315 92+

ای میل: karachi@hrcp-web.org

حیدرآباد ریجنل آفس

306- فائزہ آرکیڈ

(لوٹ اینڈ میزانائن فلور)

نزد مسجد حاجی شاہ بخاری درگاہ

صدر کنٹونمنٹ، حیدرآباد

فون: 770 720 3688, 278 22 92+

فیکس: 4645 278 22 92+

موبائل (شکایات سیل): 2222 339 310 92+

ای میل: hyderabad@hrcp-web.org

پشاور ریجنل آفس

مکان نمبر 43، گلشن اقبال ٹاؤن

نزد نائس ایجوکیشن سسٹم (کالج)

نزد اربابِ روڈ شاپ، مین یونیورسٹی روڈ، پشاور

فون: 4253 584 91 92+

فیکس: 3318 585 91 92+

شکایات سیل (موبائل): 2097 935 331 92+

ای میل: peshawar@hrcp-web.org

گلگت۔ بلتستان ریجنل آفس

آفس نمبر 8-9، راکنگ ہل پلازہ

جماعت خانہ روڈ، ذوالفقار آباد کالونی

جتیال، گلگت

موبائل (شکایات سیل): 1088 454 355 92+

ای میل: gilgit@hrcp-web.org